پڑھی جانے والی زبان ہے بلکہ اس کے سمجھنے، بولنے اور پڑھنے والے اب ساری دنیا میں پھیل گئے ہیں۔ کونسل کی کوشش ہے کہ عوام اور خواص میں یکساں مقبول اس ہر دلعزیز زبان میں اچھی نصابی اور غیر نصابی کتابیں تیار کرائی جائیں اور انھیں بہتر سے بہتر انداز میں شائع کیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے کونسل نے مختلف النوع موضوعات پر طبع زاد کتابوں کے ساتھ ساتھ تنقیدیں اور دوسری زبانوں کی معیاری کتابوں کے تراجم کی اشاعت پر بھی پوری توجہ صرف کی ہے۔

یہ امر ہمارے لیے موجب اطمینان ہے کہ ترقی اردو بیورو نے اور اپنی تشکیل کے بعد قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے مختلف علوم وفنون کی جو کتابیں شائع کی ہیں، اردو قارئین نے ان کی بھرپور پذیرائی کی ہے۔ کونسل نے ایک مرتب پروگرام کے تحت بنیادی اہمیت کی کتابیں چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا ہے، یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو امید ہے کہ ایک اہم علمی ضرورت کو پورا کرے گی۔

اہل علم سے میں یہ گزارش بھی کروں گا کہ اگر کتاب میں انھیں کوئی بات نادرست نظر آئے تو ہمیں لکھیں تاکہ جو خامی رہ گئی ہو وہ اگلی اشاعت میں دور کر دی جائے۔

ڈاکٹر محمد حمیداللہ بھٹ
ڈائرکٹر

فہرست مضامین

ابواب	نام مضامین	صفحہ نمبر
	دیباچہ	vi
باب ۔ 1	انسانی حقوق، تعارف اور تاریخی پس منظر	1
باب ۔ 2	انسانی حقوق اور بین الاقوامی روابط	17
باب ۔ 3	انسانی حقوق اور بھارت کا آئین	23
باب ۔ 4	انسانی حقوق، اقلیتیں اور بھارت کا آئین	49
باب ۔ 5	انسانی حقوق اور مذہبی رواداری	67
باب ۔ 6	انسانی حقوق اور قانون کی بالادستی	73
باب ۔ 7	انسانی حقوق اور قانون ساز اداروں کے فرائض	79
باب ۔ 8	انسانی حقوق اور عدلیہ	83
باب ۔ 9	انسانی حقوق اور انصاف میں تاخیر	87
باب ۔ 10	انسانی حقوق اور قانونی امداد	101
باب ۔ 11	انسانی حقوق اور مفاد عامہ کے لیے قانونی چارہ جوئی	107
باب ۔ 12	انسانی حقوق اور ذرائع ابلاغ	111
باب ۔ 13	انسانی حقوق اور خواتین	115
باب ۔ 14	انسانی حقوق اور بچے	127
باب ۔ 15	انسانی حقوق اور معذورین	135

باب ۔ 16 انسانی حقوق اور پناہ گزیں 141
باب ۔ 17 انسانی حقوق اور اذیت رسانی و جرائم دوران تحویل 145
باب ۔ 18 انسانی حقوق اور صارفین 151
باب ۔ 19 انسانی حقوق اور ماحولیاتی تحفظ 155
باب ۔ 20 انسانی حقوق اور ناگہانی حالات کا اعلان 159

■ انسانی حقوق اور متعلقہ قوانین 165

1۔شہری حقوق تحفظ ایکٹ،1955 167
2۔ممانعت جہیز ایکٹ، 1961 مع قواعد 183
3۔ماحولیات (تحفظ) ایکٹ،1986 191
4۔قومی کمیشن برائے خواتین ایکٹ،1990 207
5۔قومی اقلیتی کمیشن ایکٹ،1992 217
6۔انسانی حقوق تحفظ ایکٹ،1993 225
7۔قومی پسماندہ طبقات کمیشن ایکٹ،1993 249
8۔قومی صفائی کارکنان کمیشن ایکٹ،1993 257

■ انسانی حقوق اور بین الاقوامی دستاویزات 265

1۔اقوام متحدہ کا چارٹر (منشور) 267
2۔انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ (1948) 275
3۔بین الاقوامی منشور برائے معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق (1966) 281
4۔بین الاقوامی منشور برائے شہری اور سیاسی حقوق (1966) 295
5۔بین الاقوامی منشور برائے شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق
اختیاری پروٹوکال (1966) 321
6۔سزائے موت کو ختم کرنے کی غرض سے منشور برائے شہری
اور سیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی منشور کا دوسرا
پروٹوکال (1989) 327

7۔انسانی حقوق سے متعلق منشور میں بھارت کی شمولیت کی
دستاویز(1979) 331
8۔انسانی حقوق سے متعلق امریکی کنونشن(1969) 335
9۔انسانی حقوق اور لوگوں کے حقوق سے متعلق افریقی
چارٹر(1981) 341
10۔انسانی حقوق سے متعلق عرب چارٹر(1994) 345
11۔خواتین کے سیاسی حقوق سے متعلق کنونشن(1952) 355
12۔خواتین کے ساتھ کسی بھی طرح کا امتیاز ختم کرنے
سے متعلق کنونشن(1965) 357
13۔سبھی قسم کے نسلی امتیاز کے خاتمے سے متعلق
بین الاقوامی کنونشن(1965) 373
14۔نسل کشی کے انسداد اور سزا سے متعلق کنونشن(1948) 377
15۔انسانوں کی تجارت اور عصمت فروشی کے لیے
استحصال سے متعلق کنونشن(1949) 381
16۔بچوں کے حقوق سے متعلق کنونشن(1989) 383
17۔بچوں کی فروخت، عصمت فروشی اور فحبہ پن کی صورت میں ان
کے حقوق سے متعلق کنونشن کا اختیاری پروٹوکال(2000) 387
18۔مسلح تصادم میں بچوں کے ملوث ہونے پر ان کے حقوق
سے متعلق کنونشن کا اختیاری پروٹوکال(2000) 389
19۔اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی تجویز، انسانی حقوق سے
متعلق تعلیم کے لیے 1رجنوری 1995 کو شروع ہونے
والی بین الاقوامی دہائی کا اعلان۔ 391
20۔اعلان تہران 393
21۔ترقی وفروغ کے حق سے متعلق اعلامیہ(1986) 395
22۔ویانا اعلامیہ اور لائحہ عمل 397

23۔مذہب یا عقیدے کی بنیاد پر سبھی طرح کی عدم برداشت
اور امتیاز کے خاتمے سے متعلق اعلامیہ (1981) 399
24۔قومی یا نسلی، مذہبی اور لسانی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے
افراد کے حقوق سے متعلق اعلامیہ (1992) 403
25۔اقوام متحدہ کا ہزار سالہ اعلامیہ (2000) 409
26۔متمدن اقوام کے مابین ہم کلامی کے لیے اقوام متحدہ کا
عالمی ایجنڈا (2001) 415
27۔انسداد دہشت گردی سے متعلق بین الاقوامی تجاویز وغیرہ۔ 421

■ ضمیمے 425

ضمیمہ 1۔عالمی انسانی حقوق کمیشن و ذیلی ادارے 427
ضمیمہ 2۔ بین الاقوامی عدالت 433
ضمیمہ 3۔ قومی انسانی حقوق کمیشن 437
ضمیمہ 4۔پارلیمنٹ کے ذریعہ وضع کیے گئے معاشرتی بہبود سے
متعلق اہم قوانین کی فہرست 441
ضمیمہ 5۔انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی دستاویزات کی فہرست 457
ضمیمہ 6۔انسانی حقوق سے متعلق اصطلاحات 483

■ کتابیات 489

دیباچہ

کمزور اور مجبور انسان ہر دور میں ظلم و ستم، ناانصافی، جبر و تشدد اور استحصال و استبداد کا نشانہ بنتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ دراصل اس پر آشوب دور میں انسانی حقوق ہی بنی نوع انسان کو ہر سطح پر، خواہ وہ انفرادی ہو، اجتماعی یا عالمی، مربوط کئے ہوئے ہیں ورنہ انسانی زندگی کا تحفظ تو کیا اس کا وجود بھی خطرے میں پڑ جاتا۔ انسانی حقوق کا وجود انسان کے ساتھ ہی وجود میں آ گیا تھا لیکن یہ بات دوسری ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ ان کی ترجیحات بدلتی رہیں۔ دور حاضر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرنے والا ملک مہذب ممالک کی صف میں نہیں کھڑا ہو سکتا۔

انسانی حقوق کے تحفظ کی مہم میں ہم سب کم و بیش برابر کے شریک ہیں۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے اپنی تجویز مورخہ 23 / دسمبر 1994ء کو یہ اعلان کیا تھا کہ یکم جنوری 1995ء کو شروع ہونے والی دہائی انسانی حقوق سے متعلق تعلیم کی دہائی ہوگی۔ اس تجویز میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ انسانی حقوق سے متعلق تمام ادارے و تنظیمیں، ذرائع ابلاغ، وکلاء اور دیگر لوگ انسانی حقوق کی تعلیم کو عام کرنے کے لئے زیادہ موثر رول ادا کریں۔ دنیا کے تقریباً تمام ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک نے تعلیمی اداروں میں انسانی حقوق سے متعلق بہت سے کورسز شروع کئے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی سرکاری اور غیر سرکاری اداروں نے اس طرف کافی توجہ دی ہے۔ نہ صرف تعلیمی اداروں میں اس قسم کے کورسز شروع کئے گئے ہیں بلکہ ہندوستان کی سب سے اہم اور پر وقار ملازمت .I.A.S کے نصاب میں بھی انسانی حقوق کو، خاص طور سے اقوام متحدہ کا منشور، انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ، بین الاقوامی منشور برائے شہری اور سیاسی حقوق اور

بین الاقوامی منشور برائے معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق، کو شامل کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ انسانی حقوق سے متعلق لٹریچر اور نصابی کتب انگریزی کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی دیگر زبانوں میں بھی دستیاب ہوں۔ اس موضوع پر تصنیف و تالیف کا مقصد صرف یہ ہے کہ انسانی حقوق کی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کے لئے ایک ایسی نصابی کتاب (Text Book) مہیا کرائی جائے جس سے کہ وہ انسانی حقوق کے اہم پہلوؤں سے روشناس ہو سکیں اور اس موضوع کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔ اس میں حقوق خواتین، اطفال، معذورین، پناہ گزیں وصارفین، ماحولیاتی تحفظ (ENVIRONMENTAL PROTECTION)، قانونی امداد (LEGAL AID)، مفاد عامہ کے لئے قانونی چارہ جوئی (PUBLIC INTEREST LITIGATION)، انصاف میں تاخیر (DELAY IN JUSTICE) جیسے اہم موضوعات کو شامل کرنے کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق سے متعلق قوانین اور اہم بین الاقوامی دستاویزات جیسے اقوام متحدہ کا منشور، انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ، CEDAW وغیرہ کے مکمل متن یا اہم توضیعات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ انسانی حقوق سے متعلق اصطلاحات کو بھی شامل کیا گیا ہے تاکہ قاری انسانی حقوق کے تناظر میں ان اصطلاحات کو ٹھیک سے سمجھ سکیں اور ضرورت پڑنے پر ان کی صحیح تعبیر کر سکیں۔

خواجہ عبدالمنتقم

2۔ آئی۔ پی۔ ایکسٹینشن
دہلی۔ 110092

باب 1
انسانی حقوق، تعارف اور تاریخی پس منظر

'حق' عربی زبان کا لفظ ہے لیکن اس کا استعمال ہندوستان کی دیگر زبانوں میں بھی ہوتا ہے جیسے پنجابی، تیلگو، گجراتی وغیرہ اور اب یہ ایک عام فہم لفظ بن چکا ہے۔ ہندوستان کی سرکاری زبان ہندی میں بھی حق کا ہم معنی لفظ 'ادھیکار' ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہر ہندی جاننے والا یا بولنے والا حق کا مطلب بھی بخوبی سمجھتا ہے۔

'حق' کے لغوی معنٰے صحیح، مناسب، درست، ٹھیک، موزوں، بجا، واجب، سچ، انصاف، جائز مطالبہ یا استحقاق کے ہیں۔ اس طرح حق ایک ذو معنی لفظ ہے۔ ایک طرف یہ سچائی کی طرف اشارہ کرتا ہے تو دوسری جانب اس چیز کی طرف جسے قانوناً اور باضابطہ طور پر ہم اپنا کہہ سکتے ہیں یا اس کی بابت اپنی ملکیت کا دعویٰ کرسکتے ہیں۔ حق کا متبادل انگریزی لفظ 'RIGHT' بھی ایک ذو معنی لفظ ہے۔ کچھ ناقدین نے جن میں گیل بھی شامل ہے لفظ RIGHT کو غیر واضح اور مبہم لفظ قرار دیا ہے جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اس سے تو مطلب اور بھی زیادہ واضح ہوجاتا ہے۔ بالفاظ دیگر اس

سے تو یہ بات مکمل طور پر عیاں ہوجاتی ہے کہ جس چیز کو ہم اپنا حق مانتے ہیں یا اس پر اپنا حق ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں یا اسے اپنا حق قرار دیتے ہیں وہ سچائی، حقیقت اور ایمانداری کے ہمہ گیر اصولوں کے مطابق ہی ہماری ہے دیگر طور پر نہیں۔ ارسطو نے بھی حق کو سیاسی معاشرے کی بنیاد مانا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ جاننے کے لئے کہ عدل وانصاف کیا ہے اس معیار کا پتہ لگانا ضروری ہے جس کے مطابق یہ کہا جاسکے کہ کون سی بات یا کون سا فعل انصاف کے زمرے میں آتا ہے۔ اس کے مطابق ہی عدل وانصاف کو حق کی کسوٹی پر پرکھا جاسکتا ہے۔

انسان ایک معاشرت پسند مخلوق (SOCIAL ANIMAL) ہے اور وہ معاشرے کا جزء لاینفک ہے۔ اس کی زندگی باہمی تعاون کی محتاج ہے۔ یہ محتاجی فطری تقاضا بھی ہے۔ کوئی بھی انسان اس دنیا میں فرد واحد کی حیثیت سے بند کمرہ میں خود غرضی کی زندگی نہیں گزار سکتا۔ اسے دوسروں کی ضروریات، ترجیحات، مفادات اور شخصی تقدس کا بھی اتنا ہی احترام کرنا پڑتا ہے جتنا وہ اپنے تئیں چاہتا ہے۔ ایک لاطینی ضرب المثل کے مطابق اگر کوئی شخص اپنی ہی زمین یا حدود میں کوئی ایسا تعمیراتی کام کرتا ہے جس سے کسی دیگر شخص کو تکلیف پہنچے یا اس کے جذبات مجروح ہوں تو اس کا یہ فعل غیر قانونی اور ناجائز متصور ہوگا۔

ایک عام آدمی کے لئے انسانی حقوق وہ حقوق ہیں جو تمام انسانوں کو جنم سے مرن تک ہر جگہ اور ہر وقت برابر کی بنیاد پر حاصل ہونے چاہئیں۔ بقول سپریم کورٹ کے سابق جج کرشنا ایر ان حقوق کا تو انسان WOMB سے TOMB تک حقدار رہتا ہے۔ انہوں نے اپنی اس رائے کا اظہار انسانی حقوق اور خواتین کے موضوع پر بحث کے دوران کیا تھا۔ فاضل جج کا یہ فرمانا بالکل درست ہے لیکن اب انسانی حقوق کا دائرہ تو اس سے بھی زیادہ وسیع ہوچکا ہے۔ عزت سے جینا اور عزت سے مرنا دونوں ہی انسانی حقوق کے زمرے میں آتے ہیں۔ کسی کو تشدد کا نشانہ بنا کر انسانیت سوز حرکات کے ذریعہ اس کی جان لینا بھی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ مرنے کے بعد بھی کسی کی لاش یا میت یا اس کی قبر کی یا اس جگہ کی جہاں اسے دفن کیا گیا ہے یا نذر آتش کیا گیا ہے یا جہاں کسی قسم کی آخری رسوم ادا کی گئی ہیں، بے حرمتی بھی

انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ لہٰذا بہت سے لوگوں کا یہ کہنا کہ انسانی حقوق انسان کی موت کے ساتھ ختم ہوجاتے ہیں بجا نہ ہوگا۔ جس طرح انسانی حقوق کی اہمیت انسانی زندگی کے خاتمہ کے بعد بھی، اگرچہ محدود حد تک، باقی رہتی ہے بالکل اسی طرح انسانی حقوق تو انسانی زندگی کے اس دنیا میں رونما ہونے سے قبل ہی (یعنی کسی کی پیدائش سے قبل ہی) وجود میں آجاتے ہیں۔ مثلاً ماحولیاتی آلودگی کی وجہ سے اگر اس بچے کی صحت پر منفی اثر پڑتا ہے جس نے ابھی جنم نہیں لیا ہے تو اس کی بابت یہ کہا جائے گا کہ اس کا حفاظت نفس کا بنیادی حق اس کی صحت کو ہونے والے ضرر کی حد تک متاثر ہوا ہے۔

انسانی حقوق براہِ راست تو صرف انسانوں کو ہی حاصل ہیں لیکن انسانوں کے توسط سے یہ حق جانوروں اور پرندوں کو بھی حاصل ہوگئے ہیں اور یہاں تک کہ ماحولیاتی تحفظ کے لئے بھی ان کا سہارا لیا جاسکتا ہے۔ اگر ماحولیاتی تحفظ کے منفی کوئی کام کیا جاتا ہے اور اس کا عوام پر برا اثر پڑتا ہے تو کوئی بھی شخص آئین کی دفعہ 32 یا 226 کے تحت بالترتیب سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ سے رجوع کرسکتا ہے۔ اسی طرح اگر جانوروں یا پرندوں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کیا جاتا ہے تو اس کے خلاف دیگر قوانین کے تحت کارروائی کی جاسکتی ہے۔ دیگر ممالک میں بھی ان کے اپنے اپنے آئین اور قوانین کی مماثل دفعات کے مطابق ضروری کارروائی کی جاسکتی ہے۔

انسان حقوق کی تعریف مختلف نقطۂ نظر سے کی جاسکتی ہے جیسے انفرادی نقطۂ نظر، اجتماعی نقطۂ نظر، اخلاقی نقطۂ نظر، قانونی نقطۂ نظر، سیاسی نقطۂ نظر، معاشرتی یا سماجی نقطۂ نظر، مذہبی نقطۂ نظر معاشی یا اقتصادی نقطۂ نظر، تاریخی نقطۂ نظر یا بین الاقوامی نقطۂ نظر۔ انسانی حقوق تحفظ ایکٹ، 1993 میں جو انسانی حقوق کی تعریف کی گئی ہے وہ ایک نہایت جامع تعریف ہے اور اس کو وضع کرتے وقت متذکرہ بالا تمام نظریات کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ اگر اس تعریف کو بین الاقوامی اصولوں پر بھی پرکھا جائے تو وہ پوری اترے گی۔ یہ تعریف اس طرح ہے۔

دفعہ 2 (د)

''انسانی حقوق سے مراد ہیں کسی فرد کی زندگی، آزادی، مساوات اور عظمت

کی نسبت ایسے حقوق جن کی آئین کی رو سے ضمانت دی گئی ہو یا جو بین الاقوامی معاہدوں میں شامل کیئے گئے ہوں اور بھارت میں عدالتوں کے ذریعہ قابل نفاذ ہوں''

جہاں تک بھارت کے آئین میں انسانی حقوق کی ضمانت کی بات ہے ان کا باب ''انسانی حقوق اور بھارت کا آئین'' میں تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔ آئین کے جز 3، جس میں انسانی حقوق کو بنیادی حقوق کی شکل میں شامل کیا گیا ہے، کو تو انسانی حقوق کا چارٹر کہا جاتا ہے۔ اس میں حق مساوات، حق آزادی، استحصال کے خلاف حق، مذہب کی آزادی کا حق، ثقافتی اور تعلیمی حقوق، آئینی چارہ کار کا حق کی شمولیت خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

جہاں تک بین الاقوامی دستاویزات کا سوال ہے اقوام متحدہ کے چارٹر، انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ، شہری اور سیاسی حقوق کا بین الاقوامی منشور یا معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کا بین الاقوامی منشور اور دیگر بین الاقوامی دستاویزات میں، جن میں مختلف اعلامیے اور تجاویز بھی شامل ہیں، انسانی حقوق کے دائرے کو اتنا وسیع کردیا گیا ہے کہ اس میں انسانوں سے جڑے وہ تمام حقوق شامل ہوگئے ہیں جو کسی بھی مہذب معاشرے میں یا جہاں قانون کی بالادستی (RULE OF LAW) کا احترام کیا جاتا ہو وہاں ایک عام انسان کو حاصل ہونے چاہئیں۔ مثلاً حق زندگی یا حق حفاظت نفس، مردوزن کی برابری کا حق، حقوق نسواں، حقوق اطفال، زندگی کے ہر شعبہ میں بغیر کسی امتیاز کے حق مساوات، حق حرمت، عظمت ووقار، حق تحریر واظہار رائے، آزادیٔ مذہب اور اقلیتوں کے مفادات کا تحفظ، ثقافت، زبان وتہذیب کے تحفظ کا حق، حق نقل وحرکت، حق انجمن سازی، حق خاندان، نجی زندگی کے تحفظ کا حق، حق قانونی چارہ جوئی و دادرسی، حق تعلیم، حق نمائندگی، حق رائے دہی، انتخاب حکومت کا حق، اچھی سہولیات اور بہتر معیار زندگی کا حق، آلودگی سے پاک وصاف ہوا، پانی اور فضا کا حق، جنگلات جانوروں اور پرندوں کے تحفظ کا حق اور جغرافیائی حدود کے بغیر تمام عالمی اور بین الاقوامی حقوق کے حصول کا حق۔

مندرجہ بالا حقوق میں سے زیادہ تر حقوق عیاں بالذات ہیں اور کسی بھی مزید

تشریح کے محتاج نہیں۔ ویسے بھی ان میں سے ہر حق کا تفصیلی جائزہ لینا یہاں ممکن بھی نہیں ہے۔ البتہ انسانی حقوق سے متعلق دستاویزات نے انسانی حقوق کی اقسام کو شہری، سیاسی، معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق تک محدود کردیا ہے حالانکہ ان کا دائرہ اختیار اتنا وسیع کردیا ہے کہ ان میں متذکرہ بالا وہ سبھی حقوق شامل ہیں جن کے بغیر ایک مہذب سماج کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ان میں سے بیشتر حقوق کا دیگر ابواب میں تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے یا ان کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ پھر بھی کچھ اہم انسانی حقوق کا یہاں قدرے تفصیل سے جائزہ لیا جارہا ہے تاکہ قارئین انسانی حقوق کا صحیح مفہوم سمجھ سکیں اور حسب ضرورت ان پر عمل یا ان کی وکالت کرسکیں۔

حق زندگی یعنی جان اور شخصی آزادی کا تحفظ :

(RIGHT TO LIFE i.e. PROTECTION OF LIFE AND PERSONAL LIBERTY)

انسانی زندگی اور انسانی حقوق لازم وملزوم ہیں۔ زندگی یا زندگی کے احترام کے بغیر انسانی حقوق کا تصور بے معنی ہے حالانکہ، جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے، اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے باعزت زندگی گزارنے کے ساتھ ساتھ باعزت موت کو بھی یقینی بنایا جائے اور انسانیت سوز حرکات کے ذریعے کسی بھی شخص کی جان نہ لی جائے۔ بھارت کے آئین کی دفعہ 21 میں جان اور شخصی آزادی کے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے۔ اس طرح امریکی آئین کی پانچویں اور چودھویں ترامیم میں بھی اس کا اعادہ کیا گیا ہے۔ دیگر ممالک کے دساتیر میں بھی ایسی مماثل توضیعات موجود ہیں۔ انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ بھی دفعہ 3 کے تحت ہر شخص کو زندگی، آزادی اور اپنی ذات کے تحفظ کا حق عطا کرتا ہے۔

آزادئ مذہب اور اقلیتوں کے مفادات کا تحفظ :

(FREEDOM OF RELIGION AND PROTECTION OF INTERESTS OF MINORITIES)

اس آزادی میں آزادئ ضمیر اور مذہب کو قبول کرنے اور اس کی پیروی وتبلیغ کرنے کا حق حاصل ہے بشرطیکہ اس سے امن عامہ، صحت عامہ اور اخلاق عامہ پر منفی

اثر نہ پڑے۔ اقلیتوں کے مفادات کے تحفظ میں ان کی زبان اور ثقافت کے تحفظ کے ساتھ ساتھ اقلیتی اداروں کے قیام اور ان کے انتظام کے معاملے میں آزادی کے حق کا تحفظ بھی شامل ہے۔ ابواب 3 تا 5 میں ان امور کا قومی وبین الاقوامی تناظر میں تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔

حق مساوات : (RIGHT TO EQUALITY)

تمام انسان عظمت وحقوق کے معاملے میں مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں کسی بھی امتیاز کے بغیر جیسے نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب وغیرہ تمام شہری، سیاسی، معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔ انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ دفعہ 2 کے ذریعہ حق مساوات عطا کرتا ہے۔ یہ مساوات ان تمام حقوق اور آزادیوں کی بابت حاصل ہے جن کی بین الاقوامی دستاویزات میں ضمانت دی گئی ہے۔ اس اعلامیے کی دفعہ 7 میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سبھی کو کسی بھی امتیاز کے بغیر مساوی قانونی تحفظ کا حق حاصل ہے۔ وہ اس اعلامیے کی خلاف ورزی کے کسی امتیاز اور ایسے امتیاز کی ترغیب کے خلاف مساوی قانونی تحفظ کے حقدار ہیں۔

حق تحریر واظہار رائے : (RIGHT TO FREEDOM OF SPEECH AND EXPRESSION)

معاشرے میں ہر شخص کو یہ حق حاصل ہونا چاہئے کہ وہ تمام اجتماعی معاملات میں اپنی رائے کا اظہار کرسکے۔ لیکن اس آزادی کا مطلب بے لگام آزادی نہیں ہے۔ ملک کے مفاد میں اس پر مناسب پابندیاں عاید کی جاسکتی ہیں۔ انسان حقوق کے عالمگیر اعلامیے کی دفعہ 19 کے تحت ہر شخص کو آزادئ رائے اور آزادئ اظہار کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں بلا مداخلت اپنی رائے قائم کرنے اور بلا لحاظ علاقائی حدود کسی بھی ذریعے سے اطلاعات حاصل کرنے، نظریات تلاش کرنے، انہیں حاصل کرنے اور انہیں دوسروں تک پہنچانے کی آزادی شامل ہے۔

حق نقل وحرکت : (RIGHT TO MOVE FREELY)

کسی بھی ملک میں ہر شخص کو اس بات کی آزادی ہونی چاہیئے کہ وہ کہیں پر

بھی آجاسکے، اپنا کاروبار کرسکے، یا اپنی پسند کی رہائش اختیار کرسکے اور یہاں تک کہ اس کو اپنا ملک چھوڑنے، دوسرے ملک میں جانے اور وہاں سے پھر اپنے ملک میں واپس آنے کی بھی آزادی ہونی چاہئے۔ انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیے کی دفعہ 13 کے تحت ہر شخص کو اپنے ملک کی حدود میں نقل وحرکت اور ہائش کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ بھارت کے آئین کے تحت بھی اس قسم کی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے اور ہر ہندوستانی کہیں پر بھی آجاسکتا ہے، کوئی بھی پیشہ اختیار کرسکتا ہے، کہیں بھی کاروبار کرسکتا ہے اور ہندوستان چھوڑ کر بیرو ن ملک جاسکتا ہے۔ وہاں سے واپس آکر نافذ الوقت قانون کے مطابق رہائش پذیر ہوسکتا ہے۔

حق انجمن سازی : (RIGHT TO FORM ASSOCIATIONS)

ہر مہذب معاشرے میں پرامن اجتماع اور جماعت وانجمن سازی کی آزادی ہونی چاہئے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیے کی دفعہ 20 میں یہ بات کہی گئی ہے کہ ہر شخص کو پرامن اجتماع اور جماعت سازی کی آزادی کا حق حاصل ہے اور کسی بھی شخص کو کسی جماعت سے ملحق ہونے کے لئے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ بھارت کے آئین میں بھی انجمن سازی کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔

حق خاندان : (RIGHT TO FAMILY)

ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی پسند کی خانگی زندگی گزار سکے، اپنی پسند کی شادی کرسکے اور اپنے بچوں کی مناسب پرورش وپرداخت کرسکے۔ بین الاقوامی منشور برائے معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کی دفعہ 10 میں خاندان کو معاشرے کا قدرتی اور بنیادی گروپ یونٹ کہا گیا ہے اور اسے زیادہ سے زیادہ تحفظ اور امداد فراہم کرنے کی بات کہی گئی ہے کیونکہ خاندان پر ہی بچوں کی دیکھ بھال اور تعلیم کی ذمہ داری ہے۔ مملکت کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ ایسے قوانین بنائے جن سے خاندان کی معاشی اور سماجی ترقی کے لئے راہ ہموار ہو۔

ثقافتی حقوق : (CULTURAL RIGHTS)

کسی ملک کی ثقافت اور اس کا ثقافتی ورثہ ایک گرانقدر سرمایہ ہوتا ہے۔ ہر

شہری کا یہ فرض ہے کہ وہ اس ثقافت اور اس ورثے کی قدر کرے اور اسے برقرار رکھے۔ یہی وجہ ہے کہ آئین کی دفعہ 51 الف میں بھارت کے ہر شہری کے لئے یہ ضروری بنادیا گیا ہے کہ وہ ملک کی ملی جلی ثقافت کی قدر کرے اور اسے برقرار رکھے۔ انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیے کی دفعہ 27 میں یہ بات کہی گئی ہے کہ ہر شخص کو آزادانہ طور پر معاشرے کی ثقافتی زندگی میں حصہ لینے، فنون لطیفہ سے حظ اٹھانے اور سائنسی ترقی اور اس کے فوائد سے مستفید ہونے کا حق حاصل ہے۔

حق نمائندگی : (RIGHT TO FRANCHISE)

ہر شخص کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی بھی امتیاز کے بغیر ملک کے انتخابات میں بحیثیت ووٹر یا امیدوار حصہ لے سکے۔ عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہونی چاہئے۔ انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیے کی دفعہ 21 میں یہ بات کہی گئی ہے کہ ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ براہِ راست یا آزادانہ طور پر منتخب نمائندوں کے ذریعہ اپنے ملک کی حکومت میں حصہ لے۔ عوام کی مرضی کا اظہار وقفے وقفے سے ایسے انتخابات کے ذریعہ کیا جانا چاہئے جو عالمگیر اور مساوی رائے دہندگی پر مبنی ہوں اور جو خفیہ یا یکساں آزاد رائے دہی کے اصول کے مطابق کرائے جائیں۔

حق دادرسی : (RIGHT TO SEEK LEGAL REMEDY)

ہر شخص کو آئین یا قانون کے ذریعے عطا کئے گئے حقوق کے منافی کسی بھی فعل کے خلاف بااختیار قومی ٹربیونل یا عدالت میں موثر چارہ جوئی کا حق حاصل ہونا چاہئے۔ انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیے کی دفعہ 8 میں اسی قسم کا حق عطا کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بھارت کے آئین کی دفعہ 32 اور 226 کے تحت بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کے خلاف بالترتیب سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں ان قوانین کی توضیعات اور ان قوانین کے تحت بنائے گئے قواعد وضوابط کے تحت قانونی کارروائی کی جاسکتی ہے۔

عالمی حقوق : (INTERNATIONAL RIGHTS)

ان حقوق میں وہ تمام حقوق شامل ہیں جو بین الاقوامی دستاویزات کے ذریعے عطا کئے گئے ہیں اور جو جغرافیائی حدود کے بغیر تمام لوگوں کو بغیر کسی امتیاز کے ہمہ وقت حاصل ہیں۔ ان میں سے بیشتر حقوق کا ذکر اوپر کیا جاچکا ہے۔ بقیہ حقوق اس طرح ہیں۔ مثلاً یہ کہ تمام انسان برابر ہیں، وہ عظمت وحقوق کے معاملے میں مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں زندگی، آزادی اور اپنی ذات کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔ انہیں غلام بنا کر نہیں رکھا جاسکتا۔ انہیں تشدد اور ظلم کا نشانہ نہیں بنایا جاسکتا۔ ان کے ساتھ غیر انسانی اور ذلت آمیز سلوک نہیں کیا جاسکتا۔ کسی بھی شخص کو من مانے طور پر نظر بند، گرفتار یا جلاوطن نہیں کیا جاسکتا۔ جرم ثابت ہونے تک کسی بھی ملزم کو مجرم نہیں کہا جاسکتا اور جرم ثابت ہونے تک اس کو معصوم اور بے گناہ سمجھا جائے گا۔ کسی بھی شخص کی خلوت، خاندان، نجی زندگی، گھر یا خط وکتابت میں مداخلت نہیں کی جاسکتی۔ اس کی عزت اور شہرت پر کوئی حملہ نہیں کیا جاسکتا۔ ہر شخص کو ظلم وتشدد سے بچنے کے لئے دوسرے ملک میں پناہ لینے کا حق حاصل ہے۔ ہر شخص کو کوئی بھی قومیت اختیار کرنے اور قومیت کو برقرار رکھنے کا حق حاصل ہے۔ ہر شخص کو اپنی پسند کے مطابق کسی بھی نسل، قومیت یا مذہب والے شخص سے شادی کرنے کا حق حاصل ہے۔ ہر شخص کو تنہا یا دوسروں کے ساتھ مل کر جائیداد رکھنے کا حق حاصل ہے۔ کسی کو من مانے طور پر اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ ہر شخص کو آرام اور تفریح ومتعین اوقات کار کا حق حاصل ہے۔ ہر شخص کو روزگار کے مساوی مواقع کا حق حاصل ہے۔ علاوہ ازیں ہر شخص کو ہر جگہ قانون کی نظر میں ایک فرد کی حیثیت سے تسلیم کئے جانے کا حق حاصل ہے۔

کبھی کبھی یہ سوال اٹھتا ہے کہ ان حقوق میں کس حق کی اہمیت زیادہ اور کس کی کم ہے۔ دراصل یہ اس صورت حال یا وقتی ضروریات پر منحصر ہے جن میں اس حق کا استعمال مقصود ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہ تمام حقوق کسی نہ کسی طرح ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ ہر شخص کی زندگی یا جان کی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی کہ اس کے وقار کی یا اس کی شخصی آزادی کی۔ اگر انسان زندہ ہے اور

غلام ہے تو وہ کوئی زندگی نہیں۔ زندہ ہے اچھا کھاتا پیتا ہے اور آزادی نہیں تو ایسا حق بھی بے معنی ہے۔ کہنے کا حق رکھتا ہے مگر اظہار رائے کی آزادی نہیں ہے تو ایسے حق کا کوئی فائدہ نہیں۔ بالفاظ دیگر اگر کسی بھی شخص کو کسی انسانی حق سے محروم کیا جاتا ہے تو اس کی زندگی محرومی کی حد تک نامکمل ہے۔ لیکن اس بات سے کون انکار کرسکتا ہے کہ آج بھی دنیا کے کم وبیش سبھی ممالک میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ ان کا بے جا استعمال کیا جاتا ہے۔ انہیں نظر انداز کیا جاتا ہے، انہیں عطا کرنے سے انکار کیا جاتا ہے اور کبھی کبھی تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انہیں تسلیم ہی نہیں کیا جاتا۔ آج بھی کالے اور گورے میں فرق کیا جاتا ہے۔ ذات پات، مذہب، رنگ، نسل، حسب ونسب، زبان، ملکی وغیر ملکی، اکثریت واقلیت اور اسی قسم کی دیگر بنیادوں پر امتیاز برتا جاتا ہے۔ دراصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سب انسانی حقوق کی اہمیت کو سمجھیں اور انہیں زندگی کے ہر شعبے میں لاگو کرنے کے لیے جو کچھ بھی کرسکتے ہیں کریں۔

انسانی حقوق کو عملی جامہ پہنانا کوئی مشکل کام نہیں ہے چونکہ ہر شخص بنیادی طور پر شریف ہی ہوتا ہے اور وہ میل ملاپ، پیار ومحبت، آپسی بھائی چارہ اور یگانگت کے ماحول میں پل کر بڑا ہوتا ہے۔ اس قسم کا ماحول ہی آج کے بچوں کو کل کا اچھا شہری اور انسانی حقوق کا علمبردار بنا پائے گا۔

انسانی حقوق کا تاریخی پس منظر

اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ مغرب میں انسانی حقوق کی جدوجہد کا آغاز 1215ء میں انگلستان کی تاریخ کے عظیم چارٹر میگنا کارٹا (MAGNA CARTA) کے جاری ہونے کے ساتھ ہوا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس چارٹر سے تقریباً دو سو سال پہلے اس جدوجہد کا آغاز اس وقت ہوا تھا جب 1037 میں شاہ کانریڈ دوم (CONRAD-II) نے ایک منشور جاری کرکے پارلیمنٹ کے اختیارات متعین کیے۔ اس کے بعد 1188 میں شاہ الفانسو نہم (AL FONSO IX) نے حبس بیجا کا اصول تسلیم کیا۔ پھر بھی یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ برطانیہ کی تاریخ میں، جہاں تک انسانی حقوق کا سوال ہے، سب سے زیادہ اہمیت کی حامل دستاویز میگنا کارٹا ہی ہے اور دوسری سب سے اہم دستاویز مسودہ حقوق

1689ء ہے۔ اس کے علاوہ دیگر دستاویزات جیسے قانون بندوبست 1701، قانون اتحاد انگلستان واسکاٹ لینڈ 1707، قانون اصلاح 1832، پارلیمنٹ ایکٹ 1911، ویسٹ منسٹر کا قانون 1931، تاج کے وزراء کا قانون، 1937، آئرلینڈ کا قانون 1940، آزادیٔ ہند کا قانون 1947 ءعوامی نمائندگی کا قانون 1949 سے بھی مغربی دنیا نے پورا پورا استفادہ کیا۔

میگنا کارٹا (MAGNA CARTA) جسے انگلستان کا عظیم چارٹر یا منشور اعظم کہا جاتا ہے انگلستان کے دستوری ارتقاء میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے اور انسانی حقوق کی تاریخ میں بھی یہ اسی اہمیت کا حامل ہے۔ برطانیہ کے بادشاہ ہنری اول اسٹیفن اور ہنری دوم اس چارٹر کو منظور کرنے کا وعدہ کرتے رہے لیکن انہوں نے یہ وعدہ پورا نہیں کیا اور اس چارٹر کا اطلاق نہیں ہو پایا لیکن 15 جون 1215 کو انگلستان کے بادشاہ شاہ جان (KING JOHN) جنہیں ان کی سخت مزاجی کی بنا پر (THE TYRANT JOHN) بھی کہا جاتا تھا، نے امراء (BARONS) کے دباؤ میں آکر منشور پر دستخط کردیئے۔ اس چارٹر کو ترمیمات کے ساتھ 1217/1216 اور 1325 میں بھی جاری کیا گیا۔

انسانی حقوق کے رشتہ سے میگنا کارٹا کا سب سے اہم حصہ وہ ہے جس میں قانون اور انصاف کی تشریح، تعبیر ووضاحت کا ذکر کیا گیا ہے اور حقوق کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں میگنا کارٹا میں چرچ کی آزادی اور خودمختاری، عوام اور چرچ اور بادشاہت کے درمیان تنازعات کا فیصلہ، زمینوں اور زمینوں کے مالکان کا تحفظ، کاشتکاروں کو تحفظ، پیشہ ور لوگوں اور تاجروں کو تحفظ، شاہی خاندان کی عظمت واحترام، جنگلات کی بابت حقوق، بادشاہ جان کی فوری برخاستگی، بادشاہ جان کی چارٹر کو منظوری، بیرون کی کونسل کے قیام وغیرہ کا ذکر ہے۔ 1355ء میں برطانیہ کی پارلیمنٹ نے میگنا کارٹا کی توثیق کرتے ہوئے قانونی چارہ جوئی یا قانون کا موزوں ومناسب طریقہ (DUE PROCESS OF LAW) کو منظوری دی۔ اس سے لوگوں کو قانونی تحفظ حاصل ہوا۔ اس توثیق کے بعد کسی بھی شخص کو عدالتی چارہ جوئی کے بغیر یا قانون کے جائز استعمال کے بغیر نہ تو زمین سے بے دخل کیا جاسکتا تھا نہ اسے قید کیا جاسکتا تھا اور نہ اسے سزائے موت دی جاسکتی تھی۔ چودھویں سے سولھویں صدی تک یورپ میں میکیاولی

کے نظریات حاوی رہے جس نے آمریت کو جلابخشی۔ سترہویں صدی میں انسان کے فطری حقوق کی زیادہ اہمیت رہی۔ اسی صدی عیسوی میں برطانوی پارلیمنٹ نے 1679ء میں حبس بے جا (HABEAS CORPUS) قانون پاس کیا۔ اس کی رو سے کسی بھی شخص کو بنا قانونی جواز کے گرفتار نہیں کیا جاسکتا تھا۔ میگنا کارٹا کے بعد انگلستان کی دستوری تاریخ میں سب سے اہم دستاویز بل آف رائٹس(BILL OF RIGHTS) 1689 ہے۔ اس بل کے ذریعہ بادشاہ ولیم پر چند پابندیاں عاید کی گئی تھیں۔ اس بل کی خاص باتیں مندرجہ ذیل تھیں :

1۔ قانون کی معطلی اور اس کا اطلاق بادشاہ کرے گا۔ اگر اسے پارلیمنٹ کی منظوری حاصل نہ ہو تو اسے غیر قانونی سمجھا جائے گا اور اس کی کوئی قانونی حیثیت نہ ہوگی۔

2۔ قانون سازی یا اس پر عمل درآمدگی بادشاہ کے ذریعہ ہوگی، جیسا کہ ماضی میں ہوتا رہا ہے۔ اگر اسے پارلیمنٹ کی منظوری حاصل نہ ہو تو اسے غیر قانونی سمجھا جائے گا۔

3۔ بادشاہ کو کوئی ایسی عدالت قائم کرنے کا اختیار نہ ہوگا جس سے انصاف رسانی پر منفی اثر پڑے۔ اگر ایسی عدالت قائم کی گئی تو وہ غیر قانونی متصور ہوگی۔

4۔ رقم کا استعمال بادشاہ پارلیمنٹ کی مرضی سے کرے گا۔ پارلیمنٹ کے مشورے کے بغیر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا جائے گا اور اگر ایسا کیا گیا تو یہ غیر قانونی فعل ہوگا۔

5۔ بادشاہ کو درخواست پیش کرنا اور اپنے مسائل اس کے سامنے رکھنا رعایا کا حق ہوگا۔ اور اس سلسلے میں عوام کی گرفتاری غیر قانونی متصور ہوگی۔

6۔ امن کے زمانہ میں کوئی فوج بغیر پارلیمنٹ کی منظوری کے نہیں رکھی جائے گی۔

7۔ رعایا جوکہ مذہبی اعتبار سے پروٹسٹنٹ (PROTESTANT) ہوگی، اپنی ذاتی حفاظت کے لئے ہتھیار پاس نہ رکھ سکے گی۔ صرف وہی لوگ ہتھیار رکھ سکیں گے جنہیں قانون ایسا کرنے کی اجازت دیتا ہو۔

8۔ پارلیمنٹ کے ممبران کا انتخاب آزادانہ ہوگا۔

9۔ پارلیمنٹ میں ممبران کو تقریر کی اجازت وآزادی ہوگی اور اس کو کسی عدالت میں چیلنج نہ کیا جاسکے گا۔

10۔ عوام سے زیادہ ضمانت طلب نہ کی جائے گی اور نہ ہی زائد جرمانے عائد کیے جائیں گے اور نہ ہی غیر معمولی سزائیں دی جائیں گی۔

11۔ جیوری کے ارکان کو بااختیار کیا جائے گا تاکہ وہ اپنے فرائض صحیح طور پر سر انجام دے سکیں۔

12۔ جرم ثابت ہونے سے پہلے کسی شخص پر جرمانہ عاید نہیں کیا جائے گا۔

13۔ پارلیمنٹ کا اجلاس وقتاً فوقتاً منعقد ہوتا رہے گا تاکہ عوام کی شکایت پر غور کیا جاسکے اور ان کا مداوا ہوسکے اور عوام کی بہتری آزادی وحقوق کی خاطر مزید اقدامات کیے جاسکیں۔ پارلیمنٹ کا اجلاس سال میں کم از کم ایک مرتبہ ضرور ہوگا۔

12/جولائی 1776 کو امریکہ کو آزادی ملنے کے بعد وہاں فطری قانون (LAW OF NATURE) ،کاغلبہ رہا۔ 1787 میں امریکہ کا آئین وجود میں آیا۔ یہ آئین خامیوں کا مجسمہ تھا اور امریکی عوام اس سے مطمئن نہیں تھے اس لیے اس میں بہت سی ترامیم کی گئیں پہلی ترامیم کو حقوق کے بل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ان ترامیم کی خاص باتیں اس طرح تھیں :

1۔ **پہلی ترمیم** : اس ترمیم کے تحت ہر شخص کو اپنے مذہب پر چلنے اور اپنے عقیدے کے مطابق عبادت کرنے کی مکمل آزادی ہوگی۔ اس کے علاوہ پریس کی آزادی، گفتار کی آزادی، پرسکون ماحول میں اکٹھے ہونے کی آزادی ہوگی اور حکومت کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا حق حاصل ہوگا۔

2۔ **دوسری ترمیم** : اس ترمیم کے تحت عوام کو اسلحہ رکھنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

3۔ **تیسری ترمیم** : اس ترمیم کے تحت کوئی ٹروپ یا سپاہی لوگوں کی رہائش گاہوں پر تب تک نہیں ٹھہرائے جائیں گے جب تک کہ اس میں مالکان کی رضامندی شامل نہ ہو۔

4۔ **چوتھی ترمیم** : اس ترمیم کے تحت لوگوں کی، مکانوں، سامان اور کاغذات کی تلاشی یا ضبطی، وارنٹ تلاشی، کے بغیر نہیں کی جائے گی۔

5۔ **پانچویں ترمیم** : اس ترمیم کے تحت کسی بڑے جرم کی بابت کسی شخص پر تب تک مقدمہ نہیں چلایا جائے گا جب تک کہ اس کی تصدیق کوئی بڑی جیوری نہ کردے۔ بار بار ایک ہی جرم کی سماعت نہیں کی جائے گی اور مکمل قانونی چارہ جوئی کے بغیر

سزا نہیں دی جائے گی۔ کسی شخص کو اپنے خلاف بیان دینے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ لوگوں کی جائیداد تب تک ضبط نہیں کی جائے گی جب تک کہ اس کی مناسب قیمت ادا نہ کردی جائے۔

6۔ **چھٹی ترمیم** : اس ترمیم کے تحت جس ضلع میں جرم کا ارتکاب ہوا اس ضلع میں فوری طور پر کھلی عدالت میں مقدمے کی سماعت ہوگی۔ ملوث لوگوں کے بیانات کی روشنی میں ایک غیر جانبدار اور غیر متعصب جیوری کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ ملزمان کے لیے کاؤنسل کی ضمانت ہوگی۔ گواہان کو شہادت دینے کے لیے مجبور کیا جائے گا گواہان ملزموں کی موجودگی میں شہادت دیں گے۔

7۔ **ساتویں ترمیم** : اس ترمیم کے تحت کامن لاء کے تحت ایسے قانونی مقدمات کی سماعت کا حق جیوری کو ہوگا جن کی مالیت 20 ڈالر یا اس سے زیادہ کی ہو۔

8۔ **آٹھویں ترمیم** : اس ترمیم کے تحت زیادہ رقم کی ضمانت طلب نہ کی جائے گی اور نہ ہی زیادہ رقم کے جرمانے عاید کیے جائیں گے اور نہ ہی غیر معمولی یا سخت سزا دی جائے گی۔

9۔ **نویں ترمیم** : اس ترمیم کے تحت وہ حقوق جن کی آئین میں وضاحت نہیں ہے ان سے عوام کو محروم نہیں کیا جائے گا۔

10۔ **دسویں ترمیم** : اس ترمیم کے تحت دستور کی رو سے جو اختیارات متحدہ سلطنت امریکہ کو تفویض نہیں کیے گئے وہ ریاستوں کے لیے ممنوع قرار نہیں دیئے گئے۔ وہ ریاستوں یا لوگوں کے لیے محفوظ ہیں۔

متذکرہ بالا ترامیم کو امریکی کانگریس نے 1789 میں یعنی اسی سال جب فرانس نے انسانوں اور شہریوں کے حقوق کا اعلامیہ (THE FRENCH DECLARATION OF THE RIGHTS OF MAN AND CITIZENS) منظور کیا، منظوری دی۔

انیسویں اور بیسویں صدی میں بہت سے ممالک نے اپنے دساتیر میں انسانی حقوق کو شامل کیا کچھ ممالک نے ان حقوق کو بنیادی حقوق کا نام دیا۔ نہ صرف یہ کہ انسانی حقوق کو دساتیر میں شامل کیا گیا بلکہ اس مدت میں بہت سے ممالک نے انسانی حقوق سے متعلق دیگر قوانین بھی بنائے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد اس ضمن میں کافی

تیزی آئی اور آج دنیا کے بیشتر ممالک اپنے دساتیر میں انسانی حقوق کو شامل کرچکے ہیں۔ اگست 1941 میں منشور اوقیانوس (ATLANTIC CHARTER) پر دستخط ہوئے۔ یہ منشور بھی انسانی حقوق کی علمبرداری کی دستاویزوں میں کافی اہمیت کا حامل ہے۔

انسانی حقوق کی مہم کو اس وقت سب سے بڑی کامیابی ملی جب اقوام متحدہ نے 10/دسمبر 1948 کو انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ منظور کیا۔ اس دستاویز کی منظوری کے بعد انسانی حقوق کے تحفظ اور حصول کی ذمہ داری اقوام متحدہ پر آگئی۔ دراصل انسانی حقوق کی تاریخ میں میل کے پتھر کی حیثیت رکھنے والی دستاویز انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ ہی ہے مابعد منظور کی گئی تمام بین الاقوامی دستاویزیں جو انسانی حقوق کے تحفظ سے متعلق ہیں اور جنہیں یکے بعد دیگرے عملی شکل دی جاتی رہی ہے اسی عالمگیر اعلامیہ کا نتیجہ ہیں۔

باب 2
انسانی حقوق اور بین الاقوامی روابط

دیگر جمہوری ممالک کی طرح بھارت کے آئین میں بھی بین الاقوامی امن وسلامتی کو فروغ دینے کے لیے دفعہ 51 شامل کی گئی ہے جس میں صاف طور پر یہ بات کہی گئی ہے کہ مملکت اس بات کی کوشش کرے گی کہ وہ بین الاقوامی امن اور سلامتی کو فروغ دے، قوموں کے درمیان منصفانہ اور باعزت تعلقات قائم رکھے، منظم اقوام کے باہمی معاملات میں بین الاقوامی قانون اور عہد ناموں کے وجوب کے احترام کو بڑھائے اور قائم رکھے اور بین الاقوامی تنازعات کو ثالثی کے ذریعے طے کرنے کی حوصلہ افزائی کرے۔ اس کے علاوہ آئین کے ساتویں فہرست بند کی فہرست 1 (یونین فہرست) میں مد 13 کو شامل کیا گیا ہے جو بین الاقوامی کانفرنسوں، انجمنوں اور دیگر جماعتوں میں شرکت اور اس میں کیے ہوئے فیصلوں کی تعمیل سے متعلق ہے۔ اس فہرست بند کی اسی فہرست میں مد 14 کو جو دیگر ممالک کے ساتھ عہد نامے اور اقرار کرنے اور دیگر ممالک سے کیے ہوئے عہدناموں، اقرار ناموں اور عہدوپیان کو پورا کرنے سے متعلق ہے، شامل کیا گیا ہے۔

گذشتہ صدی کی آخری دہائی میں انسانی حقوق سے متعلق کام کرنے والے

غیر سرکاری اداروں (NGOs) کی تعداد میں دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں ہی نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ میڈیا نے بھی اس عرصے میں انسانی حقوق کے تحفظ کی اہمیت اور ان کی خلاف ورزی و پامالی سے متعلق امور کو زیادہ سے زیادہ جگہ دی ہے۔ اس کے علاوہ اسی دہائی میں عالمی معیشت میں ایک نئی تبدیلی آئی ہے جسے GLOBALISATION کا نام دیا گیا ہے۔ یہ عالمی تجارت پر عاید پابندیوں کے خاتمے اور اقتصادی خطوں کے بیچ بڑھتے ہوئے باہمی انحصار کا نتیجہ ہے۔ اس سے عالمی معیشت میں اتحاد اور قربت پیدا ہوگی۔ آج کے اس دور میں کوئی بھی ملک تب تک ترقی نہیں کرسکتا جب تک وہ دوسرے ممالک سے باہمی تجارتی رشتہ نہ رکھے۔ آج کی دنیا میں نہ صرف غیر ترقی یافتہ یا ترقی پذیر ممالک ترقی یافتہ ممالک پر منحصر ہیں بلکہ ترقی یافتہ ممالک بھی غیر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک پر اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے منحصر ہیں۔ آج چھوٹے چھوٹے ممالک بڑے بڑے ممالک کو بہت سا سامان برآمد کرتے ہیں۔ یہ باہمی انحصار، جسے باہمی تجارتی رشتہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا، ایک نہایت مثبت قدم ہے کیونکہ مختلف ممالک کے آپسی روابط بڑھنے سے انسانی حقوق کے تحفظ کے مشن کو بھی تقویت حاصل ہوگی۔ چونکہ لوگ مختلف قوموں اور مختلف لوگوں کے جذبات کا زیادہ سے زیادہ احترام کریں گے، ان کی تجارتی قربت کا نتیجہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ نظریاتی قربت کی شکل میں بھی رونما ہوگا۔ WTO اور اس قسم کے دیگر ادارے اس ضمن میں اہم کردار ادا کررہے ہیں اور دنیا کے تمام ممالک اس قسم کے اداروں کے ذریعہ کیے گئے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کوشاں ہیں۔ حال ہی کی بات ہے کہ ہندوستانی حکومت نے سات سو سے زیادہ غیر ملکی اشیاء کو ہندوستان میں درآمد کرنے کی اجازت دی ہے۔ اس سے حکومت ہند نے جو غیر ملکی کمپنیوں کو ملک میں لانے کی مہم شروع کی تھی اسے ایک اور نئی زندگی ملے گی۔ حکومت نے اس بات کا بھی خیال رکھا ہے کہ ایسا کرنے سے ہمارے ملک کی صنعتوں پر کوئی منفی اثر نہ پڑے اور انہیں ہر ممکن تحفظ عطا کیا جائے۔ نہ صرف یہ بلکہ ہماری صنعتیں اور ہمارے تاجر خود اس بات کی کوشش کریں گے کہ وہ ایسا مال بنائیں جس کی کوالیٹی غیر ملکی مال سے کسی بھی طرح کم نہ ہو بلکہ ان کی کوشش تو یہ ہونی چاہئے کہ وہ اس سے بھی بہتر مال تیار کریں۔ ایسا کرنے سے ملکی صنعتوں کو

کوئی نقصان نہیں ہوگا بلکہ انہیں آگے بڑھنے اور بین الاقوامی مقابلوں میں بہتر مقابلہ کرنے کا موقع ملے گا صحت مند مقابلہ (HEALTHY COMPETITION) ہمیشہ کسی بھی صنعت کے فروغ کا باعث ہوتا ہے۔

یہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ اقتصادی ترقی سے جمہوری اقدار کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ لاطینی امریکہ میں یہ بات کھل کر سامنے آئی ہے۔ ایشیا کے ممالک نے بھی اپنے آپ کو روایتی وسماجی رکاوٹوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اس پرانے ماحول سے نکلنے کی کوشش کی ہے جس میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ مشرق،مشرق ہے اور مغرب، مغرب۔

ایشیا کے ممالک جیسے چین، جاپان، ہندوستان وغیرہ بھی معاشی و اقتصادی میدان میں کافی آگے بڑھ چکے ہیں۔ آج یہ ممالک، جنہیں امریکہ اور یورپ کے بہترین بازار سمجھا جاتا تھا، یورپ اور امریکہ میں اپنا بنا ہوا سامان بھیج رہے ہیں۔ ان ممالک میں شاید ہی کوئی بڑا اسٹور ایسا ہو جس میں ہندوستان، چین اور جاپان وغیرہ کا بنا ہوا سامان موجود نہ ہو۔

سرد جنگ کے خاتمے کے ساتھ ساتھ عالمی جنگ کا خطرہ بہت کم ہوگیا ہے آج روس اور امریکہ ایک دوسرے کے حریف نہیں ہیں بلکہ یہ دونوں بڑی طاقتیں اس بات کے لیے کوشاں ہیں کہ دنیا کے تمام سیاسی ودیگر مسائل باہمی بات چیت سے حل ہوں، کہیں پر بھی انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہ ہو، سیاسی استحکام ہو، جمہوری اقدار کی قدر کی جائے، تمام بین الاقوامی قراردادوں، عہدناموں ومتعلقہ دستاویزوں کا احترام کیا جائے اور ان پر عمل درآمد کیا جائے اور جو ممالک ایسا کرنے سے گریز کریں ان کے خلاف متعلقہ بین الاقوامی فورم میں مناسب کارروائی کی جائے۔ ان سب باتوں کے باوجود آج بھی دنیا کے مختلف حصوں میں تشدد، شورش، دہشت گردی، مسلح مڈبھیڑ وتصادم جیسے واقعات وقتاً فوقتاً رونما ہوتے ہی رہتے ہیں۔ مذہبی جنون اور فرقہ واریت بڑھتی جارہی ہے جبکہ بین الاقوامی ادارے اور انسانی حقوق سے متعلق تمام تنظیمیں اس کو روکنے کے لیے دن رات کام کررہی ہیں۔ جب تک کمزور کو دبایا جاتا رہے گا، اقلیتوں پر مظالم ہوتے رہیں گے یا بالفاظ دیگر جب تک انسانی حقوق کے تسلیم شدہ اصولوں کی خلاف ورزی ہوتی رہے گی تب تک ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ دنیا صحیح معنوں میں ایک

مہذب دنیا بن چکی ہے۔ اس دنیا کو صحیح معنوں میں GLOBAL VILLAGE تب کہا جائے گا جب ایک انسان دوسرے انسان کو اپنے جیسا سمجھے اور اس کے ساتھ برابر کا سلوک کرے۔ اور کسی کا استحصال نہ ہو۔

بین الاقوامی برادری نے اب اس بات کو تسلیم کرلیا ہے کہ کسی ملک کی سا لمیت اور سماج کا تحفظ اس بات پر منحصر ہے کہ وہاں پر انسانی حقوق کا کتنا احترام کیا جاتا ہے۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزی عدم استحکام کو جنم دیتی ہے اور اس سے کسی ملک کی سالمیت اور اس کے تحفظ کو خطرہ لاحق ہوجاتا ہے۔ کسی جنگ یا مسلح مڈبھیڑ وتصادم کو روکنے کے لیے محض دفاعی طاقت، دفاعی اشتراک اور اسلحہ پر کنٹرول ہی کافی نہیں ہے بلکہ انسانی حقوق اور اقتدار قانون کا احترام بھی ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ معاشی آزادی اور سماجی ذمہ داری کا احساس بھی اشد ضروری ہے۔ علاوہ ازیں ایک ایسا بہتر ماحول میسر کرنے کی بھی ضرورت ہے جس میں ہر شخص باعزت زندگی گزار سکے اور کسی بھی طرح اس کے وقار کو ٹھیس نہ پہنچے۔

اقوام متحدہ کی قراردادیں، اعلامیے، عہدوپیمان اور دیگر بین الاقوامی دستاویزیں بین الاقوامی تعلقات میں انسانی حقوق کی اہمیت کو مکمل طور سے تسلیم کرتی ہیں۔ یورپین یونین، ویسٹرن یورپین یونین، افریقی ادارے، سارک، سیٹو، عرب لیگ اور اسی قسم کے دیگر ادارے بھی اس بات سے مکمل اتفاق کرتے ہیں۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا کی تمام مہذب قومیں اور ممالک اس قسم کی تمام بین الاقوامی دستاویزوں کو پوری پوری اہمیت دیتے ہیں۔ ان کا مکمل احترام کرتے ہیں۔ اور ان پر عمل پیرا ہونے کی حتی الامکان کوشش کرتے ہیں۔ ان دستاویزوں کی بیشتر ممالک توثیق کرچکے ہیں۔

اقوام متحدہ کے سابق سکریٹری جنرل کوفی عنان نے یوم حقوق انسانی کے موقع پر دیئے گئے اپنے ایک پیغام میں یہ کہا تھا کہ ہم سب اس بات کا اعادہ کریں کہ ہم ہرقسم کے نسلی امتیاز، تشدد، تعصب، عدم رواداری جیسی برائیوں کو دور کریں گے۔ انہوں نے اپنے اس پیغام میں اس بات کی طرف بھی واضح طور پر اشارہ کیا تھا کہ ابھی ہم اپنی منزل سے بہت دور ہیں۔ آج بھی دنیا میں مردوں، عورتوں اور بچوں کو یہ بھروسہ

نہیں کہ وہ کب تک زندہ رہیں گے یا یہ کہ انہیں کب اپنی جان سے صرف اس لئے ہاتھ دھونا پڑے کہ ان کا جنم کسی خاص فرقہ یا گروپ میں ہوا ہے یا یہ کہ ان کا اس سے تعلق ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ روانڈا بوسنیا، کوسودو کے واقعات کی یاد آج بھی تازہ ہے اور وہ ہمیں اس بات کی یاد دلاتے ہیں کہ ان ممالک میں رونما ہونے والے واقعات نے انسانیت کو جھنجھوڑ دیا تھا اور اسے تارتار کردیا تھا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ آج کے دن ہم سب کو پھر سے اپنے اس عہد کی تجدید کرنی چاہئے کہ ہم ایک ایسی ملی جلی عالمی ثقافت کو جنم دیں گے جس میں ہرنسل اور ہر مذہب کے لوگ ایک ساتھ پیارومحبت کے ساتھ رہیں۔

باب 3

انسانی حقوق اور بھارت کا آئین

ہندوستان کی آزادی سے قبل 22 جنوری، 1947 کو قانون ساز اسمبلی نے ایک تجویز پاس کی تھی جس میں ان اغراض ومقاصد کا ذکر کیا گیا تھا جنہیں ہندوستان کا آئین وضع کرتے وقت ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔ اس تجویز میں اگرچہ انسانی حقوق جیسے الفاظ استعمال نہیں کیے گئے تھے لیکن تجویز کے متن میں یہ جذبہ مکمل طور پر مضمر تھا۔ دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ اس میں یہ کہا گیا تھا کہ ہندوستان کے قانون میں اس بات کی ضمانت دی جائے کہ تمام لوگوں کو سماجی، معاشی اور سیاسی انصاف ملے، انہیں آزادیٔ خیال میسر ہو وہ اپنے دین دھرم اور مذہب وعقیدے کے مطابق عبادت کرسکیں، اپنی پسند کا پیشہ اختیار کرسکیں اور اپنی انجمنیں بنا سکیں۔ البتہ اس کے ساتھ یہ فقرہ شرطیہ ضرور لگا دیا گیا تھا کہ ایسی آزادی، اخلاق عامہ اور مفاد عامہ کا خیال رکھتے ہوئے عطا کی جائے گی۔ بھارت کے آئین کے نہ صرف متن میں بلکہ اس کی تمہید میں بھی ان باتوں کا مکمل خیال رکھا گیا ہے۔ یہ تمہید اس طرح ہے۔

تمہید

ہم بھارت کے عوام متانت وسنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو ایک مقتدر، سماج وادی، غیر مذہبی عوامی جمہوریہ بنائیں اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں انصاف، سماجی، معاشی اور سیاسی آزادئ خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت مساوات بہ اعتبار حیثیت اور موقع اور ان سب میں اخوت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور سالمیت کا تیقن ہو۔ اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبیس نومبر 1949 کو یہ آئین ذریعہ ہذا اختیار کرتے ہیں، وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔"

بھارت کے آئین میں تمام لوگوں کو انسانی حقوق، جنہیں بنیادی حقوق کا نام دیا گیا ہے، کی مکمل ضمانت دی گئی ہے۔

آئین کی دفعہ 14 میں یہ بات صاف طور پر کہی گئی ہے کہ مملکت کسی شخص کو بھارت کے علاقے میں قانون کی نظر میں مساوات یا قوانین کے مساویانہ تحفظ سے محروم نہیں کرے گی۔ اس دفعہ کے دو جز ہیں۔ پہلے جز میں "قانون کی نظر میں مساوات" اور دوسرے جز میں "قوانین کے مساویانہ تحفظ" جیسی اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں۔ جہاں تک پہلی اصطلاح کا سوال ہے، اس کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ سبھی لوگ بغیر کسی امتیاز کے ملک کا جو بھی قانون ہے اس کے تابع ہونگے اور کسی بھی شخص کو خواہ اس کا کوئی درجہ ہو یا کوئی بھی حیثیت ہو، اسے قانون کی نظر میں کوئی بالادستی حاصل نہیں ہوگی۔ اور دوسری اصطلاح کا مفہوم یہ ہے کہ یکساں حالات و واقعات کے تحت تمام افراد کو اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے یکساں قانونی تحفظ حاصل ہوگا۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ سرکار کچھ لوگوں کو مخصوص تحفظ عطا نہیں کرسکتی، مناسب درجہ بندی کا اصول (DOCTRINE OF REASONABLE CLASSIFICATION) اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ کچھ مخصوص لوگوں کے لیے مخصوص قانون بنایا جاسکتا ہے اور ان کو مخصوص رعایتیں یا مراعات دی جاسکتی ہیں۔ یہ کارروائی امتیازی سلوک کے زمرے میں نہیں آتی، درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست

قبائلوں وپچھڑے طبقوں اور اقلیتوں کے تحفظ کے لیے نہ صرف بھارت کے آئین کی توضیعات بلکہ دیگر قوانین کی توضیعات بھی اس کسوٹی پر کھری اتری ہیں۔ آئین کی دفعہ 15 سے یہ بات اور بھی زیادہ واضح ہوجاتی ہے۔ اس دفعہ میں یہ بات صاف کہی گئی ہے کہ مملکت محض مذہب، نسل، ذات، جنس یا مقام پیدائش یا ان میں سے کسی کی بنا پر کسی شہری کے خلاف امتیاز نہیں برتے گی یا کوئی شہری محض مذہب، نسل، ذات، جنس، مقام پیدائش یا ان میں سے کسی کی بنا پر دکانوں، عام ریستوران، ہوٹلوں یا عام تفریح گاہوں میں داخلہ کے لیے یا کلی یا جزوی طور سے مملکتی فنڈ سے قائم یا خلائق عامہ کے استعمال کے لیے وقف کنوؤں، تالابوں اشنان گھاٹوں، سڑکوں اور عام آمدورفت کے مقامات کے استعمال کے ناقابل نہ ہوگا یا اس پر کوئی ذمہ داری یا پابندی یا شرط نہ ہوگی۔ البتہ دفعہ 15 (4) میں مملکت کو اس بات کا حق دیا گیا ہے کہ وہ سماجی اور تعلیمی حیثیت سے پسماندہ طبقات یا درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کی ترقی کے لیے خصوصی قوانین بنا سکتی ہے۔ اس دفعہ میں یہ توضیع اس لیے کی گئی ہے تاکہ ان طبقات کو عدم مساوات کا احساس نہ ہو اور وہ یہ محسوس کرسکیں کہ ان کو وہی مراعات حاصل ہیں جو دیگر طبقوں کو میسر ہیں اور وہ اقتصادی اور سماجی طور پر اس درجہ تک پہنچنے کے مستحق ہیں جہاں تک دوسرے طبقات پہنچ چکے ہیں یا پہنچ سکتے ہیں۔

آئین کی دفعہ 16 میں روزگار کے معاملے میں بھی لوگوں کو مساوی مواقع فراہم کیے گئے ہیں اس دفعہ کے مطابق تمام شہریوں کے لیے مملکت کے تحت کسی عہدہ پر ملازمت یا تقرر سے متعلق مساوی موقع حاصل رہے گا اور کوئی شہری محض مذہب، نسل، ذات، جنس، نسب، مقام پیدائش، بودوباش یا ان میں سے کسی کی بنا پر مملکت کے تحت کسی ملازمت یا عہدے کے لیے نہ تو ناقابل ہوگا اور نہ اس کے خلاف امتیاز برتا جائے گا۔ البتہ دفعہ 16 (3) میں یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ اس دفعہ میں کوئی امر پارلیمنٹ کے ایسا قانون بنانے میں مانع نہ ہوگا جس میں ریاست یا یونین علاقہ کی حکومت یا ان کے اندر کسی مقامی یا دیگر حاکم کے تحت کسی قسم یا اقسام کی ملازمت یا کسی عہدے پر تقرر کی بابت ایسی ملازمت یا تقرر کے قبل اس ریاست میں یا یونین علاقہ کے اندر بود وباش کی ضروری شرط مقرر کی جائے اس دفعہ کے ساتھ دفعہ 16 (4)

میں پسماندہ طبقات کے حقوق کے تحفظ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے یہ توضیح کی گئی ہے کہ اس دفعہ کا کوئی امر تقررات یا عہدوں کو شہریوں کے کسی ایسے پسماندہ طبقہ کے حق میں جس کی مملکت کے تحت ملازمتوں میں مملکت کی رائے میں کافی نمائندگی نہ ہو محفوظ کرنے کے لیے کوئی توضیع کرنے میں مانع نہ ہوگا۔ اسی طرح دفعہ 16(5) میں اس بات کو واضح کردیا گیا ہے کہ اس دفعہ کے کسی امر کا کوئی اثر ایسے قانون کے نفاذ پر نہ ہوگا جس میں یہ توضیع درج ہو کہ کسی مذہبی یا فرقہ جاتی ادارے کے امور سے متعلق کوئی عہدہ دار یا ایسے ادارے کی مجلس انتظامی کا کوئی رکن کسی خاص مذہب کا پیرو یا کسی خاص فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔

اس دفعہ کی تعبیر کرتے وقت سپریم کورٹ اور ہائی کورٹوں نے اس بات کا پورا پورا خیال رکھا ہے کہ کوئی بھی فریق، فرقہ یا سماج کا کوئی طبقہ اس کا ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔ مثلاً عہدوں کے تحفظ یا ریزرویشن کے معاملے میں سپریم کورٹ نے **ڈاکٹر چندر شیکھر پاسوان بنام ریاست بہار والے معاملے**[1] میں اور اس کے بعد بہت سے معاملوں میں یہ فیصلہ دیا ہے کہ اگر کسی اسامی کی تعداد صرف ایک ہے تو اس اسامی کو ریزرو نہیں کیا جاسکتا۔ اس تعبیر سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ ریزرویشن سو فیصدی نہیں ہوسکتی۔ اگر سپریم کورٹ یہ فیصلہ نہ دیتی اور جب بھی اسامی کی تعداد ایک ہوتی تو وہ اسامی ریزو ہوجاتی اور اس کا مطلب صاف طور پر یہ ہوتا کہ سو فیصدی تحفظ عطا کیا گیا ہے جب کہ آئین میں اس قسم کی کوئی توضیع نہیں ہے اور نہ ہی اس کی کسی توضیع میں اس قسم کا جذبہ نہاں ہے۔

انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا سب سے شدید احساس اس وقت ہوتا ہے جب کسی شخص کے ساتھ امتیازی رویہ اختیار کیا جائے۔ اگر کوئی شخص دوسرے شخص کو اونچی یا نیچی ذات کی بنیاد پر کمتر سمجھے تو اس سے امتیاز اور ناانصافی کو بڑھاوا ملتا ہے۔ کسی بھی شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی کے ساتھ چھوت چھات برتے۔ اسی بات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے دفعہ 17 کے ذریعہ چھوت چھات کا مکمل طور پر خاتمہ کردیا گیا ہے اور کسی بھی شکل میں اس پر عمل کرنے کی ممانعت کردی گئی ہے۔ **ناتھو دوارہ مندر والے معاملے**[2] (سوریہ نرائن چودھری بنام ریاست راجستھان) میں یہ فیصلہ دیا گیا تھا

1. اے آئی آر 1988 ایس سی 959
2. اے آئی آر 1989 راجستھان 99

کہ ہریجنوں کو اس مندر میں بنا روک ٹوک داخل ہونے دیا جائے گا اور انہیں کنٹھی مالا پہننے اور شدھی کے لیے گنگا جل چھڑکنے جیسی باتوں کے لیے مجبور نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس قسم کا امتیازی رویہ اختیار کرنے سے آئین کی دفعہ 14، دفعہ 15 اور دفعہ 17 کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

آزادی سے قبل سماج کے نام نہاد اونچے طبقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں اور ایسے لوگوں کو جو اس دور کی بدیسی حکومت کے وفادار تھے یا ان کے لیے کوئی مخصوص خدمات انجام دیتے تھے، مختلف خطابات عطا کیے جاتے تھے۔ ایسا کرنے سے قدرتی طور پر ان طبقات کے لوگوں میں جنہیں ایسے خطابات عطا نہیں کیے جاتے تھے، محرومی کا احساس ہوتا تھا اور وہ ایسا محسوس کرتے تھے جیسے کہ وہ ان لوگوں سے کمتر ہیں جنہیں اس قسم کے خطابات عطا کیے گئے ہیں۔ جن لوگوں کو یہ خطابات عطا کیے جاتے تھے انہیں بہت سی ایسی مراعات بھی دی جاتی تھیں جو دیگر لوگوں کو میسر نہیں تھیں۔ اس امتیاز کو ختم کرنے کے لیے دفعہ 18 کے ذریعہ خطابات کا مکمل طور پر خاتمہ کردیا گیا ہے۔ آئین کی دفعہ 18 اس طرح ہے۔

دفعہ 18

(1) مملکت کوئی خطاب، جو فوجی یا علمی امتیاز نہ ہو عطا نہیں کرے گی۔

(2) بھارت کا کوئی شہری کسی مملکت غیر سے کوئی خطاب قبول نہیں کرے گا۔

(3) کوئی شخص جو بھارت کا شہری نہ ہو اس وقت جب وہ مملکت کے تحت کسی نفع بخش یا قابل اعتماد عہدے پر فائز ہو، بغیر صدر کی منظوری کے کسی مملکت غیر سے کوئی خطاب قبول نہیں کرے گا۔

(4) مملکت کے تحت کسی نفع بخش یا قابل اعتماد عہدے پر فائز کوئی شخص کسی مملکت غیر سے یا اس کے تحت کوئی تحفہ، مشاہرہ یا کسی قسم کا عہدہ بغیر صدر کی منظوری کے قبول نہیں کرے گا۔

دفعہ 19 کے ذریعہ آزادئ تقریر وغیرہ سے متعلق بعض حقوق کا تحفظ عطا کیا گیا ہے لیکن ایسا کرتے وقت اس بات کا بھی دھیان رکھا گیا ہے کہ کسی بھی شخص کو

اتنی آزادی نہ ملے کہ اس سے اخلاق عامہ کی اغراض پر منفی اثر پڑے، یہی وجہ ہے کہ اس دفعہ کے فقرہ (6) میں یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ مملکت اس دفعہ کے ذریعہ عطا کیے گئے حقوق کے استعمال پر اخلاق عامہ کی اغراض کے لیے مناسب پابندیاں عاید کرسکتی ہے دفعہ 19 اس طرح ہے۔

دفعہ 19

(1) تمام شہریوں کو حق حاصل ہوگا۔

(الف) تقریر اور اظہار کی آزادی کا۔

(ب) امن پسندانہ طریقے سے اور بغیر ہتھیاروں کے جمع ہونے کا؛

(ج) انجمنیں یا یونین قائم کرنے کا؛

(د) بھارت کے سارے علاقے میں آزادانہ نقل وحرکت کرنے کا؛

(ہ) بھارت کے علاقہ کے کسی حصہ میں بودوباش کرنے اور بس جانے کا؛ اور

(و) -- x x x

(ز) کسی پیشہ کے اختیار کرنے یا کسی کام دھندے، تجارت یا کاروبار کے چلانے کا۔

(2) فقرہ (ا) کے ذیلی فقرہ (الف) میں کوئی امر کسی موجودہ قانون کے نفاذ کو متاثر نہ کرے گا۔ نہ مملکت کے کسی قانون کے بنانے میں مانع ہوگا۔ جس حد تک ایسا قانون مذکورہ ذیلی فقرہ کے عطا کیے ہوئے حق کے استعمال پر بھارت کے اقتدار اعلیٰ اور سالمیت، مملکت کی سلامتی غیر مملکتوں سے دوستانہ تعلقات، امن عامہ، شائستگی یا اخلاق عامہ کی اغراض کے لیے یا توہین عدالت، ازالہ حیثیت عرفی یا کسی جرم کے لیے اکسانے کے تعلق سے معقول پابندیاں عاید کرے۔

(3) مذکورہ فقرہ کے ذیلی فقرہ (ب) میں کوئی امر کسی موجودہ قانون کے نفاذ کو متاثر نہ کرے گا نہ وہ مملکت کے کسی قانون کے بنانے میں مانع ہوگا۔ جس حد تک وہ ذیلی فقرہ مذکور کے عطا کیے ہوئے حق کے استعمال پر بھارت کے اقتدار اعلیٰ اور سالمیت یا امن عامہ کی اغراض کے لیے معقول پابندیاں عاید کرے۔

(4) مذکورہ فقرہ کے ذیلی فقرہ (ج) میں کوئی امر کسی موجودہ قانون کے نفاذ کو

متاثر نہ کرے گا نہ وہ مملکت کے لیے ایسا قانون بنانے میں مانع ہوگا جس حد تک وہ اس ذیلی فقرہ کے عطا کیے ہوئے حق کے استعمال پر بھارت کے اقتدار اعلیٰ اور سا لمیت یا امن عامہ یا اخلاق عامہ کی اغراض کے لیے معقول پابندیاں عائد کرے۔

(5) مذکورہ فقرہ کے ذیلی فقرات (د) اور (ہ) میں کوئی امر کسی موجودہ قانون کے نفاذ کو متاثر نہ کرے گا نہ وہ مملکت کے کسی قانون بنانے میں مانع ہوگا جس حد تک وہ ان ذیلی فقرہ سے عطا کیے ہوئے حقوق میں سے کسی حق کے استعمال پر اخلاق عامہ کی اغراض کے لیے یا کسی درج فہرست قبیلہ کے مفادات کی حفاظت کے لیے معقول پابندیاں عائد کرے۔

(6) مذکورہ فقرہ کے ذیلی فقرہ (ز) کا کوئی امر کسی موجودہ قانون کے نفاذ کو متاثر نہ کرے گا نہ وہ مملکت کے کسی قانون بنانے میں مانع ہوگا، جس حد تک وہ اس ذیلی فقرہ کے عطا کیے ہوئے حق کے استعمال پر اخلاق عامہ کی اغراض کے لیے معقول پابندیاں عائد کرے اور خاص طور پر اس ذیلی فقرہ میں کوئی امر کسی موجودہ قانون کے نفاذ کو متاثر نہ کرے گا اور نہ مملکت کے کسی قانون بنانے میں مانع ہوگا جس حد تک کہ وہ

(1) ان پیشہ ورانہ یا تکنیکی قابلیتوں سے متعلق ہو جو کسی پیشہ کے اختیار کرنے یا کسی کام دھندے، تجارت یا کاروبار کے چلانے کے لیے ضروری ہوں، یا

(2) مملکت یا ایسی کارپوریشن کی جو مملکت کی ملکیت ہو یا اس کے زیراختیار ہو کسی تجارت یا کاروبار، صنعت یا سروس کے خواہ شہریوں کی کلی یا جزوی شرکت کے بغیر یا دیگر طور پر چلانے سے متعلق ہو۔

مندرجہ بالا دفعہ میں لفظ 'شہری' کا جو استعمال کیا گیا ہے اس سے طبیعی انسان (NATURAL PERSON) مراد ہے نہ کہ معنوی شخص (LEGAL PERSON) یعنی کمپنی، جماعت یا کارپوریشن۔ اس قسم کا کوئی بھی ادارہ دفعہ 19 کے تحت متذکرہ بالا آزادی کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔

اس دفعہ میں اگرچہ پریس کی آزادی کی بات واضح طور پر نہیں کہی گئی ہے لیکن اس میں پریس کی آزادی مکمل طور پر شامل ہے۔ سپریم کورٹ کی اہم نظیریں اس بات کا دستاویزی ثبوت ہیں۔ **رمیش تھاپڑ بنام ریاست مدراس والے معاملے**[1] میں، مدراس کی سرکار نے دی کراس روڈس (THE CROSS ROADS) نامی جرنل کے داخلے اور سرکولیشن پر مدراس امن عام ایکٹ، (THE MADRAS MAINTENANCE OF PUBLIC PEACE ACT, 1949) کے تحت جو پابندی لگائی گئی تھی، سپریم کورٹ نے اسے کالعدم اور غیر آئینی قرار دے دیا تھا۔ اسی طرح ایک بہت ہی اہم معاملے یعنی **بینٹ کول مین اینڈ کمپنی والے معاملے**[2] میں نیوز پرنٹ سے متعلق جو پابندیاں لگائی گئی تھیں سپریم کورٹ نے انہیں غیر آئینی قرار دے دیا تھا۔

اسی طرح **ہمدرد دواخانہ والے معاملے**[3] میں حکومت کے ذریعہ اشتہارات سے متعلق بنائے گئے ایک قانون کو اس بنیاد پر چیلنج کیا گیا تھا کہ اشتہارات پر پابندی، آزادئ اظہار کو اثر انداز کرتی ہے یا بالفاظ دیگر اس آزادی میں کمی آجاتی ہے۔ اس معاملے میں سپریم کورٹ نے یہ کہا تھا کہ کسی اشتہار کی صحیح نوعیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ اشتہار کس غرض کو پورا کرنے کے لیے دیا گیا ہے اس طرح سے وہ اشتہار انسانی سوچ کو مشتہر کرنے اور خیالات کا اظہار کرنے کے درجے میں آتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ دفعہ 19 (ا) (الف) کی حدود میں آتا ہے۔

اسی دفعہ کے فقرہ (2) میں متذکرہ بالا آزادیوں پر مناسب پابندیاں عائد کرنے کی بات بھی کہی گئی ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ معقول پابندیاں کیا ہیں، معقول یا مناسب پابندی وہ پابندی ہے جو من مانے ڈھنگ سے نہ لگائی جائے یا جو شدید نوعیت کی نہ ہو اور وہ پابندی صرف اس حد تک ہو، جس حد تک مفاد عامہ کے لیے ضروری ہو۔ ایسی پابندیاں عائد کرتے وقت دو پہلوؤں کی جانب خاص دھیان دیا جانا چاہئے۔ پہلی بات یہ ہے کہ ایسی پابندیاں عائد کرنے سے وہ کونسا حق یا حقوق ہیں جن کی خلاف ورزی ہوگی اور دوسری جانب اس بات پر غور کیا جانا چاہئے کہ ایسی پابندی قابل عمل ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ عدالت کو بھی سرکار کی کسی پالیسی کے معاملے

---

1 اے آئی آر 1950 ایس سی 124 2 اے آئی آر 1975 ایس سی 106 1 اے آئی آر 1960 ایس سی 554

میں تب تک دخل اندازی نہیں کرنی چاہیے جب تک کہ سرکار کا اس ضمن میں کیا گیا فیصلہ بالکل من مانا اور نامناسب نہ ہو۔

ایسی پابندی صرف سرکار کی سلامتی، غیر ملکوں سے دوستانہ تعلقات، امن عامہ، شائستگی یا اخلاق، توہین عدالت، ازالہ حیثیت عرفی، کسی جرم کے لیے اکسانے یا بھارت کے اقتدار اعلیٰ اور سالمیت کے اغراض کے لیے ہی عائد کی جاسکتی ہے۔ **خواجہ احمد عباس بنام یونین آف انڈیا والے معاملے**[1] میں سپریم کورٹ نے آئین کی دفعہ 19 (1) (الف) کے تحت فلموں کی سنسرشپ کو اس بنیاد پر صحیح قرار دیا تھا کہ فلمیں آرٹ کی دیگر چیزوں سے مختلف ہوتی ہیں چونکہ موشن پکچر سے جتنے زیادہ جذبات متاثر ہوتے ہیں اتنے زیادہ آرٹ کی کسی اور چیز سے متاثر نہیں ہوتے۔

دفعہ 20 میں اثبات جرم کے بارے میں تحفظ عطا کیا گیا ہے یہ دفعہ اس طرح ہے...

دفعہ 20

(1) کسی شخص کو بجز اس کے کہ اس قانون کی خلاف ورزی میں ہو جو اس فعل کے ارتکاب کے وقت نافذ ہو کسی جرم کا مجرم قرار نہیں دیا جائے گا جس کا اس پر بطور جرم الزام لگایا گیا ہو اور نہ اس کو اس سے زیادہ سزا دی جائے گی جو ارتکاب جرم کے وقت نافذ قانون کے تحت دی جاسکتی تھی۔

(2) کسی شخص کے خلاف ایک ہی جرم کے لیے ایک سے زیادہ مرتبہ نہ تو مقدمہ چلایا جائے گا اور نہ اس کو سزا دی جائے گی۔

(3) کسی شخص کو جس پر کسی جرم کا الزام ہو خود اپنے ہی خلاف گواہ بننے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔

اس کے علاوہ دفعہ 21 میں جان اور شخصی آزادی کا تحفظ عطا کیا گیا ہے۔ اس دفعہ میں یہ بات صاف طور پر کہی گئی ہے کہ کسی شخص کو اس کی جان یا شخصی آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا اور اگر اسے محروم کیا جائے گا تو صرف قانون کے ذریعہ قائم کیے ہوئے ضابطے کے مطابق ہی کیا جائے گا نہ کہ کسی دیگر طریقے سے۔ یہ دفعہ اس طرح ہے۔

---

1. اے آئی آر 1971 ایس سی 481

دفعہ 21

کسی شخص کو اس کی جان یا شخصی آزادی سے قانون کے ذریعہ قائم کیے ہوئے ضابطہ کے سوا کسی اور طریقہ سے محروم نہ کیا جائے گا۔

اس دفعہ پر محض ایک نظر ڈالنے سے ہی یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ یہ دفعہ ہر شخص کو جان اور شخصی آزادی کے تحفظ کی گارنٹی دیتی ہے۔ اس دفعہ میں الفاظ ''قانون کے ذریعہ قائم کیے ہوئے ضابطے'' سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں اور سپریم کورٹ بھی اپنی یکے بعد دیگرے نظیروں کے ذریعہ اس دفعہ کی حدود کو وسیع سے وسیع تر بناتی رہی ہے۔

یہاں سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شخصی آزادی کا مفہوم کیا ہے۔ **اے. کے گوپالن بنام ریاست مدراس والے معاملے**[1] میں سپریم کورٹ نے ''قانون کے ذریعہ قائم کیے ہوئے ضابطے'' کے بارے میں یہ تعبیر کی تھی کہ اس ضابطے سے مراد وہ ضابطہ ہے جو مملکت یعنی پارلیمنٹ یا ریاستی اسمبلی کے ذریعہ قائم کیا گیا ہو۔

جہاں تک شخصی آزادی کی بات ہے یہ آزادی سماج کے ہر طبقے کے ہر فرد کو حاصل ہے چاہے وہ حاکم ہو یا محکوم، ظالم ہو یا مظلوم، مالک ہو یا نوکر، عورت ہو یا مرد، منصف ہو یا قیدی۔ **حسین آرہ خاتون (II) بنام ہوم سیکریٹری ریاست بہار والے معاملے**[2] میں سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ اگر کسی شخص کو اس کی قید کی مدت سے زیادہ قید میں رکھا جاتا ہے تو اس سے اس کی شخصی آزادی کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور ایسا کرنا سراسر ناانصافی ہے۔ علاوہ ازیں **مینکا گاندھی بنام یونین آف انڈیا والے معاملے**[3] میں ''قانون کے ذریعہ قائم کیے ہوئے ضابطے'' کے بارے میں سپریم کورٹ نے یہ کہا تھا کہ یہ ضابطہ مناسب، معقول اور صحیح ہونا چاہئے۔ اگر کوئی ایسا ضابطہ جس میں کسی ملزم کو قانونی خدمات کا فائدہ اٹھانے سے محروم رکھا جاتا ہے تو وہ ضابطہ، مناسب معقول اور صحیح نہیں کہلائے گا۔

دفعہ 22 میں بعض صورتوں میں گرفتاری اور نظربندی سے تحفظ عطا کیا گیا ہے یہ دفعہ اس طرح ہے۔

---

1. اے آئی آر 1950 ایس سی آر 88
2. (1980) 1۔ ایس سی سی 98
3. (1978) 2 ۔ ایس سی آر 626

دفعہ 22

(1) کسی شخص کو جسے گرفتار کیا جائے اس کو ایسی گرفتاری کی وجوہ سے جس قدر جلد ہوسکے آگاہ کیے بغیر حوالات میں نہ رکھا جائے گا۔ اور نہ اس کو اپنی پسند کے قانونی پیشہ ور سے صلاح لینے اور پیروی کروانے کے حق سے محروم کیا جائے گا۔

(2) ہر اس شخص کو جسے گرفتار کیا جائے اور حوالات میں بند رکھا جائے ایسی گرفتاری سے چوبیس گھنٹے کی مدت کے اندر اس مدت کو چھوڑ کر جو مقامِ گرفتاری سے مجسٹریٹ کے اجلاس تک سفر کرنے کے لیے ضروری ہو، قریب ترین مجسٹریٹ کے روبروپیش کیا جائے گا اور کسی ایسے شخص کو کسی مجسٹریٹ کے حکم کے بغیر مذکورہ مدت سے زیادہ حوالات میں نہ رکھا جائے گا۔

(3) فقرات (1) اور (2) کے کسی امر کا اطلاق نہ ہوگا۔

(الف) کسی ایسے شخص پر جو فی الوقت غیر ملکی دشمن ہو، یا

(ب) کسی ایسے شخص پر جو کسی ایسے قانون کے تحت جس میں انسدادی نظربندی کا حکم ہو گرفتار یا نظربند کیا جائے۔

(4) کوئی قانون جس میں انسدادی نظر بندی کی توضیع ہو کسی شخص کو تین ماہ سے زیادہ مدت تک نظر بند رکھنے کا مجاز نہ کرے گا بجز اس کے کہ

(الف) ان اشخاص پر مشتمل مشاورتی بورڈ نے جو کسی ہائی کورٹ کے جج ہوں یا رہ چکے ہوں یا اس کے ججوں کی حیثیت سے تقرر کے اہل ہوں تین ماہ کی مذکورہ مدت کے منقضی ہونے سے پہلے رپورٹ دی ہو کہ اس کی رائے میں ایسی نظر بندی کی معقول وجہ ہے۔

بشرطیکہ اس ذیلی فقرہ کا کوئی امر کسی شخص کو اس انتہائی مدت سے جو فقرہ (7) کے ذیلی فقرہ (ب) کے تحت پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے کسی قانون سے مقرر کی گئی ہو زیادہ نظر بند رکھنے کا مجاز نہ کرے گا، یا

(ب) ایسے شخص کو کسی ایسے قانون کی توضیعات کے مطابق نظربند کیا جائے جس کو پارلیمنٹ نے فقرہ (7) کے ذیلی فقرات (الف) اور (ب) کے

تحت بنایا ہو۔

(5) جب کسی شخص کو انسدادی نظر بندی کی توضیع کرنے والے کسی قانون کے تحت صادر کیے ہوئے کسی حکم کی متابعت میں نظربند کیا جائے تو، وہ حاکم، جس نے وہ حکم صادر کیا ہو، جس قدر جلد ہوسکے ایسے شخص کو ان وجوہ کی اطلاع دے گا جن کی بنا پر وہ حکم صادر کیا گیا ہو اور اس کو اس حکم کے خلاف عذرات پیش کرنے کا جلد سے جلد موقع دے گا۔

(6) فقرہ (5) کے کسی امر سے ایسا حکم دینے والے حاکم کے لیے جس کا اس فقرہ میں حوالہ ہے ان واقعات کا ظاہر کرنا لازم نہ ہوگا جن کا ظاہر کرنا ایسا حاکم مفاد عامہ کے خلاف سمجھے۔

(7) پارلیمنٹ قانون کے ذریعہ مقرر کرسکے گی......

(الف) وہ حالات جن کے تحت اور وہ صورت یا اقسام صورت جن میں کوئی شخص تین ماہ سے زیادہ مدت تک کسی ایسے قانون کے تحت نظر بند رکھا جاسکے گا جس میں فقرہ (4) کے ذیلی فقرہ (الف) کے مطابق مشاورتی بورڈ کی رائے حاصل کیے بغیر انسدادی نظربندی کا حکم ہو۔

(ب) وہ انتہائی مدت جس کے لیے کوئی شخص کسی قسم کی صورت یا اقسام کی صورتوں میں ایسے قانون کے تحت جس میں انسدادی نظربندی کی توضیع ہو نظر بند رکھا جاسکے گا، اور

(ج) وہ ضابطہ جس پر مشاورتی بورڈ فقرہ (4) کے ذیلی فقرہ (الف) کے تحت کسی تحقیقات میں عمل کرے گا۔

دفعہ 23 میں انسانوں کی تجارت اور جبری خدمت کی ممانعت کی گئی ہے یہ دفعہ اس طرح ہے......

دفعہ 23

انسانوں کی تجارت اور بیگار اور دوسرے ایسے ہی اقسام کی جبری خدمت کی ممانعت کی جاتی ہے اور اس حکم کی کوئی خلاف ورزی جرم ہوگی، جس کی قانون کے مطابق سزا دی جاسکتی ہے۔

اس دفعہ کا کوئی امر مملکت کے اغراض عامہ کے لیے جبری خدمت لینے میں مانع نہ ہوگا اور ایسی خدمت لینے میں مملکت محض مذہب، نسل، ذات یا طبقہ یا ان میں سے کسی کی بنا پر امتیاز نہ برتے گی۔

دفعہ 24 میں بچوں کو کارخانوں وغیرہ میں مامور کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ یہ دفعہ اس طرح ہے......

دفعہ 24

چودہ سال سے کم عمر کا کوئی بچہ کسی کارخانہ یا کان میں کام کرنے کے لیے مامور نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی دوسرے خطرناک کام پر لگایا جائے گا۔

دفعات 25، 26، 27، 28، 29، 30، 31، 32 اور 226 بالترتیب آزادیٔ ضمیر اور مذہب کو قبول کرنے اور اس کی پیروی اور تبلیغ کی آزادی، مذہبی امور کے انتظام کی آزادی، کسی خاص مذہب کے فروغ کے لیے ٹیکس ادا کرنے کے بارے میں آزادی بعض تعلیمی اداروں میں مذہبی تعلیم پانے یا مذہبی عبادت کے بارے میں آزادی، اقلیتوں کے مفادات کا تحفظ اور اقلیتوں کو تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ان کا انتظام کرنے کا حق، بعض ہدایتی اصولوں کو روبہ عمل لانے والے قوانین کا تحفظ وآئینی چارہ جوئی سے متعلق ہیں۔ ان دفعات پر تفصیلی بحث باب 'انسانی حقوق' بھارت کا آئین اور اقلیتیں' میں کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ آئین کے حصہ چہارم (مملکت کی حکمت عملی کے ہدایتی اصول) میں انسانی حقوق سے متعلق بہت سے امور کی بابت توضیعات کی گئی ہیں۔ اس حصہ کی اہم توضیعات دفعات 37 تا 49 و 51 ہیں۔

دفعہ 37

اس دفعہ میں مندرجہ توضیعات کو کوئی عدالت نافذ نہ کرسکے گی لیکن اس کے باوجود وہ اصول جو اس میں قلمبند کیے گئے ہیں ملک کی حکمرانی کے لیے بنیادی ہیں اور مملکت کا فرض ہوگا کہ قوانین بنانے میں ان اصولوں کا اطلاق کرے۔

دفعہ 38

(1) مملکت ایسے سماجی نظام کو جس میں قومی زندگی کے سب ادارے سماجی، معاشی

اور سیاسی انصاف سے بہرہ ور ہوں جہاں تک اس سے ہو سکے مکمل طور پر قائم اور محفوظ کر کے لوگوں کی بہبودی کو فروغ دینے میں کوشاں رہے گی۔

(2) مملکت خصوصی طور پر نہ صرف افراد کے مابین بلکہ مختلف علاقوں کے رہنے والے یا مختلف پیشوں میں کام کرنے والے اشخاص کے مابین آمدنی میں عدم توازن کم کرنے کی کوشش کرے گی۔ نیز حیثیت، سہولتوں اور مواقع میں عدم توازن ختم کرنے کا اقدام کرے گی۔

دفعہ 39

مملکت اپنی حکمت عملی کو خاص طور سے اس امر کے اطمینان کے لیے عمل میں لائے گی کہ۔

(الف) مرد اور عورت سب شہریوں کو مساوی طور پر معقول ذرائع معاش کا حق حاصل ہو؛

(ب) قوم کے مادی وسائل کی ملکیت اور ان پر نگرانی کی اس طرح تقسیم ہو جس سے حتی المقدور عام بھلائی مقصود ہو؛

(ج) معاشی نظام اس طرح نہ چلایا جائے جس سے دولت اور پیداوار کے ذرائع ایک جگہ جمع ہوکر عوام کے لیے مضرت رساں ہوں؛

(د) عورتوں اور مردوں دونوں کے لیے مساوی کام کے لیے مساوی یافت ہو۔

(ہ) کام گر مردوں اور عورتوں کی صحت، طاقت اور بچوں کی کم سنی سے بے جا فائدہ نہ اٹھایا جائے اور شہری معاشی ضرورت سے ایسے حرفے میں جانے پر مجبور نہ ہوں جو ان کی عمر یا طاقت کے لیے نامناسب ہوں؛

(و) یہ کہ بچوں کو صحت مند طریقے سے اور آزاد وپروقار ماحول میں پڑھنے کے مواقع اور سہولتیں فراہم کی جائیں اور بچپن اور جوانی میں استحصال اور اخلاقی ومادی بے اعتنائی سے انہیں محفوظ رکھا جائے۔

دفعہ 39 الف

مملکت اس امر کو یقینی بنائے گی کہ قانونی نظام پر ایسا عملدرآمد ہو جس سے

مساوی مواقع فراہم کرتے ہوئے انصاف کو فروغ ہو اور بالخصوص مناسب قانون سازی سے یا سکیمیں مرتب کرکے یا کسی دیگر طریقے سے مفت قانونی امداد اس طرح فراہم کی جائے جس سے اس امر کا تیقن ہو کہ معاشی یا دیگر نااہلیتوں کی بنا پر کسی شہری کو انصاف حاصل کرنے کے حق سے محروم نہیں رکھا گیا ہے۔

دفعہ 40

مملکت گرام پنچایتوں کو منظم کرنے کے لیے تدابیر اختیار کرے گی اور ان کو ایسے اختیارات واقتدار دے گی جو حکومت خود اختیاری کی اکائیوں کی حیثیت سے کار منصبی انجام دینے کے لیے ضروری ہوں۔

دفعہ 41

مملکت اپنی معاشی گنجائش وترقی کی حدود میں کام پانے، تعلیم حاصل کرنے، نیز بے روزگاری، پیرانہ سالی، بیماری اور معذوری اور ناروا حاجت کی دوسری صورتوں میں سرکاری امداد پانے کا حق حاصل کرنے کی ضمانت دینے کے لیے موثر توضیع کرے گی۔

دفعہ 42

مملکت کام کرنے کے مناسب اور انسانیت پر مبنی حالات نیز امداد زچہ کی نسبت ضمانت دینے کے لیے توضیع کرے گی۔

دفعہ 43

مملکت مناسب قانون سازی یا معاشی تنظیم کے ذریعہ یا کسی دوسرے طریقے سے زرعی، صنعتی یا کوئی دوسرا کام کرنے والے سب کام گراں کے لیے کام اور قابل گزارہ اجرت دلانے اور کام کے ایسے حالات پیدا کرنے کی کوشش کرے گی جن سے بہتر معیار زندگی اور فرصت اور سماجی اور ثقافتی ترقی کے لیے سازگار حالات سے پورا پورا استفادہ کرنے کی ضمانت ہو اور خاص طور سے مملکت گھریلوں صنعتوں کو دیہی رقبوں میں انفرادی یا امداد باہمی کی بنا پر ترقی دینے کی کوشش کرے گی۔

دفعہ 43 الف

مملکت مناسب قانون سازی کے ذریعے یا کسی دیگر طریقے سے ایسے اقدامات کرے گی جن سے کسی صنعت سے وابستہ کاروباری اداروں، کارخانوں، یا دیگر

تنظیموں کی انتظامیہ میں کام کرنے والے اشخاص کے اشتراک کی ضمانت ہو۔

دفعہ 44

مملکت یہ کوشش کرے گی کہ بھارت کے پورے علاقہ میں شہریوں کے لیے یکساں سول کوڈ کی ضمانت ہو۔

دفعہ 45

مملکت اس آئین کی تاریخ نفاذ سے دس سال کی مدت کے اندر سب بچوں کو چودہ سال کی عمر پوری کرنے تک مفت اور لازمی تعلیم دینے کی توضیع کرنے کی کوشش کرے گی۔

دفعہ 46

مملکت خاص توجہ کے ساتھ عوام کے زیادہ کمزور طبقوں اور خاص طور سے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کے تعلیمی اور معاشی مفادات کو فروغ دے گی اور ان کو سماجی ناانصافی اور ہر قسم کے استحصال سے بچائے گی۔

دفعہ 47

مملکت اپنے لوگوں کی غذائیت کی سطح اور معیار زندگی کو بلند کرنا اور صحت عامہ کو ترقی دینا اپنے اولین فرائض میں شمار کرے گی اور خاص طور سے مملکت اس امر کی کوشش کرے گی کہ طبی اغراض کے سوا نشہ آور مشروبات اور مضر صحت مفرد ادویہ کے استعمال کی ممانعت کرے۔

دفعہ 48

مملکت زراعت اور افزائش حیوانات کی جدید اور سائنسی طریقوں پر تنظیم کرنے کی کوشش کرے گی اور خاص طور سے گائیوں اور بچھڑوں اور دیگر دودھ دینے والے اور بار بردار مویشیوں کی نسل کو برقرار رکھنے اور بہتر بنانے اور ان کو ذبح کرنے کی ممانعت کرنے کے لیے اقدامات کرے گی۔

دفعہ 48 الف

مملکت کی یہ کوشش ہوگی کہ وہ ماحول کا تحفظ کرے اور اس میں سدھار لائے نیز ملک کے جنگلات اور اس کے جنگلی جانوروں کی حفاظت کرے۔

دفعہ 49

مملکت کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ فن کارانہ اور تاریخی دلچسپی کی ہر ایسی یادگار یا مقام یا شئے کو جسے پارلیمنٹ قانون کے ذریعہ یا اس کے تحت قومی اہمیت کی ہونا قرار دے، خراب ہونے، شکل بگڑنے، تلف ہونے، ہٹائے جانے، منتقل کیے جانے یا برآمد ہونے سے، جیسی کہ صورت ہو، بچائے۔

دفعہ 51

مملکت کی کوشش ہوگی کہ وہ ......

(الف) بین الاقوامی امن اور سلامتی کو فروغ دے ؛

(ب) قوموں کے درمیان منصفانہ اور باعزت تعلقات قائم رکھے ؛

(ج) منظم اقوام کے باہمی معاملات میں بین الاقوامی قانون اور عہد نامہ کے وجوب کے احترام کو بڑھائے اور قائم رکھے؛ اور

(د) بین الاقوامی تنازعات کو ثالثی کے ذریعہ طے کرنے کی حوصلہ افزائی کرے۔

دفعہ 51 الف، جو بنیادی فرائض سے متعلق ہے، میں بھی بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر انسانی حقوق کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے یہ دفعہ اس طرح ہے......

دفعہ 51 الف

بھارت کے ہر شہری کا یہ فرض ہوگا کہ وہ ......

(الف) آئین پر کاربند رہے اور اس کے نصب العین اور اداروں، قومی پرچم اور قومی ترانے کا احترام کرے؛

(ب) ان اعلیٰ نصب العین کو عزیز رکھے اور ان کی تقلید کرے جو آزادی کی تحریک میں قوم کی رہنمائی کرتے رہے ہیں؛

(ج) بھارت کے اقتدار اعلیٰ، اتحاد اور سا لمیت کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرکے ان کا تحفظ کرے؛

(د) ملک کی حفاظت کرے اور جب ضرورت پڑے، قومی خدمت انجام دے؛

(ہ) مذہبی، لسانی اور علاقائی وطبقاتی تفرقات سے قطع نظر بھارت کے عوام الناس

کے مابین یکجہتی اور عام بھائی چارے کے جذبے کو فروغ دے نیز ایسی حرکات سے باز رہے جن سے خواتین کے وقار کو ٹھیس پہنچتی ہو؛

(و) ملک کی ملی جلی ثقافت کی قدر کرے اور اسے برقرار رکھے؛

(ز) قدرتی ماحول کو جس میں جنگلات، جھیلیں، دریا اور جنگلی جانور شامل ہیں، محفوظ رکھے اور بہتر بنائے اور جانداروں کے تئیں محبت وشفقت کا جذبہ رکھے۔

(ح) دانشورانہ رویے سے کام لے کر انسان دوستی اور تحقیقی واصلاحی شعور کو فروغ دے؛

(ط) قومی جائداد کا تحفظ کرے اور تشدد سے گریز کرے؛

(ی) تمام انفرادی اور اجتماعی شعبوں کی بہتر کارکردگی کے لیے کوشاں رہے تاکہ قوم متواتر ترقی وکامیابی کی منازل طے کرنے میں سرگرم عمل رہے۔

دفعہ 72 میں صدر کو بعض مقدمات میں معافی دینے اور احکام سزا کو ملتوی کرنے، کم کرنے یا تبدیل کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ یہ دفعہ اس طرح ہے.....

دفعہ 72

(1) صدر کو اختیار ہوتا کہ کسی ایسے شخص کی سزا میں معافی عطا کرے، احکام التوا ے سزا دے، سزا معطل کرے، سزا بخش دے یا اس کے خلاف حکم سزا کو ملتوی، معاف یا کم کرے جسے کسی جرم کا مجرم قرار دیا گیا ہو......

(الف) ان سب مقدمات میں جن میں سزا یا حکم سزا فوجی عدالت دے؛

(ب) ان سب مقدمات میں جن میں سزا یا حکم سزا ایسے جرم کے لیے ہو جو کسی ایسے امر کی بابت قانون کے خلاف ہو جو یونین کے عاملانہ دائرہ اختیار سے متعلق ہو؛

(ج) ان سب مقدمات میں جہاں حکم سزا حکم سزائے موت ہو۔

(2) فقرہ (ا) کے ذیلی فقرہ (الف) کا کوئی امر یونین کی مسلح افواج کے کسی عہدہ دار کے اس اختیار کو متاثر نہ کرے گا جو اسے قانون نے فوجی عدالت کے

دیئے ہوئے حکم سزا کو ملتوی، معاف یا کم کرنے کے لیے عطا کیا ہو۔

(3) فقرہ (ا) کے ذیلی فقرہ (ج) کا کوئی امر کسی ریاست کے گورنر کے اختیار کو متاثر نہ کرے گا جسے وہ نافذالوقت قانون کے تحت حکم سزائے موت کو ملتوی، معاف یا کم کرنے کے لیے استعمال کرسکتا ہے۔

ریاستوں کے گورنروں کو بھی دفعہ 161 کے تحت اس قسم کے اختیار حاصل ہیں۔ یہ دفعہ اس طرح ہے......

دفعہ 161

کسی ریاست کے گورنر کو اختیار ہوگا کہ کسی ایسے شخص کی سزا میں معافی عطا کرے، احکام التوائے سزا دے، سزا معطل کرے، سزا بخش دے یا اس کے خلاف حکم سزا کو ملتوی، معاف یا کم کرے جسے کسی ایسے امر کی نسبت قانون کی خلاف ورزی کا مجرم قرار دیا گیا ہو جس کی نسبت ریاست کو عاملانہ اختیار ہو۔

دفعات 330 تا 342 میں بعض طبقوں کو تحفظ عطا کرنے کی نیت سے خصوصی توضیعات کی گئی ہیں جن میں سے کچھ اہم توضیعات کے متعلقہ حصے نیچے نقل کئے گئے ہیں۔

دفعہ 330

(ا) لوک سبھا میں نشستیں محفوظ کی جائیں گی......

(الف) درج فہرست ذاتوں کے لیے؛

(ب) درج فہرست قبیلوں کے لیے؛

دفعہ 331

دفعہ 81 میں کسی امر کے باوجود صدر، اگر اس کی رائے ہو کہ اینگلو انڈین فرقہ کی لوک سبھا میں کافی نمائندگی نہیں ہے تو اس فرقہ کے زیادہ سے زیادہ دو ارکان کو لوک سبھا کے لیے نامزد کرسکے گا۔

دفعہ 333

دفعہ 170 میں کسی امر کے باوجود کسی ریاست کا گورنر اگر اس کی رائے ہو کہ ریاست کی قانون ساز اسمبلی میں اینگلو انڈین فرقے کی نمائندگی کی ضرورت ہے اور

اس میں اس کی کافی نمائندگی نہیں ہے تو اس فرقے کے ایک رکن کو اسمبلی کے لیے نامزد کرے گا۔

دفعہ 335

یونین یا کسی ریاست کے امور کے سلسلہ میں ملازمتوں اور عہدوں پر تقررات کرنے میں نظم ونسق کی کارکردگی برابر قائم رکھتے ہوئے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کے ارکان کے ادعا کا لحاظ کیا جائے گا۔

دفعہ 338

(1) درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کے لیے ایک خاص عہدیدار ہوگا جس کا تقرر صدر کرے گا۔

(2) اس خاص عہدیدار کا فرض ہوگا کہ وہ درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کے لیے اس آئین کے تحت دیے ہوئے تحفظات سے متعلق تمام امور کی تفتیش کرے اور اتنے وقفوں سے، جن کی صدر ہدایت کرے، صدر کو ان تحفظات پر عمل آوری کے بارے میں رپورٹ دے اور صدر ایسی تمام رپورٹوں کو پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان میں پیش کروائے گا۔

(3) اس آئین میں درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کے حوالوں کی یہ تعبیر کی جائے گی کہ اس میں ایسے دوسرے پسماندہ طبقوں کے جن کی صراحت صدر دفعہ 340 کے فقرہ (۱) کے تحت تقرر کیے ہوئے کمیشن کی رپورٹ ملنے پر حکم کے ذریعہ کرے، نیز اینگلو انڈین فرقے کے بھی حوالے داخل ہیں۔

دفعہ 340

(1) صدر حکم کے ذریعہ بھارت کے علاقہ کے اندر سماجی اور تعلیمی اعتبار سے پسماندہ طبقوں کے حالات اور ان دقتوں کی، جو ان کو اٹھانی پڑتی ہیں، تفتیش کرنے اور ان تدابیر کے بارے میں جو یونین یا کسی ریاست کو ایسی دقتوں کو رفع کرنے اور ان کے حالات کو سدھارنے کے لیے کرنی چاہئیں اور ان رقمی منظوریوں کی بابت جو یونین یا کسی ریاست کو اس غرض کے لیے دینی

چاہئیں اور ان شرائط کی بابت جن کے تابع ایسی رقمی منظوریاں دینی چاہئیں۔ سفارش کرنے کے لیے ایسے اشخاص پر مشتمل، جن کو وہ موزوں خیال کرے، ایک کمیشن کا تقرر کرسکے گا اور اس حکم میں جس سے اس کمیشن کا تقرر کیا جائے اس طریقہ کار کا تعین کیا جائے گا جس کے مطابق کمیشن عمل کرے گا۔

(2) اس طرح تقرر کیا ہوا کمیشن ان امور کی تفتیش کرے گا جو اس کے سپرد کیے جائیں اور صدر کو ایک رپورٹ پیش کرے گا جس میں وہ واقعات درج ہوں گے جن کا اس کو علم ہو اور ایسی سفارشات کی جائیں گی جو وہ مناسب خیال کرے۔

(3) صدر اس طرح پیش کی ہوئی رپورٹ کی ایک نقل ایک یاد داشت کے ساتھ جس میں اس پر کی ہوئی کارروائی کی وضاحت کی گئی ہو پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان میں پیش کروائے گا۔

دفعہ 341

(1) صدر کسی ریاست یا یونین علاقہ سے متعلق اور اگر وہ کوئی ریاست ہو تو اس کے گورنر سے مشورہ کے بعد عام اطلاع نامہ کے ذریعہ ان ذاتوں، نسلوں یا قبیلوں یا ذاتوں، نسلوں یا قبیلوں کے حصوں یا ان کے زمروں کی صراحت کرسکے گا جن کا اس آئین کی اغراض کے لیے ایسی ریاست یا یونین علاقہ کے تعلق سے جیسی کہ صورت ہو، درج فہرست ذاتیں ہونا متصور ہوگا۔

(2) پارلیمنٹ قانون کے ذریعہ فقرہ (1) کے تحت اجرا کیے ہوئے اطلاع نامہ میں مصرحہ درج فہرست ذاتوں کی فہرست میں کسی ذات، نسل یا قبیلہ کو یا کسی ذات، نسل یا قبیلہ کے حصے کو یا اس کے کسی زمرہ کو داخل یا اس سے خارج کرسکے گی لیکن متذکرہ بالا طریقہ کے سوا اس فقرہ کے تحت اجرا کیے ہوئے اطلاع نامہ میں سے کسی مابعد اطلاع نامہ سے تبدیلی نہیں کی جائے گی۔

دفعہ 342

(1) صدر کسی ریاست یا یونین علاقہ سے متعلق اور اگر وہ کوئی ریاست ہو تو اس

کے گورنر سے مشورے کے بعد عام اطلاع نامہ کے ذریعے ان قبیلوں، یا قبائلی فرقوں یا قبیلوں یا قبائلی فرقوں کے حصوں یا ان کے زمروں کی صراحت کر سکے گا جن کا اس آئین کی اغراض کے لیے اس ریاست یا یونین علاقہ کے تعلق سے، جیسی کہ صورت ہو، درج فہرست قبیلے ہونا متصور ہوگا۔

(2) پارلیمنٹ قانون کے ذریعہ فقرہ (۱) کے تحت اجرا کیے ہوئے اطلاع نامہ میں مصرحہ درج فہرست قبیلوں کی فہرست سے کسی قبیلہ یا قبائلی فرقہ یا کسی قبیلہ یا قبائلی فرقہ کے حصہ یا اس کے کسی زمرہ کو داخل یا اس سے خارج کر سکے گی لیکن متذکرہ طریقہ کے سوا اس فقرہ کے تحت اجرا کیے ہوئے اطلاع نامہ میں کسی مابعد اطلاع نامہ سے تبدیلی نہیں کی جائے گی۔

آئین میں سرکاری زبان ہندی اور علاقائی زبانوں سے متعلق توضیعات شامل کرتے وقت تمام لسانی اقلیتوں کے جذبات کا مکمل احترام کیا گیا ہے۔ یہ دفعات اس طرح ہیں......

دفعہ 343

(۱) یونین کی سرکاری زبان دیوناگری رسم الخط میں ہندی ہوگی۔ یونین کی سرکاری اغراض کے لیے استعمال کیے جانے والے ہندسوں کی شکل بھارتی ہندسوں کی بین الاقوامی شکل ہوگی۔

(2) فقرہ (۱) میں کسی امر کے باوجود اس آئین کی تاریخ نفاذ سے پندرہ سال کی مدت تک انگریزی زبان کا استعمال یونین کی ان سب اغراض کے لیے برقرار رہے گا جس کے لیے وہ ایسی تاریخ نفاذ کے عین قبل استعمال ہورہی تھی۔

بشرطیکہ صدر مذکورہ مدت کے اندر یونین کی سرکاری اغراض میں سے کسی غرض کے لیے انگریزی زبان کے علاوہ ہندی زبان اور ہندسوں کی بین الاقوامی شکل کے علاوہ ہندوسوں کی دیوناگری شکل کے استعمال کو بذریعہ حکم مجاز کر سکے گا۔

(3) اس دفعہ میں کسی امر کے باوجود پارلیمنٹ قانون کے ذریعہ پندرہ سال کی

مذکورہ مدت کے بعد......

(الف) انگریزی زبان، یا

(ب) ہندسوں کی دیو ناگری شکل،

ایسی اغراض کے لیے استعمال کرنے کی، جن کی صراحت اس قانون میں کی جائے، توضیع کرسکے گی۔

دفعہ 345

دفعات 346 اور 347 کی توضیعات کے تابع کسی ریاست کی مجلس قانون ساز قانون کے ذریعہ اس ریاست میں استعمال ہونے والی کسی ایک یا زیادہ زبانوں یا ہندی کو اس زبان یا ان زبانوں کی حیثیت سے اختیار کرسکے گی جس کا یا جن کا اس ریاست کی تمام سرکاری اغراض یا ان میں سے کسی غرض کے لیے استعمال کیا جاتا ہو۔

بشرطیکہ جب تک اس ریاست کی مجلس قانون ساز قانون کے ذریعہ دیگر طور پر توضیع نہ کرے انگریزی زبان ان سرکاری اغراض کے لیے اس ریاست کے اندر استعمال ہوتی رہے گی جن کے لیے وہ اس آئین کی تاریخ نفاذ کے عین قبل استعمال ہوتی تھی۔

دفعہ 347

وہ زبان جس کا یونین میں سرکاری اغراض کے لیے استعمال فی الوقت مجاز کیا گیا ہے ایک ریاست اور کسی دوسری ریاست اور کسی ریاست اور یونین کے مابین مراسلت کے لیے سرکاری زبان ہوگی۔

بشرطیکہ اگر دو یا زیادہ ریاستیں متفق ہوجائیں کہ ہندی زبان ایسی ریاستوں کے مابین مراسلت کے لیے سرکاری زبان ہوگی تو وہ زبان ایسی مراسلت کے لیے استعمال ہوسکے گی۔

آئین کے فہرست بند 8 میں مندرجہ ذیل 18 زبانوں کو شامل کیا گیا ہے اس کے علاوہ شکایتوں کے ازالہ، مادری زبان میں تعلیم دینے، لسانی اقلیتوں کے لیے خاص عہدہ دار مقرر کرنے اور ہندی زبان کو فروغ دینے سے متعلق توضیعات کی گئی ہیں۔

1 ۔ آسامی

2 ۔ بنگالی

3۔ بوڈو

4۔ ڈوگری

5 ۔ گجراتی

6 ۔ ہندی

7۔ کنڑ

8۔ کشمیری

9۔ کونکنی

10۔ میتھلی

11۔ ملیالم

12۔ منی پوری

13۔ مراٹھی

14۔ نیپالی

15۔ اڑیا

16۔ پنجابی

17۔ سنسکرت

18۔ سنتھالی

19۔ سندھی

20۔ تامل

21۔ تیلگو

22 ۔ اردو

مزید توضیعات اس طرح ہیں......

دفعہ 350

ہر شخص کو کسی شکایت کے ازالہ کے لیے یونین یا کسی ریاست کے کسی عہدہ

دار یا حاکم کو ان زبانوں میں سے کسی زبان میں جو یونین یا اس ریاست میں، جیسی کہ صورت ہو، استعمال ہوں عرض داشت پیش کرنے کا حق ہوگا۔

دفعہ 350 الف۔

ہر ریاست اور اس ریاست کے اندر ہر مقامی حاکم کی کوشش ہوگی کہ لسانی اقلیتی زمروں سے تعلق رکھنے والے بچوں کو تعلیم کے ابتدائی درجے میں مادری زبان میں تعلیم دینے کی کافی سہولتیں مہیا کرے اور صدر کسی ریاست کو ایسی ہدایتیں جاری کر سکے گا جو ایسی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے وہ ضروری یا مناسب سمجھے۔

دفعہ 350 ب

(1) لسانی اقلیتوں کے لیے ایک خاص عہدہ دار ہوگا جس کا تقرر صدر کرے گا۔

(2) اس خاص عہدیدار کا فرض ہوگا کہ اس آئین کے تحت لسانی اقلیتوں کے لیے دیئے ہوئے تحفظات کے متعلق سب امور کی تفتیش کرے اور صدر کو ان امور پر ایسے وقفوں سے جن کی صدر ہدایت دے، رپورٹ کرے اور صدر ایسی ساری رپورٹوں کو پارلیمنٹ کے ہر ایوان میں پیش کروائے گا اور متعلقہ ریاستوں کی حکومتوں کو بھجوائے گا۔

دفعہ 351

یونین کا یہ فرض ہوگا کہ ہندی زبان کی اشاعت کو فروغ دے تاکہ وہ بھارت کی ملی جلی تہذیب کے تمام عناصر کے لئے اظہار خیال کے ذریعہ کے طور پر کام آئے اور اس کے مزاج میں خلل انداز ہوئے بغیر ہندوستانی اور آٹھویں فہرست بند میں مندرجہ بھارت کی دوسری زبانوں میں استعمال ہونے والی تراکیب، اسلوب اور اصطلاحات کو جذب کرکے اور جہاں بھی ضروری ہو یا مناسب ہو، اس کے ذخیرہ الفاظ کے لیے اولاً سنسکرت اور ثانیاً دوسری زبانوں سے اخذ کرکے اس کو مالا مال کرے۔

مندرجہ بالا آئینی توضیعات اور عدالتی نظیروں کے تجزیہ سے یہ بات بالکل صاف ہوجاتی ہے کہ بھارت کے آئین میں انسانی حقوق سے متعلق وہ تقریباً تمام باتیں شامل ہیں جو اقوام متحدہ کی ودیگر بین الاقوامی دستاویزات میں شامل کی گئی ہیں حالانکہ جب بھارت کا آئین وضع کیا گیا تھا تب ان میں سے بہت سی بین الاقوامی دستاویزات وجود میں بھی نہیں آئی تھیں۔

باب 4

انسانی حقوق، اقلیتیں اور بھارت کا آئین

اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ آج انسانی حقوق سے متعلق سب سے اہم مدعا ہے۔ یہ بات بار بار دیکھنے میں آتی ہے کہ دنیا کے بہت سے ممالک میں آئینی وقانونی تحفظ کے باوجود اقلیتوں کے ساتھ بہت سی ایسی زیادتیاں کی جاتی ہیں جن سے انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ بہت سے معمولی تنازعات فرقہ ورانہ رنگ اختیار کرلیتے ہیں۔ البتہ اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ انسانی حقوق اور اخلاقی قدروں کے بڑھتے ہوئے احساس کی وجہ سے ایسے واقعات میں کمی آتی جارہی ہے۔ جہاں تک 'اقلیت' جیسی اصطلاح کا سوال ہے اس کو بھی دنیا کے دیگر ممالک نے الگ الگ سمجھا ہے یا قومی ومقامی ضروریات سے متاثر ہوکر اس کی الگ الگ تعبیریں کی ہیں۔ اقلیتیں نسلی، جغرافیائی، مذہبی، لسانی یا جنسی تفریق پر مبنی ہوسکتی ہیں۔ کچھ ممالک میں اس اصطلاح میں صرف قومی یا ملکی یا روایتی اقلیتوں کو شامل کیا جاتا ہے (جیسا کہ یورپی کونسل کی اختیار کردہ اصطلاح کے مطابق کیا گیا ہے) تو کہیں نسلی، مذہبی، لسانی یا جغرافیائی اقلیتوں کو۔ کچھ ممالک میں تو (جیسے فن لینڈ) بچوں، عورتوں اور ایسے

لوگوں کو جن کا ایک ہی جنس سے تعلق ہے لیکن ان کے آپس میں جنسی تعلقات ہیں، اقلیتوں میں شامل کیا گیا ہے۔ جہاں تک ہندوستان کی بات ہے، اس اصطلاح کی تعریف قومی اقلیتی کمیشن ایکٹ، 1992 کے ایکٹ کی دفعہ 2 (ج) میں کی گئی ہے جو اس طرح ہے :

"2 (ج) اس ایکٹ کے اغراض کے لیے "اقلیت" سے وہ فرقہ مراد ہے جسے مرکزی حکومت نے ایسا فرقہ قرار دیا ہے۔"

حکومت نے 23/اکتوبر 1993 کے نوٹیفکیشن کے ذریعہ یہ مشتہر کردیا ہے کہ اقلیتوں میں کن لوگوں کو شامل کیا جائے گا۔ اس نوٹیفکیشن کے مطابق مسلمان، عیسائی، سکھ، زرتشتی، بودھ اس زمرے میں آتے ہیں۔ لیکن یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بھارت کے آئین کی دفعہ 25 کی تشریح 2 میں یہ بات کہی گئی ہے کہ فقرہ (2) کے ذیلی فقرہ (ب) میں ہندوؤں کا جو حوالہ دیا گیا ہے اس کا یہ مطلب نکالا جائے گا کہ اس حوالے میں سکھ، جین یا بودھ دھرم کے ماننے والے شامل ہیں اور ہندو مذہبی اداروں کے متعلق حوالے کی بھی اسی طرح تعبیر کی جائے گی۔

ٹی. ایم. اے. پائی فاؤنڈیشن بنام ریاست کرناٹک ودیگر والے معاملے[1] میں سپریم کورٹ نے "اقلیت" کی اصطلاح کی وضاحت کرتے ہوئے اپنی اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ آئین کی دفعہ 30 کے تحت "اقلیت" کی اصطلاح میں لسانی اور مذہبی اقلیتیں شامل ہیں۔ چونکہ ہندوستان میں ریاستوں کی تنظیم نو لسانی بنیادوں پر ہوتی رہی ہے اس لیے اقلیت کا تعین کرنے کی غرض کے لیے اکائی ریاست ہوگی نہ کہ پورا ملک۔ اس طرح مذہبی اور لسانی اقلیتوں، جنہیں دفعہ 30 میں برابری کا درجہ دیا گیا ہے، کا تعین ریاستی بنیاد پر کیا جائے گا۔

دنیا کے تقریباً تمام ممالک نے اپنے اپنے آئین میں ضمیر ومذہب کی آزادی، تبلیغ مذہب کی آزادی، لسانی آزادی، مذہبی وخیراتی ادارے قائم کرنے کی آزادی، تعلیمی اداروں میں بلاتفریق مذہب یا عقیدہ تعلیم حاصل کرنے کی آزادی اور ثقافت کے تحفظ کی ضمانت دی ہے۔ البتہ زیادہ تر ممالک نے جہاں جہاں بھی ایسی دفعات شامل کی

[1] جے ٹی 2002 (9) ایس سی 1

ہیں یا جو جو توضیعات کی ہیں، وہاں وہاں یہ فقرہ بالائی (RIDER) بھی ضرور لگا دیا ہے کہ کچھ مخصوص حالات میں اس آزادی پر پابندیاں لگائی جاسکتی ہیں۔ دنیا کے اہم ممالک اور بھارت کے آئین کی متعلقہ توضیعات کے مطالعے سے بھی یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ زیادہ تر ممالک بے لگام آزادی (UNFETTERED LIBERTY) کوتسلیم نہیں کرتے۔

بھارت کا آئین اور اقلیتیں

بھارت ایک ایسا وسیع اور عریض ملک ہے جہاں مختلف مذاہب کے ماننے والے اور الگ الگ زبانیں بولنے والے صدیوں سے مل جل کر رہتے آئے ہیں۔ بانگ اذان اور صدائے ناقوس دونوں ہی سے اس کی رونق میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔ فدائے حرم اور شیدائے صنم پہلو بہ پہلو نظر آتے ہیں۔ انسان دوستی، رواداری اور آپسی بھائی چارہ اس کی وراثت ہے۔

بھارت کا آئین اور خصوصی طور پر بنیادی حقوق سے متعلق اس کا جز 3 اس بات کا دستاویزی ثبوت ہے۔ آئین کے اس حصے کو اگر انسانی حقوق کا چارٹر کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آئین ساز اسمبلی میں 26/نومبر 1949 کو خود عوام نے یہ عزم کیا تھا کہ وہ بھارت کو ایک ایسی عوامی جمہوریہ بنائیں گے جس میں تمام لوگوں کو سماجی، معاشی اور سیاسی انصاف ملنے کے ساتھ ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کرنے اور اپنے دین ومذہب پر چلنے، پوجا یا عبادت کرنے کی مکمل آزادی ہوگی۔

آئین کی تمہید میں، بعد میں آئین (بیالیسویں ترمیم) ایکٹ، 1976 کے ذریعہ 'سماجوادی' اور 'سیکولر' جیسے الفاظ شامل کرنے سے عوام کے اس عزم کو اور تقویت حاصل ہوئی۔ آج نہ صرف ہندوستان کے حامی بلکہ حریف بھی اس بات سے انکار نہیں کرسکتے کہ ہندوستان دنیا کی سب سے بڑی سیکولر عوامی جمہوریہ ہے۔

سیکولرازم کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ یہ ایک غیر مذہبی ملک ہے۔ سیکولرازم سے مراد یہ ہے کہ حکومت کا کوئی مذہب نہیں ہوگا اور نہ اس کا انتظامی معاملات میں دخل ہوگا۔ لیکن ہر مذہب کے ماننے والوں کو اپنے اپنے مذہب پر چلنے کی مکمل آزادی

ہوگی۔ ویسے بھی حقیقت یہ ہے کہ مذہب، اگر اس کی صحیح تعبیر کی جائے اور تمام مذاہب کے بنیادی اصولوں پر چلا جائے، انسانوں کو جوڑتا ہے، توڑتا نہیں۔ آج کے اس دور میں جب کہ انسانی حقوق کے تحفظ کا احساس روز بروز بڑھتا جارہا ہے۔ باہمی میل ملاپ، غیر امتیازی سلوک، رواداری اور آپسی بھائی چارہ وقت کی سخت ضرورت ہے۔

سپریم کورٹ نے **ٹی ایم اے پائی فاؤنڈیشن بنام ریاست کرناٹک ودیگر والے معاملے**[1] میں مساوات اور سیکولرازم کے بارے میں مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے:

''ہمارے ملک کو اکثر بھارت ماتا۔ مدر انڈیا۔ یعنی مادر ہند کی شکل میں ایک فرد کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ بھارت کے عوام کو اس کی اولاد سمجھا جاتا ہے، جس کے لیے اس کے دل میں ہمیشہ جذبۂ فلاح نہاں رہتا ہے۔ کسی مشفق ماں کی طرح، اس کو بھی خاندان کی بہبود مقدم ہوتی ہے۔

کسی بھی صحت مند خاندان کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کا ہر فرد مضبوط اور تندرست ہو۔ لیکن سبھی افراد کی ہئیت، خواہ جسمانی ہو اور/ یا ذہنی، یکساں نہیں ہوتی۔ مناسب اور صحت مند نشوونما کے لیے، یہ بات والدین اور خصوصاً ماں کے لیے قدرتی ہے کہ وہ کمزور بچے کا زیادہ سے زیادہ دھیان رکھے اور اسے بہتر غذا دے تاکہ وہ مزید صحت مند ہوسکے۔ اسے زیادہ کھانا دینا اور اس کا زیادہ دھیان رکھنا اور تعلیم کے معاملے میں اس کی مدد کے لیے پرائیوٹ ٹیوشن کو یقینی بنانا ایک معنی میں کمزور بچے کے ساتھ ترجیحی سلوک کرنے کے مرادف ہے۔ جس طرح کسی بوڑھے اور معذور شخص کو کوئی جسمانی یا مادی امداد دینا نامناسب یا غیر منصفانہ نہیں سمجھا جاسکتا اسی طرح معقول وجوہات کی بناء پر کسی خاص زمرے کے لوگوں کو کچھ حقوق عطا کرنا غیر منصفانہ نہیں سمجھا جاسکتا۔ بھارت میں سبھی لوگ ایک جیسے نہیں ہیں اور اسی لیے اگر سماج کے کسی مخصوص طبقہ کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا جاتا ہے تو اس پر تیوری نہیں چڑھائی جاسکتی۔ دفعہ 30 ایک ایسا مخصوص حق ہے جو مذہبی اور لسانی اقلیتوں کو ان کی تعداد کم ہونے کے باعث اور ان میں تحفظ اور اعتماد کا احساس پیدا کرنے کے لیے عطا کیا گیا ہے جبکہ بنفسہٖ انہیں سماج کا کمزور اور غیر مراعتی طبقہ نہیں سمجھا جاسکتا۔

1۔ جے ٹی 2002 (9) ایس سی 1

ہندوستان کی 100 کروڑ کی آبادی میں 6 خاص نسلی گروپ ہیں اور 52 بڑے قبیلے ہیں، 6 بڑے مذاہب ہیں اور 6400 ذاتیں اور ذیلی ذاتیں ہیں، 18 بڑی زبانیں ہیں اور 1600 چھوٹی زبانیں اور بولیاں ہیں۔ بھارت میں سیکولرازم کی روح کو رنگ برنگے MOSAIC میں تراشے ہوئے پتھر کے ٹکڑوں سے بنائے گئے نقشے کے ذریعہ بھی دکھایا جاسکتا ہے۔ جس میں بھارت کے مذکورہ 100 کروڑ لوگ سنگ مرمر کے ایسے ٹکڑے ہوں گے جن سے وہ نقشہ تیار کیا جائے گا۔ ان میں ہر شخص، خواہ اس کی کوئی بھی زبان، ذات یا مذہب ہو، کی شناخت کا تحفظ کیا جائے گا تاکہ جب ان ٹکڑوں کو جوڑا جائے تو اس سے ایک ایسی تصویر ابھر کر سامنے آئے جس میں بھارت کی مختلف جغرافیائی خصوصیات اجاگر ہوں انسانوں کی شکل میں سنگ مرمر کے یہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جو شکل وصورت میں ایک دوسرے سے مختلف ہوسکتے ہیں لیکن جب انہیں صحیح طریقے سے یکجا کیا جائے گا تو ان سے بھارت کا ایک خوبصورت نقشہ ابھر کر سامنے آئے گا۔ بھارت کے ہر شہری کی طرح ہر ٹکڑا بھارت کی مکمل تصویر بنانے کے عمل میں اہمیت رکھتا ہے۔ نقشے میں الگ الگ رنگ اور ایک ہی رنگ کے مختلف شیڈ ان سنگ مرمر کے گونا گوں رنگ کے شیڈ اور رنگوں کا ہی نتیجہ ہیں لیکن اگر سنگ مرمر کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کو بھی اس میں سے نکال دیا جائے تو بھارت کے نقشے کی شکل ہی بگڑ جائے گی۔ اور اس کی خوبصورتی بھی باقی نہیں رہے گی۔

قوم کی تشکیل میں ملک کے ہر باشندے کا اپنا ایک مقام ہوتا ہے۔ ہر ٹکڑا اپنے رنگ کو برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ کوئی بھی ٹکڑا خود ایک معمولی پتھر ہوسکتا ہے لیکن جب اسے صحیح ڈھنگ سے لگایا جائے گا تو اس سے بھارت کے الگ الگ رنگ اور روپ کی مکمل تصویر ابھر کر سامنے آئے گی۔

بھارت کے ہر شہری کی حیثیت بھی کچھ اسی طرح ہے۔ آئین بھارت کے عوام کی الگ الگ رنگ اور روپ کو تسلیم کرتا ہے۔ لیکن وہ ان کی جداگانہ حیثیت کے باوجود ان میں سے ہر ایک کو مساوی اہمیت دیتا ہے کیونکہ اسی طرح ہی ایک متحدہ سیکولر قوم وجود میں آتی ہے۔ کسی مکمل قوم کی تشکیل میں کام آنے والے مختلف ٹکڑوں کے تحفظ اور انہیں قائم رکھنے کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے آئین میں دیگر باتوں کے

ساتھ ساتھ مساوات کے بنیادی اصول کو قائم رکھتے ہوئے ایسی بہت سی توضیعات شامل کی گئیں ہیں جو ان گوناگوں ٹکڑوں کے تحفظ کو یقینی بناتی ہیں، مختلف قسم کے لوگوں، جن کی زبان اور عقائد الگ الگ ہوں، کو تسلیم کرنا اور انہیں تحفظ فراہم کرنا اور ایک مکمل اور متحد بھارت کی تشکیل کے لیے یکجا کرنا ہی بھارت کے سیکولرازم کی روح ہے۔

دفعات 29 اور 30 میں بھی اس سے زیادہ مطلوب نہیں ہے کہ موجودہ جداگانہ صورت حال کا تحفظ کیا جائے اور ساتھ ہی ایک مضبوط قوم کی تشکیل کے لیے سب کو متحد کیا جائے۔

آئین کی مندرجہ ذیل دفعات میں بھی یہی جذبہ مضمر ہے :

دفعہ 14

مملکت کسی شخص کو بھارت کے علاقہ میں، قانون کی نظر میں مساوات یا قوانین کے مساویانہ تحفظ سے محروم نہیں کرے گی۔

دفعہ 15 میں یہ بات بالکل واضح کردی گئی ہے کہ محض مذہب، نسل، ذات، جنس یا مقام پیدائش کی بنا پر کسی شہری کے ساتھ کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا۔ دفعہ 15 اس طرح ہے......

دفعہ 15

(1) مملکت محض مذہب، نسل، ذات، جنس یا مقام پیدائش یا ان میں سے کسی کی بنا پر کسی شہری کے خلاف امتیاز نہیں برتے گی۔

(2) کوئی شہری محض مذہب، نسل، ذات، جنس، مقام پیدائش یا ان میں سے کسی کی بنا پر......

(الف) دکانوں، عام ریستوران، ہوٹلوں یا عام تفریح گاہوں میں داخلہ کے لیے، یا

(ب) کلی یا جزوی طور سے مملکتی فنڈ سے قائم یا خلائق عامہ کے استعمال کے لیے وقف کنوؤں، تالابوں، اشنان گھاٹوں، سڑکوں اور عام آمدورفت کے مقامات کے استعمال کے ناقابل نہ ہوگا یا اس پر کوئی ذمہ داری یا پابندی یا شرط نہ ہوگی۔

(3) اس آئین میں کوئی امر اس میں مانع نہ ہوگا کہ مملکت عورتوں اور بچوں کے

لیے کوئی خاص توضیع کرے۔

(4) اس دفعہ یا دفعہ 29 کے فقرہ (2) کا کوئی امر شہریوں کے سماجی اور تعلیمی حیثیت سے پس ماندہ طبقات یا درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کی ترقی کے لیے خصوصی توضیع کرنے میں مملکت کا مانع نہ ہوگا۔

دفعہ 16 کے مطابق سرکاری ملازمت کے معاملے میں بھی کوئی بھید بھاؤ نہیں کیا جائے گا، دفعہ 16 اس طرح ہے......

دفعہ 16

(1) تمام شہریوں کے لیے مملکت کے تحت کسی عہدہ پر ملازمت یا تقرر سے متعلق مساوی موقع حاصل رہے گا۔

(2) کوئی شہری محض مذہب، نسل، ذات، جنس، نسب، مقام پیدائش، بودوباش یا ان میں سے کسی کی بنا پر مملکت کے تحت کسی ملازمت یا عہدے کے لیے نہ تو ناقابل ہوگا اور نہ اس کے خلاف امتیاز برتا جائے گا۔

(3) اس دفعہ میں کوئی امر پارلیمنٹ کے ایسا قانون بنانے میں مانع نہ ہوگا جس میں ریاست یا یونین، علاقہ کی حکومت یا ان کے اندر کسی مقامی یا دیگر حاکم کے تحت کسی قسم یا اقسام کی ملازمت یا کسی عہدے پر تقرر کی بابت ایسی ملازمت یا تقرر کے قبل اس ریاست میں یا یونین علاقہ کے اندر بودوباش کی ضروری شرط مقرر کی جائے۔

(4) اس دفعہ کا کوئی امر تقررات یا عہدوں کو شہریوں کے کسی ایسے پسماندہ طبقہ کے حق میں جس کی مملکت کے تحت ملازمتوں میں، مملکت کی رائے میں کافی نمائندگی نہ ہو، محفوظ کرنے کے لیے کوئی توضیع کرنے میں مانع نہ ہوگا۔

(5) اس دفعہ کے کسی امر کا کوئی اثر ایسے قانون کے نفاذ پر نہ ہوگا جس میں یہ توضیع درج ہو کہ کسی مذہبی یا فرقہ جاتی ادارے کے امور سے متعلق کوئی عہدہ دار یا ایسے ادارے کی مجلس انتظامی کا کوئی رکن کسی خاص مذہب کا پیرو یا کسی خاص فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔

دفعہ 17 کے ذریعہ چھوت چھات کا مکمل خاتمہ کردیا گیا ہے۔

دفعہ 17

چھوت چھات کا خاتمہ کیا جاتا ہے اور کسی بھی شکل میں اس پر عمل کرنے کی ممانعت کی جاتی ہے چھوت چھات کی بنا پر کوئی ناقابلیت عائد کرنا بموجب قانون قابل سزا جرم ہوگا۔

دفعہ 21 میں جان اور شخصی تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے۔ دفعہ 21 اس طرح ہے۔

دفعہ 21

کسی شخص کو اس کی جان یا شخصی آزادی سے قانون کے ذریعہ قائم کئے ہوئے ضابطہ کے سوا کسی اور طریقہ سے محروم نہ کیا جائے گا۔

دفعہ 22 میں کچھ معاملوں میں گرفتاری اور نظربندی سے متعلق تحفظ کی بات کہی گئی ہے۔ دفعہ 22 اس طرح ہے......

دفعہ 22

(1) کسی شخص کو جسے گرفتار کیا جائے اس کو ایسی گرفتاری کی وجوہ سے جس قدر جلد ہوسکے آگاہ کیے بغیر حوالات میں نہ رکھا جائے گا اور نہ اس کو اپنی پسند کے قانونی پیشہ ور سے صلاح لینے اور پیروی کروانے کے حق سے محروم کیا جائے گا۔

(2) ہر اس شخص کو جسے گرفتار کیا جائے اور حوالات میں بند رکھا جائے ایسی گرفتاری سے چوبیس گھنٹے کی مدت کے اندر اس مدت کو چھوڑ کر جو مقام گرفتاری سے مجسٹریٹ کے اجلاس تک سفر کرنے کے لیے ضروری ہو، قریب ترین مجسٹریٹ کے روبرو پیش کیا جائے گا اور کسی ایسے شخص کو کسی مجسٹریٹ کے حکم کے بغیر مذکورہ مدت سے زیادہ حوالات میں نہ رکھا جائے گا۔

(3) فقرات (1) اور (2) کے کسی امر کا اطلاق نہ ہوگا :۔

(الف) کسی ایسے شخص پر جو فی الوقت غیر ملکی دشمن ہو، یا

(ب) کسی ایسے شخص پر جو کسی ایسے قانون کے تحت جس میں انسدادی نظر بندی کا حکم ہو، گرفتار یا نظر بند کیا جائے۔

(4) کوئی قانون جس میں انسدادی نظر بندی کی توضیع ہو کسی شخص کو تین ماہ سے زیادہ مدت تک نظر بند رکھنے کا مجاز نہ کرے گا۔ بجز اس کے کہ۔

(الف) ان اشخاص پر مشتمل مشاورتی بورڈ نے جو کسی عدالت العالیہ کے جج ہوں یا رہ چکے ہوں یا اس کے ججوں کی حیثیت سے تقرر کے اہل ہوں تین ماہ کی مذکورہ مدت کے منقضی ہونے سے پہلے رپورٹ دی ہو کہ اس کی رائے میں ایسی نظر بندی کی کافی وجہ ہے۔

بشرطیکہ اس ذیلی فقرہ کا کوئی امر کسی شخص کو اس انتہائی مدت سے جو، فقرہ (7) کے ذیلی فقرہ (ب) کے تحت پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے کسی قانون سے مقرر کی گئی ہو، زیادہ نظر بند رکھنے کا مجاز نہ کرے گا، یا

(ب) ایسے شخص کو کسی ایسے قانون کی توضیعات کے مطابق نظر بند کیا جائے جس کو پارلیمنٹ نے فقرہ (7) کے ذیلی فقرات (الف) اور (ب) کے تحت بنایا ہو۔

(5) جب کسی شخص کو انسدادی نظر بندی کی توضیع کرنے والے کسی قانون کے تحت صادر کیے ہوئے کسی حکم کی متابعت میں نظر بند کیا جائے تو وہ حاکم، جس نے وہ حکم صادر کیا ہو، جس قدر جلد ہو سکے ایسے شخص کو ان وجوہ کی اطلاع دے گا جن کی بنا پر وہ حکم صادر کیا گیا ہو اور اس کو اس حکم کے خلاف عذرات پیش کرنے کا جلد سے جلد موقع دے گا۔

(6) فقرہ (5) کے کسی امر سے ایسا حکم دینے والے حاکم کے لیے جس کا اس فقرہ میں حوالہ ہے ان واقعات کا ظاہر کرنا لازم نہ ہوگا جن کا ظاہر کرنا ایسا حاکم مفاد عامہ کے خلاف سمجھے۔

(7) پارلیمنٹ قانون کے ذریعہ مقرر کر سکے گی......

(الف) وہ حالات جن کے تحت اور وہ صورت یا اقسام صورت جن میں کوئی شخص تین ماہ سے زیادہ مدت تک کسی ایسے قانون کے تحت نظر بند رکھا جا سکے گا جس میں فقرہ (4) کے ذیلی فقرہ (الف) کے مطابق مشاورتی بورڈ کی رائے حاصل کیے بغیر انسدادی نظر بندی کا

حکم ہو،

(ب) وہ انتہائی مدت جس کے لیے کوئی شخص کسی قسم کی صورت یا اقسام کی صورتوں میں ایسے قانون کے تحت جس میں انسدادی نظر بندی کی توضیع ہو، نظربند رکھا جاسکے گا، اور

(ج) وہ ضابطہ جس پر مشاورتی بورڈ فقرہ (4) کے ذیلی فقرہ (الف) کے تحت کسی تحقیقات میں عمل کرے گا۔

دفعہ 25 میں مذہبی آزادی اور تبلیغ کی بابت توضیعات کی گئی ہیں دفعہ 25 اس طرح ہے......

دفعہ 25

(1) تمام اشخاص کو آزادی ضمیر اور آزادی سے مذہب قبول کرنے، اس کی پیروی اور اس کی تبلیغ کرنے کا مساوی حق ہے۔ بشرطیکہ امن عامہ، اخلاق عامہ، صحت عامہ اور اس حصہ کی دیگر توضیعات متاثر نہ ہوں۔

(2) اس دفعہ کا کوئی امر کسی ایسے موجودہ قانون کے نفاذ کو متاثر نہ کرے گا اور نہ وہ ایسے قانون کے بنانے میں مملکت کا مانع ہوگا جو......

(الف) کسی معاشی، مالیاتی، سیاسی یا دیگر غیر مذہبی سرگری کو جس کا تعلق مذہبی عمل سے ہوسکتا ہو منضبط کرے یا اس پر پابندی لگائے۔

(ب) سماجی بہبود اور سدھار کے لیے یا ہندوؤں کے عوامی نوعیت کے مذہبی اداروں کو ہندوؤں کے تمام طبقوں اور فرقوں کے لیے کھول دینے کے بارے میں توضیع کرے۔

تشریح ۔1 کرپان باندھنا اور اس کو ساتھ رکھنا، سکھ مذہب کے عقیدہ میں شامل ہونا متصور ہوگا۔

تشریح۔ 2 فقرہ (2) کے ذیلی فقرہ (ب) میں ہندوؤں کے حوالہ کی یہ تعبیر کی جائے کہ اس میں سکھ، جین یا بدھ مذہب کے پیروؤں کا حوالہ شامل ہے اور ہندو مذہبی اداروں کے حوالے کی حسبہ تعبیر کی جائے گی۔

دفعہ 26 میں مذہبی اور خیراتی اغراض کے لیے ادارے قائم کرنے کی اجازت

دی گئی ہے۔ دفعہ 26 اس طرح ہے......

دفعہ 26

اس شرط کے ساتھ کہ امن عامہ، اخلاقِ عامہ اور صحت عامہ متاثر نہ ہوں ہر ایک مذہبی فرقے یا اس کے کسی طبقے کو حق ہوگا۔

(الف) مذہبی اور خیراتی اغراض کے لیے ادارے قائم کرنے اور چلانے کا؛

(ب) اپنے مذہبی امور کا انتظام خود کرنے کا؛

(ج) منقولہ اور غیر منقولہ جائداد کے مالک ہونے اور اس کو حاصل کرنے کا؛ اور

(د) ایسی جائداد کا قانون کے بموجب انتظام کرنے کا۔

دفعہ 27 میں کسی خاص مذہب کے فروغ کے لیے ٹیکس کی ادائیگی کی آزادی کی بابت توضیح کی گئی ہے۔ دفعہ 27 اس طرح ہے......

دفعہ 27

کسی شخص کو ایسے ٹیکسوں کے ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا جن کی آمدنی کسی خاص مذہب یا مذہبی فرقہ کی ترقی یا اس کو قائم رکھنے کے مصارف ادا کرنے کے لیے صراحتاً تصرف کی جائے۔

دفعہ 28 میں کچھ مذہبی اداروں میں تعلیم یا دھارمک اپاسنا یا مذہبی عبادت میں شامل ہونے کی آزادی عطا کی گئی ہے۔ دفعہ 28 اس طرح ہے......

دفعہ 28

(1) کسی ایسے تعلیمی ادارہ میں جو بالکلیہ مملکتی فنڈ سے چلایا جاتا ہو کوئی مذہبی تعلیم نہیں دی جائے گی۔

(2) فقرہ (۱) کے کسی امر کا اطلاق ایسے تعلیمی ادارہ پر نہیں ہوگا جس کا انتظام مملکت کرتی ہو لیکن جو کسی ایسے وقف یا ٹرسٹ کے تحت قائم کیا گیا ہو جو ایسے ادارہ میں مذہبی تعلیم دینا لازم قرار دے۔

(3) کسی ایسے شخص پر جو کسی ایسے تعلیمی ادارہ میں شریک ہو جو مملکت کا مسلمہ ہو یا جس کو مملکتی فنڈ سے امداد ملتی ہو لازم نہ ہوگا کہ کسی ایسے مذہبی تعلیم میں

حصہ لے جو ایسے ادارے میں دی جائے یا ایسی مذہبی عبادت میں شریک ہو جو ایسے ادارہ میں یا اس سے ملحقہ عمارت واراضی میں کی جائے بجز اس کے کہ ایسے شخص نے یا اگر وہ نابالغ ہو تو اس کے ولی نے اس کے لیے اپنی رضامندی دی ہو۔

دفعہ 29 اقلیتوں کے مفادات کے تحفظ سے متعلق ہے۔ دفعہ 29 اس طرح ہے......

دفعہ 29

(1) بھارت کے علاقہ میں یا اس کے کسی حصہ میں رہنے والے شہریوں کے کسی طبقہ کو جس کی اپنی الگ جداگانہ زبان، رسم الخط یا ثقافت ہو اس کو محفوظ رکھنے کا حق ہوگا۔

(2) کسی شہری کو ایسے تعلیمی ادارہ میں جس کو مملکت چلاتی ہو یا جس کو مملکتی فنڈ سے امداد ملتی ہو، داخلہ دینے سے محض مذہب، نسل، ذات، زبان یا ان میں سے کسی کی بنا پر انکار نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ 30 : تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ان کا انتظام کرنے سے متعلق اقلیتوں کے حقوق کی بابت ہے۔ دفعہ 30 اس طرح ہے۔

دفعہ 30

(1) تمام اقلیتوں کو خواہ وہ مذہب کی بنا پر ہوں یا زبان کی، اپنی پسند کے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ان کا انتظام کرنے کا حق ہوگا۔

(۱۔ الف) فقرہ (۱) میں محولہ کسی اقلیت کے قائم کردہ اور زیر انتظام کسی تعلیمی ادارے کی کسی جائداد کے لازمی حصول کی نسبت کوئی قانون بناتے وقت مملکت اس امر کو یقینی بنائے گی کہ ایسی جائداد کے حصول کے لیے ایسے قانون کی رو سے مقررہ یا اس کے تحت تعین شدہ رقم ایسی ہو جس سے اس ضمن کے تحت ایسا حق، جس کی ضمانت دی گئی ہے، محدود یا ساقط نہ ہوجائے۔

(2) مملکت تعلیمی اداروں کو امداد عطا کرنے میں کسی تعلیمی ادارے کے خلاف اس

بنا پر امتیاز نہ برتے گی کہ وہ کسی اقلیت کے زیر انتظام ہے خواہ وہ اقلیت مذہب کی بنا پر ہو یا زبان کی۔

مندرجہ بالا توضیعات کا مقصد اقلیتوں میں تحفظ کا احساس پیدا کرنا تھا۔ ان کا مقصد یہ ہرگز نہیں تھا اور نہ ہے کہ اقلیتیں اس کا ناجائز فائدہ اٹھائیں۔ **اے۔ پی کرسچن والے معاملے**[1] میں سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ ان توضیعات کا مقصد جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے۔ اقلیتوں میں احساس تحفظ پیدا کرنا تھا نہ کہ اسے بنیاد بناکر بے بنیاد باتیں کرنا۔ عدالت کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اقلیت کے اس پردے میں جھانک کر یہ دیکھ سکے کہ دراصل کسی اقلیتی ادارے کے پس پردہ کون ہے۔ یہ ادارے صحیح معنوں میں اور حقیقتاً اقلیتوں کے تعلیمی ادارے ہونے چاہئیں۔ محض مکھوٹہ لگانے سے کوئی ادارہ اقلیتی ادارہ نہیں بن سکتا۔ سپریم کورٹ نے بہت سے معاملوں میں اپنی اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ اقلیتوں کو اپنے اداروں کا انتظام کرنے کا حق دینے کا یہ مطلب نہیں نکالا جاسکتا کہ انہیں بدنظمی اور بدانتظامی کا حق بھی حاصل ہے۔ **فرینک انتھونی پبلک اسکول ایمپلائز ایسوسی ایشن بنام یونین آف انڈیا والے معاملے**[2] میں سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ اقلیتی اداروں کو اس بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ اپنے ملازمین کے ساتھ زیادتیاں کریں یا استحصال کریں۔ سپریم کورٹ نے **منیجر سینٹ تھامس یو۔پی اسکول کیرالہ ودیگر ایک بنام کمشنر وسیکریٹری جنرل ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ ودیگر والے معاملے**[3] میں یہ کہا ہے کہ فرد واحد بھی اقلیتی ادارہ قائم کرسکتا ہے۔ سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ کیرالہ ہائی کورٹ کے ایک فیصلے کے خلاف کی گئی اپیل میں کیا ہے۔ پرانی نظیروں کے مطابق ایک شخص اقلیتی ادارہ قائم نہیں کرسکتا تھا۔ اس فیصلے کی رو سے ان لوگوں کو جن میں خدمت خلق کا جذبہ ہے اور فرد واحد کی حیثیت سے بہت کچھ کرنے کی طلب ہے بآسانی اقلیتی ادارے قائم کرسکیں گے۔

بھارت کے آئین میں شہریوں کو بنیادی حقوق عطا کرتے وقت یہ بات بھی ملحوظ خاطر رکھی گئی تھی کہ ان حقوق کے نفاذ کے لیے بھی جامع توضیعات کی جائیں۔

1۔ (1986) 2 ایس سی سی 667

2۔ (1987) 1 ایس سی آر 238 3۔ اسکیل 2002 (1) 435

اسی جذبے سے آئین میں دفعہ 32 اور دفعہ 226 کو شامل کیا گیا تھا۔ اگر ہندوستان کا کوئی شہری یہ محسوس کرتا ہے کہ اسے بنیادی حق سے محروم کیا جارہا ہے تو وہ قانونی چارہ جوئی کرسکتا ہے۔ وہ آئین کی دفعہ 32 کے تحت سپریم کورٹ میں اور 226 کے تحت ہائی کورٹ میں رٹ دائر کرسکتا ہے۔

ٹی۔ ایم۔ پائی فاؤنڈیشن بنام ریاست کرناٹک ودیگر والے معاملے[1] میں سپریم کورٹ نے اقلیتوں کو تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ان کا انتظام کرنے کے بارے میں مندرجہ ذیل فیصلہ دیا ہے : ۔

''دفعہ 30 (1) مذہبی اور لسانی اقلیتوں کو اپنی پسند کے تعلیمی ادارے قائم کرنے کا حق دیتی ہے ''اپنی پسند کے'' الفاظ کا استعمال اس بات کی جانب اشارہ کرتا ہے کہ دفعہ 30 کے تحت پیشہ ورانہ تعلیمی ادارے بھی آئیں گے۔

اقلیتوں کے ایسے تعلیمی اداروں میں جنھیں کوئی امداد نہ ملتی ہو یعنی وہ اسکول اور انڈر گریجوٹ کالج جہاں لیاقت کی بنیاد پر انتخاب (MERIT-BASED SELECTION) کی عملی طور پر گنجائش ہی نہیں ہوتی، طلبا کے داخلے کی ضابطہ بندی متعلقہ ریاست یا یونیورسٹی نہیں کرسکتی، سوائے تعلیمی معیار کے مدنظر قابلیت اور اہلیت کی کم از کم شرائط کی بابت توضیعات کرنے کے۔

پیشہ ورانہ اداروں کو امداد دیتے وقت امداد دینے والے حکام کو اس بات کی اجازت ہوگی کہ وہ ذیلی اصول یا قواعد کے ذریعہ وہ شرائط مقرر کرسکیں جن کی بنیاد پر لیاقت کی بنا پر مختلف ایسے کالجوں میں جنھیں امداد ملتی ہو داخلہ دیا جائے گا اور ساتھ ہی اقلیتوں سے تعلق نہ رکھنے والے طلبا کی بابت ریاست کی تحفظات کی پالیسی پرعمل درآمد ہوتا رہے گا۔ لیاقت کا تعین یونیورسٹی یا حکومت کے ذریعہ کرائے جانے والے داخلے کے مشترکہ امتحان، جس کے بعد مشورہ (COUNSELLING) بھی دیا جائے گا، کے ذریعہ یا ہر ادارے کے ذریعہ کرائے جانے والے داخلے کے امتحان کی بنیاد پر کیا جائے گا۔ اس میں سے کونسا طریقہ اختیار کیا جائے گا اس کا فیصلہ یونیورسٹی یا سرکار کرے گی۔ حکام یہ یقینی بنانے کے لیے کہ ایسے پیشہ ورانہ اداروں میں جنھیں امداد ملتی

---

1. جے ٹی 2002 (9) ایس سی 1

ہو، داخلہ لیاقت کی بنیاد پر ملے دیگر تدابیر بھی کرسکتے ہیں۔ ایسے اداروں کے معاملوں میں سرکار یا یونیورسٹی کو اس بات کی اجازت ہوگی کہ وہ سماج کے کمزور طبقوں کا بھی دھیان رکھیں۔

طلبا کے داخلہ اور انتخاب کے لئے اقلیتی ادارہ کوئی بھی طریق کار یا طریقہ اختیار کرسکتا ہے لیکن یہ طریقۂ کار مناسب اور صاف ستھرا ہونا چاہیئے اور پیشہ ورانہ واعلیٰ تعلیم کے کالجوں میں انتخاب لیاقت کی بنیاد پر ہی ہونا چاہئے۔ اختیار کردہ طریق کار یا انتخاب بدانتظامی کے مرادف نہیں ہونا چاہیئے۔ یہاں تک کہ ایسے اقلیتی ادارے کو بھی جسے مالی امداد نہیں ملتی داخلہ کے لئے طلبا کی لیاقت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ چونکہ متذکرہ بالا کالجوں میں طلبا کو داخلہ دینے کے اپنے حق کا استعمال کرتے وقت اگر وہ ادارہ ایسا نہیں کرتا ہے تو وہ کبھی اپنے عروج پر نہیں پہنچ سکتا۔

جہاں تک انتظام کے مختلف پہلوؤں کی ضابطہ بندی کی بابت قانونی توضیعات کا تعلق ہے کسی ایسے ادارے کے معاملہ میں جسے امداد نہیں ملتی ضابطہ بندی کی پابندیاں کم سے کم ہونی چاہئیں البتہ اس کے تسلیم کئے جانے اور اس کے کسی یونیورسٹی یا بورڈ سے الحاق کی شرائط کی تعمیل ہونی چاہیئے۔ لیکن روز مرہ کے انتظامی معاملات میں جیسے تدریسی اور غیر تدریسی عملے کی تقرری اور ان پر انتظامی کنٹرول، منیجمنٹ کو مکمل آزادی ہونی چاہیئے اور کوئی بھی نگراں ایجنسی نہیں ہونی چاہیئے۔ البتہ تدریسی عملے کے انتخاب اور تادیبی کارروائی کے لئے منیجمنٹ کو خود ایک معقول طریقۂ کار اختیار کرنا ہوگا۔

امداد لینے والے اور امداد نہ لینے والے اداروں کے ملازموں کی، جنہیں سزا دی جاسکتی ہے یا جن کی ملازمت ختم کی جاسکتی ہے، شکایات کے ازالہ کے لئے ضابطہ سازی کرنی ہوگی اوز ہماری رائے یہ ہے کہ اس کے لئے مناسب ٹربیونل تشکیل دیئے جاسکتے ہیں اور ایسے ٹربیونل کا افسر جلیس ضلع جج کے مرتبہ کا عدالتی افسر ہوگا۔

ریاست یا دیگر نگراں حکام کسی بھی تعلیمی ادارے میں مدرس یا پرنسپل کی تقرری کے لئے کم از کم اہلیت، تجربہ اور لیاقت سے متعلق دیگر شرائط مقرر کرسکتے ہیں۔

ایسے تدریسی اور غیر تدریسی عملے کی جس کے لئے سرکار سے امداد ملتی ہے، شرائط ملازمت پر اطلاق کے لئے عملے پر منیجمنٹ کے انتظامی کنٹرول میں مداخلت کئے

بغیر ضوابط وضع کئے جاسکتے ہیں۔

ایسے اداروں، جنہیں امداد نہیں ملتی ہے، کے ذریعہ لی جانی والی فیس کی ضابطہ بندی نہیں کی جاسکتی لیکن کسی بھی ادارے کو امدادی فیس (CAPITATION FEE) نہیں لینی چاہیئے۔ عدالت نے سینٹ اسٹیفنس کالج والے معاملے میں جو فیصلہ دیا تھا اس کا حاکمانہ عنصر، جیسا کہ اس فیصلہ میں ذکر ہے، بالکل درست ہے لیکن فیصد کی سخت گیرانہ شرط عائد نہیں کی جاسکتی۔ یہ بات حکام پر چھوڑ دینی چاہیئے کہ وہ ادارے کی نوعیت، آبادی اور اقلیتوں کی تعلیمی ضروریات کو دھیان میں رکھتے ہوئے کوئی بھی مناسب فیصد مقرر کریں۔

آئین کی دفعات میں 'تعلیم' کی اصطلاح سے مراد ہے اور اس میں شامل ہے پرائمری اسکولوں سے لے کر پوسٹ گریجویٹ درجات تک کی تعلیم، اس میں پیشہ ورانہ تعلیم بھی حاصل ہے۔ ''تعلیمی ادارے'' کی اصطلاح سے وہ ادارے مراد ہیں جو تعلیم دینے کا کام کرتے ہیں اور جہاں ''تعلیم'' کو متذکرہ بالا تعبیر کے مطابق سمجھا جاتا ہے۔

آئین کی دفعہ 19 (ا) (ز) اور دفعہ 26 کے تحت سبھی شہریوں کو تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ان کا انتظام کرنے کے حق کی ضمانت دی گئی ہے لیکن اقلیتوں کو یہ ضمانت خصوصی طور پر دفعہ 30 کے تحت دی گئی ہے۔

سبھی شہریوں کو دفعہ 19 (ا) (ز) اور دفعہ 26 کے تحت تعلیمی ادارے قائم کرنے اور انکا انتظام کرنے کا حق حاصل ہے لیکن یہ حق دفعہ 19 (ہ) اور دفعہ 26 (الف) کی توضیعات کے تابع ہے۔ البتہ اقلیتی اداروں کو اقلیتی فرقہ سے تعلق رکھنے والے طلبا کو فیصلہ ہذا میں متذکرہ طریقہ سے داخلہ دینے کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ 32

(1) اس حصہ کے ذریعہ عطا کیے ہوئے حقوق کو نافذ کرنے کے لیے مناسب کارروائی کے ذریعہ سپریم کورٹ سے رجوع کرنے کے حق کی ضمانت دی جاتی ہے۔

(2) سپریم کورٹ کو اختیار ہوگا کہ وہ اس حصہ کے ذریعہ عطا کیے ہوئے حقوق میں

سے کسی حق کے نفاذ کے لیے ہدایات یا احکام یا رٹ جن میں رٹ حاضری ملزم، رٹ تاکیدی، رٹ امتناعی، رٹ اظہار اختیار اور رٹ مسل طلبی کی نوعیت کے رٹ شامل ہیں، ان میں جو بھی مناسب ہو اجرا کرے۔

(3) سپریم کورٹ کے فقرات (1) و (2) کے ذریعہ عطا کیے ہوئے اختیارات کو مضرت پہنچائے بغیر پارلیمنٹ قانون کے ذریعہ کسی دوسری عدالت کو اپنے اختیار سماعت کے مقامی حدود کے اندر ان جملہ اختیارات یا ان میں سے کسی اختیار کو جو سپریم کورٹ فقرہ (2) کے تحت استعمال کرسکتی ہے، استعمال کرنے کا اختیار دے سکے گی۔

(4) بجز اس کے کہ آئین میں دیگر طور پر توضیع ہو اس حق کو جس کی اس دفعہ میں ضمانت دی گئی ہے معطل نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ 226

(1) دفعہ 32 میں کسی امر کے باوجود ہر عدالت العالیہ کو ان علاقوں کے طول وعرض میں جن کی بابت وہ اختیار سماعت استعمال کرتی ہو ان علاقوں کے اندر کسی شخص یا حاکم کو جس میں مناسب صورتوں میں کوئی حکومت شامل ہے حصہ 3 کے عطا کیے ہوئے حقوق میں سے کسی کے نفاذ یا کسی دیگر غرض سے ہدایات، احکام یا رٹ جس میں رٹ حاضری ملزم، رٹ تاکیدی، رٹ امتناعی، رٹ اظہار اور طلبی مسل کی نوعیت کی رٹ شامل ہیں یا ان میں سے کوئی رٹ اجرا کرنے کے ایسے اختیارات حاصل ہوں گے جو حصہ 3 کی رو سے تفویض کیے گئے ہوں۔

(2) کسی حکومت، حاکم یا شخص کو ہدایات، توضیعات یا رٹ اجرا کرنے کا فقرہ (۱) سے عطا کیا ہوا اختیار کوئی ایسی عدالت العالیہ بھی استعمال کرسکے گی جو ان علاقوں کے تعلق سے اختیار سماعت استعمال کرتی ہو۔ جن کے اندر ایسے اختیار کو استعمال کرنے کے لیے بنائے دعویٰ کلی یا جزوی طور پر پیدا ہو باوجود اس کے کہ ایسی حکومت یا حاکم کا مرکز یا ایسے شخص کی سکونت ان علاقوں کے اندر نہ ہو۔

(3) جب کوئی ایسا فریق جس کے خلاف کوئی عبوری حکم خواہ وہ امتناعی حکم یا حکم التوا یا کسی دیگر طریقے پر یا فقرہ (۱) کے تحت کسی درخواست سے متعلق کسی کارروائی میں......

(الف) مذکورہ فریق کو ایسی درخواست اور ایسے عبوری حکم کی تائید میں جملہ دستاویزات کی نقول فراہم کیے بغیر، اور

(ب) ایسے فریق کو سننے کا موقعہ دیئے بغیر صادر کیا گیا ہو مذکورہ حکم کی منسوخی کے لیے عدالت العالیہ کو درخواست پیش کرے اور ایسے فریق کو جس کے حق میں یہ حکم صادر کیا گیا ہو یا اس فریق کے وکیل کو اس درخواست کی ایک نقل پیش کرنے پر عدالت العالیہ درخواست موصول ہونے کی تاریخ سے یا ایسی تاریخ سے جس پر درخواست کی نقل دی گئی، جو بھی بعد والی تاریخ ہو، دو ہفتوں کے اندر درخواست پر فیصلہ صادر کرے گی یا جب عدالت العالیہ اس مدت کے آخری دن بند ہو تو اس کے بعد اگلے دن کے اختتام سے پہلے جب عدالت العالیہ کھلی ہو، فیصلہ دے گی اور اگر ایسی درخواست پر فیصلہ نہ دیا جائے تو اس مدت کے ختم ہونے پر یا مذکورہ اگلا دن ختم ہونے پر، جیسی بھی صورت ہو عبوری حکم منسوخ تصور ہوگا۔

(4) اس دفعہ سے کسی عدالت العالیہ کو عطا کیے ہوئے اختیار سے دفعہ 32 کے فقرہ (2) سے سپریم کورٹ کو عطا کیے ہوئے اختیار میں کمی نہ ہوگی۔

باب 5

انسانی حقوق اور مذہبی رواداری

انسانی حقوق سے متعلق تمام بین الاقوامی دستاویزات میں اور تقریباً تمام ممالک کے دساتیر اور دیگر قوانین میں ضمیر و مذہب کی آزادی، تبلیغ مذہب کی آزادی، مذہبی ادارے قائم کرنے کی آزادی، تعلیمی اداروں میں بلاتفریق مذہب یا عقیدہ تعلیم حاصل کرنے کی آزادی اور ثقافت کے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے۔ ایسی ضمانت نہ صرف جمہوری ممالک میں بلکہ ایسے ممالک میں بھی، جہاں یا تو جمہوری نظام مکمل طور پر ندارد ہے یا نام نہاد جمہوری نظام ہے یا مذہبی حکومت ہے، دی گئی ہے۔ مذہبی آزادی سے متعلق امور کا ''انسانی حقوق، بھارت کا آئین اور اقلیتیں'' (باب 4) میں تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔ لیکن ان تمام اقدام کے باوجود آج بھی کہیں کہیں مذہبی رواداری میں کمی محسوس ہوتی ہے اور ایک مذہب کے ماننے والوں کا دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ باہمی میل جول میں اتنا مثبت ربط نظر نہیں آتا جتنا کہ ہونا چاہئے۔ آج بھی بہت سے معمولی تنازعات فرقہ وارانہ رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ محض دستور یا دیگر قوانین میں مذہبی آزادی دینا کافی نہیں ہے بلکہ ایسا ماحول پیدا

کرنے کی بھی ضرورت ہے جہاں ایک مذہب کے ماننے والے لوگ دوسرے مذاہب کے ماننے والے لوگوں کا دل سے احترام کریں، ان کے یا ان کے مذہب یا عقیدے کے خلاف نہ کوئی ایسی بات کہیں اور نہ ایسا کوئی کام کریں جس سے ان کے جذبات مجروح ہوں۔ کسی بھی مہذب اور غیر مہذب ملک کے درمیان کوئی امتیازی لکیر کھینچنی ہو تو بلاشبہ وہ اس بنیاد پر کھینچی جاسکتی ہے کہ وہاں لوگوں کو صحیح معنوں میں کتنی مذہبی آزادی حاصل ہے اور وہاں کسی کے مذہب اور عقیدے کا کس حد تک احترام کیا جاتا ہے۔ صحیح معنوں میں مہذب ملک یا مہذب قوم وہی ہے جہاں نہ صرف مذہبی آزادی کی ضمانت دی گئی ہو بلکہ عملاً ایسا کیا جارہا ہو اور کسی بھی شخص کو اس معاملے میں احساس تفریق یا احساس امتیاز نہ ہو۔

جب بھی مذہبی رواداری کی بات کہی جاتی ہے تو محض اقلیتوں کی بات کی جاتی ہے، دراصل ہر فرقے بلکہ ہر فرد کا، خواہ اس کا تعلق اقلیتی فرقے سے ہو یا اکثریتی فرقے سے، یہ فرض ہے کہ وہ ایک دوسرے کے مذہب کا مکمل احترام کریں۔

دنیا کے دیگر قانونی اور اخلاقی اعتبار سے ترقی یافتہ ممالک کی طرح بھارت میں بھی نہ صرف اس کے آئین میں بلکہ دیگر قوانین میں مذہبی آزادی کے ساتھ ساتھ مذہبی رواداری کو بھی بہت اہمیت دی گئی ہے اور ہر بھارتی کو اس بات کے لیے ممانعت کی گئی ہے کہ وہ کوئی بھی ایسا کام نہ کرے جس سے کسی کے مذہبی جذبات مجروح ہوں۔ تعزیرات ہند کے باب 15 میں دفعات 295، 295 الف، 296 ، 297 اور 298 شامل کرکے اس بات کو یقینی بنانے کا اقدام کیا گیا ہے کہ کوئی بھی شخص کسی بھی عبادت گاہ کو نقصان نہ پہنچائے، کسی کے مذہبی جذبات کو مجروح نہ کرے، کسی بھی مذہبی مجمع میں خلل نہ ڈالے، کسی بھی قبرستان وغیرہ میں مداخلت بیجا نہ کرے اور تقریر، تحریر یا کسی بھی اشارے کنایے سے کسی کے جذبات کو مجروح نہ کرے۔ دفعہ 295 میں یہ توضیع کی گئی ہے کہ جو کوئی کسی عبادت گاہ کو یا کسی ایسی شے کو، جسے کسی فرقے کے لوگ مقدس مانتے ہوں، نقصان پہنچائے گا یا کوئی ایسا کام کرے گا جس سے اس کے تقدس کو ضرر پہنچے یا ضرر پہنچنے کا امکان ہو یا یہ جانتے ہوئے کہ اس بات کا امکان ہے کہ ایسا کرنے سے دوسرے مذہب والے یہ سمجھیں گے کہ اس نے ان کے مذہب

کی توہین کی ہے ایسا کرے گا، وہ دونوں میں سے کسی قسم کی سزائے قید کا، جس کی مدت دو سال تک کی ہوسکے گی، یا جرمانے کی سزا کا، یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔ اسی طرح دفعہ 295 الف میں اس بات کو واضح کردیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر یا بہ نیت فاسد کسی کے مذہب یا عقیدے کی توہین کرکے اس کے مذہبی جذبات کو مجروح کرتا ہے، خو اہ ایسا کچھ بول کر کرے یا لکھ کر یا اشارے کنایے کے ذریعہ یا اشارتاً اظہار کے ذریعہ یا ایسا کرنے کا اقدام کرے تو وہ دونوں میں سے کسی قسم کی سزائے قید کا، جس کی مدت تین سال تک کی ہوسکے گی یا جرمانے کی سزا کا یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔ دفعہ 296 میں یہ توضیح کی گئی ہے کہ جو کوئی مذہبی عبادت یا مذہبی رسوم میں مصروف کسی مجمع میں جان بوجھ کر خلل ڈالے گا وہ دونوں میں سے کسی قسم کی سزائے قید کا جس کی مدت ایک سال تک کی ہوسکے گی یا جرمانے کی سزا کا، یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔ قبرستانوں، شمشان گھاٹوں وغیرہ کے تقدس کو برقرار رکھنے کی نیت سے دفعہ 299 کے تحت مداخلت بیجا کو جرم قرار دیا گیا ہے اور یہ توضیح کی گئی ہے کہ جو کوئی کسی عبادت گاہ میں یا کسی قبرستان میں یا آخری رسوم کے لیے یا متوفیوں کی آخری نشانیاں رکھنے کے لیے کسی الگ رکھے گئے مقام میں مداخلت بیجا کرتا ہے یا آخری رسوم ادا کرنے کے لیے جمع ہوئے افراد کے لیے خلل کا باعث بنتا ہے یا کسی انسانی لاش کی بے حرمتی کرتا ہے اور یہ سب کچھ اس نیت سے کرتا ہے کہ کسی شخص کے جذبات مجروح ہوں یا کسی شخص کے مذہب کی توہین ہو یا اس بات کا امکان ہو کہ اس کے ایسا کرنے سے کسی شخص کے جذبات کو ٹھیس پہنچے گی یا کسی شخص کے مذہب کی توہین ہوگی، وہ دونوں میں سے کسی قسم کی سزائے قید کا جس کی مدت ایک سال تک کی ہوسکے گی، یا جرمانے کی سزا کا یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔ اسی طرح دفعہ 298 میں یہ توضیح کی گئی ہے کہ جو کوئی کسی شخص کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کی نیت سے ارادی طور پر ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے یا کوئی آواز پیدا کرتا ہے جو اس شخص کو سنائی دے یا کوئی ایسا اشارتاً اظہار کرتا ہے جو اس شخص کو نظر آئے یا ایسی کوئی شئے جو اس شخص کو نظر آئے، رکھتا ہے، وہ دونوں میں سے کسی قسم کی سزائے قید کا، جس کی مدت ایک سال تک کی ہوسکے گی یا جرمانے کی سزا کا، یا دونوں

سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ چاہے انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ ہو یا شہری، سیاسی، معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق سے متعلق منشور، اقوام متحدہ کا چارٹر، دیگر بین الاقوامی دستاویزات یا دساتیر عالم سب میں مذہبی آزادی اور تمام مذاہب کے احترام کی بات کہی گئی ہے۔ لہٰذا اب ضرورت آئینی یا قانونی اقدامات سے زیادہ سوچ اور انداز فکر میں تبدیلی لانے کی ہے۔ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے، ہر شخص کا یہ فرض ہے اور ہر شخص کو یہ تعلیم دی جانی چاہئے اور یہ بتایا جانا چاہئے کہ وہ ایسا کوئی کام نہ کرے اور نہ کوئی ایسی حرکت کرے اور نہ ہی ایسی کوئی بات کہے جس سے کسی کے جذبات مجروح ہوں۔ یہ پیغام ہر گھر تک پہنچنا چاہئے۔ اس کام میں سرکاری اداروں کے ساتھ ساتھ عوام کی شرکت بھی اشد ضروری ہے۔ کسی بھی مہذب سماج میں مذہبی منافرت کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اگر مذہب کے نام پر کسی بھی شخص کو کسی بھی حق سے محروم کیا جاتا ہو یا اس کے ساتھ کوئی امتیاز برتا جاتا ہو تو اس تفریقی ماحول میں کوئی بھی ملک یا کوئی بھی قوم یہ دعویٰ نہیں کرسکتی کہ وہ اقوام متحدہ کے اصولوں اور بین الاقوامی اقدار کا احترام کر رہی ہے۔ احترام اور عمل کا چولی دامن کا ساتھ ہے، کسی اصول یا کسی انسانی حق یا حقوق کا احترام تب ہی وجود میں آئے گا جب اس احترام کا احترام کرتے ہوئے اسے عملی شکل دی جائے یا بالفاظ دیگر انسانی حقوق کا مکمل حصو ل ہی اس کا مکمل احترام ہے۔ کوئی بھی سعی یا کوشش تب ہی بامعنےٰ کہی جائے گی جب اس کے مثبت نتائج برآمد ہوں، سعی لاحاصل بے معنی ہے۔

امتیاز سے پاک وصاف معاشرے میں ہی لوگوں کے مابین صحیح میل جول اور حقیقی محبت پروان چڑھ سکتی ہے۔ یہی جذبہ اتحاد چھوٹے سے چھوٹے ملک کو ایک عظیم مملکت کا مرتبہ دلا سکتا ہے۔ کسی بھی مذہب کی تنقید برائے تنقید کا کوئی جواز نہیں، ہم سب کا یہ فرض ہے کہ ہم ہر مذہب کی اچھی باتوں کی طرف نظر ڈالیں اور کبھی بھی اس بات کی کوشش نہ کریں کہ کسی مذہب میں عیب نکالیں۔ اگر کسی ایک مذہب کا ماننے والا دوسرے مذہب کا بھی مطالعہ کرے تو اس سے نہ صرف اس کے علم میں اضافہ ہوگا بلکہ اس کی مثبت سوچ کو بھی مزید تقویت حاصل ہوگی اور وہ اپنے مذہب کو اور دیگر مذاہب کو بہتر طریقے سے سمجھ سکے گا۔ ضرورت مباحثے یا موازنے کی نہیں ہے

بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام مذاہب کے پیشوا، رہنما اور پیروکار ایک جگہ اکٹھے ہوں ایک دوسرے کی بات کو سمجھیں اور ایک ایسا لائحہ عمل تیار کریں جس سے تمام مذاہب کے درمیان یگانگت پیدا ہو اور باہمی رواداری ویکجہتی کی راہ ہموار ہو۔ اگر لوگ ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر نہیں رہیں گے اور انسانی حقوق کا احترام نہیں کریں گے تو اس دنیا کو ایک GLOBAL VILLAGE کہنا بے معنی ہوگا۔

مذہبی رواداری کے معاملے میں تعلیمی اداروں اور اساتذہ کو بھی مثبت کردار ادا کرنا ہوگا۔ اساتذہ کو چاہئے کہ وہ طلباء کو تمام مذاہب کی اچھی باتوں سے روشناس کرائیں اور انہیں تنازعاتی امور سے دور رکھیں تاکہ وہ کل کے اچھے شہری بنیں اور ایک صحت مند معاشرے کی تشکیل کریں۔ کسی بھی طالب علم کے دماغ میں کسی بھی مذہب یا فرقے کے خلاف کوئی بات ڈالنا اس کے صحت مند فروغ اور نشوونما میں رکاوٹ پیدا کرنے کے مترادف ہے کیونکہ امتیازی انداز فکر کبھی بھی صحت مند معاشرے کو جنم نہیں دے سکتا اور یہاں تک کہ صحت مند معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کردیتا ہے۔ نئی نسل کسی ملک کی اسی طرح بنیاد ہوتی ہے جس طرح کسی عمارت کی بنیاد۔ اگر بنیاد کمزور ہو تو عمارت کبھی مضبوط نہیں ہوسکتی۔

کبھی کبھی ایسے ممالک میں جہاں مختلف مذاہب کے ماننے والے لوگ رہتے ہوں یا آتے جاتے ہوں وہاں مذہبی تنازعات پیدا ہوجاتے ہیں یا پیدا ہوسکتے ہیں۔ ان تنازعات کا حل پرامن طریقے سے ہی نکالا جاسکتا ہے نہ کہ مذہبی جذبات کو ہوا دے کر۔ اگر کسی ملک یا قوم کے سامنے ایسا کوئی تنازعہ ہو تو مذہبی پیشواؤں اور رہنماؤں کا یہ فرض ہے کہ وہ عوام کے جذبات نہ بھڑکائیں اور معاملے کا پرامن حل نکالیں۔ اس کے علاوہ جب بھی ناگہانی حالات ہوں مثلاً جنگی حالات، قدرتی آفات وغیرہ تو سب اپنے مذہب اور عقاید کا احترام کرتے ہوئے اور ساتھ ہی دوسرے مذاہب کے لوگوں کے جذبات مجروح کیے بغیر صرف قومی ضرورت اور قومی جذبے وحب الوطنی کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا فرض ادا کریں اور اپنی کسی بھی امدادی کارروائی میں کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ یہ کام عوام الناس کے لیے نہیں بلکہ کسی فرقے کے لیے کررہے ہیں۔ اس کا بہترین راستہ یہی ہے کہ تمام مذہبی انجمنیں خواہ وہ کسی بھی مذہب کی نمائندگی کرتی ہوں مل جل کر بغیر کسی امتیاز کے شائبے کے امدادی کارروائی کریں تاکہ جذبۂ حب الوطنی اور تمام جذبوں پر حاوی ہوجائے۔

باب 6

انسانی حقوق اور قانون کی بالادستی

حکمرانی قانون، اقتدار قانون، برتری قانون یا قانون کی بالادستی (RULE OF LAW) ایک ایسی اصطلاح ہے جو عملاً قانون کی بلااعتراض برتری کی جانب اشارہ کرتی ہے اور معاملات کی ایسی صورتحال کو پیش کرتی ہے جس میں ہر شخص قانون کا احترام کرتا ہے اور جہاں قانون کی پیروی انفرادی اور اجتماعی طور پر ہر شخص پر لازم ہے خواہ وہ شہری ہو یا حکومت۔ **لکشمی نرائن گپتا بنام کلکٹر ضلع شیو پور والے معاملے**[1] میں بھی ایسا ہی اظہار کیا گیا تھا۔ قانون کی بالادستی کا نظریہ ہمارے جدید قانونی نظام کی دین ہے اور یہ آج کی ترقی یافتہ اور متمدن دنیا کا سب سے بیش قیمت سرمایہ ہے۔

قانون کی بالادستی کی اصطلاح جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے، قانون کی برتری کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ یہ اصطلاح ایک فرانسیسی اصول La Principe de Legalite سے ماخوذ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ سرکار کی جو بھی کارروائی ہو، اس کا کوئی نہ کوئی قانونی جواز ہونا چاہئے۔ سرکار اپنی من مانی نہیں کرسکتی۔ اس اصول کا اطلاق ہر قانونی نظام اور ہر حکومت میں تب تک ہوتا ہے جب تک وہ حکومت قانون کی پابند ہو۔

---

1. اے آئی آر 1956 ۔ ایم پی 163

EDWARD COKE کو اقتدار قانون کا بانی کہا جاتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ بادشاہ یعنی حکمراں کو کسی شخص کے تحت نہ ہوکر خدا اور قانون کے تحت ہونا چاہئے۔ اس نظریے میں بتدریج تبدیلیاں آتی رہیں اور 1885 میں A.V. DICEY نے اس نظریے کو ایک نئی شکل دی۔ ان کا کہنا تھا کہ برطانوی آئین کی بنیاد اقتدار قانون ہے اور اس کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں :

الف : قانون کی برتری، حکام وسرکار کو من مانے ڈھنگ سے کام کرنے کی اجازت نہ دینا۔

ب : کوئی بھی شخص قانون سے بالا تر نہیں ہے۔ حاکم اور محکوم یعنی ہر شخص پر ایک ہی قانون لاگو ہوتا ہے اور ان سب کو یکساں قانونی تحفظ عطا کیا گیا ہے۔

ج : عدالتوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ قانون کی برتری کو قائم رکھیں۔

قانونی ماہرین کے بین الاقوامی کمیشن نے اپنی ذیلی قرارداد میں قانون کی بالادستی کو تین درجوں میں بانٹا تھا۔ لیکن اس میں اب ایک چوتھے درجے کو بھی شامل کرلیا گیا ہے :

1۔ قانون ساز ادارے اور قانون کی بالادستی

2۔ انتظامیہ اور قانون کی بالادستی

3۔ عدلیہ اور قانون کی بالادستی

4۔ فوجداری کارروائی اور قانون کی بالادستی

1- قانون ساز ادارے اور قانون کی بالادستی

قانون ساز اداروں کا یہ فرض ہے کہ وہ ایسا قانون بنائیں جس سے تمام انسانوں کو ایک باوقار حیثیت حاصل ہو اور انہیں تمام شہری، سیاسی، سماجی، معاشی، تعلیمی اور ثقافتی حقوق حاصل ہوں۔ کسی بھی شخص کے ساتھ مذہب، نسل، ذات، جنس، نسب، بودوباش یا کسی اور بنا پر کوئی امتیاز نہ برتا جائے اور انسانوں کے بیچ خواہ ان کا تعلق اقلیت سے ہو یا اکثریت سے یا دیگر کسی طبقے سے کوئی تفریق نہ کی جائے۔ شہریوں کی

مذہبی آزادی، ان کے مذہبی عقائد اور مذہبی معاملات میں کوئی دخل اندازی نہ کی جائے۔ کوئی ایسا کام یا کارروائی نہ کی جائے اور اگر کی جارہی ہو تو اسے روکا جائے جس سے کسی بھی شخص کے بنیادی حقوق اور آزادی پر منفی اثر پڑے۔

2۔ انتظامیہ اور قانون کی بالادستی

ایک مہذب معاشرے میں انتظامیہ مناسب تحفظ اور عدالتی نظر ثانی کے تحت ہونی چاہئے تاکہ اس کے ذریعہ کی جانے والی تمام کارروائیوں پر نظر رکھی جاسکے۔ انتظامیہ کا یہ فرض ہے کہ وہ نظم ونسق قائم رکھے اور وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ معاشرے کو مناسب سماجی اور معاشی حالات میسر ہوں۔ اس کے علاوہ انتظامیہ کے پاس ایسی طاقت اور وسائل بھی ہوں جن سے وہ اپنا کام بخوبی انجام دے سکے۔ اس کے علاوہ انتظامیہ کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ کسی شخص کے خلاف کوئی کارروائی کرنے سے پہلے اسے اس بات کا موقع دے کہ وہ اپنا دفاع کرسکے۔ بالفاظ دیگر اسے سنوائی کا پورا پورا موقع ملنا چاہئے تاکہ اسے یہ احساس نہ ہو کہ اس کی بات سنی ہی نہیں گئی اور اسے صفائی پیش کرنے کا موقع نہیں ملا۔ audi alteram Partem (Hear the other side) کے اصول کا تقاضا بھی یہی ہے۔

3۔ عدلیہ اور قانون کی بالادستی

ہر مہذب معاشرے کا تقاضا ہے کہ وہاں عدلیہ کو مکمل آزادی حاصل ہو اور انتظامیہ وقانون ساز اداروں کو اس بات کی اجازت نہ ہو کہ وہ عدالت کے کام کاج میں دخل اندازی کرسکیں۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جج اپنے من مانے ڈھنگ سے کام کریں اور دراصل ایسا ہوتا بھی نہیں ہے۔ جج بھی قانونی حدود کے اندر رہ کر ہی اپنے فرائض انجام دیتے ہیں۔

قانون کی بالادستی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ قانونی پیشے کی شکل، ایک منظم پیشے کی ہونی چاہئے اور وہ پیشہ اختیار کرنے والے لوگوں کو یہ حق ہونا چاہئے کہ وہ اپنے معاملات کا انتظام آزادانہ طور پر کرسکیں۔ قانون کی بالادستی پر مکمل عمل درآمدگی کے لیے یہ ضروری ہے کہ سماج کے ہر طبقے، غریب یا امیر کی عدالت تک پہنچ ہونی

چاہئے اور اسے ہر فورم میں چارہ جوئی کرنے کا نہ صرف حق ہونا چاہئے بلکہ اس میں ایسا کرنے کی سکت بھی ہونی چاہئے۔

اب سے تقریباً چالیس سال قبل ہمارے قانون کمیشن نے 1961 میں اپنی رپورٹ میں کہا تھا کہ کوئی قوم جمہوری ڈھنگ سے تب تک نہیں چل سکتی جب تک کہ اسے قانون کی بالادستی اور اس کی اہمیت کا مکمل احساس نہ ہو۔

قانون کی بالادستی کی جھلک ہمارے آئین کی تمہید، بنیادی حقوق، ہدایتی اصولوں اور دیگر توضیعات میں بالکل صاف صاف نظر آتی ہے۔ اس سلسلے میں خاص طور پر آئین کی دفعات 14 تا 18، 19 تا 28، 29، 30 ، 32، 37 تا 47 و 50 کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔

ان توضیعات کا باب 'انسانی حقوق اور بھارت کا آئین' وباب 'انسانی حقوق' بھارت کا آئین اور اقلیتیں میں تفصیلی طور پر جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس باب میں اقتدار قانون اور عدالتی رجحان، عنوان کے تحت بھی اس موضوع پر مزید بحث کی گئی ہے۔

4۔ فوجداری کارروائی اور قانون کی بالادستی

فوجداری کارروائی میں قانون کی بالادستی سے مراد یہ ہے کہ فوجداری قانون مکمل طور پر معین ہونا چاہئے۔ ملزموں کی بابت، جب تک انہیں عدالت مجرم قرار نہ دیدے، یہ قیاس کیا جانا چاہئے کہ وہ بے گناہ ہیں۔ ملزموں کو سنوائی اور دفاع کا پورا پورا موقع دیا جانا چاہئے۔ انہیں سنوائی کا نوٹس دیا جانا چاہئے، قانونی مشیر کی امداد فراہم کی جانی چاہئے۔ انہیں گواہ پیش کرنے اور مخالف شہادت کی تردید کرنے کا حق ہونا چاہئے۔ کسی شخص کو اس بات کے لیے مجبور نہیں کیا جانا چاہئے کہ وہ خود پر کوئی الزام لگائے۔ کسی بھی ملزم پر کوئی جسمانی یا نفسیاتی دباؤ نہیں ہونا چاہئے۔ فوجداری کارروائی جب قانون میں دیگر توضیعات نہ ہوں تب تک کھلی عدالت میں کی جانی چاہئے۔ اگر کسی شخص کو مجرم قرار دے دیا گیا ہے یا اسے رہا کردیا گیا ہے تو اس کے خلاف دوبارہ کارروائی نہیں کی جانی چاہئے۔ (DOUBLE JEOPARDY) کی اجازت نہیں ہے فریق متعلق کو

قانونی چارہ جوئی کے لیے جس میں اپیل کرنا بھی شامل ہے، مناسب فورم میسر ہونے چاہئیں۔ کم سے کم اوپر کی ایک عدالت میں اپیل کا حق تو ہونا ہی چاہیے۔

قانون کی بالادستی اور عدالتی رجحان

ہندوستانی عدلیہ نے قانون کی بالادستی کے اصول کو بھارت کے آئین کے بنیادی ڈھانچے کا ایک حصہ مانا ہے اور سپریم کورٹ کے گزشتہ لگ بھگ 25 برسوں میں کیے گئے فیصلوں نے اس اصول کو جلابخشی ہے۔ **اندرا گاندھی نہرو بنام راج نرائن والے معاملے**[1] میں آئین کی انتالیسویں ۳۹ ترمیم کے ذریعہ آئین میں جو دفعہ 329 ۔ الف (4) و (5) شامل کی گئی تھی اس کے قانونی جواز پر غور کیا گیا تھا۔ ان توضیعات کے تحت وزیر اعظم اور لوک سبھا کے اسپیکر کے انتخاب کو صرف ایسے حاکم کے روبرو چیلنج کیا جاسکتا تھا جس کے بارے میں پارلیمنٹ نے اس مقصد کے لیے توضیع کی ہو۔ سپریم کورٹ نے اس معاملے میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ ان دفعات کو آئین میں شامل کرنے کا کوئی قانونی جواز نہیں تھا اور یہ دفعات غیر آئینی ہیں۔ اس کے علاوہ سپریم کورٹ نے یہ بھی کہا تھا کہ اس سے دفعہ 14 کی جس میں واضح طور پر یہ بات کہی گئی ہے کہ مملکت کسی شخص کو بھارت کے علاقے میں قانون کی نظر میں مساوات یا قوانین کے مساویانہ تحفظ سے محروم نہیں کرے گی، نفی ہوتی ہے۔ عدالت نے اس رائے کا بھی اظہار کیا تھا کہ یہ توضیعات من مانے ڈھنگ سے آئین میں شامل کی گئی ہیں اور ان کا مقصد اقتدار قانون کو نقصان پہنچانا ہے۔

بچن سنگھ بنام ریاست پنجاب والے معاملے[2] میں سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ قانون کی بالادستی میں من مانے ڈھنگ سے کام کرنے کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے اور جہاں پر بھی یہ محسوس ہو کہ کوئی کام من مانے ڈھنگ سے کیا گیا ہے یا ایسا کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے تو اسے قانون کی بالادستی کی نفی سمجھا جائے گا۔

ڈی ٹی سی بنام دلی ٹرانسپورٹ مزدور کانگریس والے معاملے[3] میں دلی روڈ

---

1. اے آئی آر 1975 ایس سی 2299

2. اے آئی آر 1982 ایس سی 1325 3. اے آئی آر 1991 ایس سی 101

ٹرانسپورٹ اتھارٹی (تقرری اور ملازمت کی شرطیں) ضوابط، 1952 کے ضابطے (9) ب، جس میں اتھارٹی کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ اپنے کسی بھی مستقل ملازم کو بغیر نوٹس دیئے یا نوٹس کی جگہ بغیر تنخواہ دیئے ملازمت سے برطرف کرسکتی ہے، یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ یہ ضابطہ غیر قانونی، باطل اور بے اثر ہے۔ سپریم کورٹ نے اس معاملے میں یہ بھی کہا تھا کہ کوئی بھی ایسا فیصلہ جو مسلمہ اصولوں اور قاعدوں کے خلاف ہو وہ غیر قانونی ہے اور اس سے قانون کی بالادستی کے اصول کی نفی ہوتی ہے۔ اسی طرح **مینکا گاندھی بنام یونین آف انڈیا والے معاملے**[1] میں بھی سپریم کورٹ نے اسی قسم کی رائے کا اظہار کیا تھا اور قانون کی بالادستی کے اصول پر سختی سے عمل درآمدگی کی بات کہی تھی۔

متذکرہ بالا تمام نظیروں سے اور اس سے قبل کیے گئے قانون کی بالادستی کی اصطلاح کے تجزیہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ کسی بھی جمہوری ملک میں یا ایسے کسی بھی دیگر ملک میں جہاں قانون کا احترام کیا جاتا ہو، قانون کی بالادستی کے اصول کے مطابق چلنا اشد ضروری ہے۔

قانو ن سب سے بالا تر ہے اور اس کی برتری کو قائم رکھنا ہر معاشرے کے مفاد میں ہے۔ ہمارے آئین کو وضع کرتے وقت اس بات کا پورا پورا دھیان رکھا گیا تھا اور ہمارا آئین اس کی کسوٹی پر پورا اترا ہے۔ اگر قانون ساز اداروں یا انتظامیہ سے کوئی لغزش ہوئی ہے تو عدلیہ نے اس صورتحال سے نمٹنے کے لیے مناسب اقدام کیے ہیں۔ دوسری طرف قانون ساز اداروں اور انتظامیہ نے سپریم کورٹ کی ہدایتوں اور احکام کی عمل درآمدگی کے لیے مناسب اقدام کیے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت کے آئین میں اب تک 94 ترامیم ہوچکی ہیں۔ ایسا وقت کی ضرورت، وقت کے تقاضوں، بدلتے ہوئے سماجی، معاشی اور قانونی حالات وبین الاقوامی تبدیلیوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت کے آئین کو ایک لچکدار آئین کہا جاتا ہے۔ ان بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر موجودہ حکومت نے آئین کی نظر ثانی کرنے کے لیے کمیشن قائم کیا تھا جس نے اپنی رپورٹ موجودہ حکومت کے روبرو بغرض غور ومزید کارروائی پیش کردی ہے۔

1. اے آئی آر 1970 ایس سی 150

باب 7

انسانی حقوق اور قانون ساز اداروں کے فرائض

کسی بھی ملک کا قانون، وہاں کے عوام اور وہاں کے قانون ساز اداروں کی نمائندگی کرتا ہے۔ لیجسلیچر، عوام یا قوم کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اسی لیے اس کے ذریعہ بنایا گیا قانون نہ صرف ان اداروں بلکہ عوام کے جذبات کی بھی عکاسی کرتا ہے۔ بالفاظ دیگر کسی بھی قانون سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کسی ملک کے عوام، خاص طور سے جمہوری ملک کے، اپنے ملک میں کس قسم کا نظام چاہتے ہیں۔ جب ہم کسی قانون کی بات کرتے ہیں تو اس میں قوانین کے تحت بنائے گئے ضابطے بھی شامل ہوتے ہیں جیسے ہندوستانی پس منظر میں آئین کی دفعہ 240 کے تحت راشٹرپتی کے ذریعہ بنائے گئے ضابطے۔

وضع قانون کوئی آسان کام نہیں ہے۔ قانون وضع کرنے کے لیے کیبنٹ کو اس کی تمام پیچیدگیوں پر غور کرنا پڑتا ہے اور اس بات کا پورا پورا دھیان رکھنا پڑتا ہے کہ قانون کی شکل ایسی ہونی چاہئے جو ملک کے تمام لوگوں کو بلا حیل وحجت یا بنا ان کے جذبات مجروح ہوئے، قابل قبول ہو اور اس سے ان کی ضروریات پوری ہوں اور

جو دشواریاں درپیش ہیں وہ دور ہوسکیں۔ کیبنٹ کی منظوری کے بعد متعلقہ وزارت بھی ان تمام پیچیدگیوں پر غور کرتی ہے اور ایک واضح تجویز وزارت قانون کو بھیجتی ہے۔ وزارت قانون میں واضع قانون کو، قانون وضع کرتے وقت بہت سی منزلوں سے گذرنا پڑتا ہے اور ان کی حتی الامکان کوشش یہی ہوتی ہے ملک وعوام کے سامنے ایک ایسا قانون رکھا جائے جس میں کوئی خامیاں نہ ہوں، لیکن غلطی کرنا انسانی فطرت ہے واضع قانون، قانون وضع کرنے کے بعد اس کو ایک بل کی شکل دیتا ہے اور وہ بل ایک جمہوری حکومت میں ہمارے ملک کی طرح پارلیمنٹ میں پیش کیا جاتا ہے۔ وہاں پر مکمل بحث کی جاتی ہے، بل کے مختلف پہلوؤں پر غور کیا جاتا ہے اور اگر کوئی بل تکنیکی نوعیت کا ہے، جس کے مثبت اور منفی اثرات پر غور کرنا اشد ضروری ہے تو ایسے بل مختلف پارلیمانی کمیٹیوں کے حوالے کردیئے جاتے ہیں، جو اس کے تمام پہلوؤں پر غور وخوض کرنے کے بعد اپنی رپورٹ دیتی ہیں۔ پھر ان رپورٹوں پر تفصیلی بحث ہوتی ہے اور اس بحث کے بعد اگر کچھ ترامیم ضروری ہوں تو وہ ترامیم کی جاتی ہیں۔ بعدازاں ان ترامیم کو اس بل میں حسب ضرورت شامل یا نہ شامل کرکے ایوان کے ذریعہ پاس کردیا جاتا ہے۔اس کے بعد وہ بل راشٹرپتی کو، ان کی منظوری کے لیے بھیج دیا جاتا ہے۔ راشٹرپتی اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اس بل میں کچھ کمیاں ہیں یا قابل اعتراض باتیں ہیں تو وہ بل واپس بھیج سکتے ہیں۔

ایوان اس پر دوبارہ غور کرتا ہے اور آئین کے مطابق کارروائی کرکے دوبارہ راشٹرپتی کو بھیج دیتا ہے جس کی مزید تفصیل کی موضوع بحث کی روشنی میں یہاں ضرورت نہیں ہے۔

وضع قانون کے مندرجہ بالا طریق کار کا جو ذکر کیا گیا ہے اس کا مقصد صرف یہ جاننا ہے کہ قانون نہایت غوروخوض اور محنت کے بعد بنایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی قانون جلد بازی میں بنایا جاتا ہے تو اس میں بہت سی خامیاں رہ جاتی ہیں اور وہ عدالتوں کے ذریعہ کی گئی تعبیر کی کسوٹی پر کھرا نہیں اترتا۔ قانونی خدمات ایکٹ، ان مثالوں میں سے ایک ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آدھی مقدمے بازی صرف اس لیے ہوتی ہے کہ قانون وضع کرنے والے قانون کو ٹھیک سے وضع نہیں کرتے، وضع قانون سے

متعلق بہت سی کتابوں میں، واضع قانون کے بارے میں یہ حوالہ دیا گیا ہے۔

''میں پارلیمنٹ کا واضع قانون
ہوں میں ملک کے قوانین وضع
کرتا ہوں بیشک آدمی مقدے
بازی کا میں ہی ذمہ دار ہوں''

LORD MACAULAY جنہیں ہندوستان کے قوانین وضع کیے جانے کے معاملے میں ایک چیمپئن کا درجہ حاصل ہے، ان کا بھی یہ کہنا تھا کہ قانون اس طرح بنایا جائے اور اس میں ایسی زبان استعمال کی جائے جسے درمیانی پڑھے لکھے لوگ سمجھ سکیں قانون وضع ہونے کے بعد قانون ساز اداروں کو اور اس کے بعد ان کی تعبیر کے بارے میں عدلیہ کو ایک نہایت اہم کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ جہاں تک قانون ساز اداروں کی بات ہے، ان کا خاص کام یہ دھیان رکھنا ہے کہ جو قانون وہ بنا رہے ہیں وہ مفاد عامہ کے حق میں ہے اور وہ صرف مخصوص لوگوں کے لیے ہی نہیں بلکہ سب کے لیے بنایا جارہا ہے۔ اگر کوئی قانون چند لوگوں کو دھیان میں رکھ کر بنایا جاتا ہے تو اس قانون میں امتیاز کی بو آتی ہے اور امتیاز سے انسانی حقوق کی بنیادی خصوصیات اور اس کے اغراض کو ٹھیس پہنچتی ہے قانون بننے کے بعد جب اس کے اطلاق یا اس کے لاگو کرنے کا معاملہ سامنے آتا ہے یا جب اسے لاگو کیا جاتا ہے تو اس وقت سے ہی اس بات کا اندازہ لگنا شروع ہوجاتا ہے کہ اس میں کیا کمیاں ہیں اور اس سے کیا دشواریاں پیدا ہونگی۔ کبھی کبھی بل پاس ہونے کے باوجود بھی وہ بل قانونی شکل اختیار نہیں کرپاتا یا اسے لاگو کرنے سے متعلق نوٹیفکشن عوام کی مخالفت یا دیگر وجوہات سے جاری نہیں ہوپاتا۔ ڈاکخانہ سے متعلق بل اور حال ہی میں دہلی کرایہ داری سے متعلق بل، اول الذکر کا قانونی شکل اختیار نہ کرنا اور آخرالذکر کا ابھی تک نوٹیفکشن جاری نہ ہونا ایسی ہی صورت حال کو ظاہر کرتا ہے۔

ان سب باتوں سے یہ بات پھر ایک بار ظاہر ہوجاتی ہے کہ عوام کے سامنے جو قانون آتا ہے اسے بہت سی کسوٹیوں پر پرکھنے کے بعد ان کے سامنے لایا جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی اس میں کچھ نہ کچھ خامیاں رہ ہی جاتی ہیں۔

باب 8

انسانی حقوق اور عدلیہ

قانون بننے کے بعد اس کی تعبیر کرنا یا اس کا صحیح مطلب نکالنا سب سے دشوار اور محنت طلب کام ہوتا ہے۔ یہ بات کسی سے چھپی نہیں ہے کہ ہماری عدلیہ، خاص طور سے ہماری سپریم کورٹ جو ہمارے ملک کی سب سے بڑی عدالت ہے اور جس کے کیے گئے فیصلے آئین کی دفعہ 141 کے تحت ہندوستان کی تمام عدالتوں کے لیے قابل پابندی ہوتے ہیں اس ضمن میں نہایت اہم کردار ادا کرتی رہی ہے اور آج یہ صورت حال ہے کہ جب قانونی نظیریں پیش کرنے کی بات آتی ہے تو سپریم کورٹ کی نظیریں ہی پیش کی جاتی ہیں، جس کی وجہ دفعہ 141 کی پابندیاں بھی ہیں اور اب لوگ پریوی کونسل کے ان فیصلوں کو بھی بھول چکے ہیں جنہیں ماہرین قانون مثال کے طور پر پیش کیا کرتے تھے۔

جب کوئی قانون عدالت کے سامنے آتا ہے اور وہ اس کی تعبیر کرتی ہے تو وہ سب سے پہلے اس بات پر غور کرتی ہے کہ وہ قانون کس لیے بنایا گیا تھا، کس کمی کو دور کرنے کے لیے بنایا گیا تھا یا یہ کہ کس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے بنایا گیا

تھا۔ HEYDON'S CASE [1] میں بھی انہیں باتوں پر غور کرنے کی تاکید کی گئی تھی۔ ایک طرف قانون ساز اداروں کا یہ کام ہے کہ وہ ایسا قانون بنائیں جو عوام کے مفاد میں ہو اور دوسری طرف عدلیہ کا یہ کام ہے کہ وہ اس قانون کا صحیح مطلب نکالے، ان کی صحیح تعبیر کرے اور صحت قانون پر غیر جانبداری سے غوروخوض کرے۔ اگر انسانی حقوق یا دیگر حقوق کے تحفظ کے لیے کوئی قانون یا ضابطہ بنایا جاتا ہے اور اس سے وہ غرض پوری نہیں ہوتی تو اسے ایک رَدّی کا کاغذ یا مہذب الفاظ میں سعی لاحاصل کہا جائے گا۔ ججوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ان کا کام قانون کی تعبیر کرنا یا اس کا صحیح مطلب نکالنا ہے نہ کہ نیا قانون بنانا۔ اگر جج اس بات کو نظر انداز کرتے ہیں اور ان کے ذریعہ کی گئی قانونی تعبیر میں کوئی غلطی یا لغزش ہوجاتی ہے تو اس سے انصاف رسانی کے عمل کو مضرت پہنچے گی۔

جمہوری ممالک میں یہ بات اکثر کہی جاتی ہے کہ قانون بنانے والوں سے تو قانون کی تعبیر کرنے والے زیادہ طاقتور ہیں، لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اگر سپریم کورٹ کسی قانون کو باطل قرار دیتی ہے یا اس میں کسی قسم کی کمزوری یا خامی کی طرف اشارہ کرتی ہے تو سرکار اس قانون میں ترمیم کرکے یا نیا قانون بنا کر ایک نئی راہ نکال سکتی ہے۔ جیسا کہ **شاہ بانو کے معاملے**[2] میں کیا گیا تھا اور جیسا کہ سپریم کورٹ اور دہلی ہائی کورٹ کے ملازمین کی تنخواہوں کی تخفیف کے معاملے میں نیا قانون لانے کی کوشش کی گئی۔ لہٰذا یہ کہنا کہ سپریم کورٹ زیادہ مضبوط ہے یا پارلیمنٹ، کوئی صحت مند بحث نہیں ہے۔ ان سب سے بالاتر تو بھارت کا آئین اور اقتدار قانون ہے۔ خواہ سپریم کورٹ ہو یا پارلیمنٹ دونوں کو آئین کی حدود کے اندر رہ کر ہی اپنے فرائض انجام دینے ہوتے ہیں۔ مختصراً یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ بھارت کا آئین ہی بالاتر ہے نہ سپریم کورٹ بالا تر ہے اور نہ ہی پارلیمنٹ۔ ان حالات میں عدالت کا یہ فرض ہے کہ وہ قوانین کی غیرجانبدارانہ تعبیر کرے اور اس تعبیر میں اس کے ذاتی رجحانات کی کوئی جھلک نظر نہ آئے چونکہ اگر ذاتی رجحان فیصلوں کی بنیاد بننے لگے تو انصاف، انصاف نہیں رہے گا اور عدلیہ، عدلیہ۔ اگر ججوں کو اس بات کی اجازت دے دی جائے کہ وہ

1۔ (1584) 76 ای آر 638   2۔ اے آئی آر 1985 ایس سی 954

من مانے ڈھنگ سے فیصلے دے سکتے ہیں تو یہ عدلیہ کی غیر جانبداری یا اس کی آزادی کے زمرے میں نہیں آتا۔ عدلیہ کی آزادی کا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ بغیر کسی دباؤ یا دخل اندازی کے قانون کی غیر جانبدارانہ تعبیر کرے اور صحیح فیصلے دے۔

برطانوی قانونی اصول کی رو سے قانون کا ایک سب سے اچھا نظام وہ ہے جس میں کسی جج کو کم سے کم اختیار تمیزی دیا جائے اور سب سے اچھا جج وہ ہے جو اپنی ذاتی رائے یا ذاتی رجحانات کو کم سے کم اہمیت دے۔ تعبیر کے مختلف اصولوں کا مقصد جج کی اس بات میں مدد کرنا ہے کہ وہ اس بات کا قطعی فیصلہ کرسکے کہ قانون ساز اداروں نے کوئی مخصوص قانون کس لیے بنایا ہے اور ان کا ارادہ کیا تھا۔ عدلیہ کا کام اس ارادے یا غرض یا قانون بنانے کی وجہ پر کنٹرول کرنا نہیں ہے۔ جتنا سمجھدار جج ہوگا اتنی ہی جلدی وہ اس بات کو سمجھ لے گا کہ کوئی قانون کس لیے بنایا گیا ہے ا ور اس غرض کو کس طرح پورا کیا جائے۔ SALMOND نے بھی قانون کی تعبیر سے متعلق اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ ایک اچھے جج کو اس بات پر بھی دھیان دینا چاہئے کہ وہ یہ سمجھے کہ وہ معاشرہ جس کا وہ خود حصہ ہے، اس کی ضروریات کیا ہیں۔ اگر کوئی جج معاشرے یا عوام کے مفادات کو دھیان میں رکھتے ہوئے کوئی فیصلہ دیتا ہے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کے ذاتی رجحانات اس پر غالب آگئے ہیں۔ آخر جج بھی ایک انسان ہے اسی معاشرے میں رہتا ہے جو بھی واقعات اس کے چاروں طرف پیش آتے ہیں، ان پر نظر ڈالتا ہے، انہیں محسوس کرتا ہے۔ اگر مظلوم کے دل میں کوئی کسک ہوتی ہے تو وہ بھی اسے محسوس کرتا ہے۔

ملکی قانون کی تعبیر کرتے وقت اس بات کا بھی دھیان رکھنا چاہئے کہ یہ تعبیر بین الاقوامی قانون کے اصولوں سے مطابقت رکھتی ہو، البتہ ایسے حالات میں جب متعلقہ قانون میں ایسی توضیع ہو یعنی بین الاقوامی قوانین کے اصولوں کی پابندی لازمی نہ ہو تو دیگر تعبیر بھی کی جاسکتی ہے۔ لہٰذا عدالت کو اس بات کا پورا پورا دھیان رکھنا چاہئے اور یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس کی تعبیر اور بین الاقوامی قانون سے پیدا ہونے والے حقوق اور وجوب کے بیچ کوئی تضاد نہ ہو لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ کسی خود مختار ملک کو اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کوئی قانون بنانے سے روکا جائے۔ دراصل ضرورت اس بات کی ہے کہ جب قانون بنایا جائے یا اس کی تعبیر کی جائے تو

اس بات کا دھیان رکھا جائے کہ اس سے کسی بھی بین الاقوامی دستاویز خواہ وہ قرار داد ہو یا عہد نامہ یا کوئی اور دستاویز کی کسی بھی دفعہ یا اس میں دیئے گئے کسی اصول کی خلاف ورزی نہ ہو خاص طور سے کسی بھی انسانی حق کی۔ چونکہ اس بات پر تمام ممالک متفق ہیں خواہ وہاں کوئی بھی نظام حکومت ہو کہ انسانی حقوق کا تحفظ ہر حالات میں کیا جانا چاہیئے۔ **کیشوانند بھارتی بنام ریاست کیرالہ والے معاملے**[1] میں جسٹس کھنہ نے اپنی اس رائے کا اظہار کیا تھا کہ کسی شبہے یا ابہام کی حالت میں ہی کوئی عدالت کسی قانون کی ایسی تعبیر کرسکتی ہے جو بین الاقوامی برادری یا بین الاقوامی قانون کے مسلمہ اصولوں سے مطابقت نہ رکھتی ہو لیکن اگر کسی قانون میں جس زبان کا استعمال کیا گیا ہے وہ بالکل صاف ہے اور اس کا صاف مطلب نکلتا ہے تو اسے وہی مطلب نکالنا چاہیئے خواہ اس سے ملکی قانون اور بین الاقوامی قانون کے بیچ تضاد ہی کیوں نہ پیدا ہوتا ہو۔ MAXWELL جنہیں تعبیر قوانین کے معاملے میں پیشوا کا درجہ حاصل ہے، کا بھی یہ کہنا ہے کہ عدالت کو، جہاں تک قانون میں مستعملہ زبان اس بات کی اجازت دے، قانون کی ایسی تعبیر کرنی چاہیئے جو بین الاقوامی قانون کے مسلمہ اصولوں سے مطابقت رکھتی ہو اور عدالت کو چاہیئے کہ وہ ایسی تعبیر نہ کرے جس سے ایسی غیر مطابقت وجود میں آئے۔ لیکن اگر قانون میں جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں وہ ایسے ہیں جن سے ایسی غیر مطابقت سے بچا ہی نہ جاسکتا ہو تو مجبوری میں ایسی تعبیر بھی کی جاسکتی ہے۔

بہت سی بین الاقوامی کانفرنسوں میں یہ موضوع بحث رہا ہے کہ معاشی حقوق کی زیادہ اہمیت ہے یا انسانی حقوق کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بین الاقوامی برادری انسانی حقوق کو زیادہ اہمیت دیتی ہے اور وہ اس معاملے میں بہت مخلص ہے۔ لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ارباب حکومت آج بھی انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ جہاں تک ہندوستان کی بات ہے، یہاں دونوں ہی حقوق کو برابر کی اہمیت دی جارہی ہے۔ حکومت، عدلیہ، اور قانون ساز ادارے، تینوں ہی اس معاملے میں پرخلوص ہیں۔ ویسے بھی آج کل زیادہ تر معاشی یا اقتصادی حقوق، انسانی حقوق کا جز بن چکے ہیں۔ اچھا پانی اور مناسب خوراک، ایک معاشی ضرورت بھی ہے اور انسانی حق بھی۔ ہمارے آئین یا قانون میں کوئی بھی ایسی بات نہیں ہے جس سے بین الاقوامی قانون کے کسی بھی اصول یا اصولوں کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔

1۔ (1973) 4 ایس سی سی 225 اے آئی آر 1973 ایس سی 1461

باب 9
انسانی حقوق اور انصاف میں تاخیر

اگر کسی شخص کو کوئی مضرت پہنچی ہو، اسے کوئی نقصان ہوا ہو یا اس کی حق تلفی ہوئی ہو تو اس کا یہ حق ہے کہ فریق ثانی اس کے نقصان کو پورا کرے اور اس کا جو حق تلف ہوا ہے وہ حق اس کو ملے۔ دراصل اسی کا نام انصاف ہے۔ انصاف اس طرح کیا جانا چاہئے کہ متاثرہ شخص کو اس بات کا مکمل اطمینان ہوجائے کہ اس کے ساتھ انصاف کیا گیا ہے۔ عدل وانصاف ایک مہذب معاشرے کی بنیاد ہوتی ہے اور اگر بنیاد ہی ہل جائے تو پھر کچھ باقی نہیں رہتا، دوسری بات یہ ہے کہ انصاف ملنا، انصاف کرنا یا انصاف دلانا ہی کافی نہیں ہے بلکہ انصاف بروقت ملنا چاہئے۔

انصاف میں تاخیر، انصاف سے انکار کے مترادف ہے (JUSTICE DELAYED IS JUSTICE DENIED) یعنی انصاف نہ ملنے کے برابر ہے۔ جہاں تک ممکن ہو اس کام میں دیر نہیں ہونی چاہئے۔ بعض اوقات انصاف میں تاخیر سے انصاف پانے کی جو غرض ہے وہی باقی نہیں رہ جاتی۔ مثلاً اگر کوئی ضعیف شخص جسے سانس کی تکلیف ہے ایک چھوٹی سی کوٹھری میں رہتا ہے جہاں تاریکی ہی تاریکی ہے نہ دھوپ آتی ہے نہ ہوا اور اس کے چار کمروں پر کرایہ دار قابض ہیں اور وہ شخص عدالت میں اپنے کرایہ

داروں کے خلاف بے دخلی کا مقدمہ دائر کرتا ہے اور دس سال تک بھی اس مقدمے کا نچلی عدالت میں یا کسی بھی فریق کے ذریعہ اپیل کیے جانے پر ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ میں فیصلہ نہیں ہوپاتا اور اس شخص کی موت ہوجاتی ہے تو اسے سراسر ناانصافی (TORTURE OF JUSTICE) کہنا غلط نہ ہوگا اور ایسی صورت میں خواہ آئین ہو یا دیگر قوانین ان کی جو بھی توضیعات انصاف رسانی سے متعلق کی گئی ہیں اس کے لیے بے معنی ہوجائیں گی۔

انصاف کی دو اقسام ہیں، پہلا انصاف ہے حقیقی یا قدرتی انصاف اور دوسرا انصاف ہے عدالتی انصاف۔

حقیقی یا قدرتی انصاف : (NATURAL JUSTICE)

قدرتی انصاف سے یہاں خدائی طاقت کا انصاف مراد نہیں ہے بلکہ وہ انصاف مراد ہے جو مختلف عدالتوں کے ذریعہ مرتب کیے گئے مسلمہ اصولوں کے مطابق کیا جاتا ہے۔ یہ اصول اس طرح ہیں۔

1۔ سب سے پہلا اصول ہے فریق ثانی کی سماعت کی جائے (Audi alteram Partem) ہر اس شخص کو جس کے قانونی حقوق متاثر ہوں اس کو مقدمہ کی مناسب اطلاع دی جانی چاہئے تاکہ وہ معاملے کی نوعیت سے آگاہ ہوجائے، اپنے دفاع کے لیے لائحہ عمل تیار کرسکے اور اپنی مدافعت میں عذرات پیش کرسکے۔ معاملے کی سماعت ایک غیر جانبدار عدالتی افسر کے ذریعہ کی جانے چاہئے جس کا اس معاملے سے بالواسطہ یا بلا واسطہ کوئی تعلق نہ ہو اور اس کا اس معاملے میں اپنا کوئی مفاد نہ ہو۔ اسی لیے یہ کہا جاتا ہے کہ کوئی بھی شخص اپنے معاملے کا خود فیصلہ نہیں کرسکتا (NO ONE CAN BE A JUDGE IN ONE'S OWN CAUSE)۔ اس کے علاوہ حاکم مجاز کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ فیصلہ نیک نیتی اور غیرجانبدارانہ طریقے سے کرے اور فیصلہ من مانا نہ ہو۔

جہاں تک من مانے فیصلہ کی بات ہے ایسی صورت حال تب پیدا ہوتی ہے جب عدالت کو زیادہ سے زیادہ تمیزی اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی معاملے یا امر کی بابت کوئی واضح قانون یا قواعد موجود نہیں ہوتے اور عدالت کو اپنا اختیار تمیزی استعمال کرتے ہوئے انصاف، نصفت، نیک دلی یا حسن نیت

سے معاملے کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ اس کی ایک اور مثال عدالتوں کو دیئے گئے اختیار خاص بھی ہیں۔ باقاعدہ عدالتی نظام کے قائم ہونے سے پہلے عدالتی حاکموں پر قاعدے قانون کی اتنی پابندی یا بندش نہیں تھی جو آج دیکھنے میں آتی ہے۔ لیکن عدالتی نظام کی بتدریج ترقی اور عدالتوں کے سامنے مختلف قسم کے مسائل پیش آنے کے نتیجے میں ضروری ضابطوں اور قاعدوں کی تدوین کی ضرورت محسوس ہوئی تاکہ بدلتے ہوئے حالات سے نمٹا جاسکے۔ اسی لیے نئے نئے قانون، نئے نئے ضابطے اور قاعدے وجود میں آئے اور عدالتوں کو ان کا پابند بنایا گیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہیں یہ بھی حق دیا گیا کہ اگر ان کے سامنے ایسے معاملے آتے ہیں جن کے بارے میں کوئی قانون، ضابطے یا قاعدے نہیں ہیں تو وہ اپنے تمیزی اختیارات کا استعمال کرسکتی ہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ اپنے ان اختیارات کا استعمال اس طرح کریں کہ اس سے انصاف رسانی کی اغراض پوری ہوتی ہوں۔ دراصل انہیں اختیارات کا نام اختیار خاص ہے۔ اس قسم کے اختیارات ضابطہ دیوانی کی دفعہ 151 اور ضابطہ فوجداری کی مماثل دفعہ میں بھی دیئے گئے ہیں تاکہ انصاف کی اغراض کو پورا کیا جاسکے اور قانونی کارروائی میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ پیدا ہو۔

انصاف کا تقاضا ہے کہ ایک ہی حالات میں ایک زمرے کے لوگوں کو برابر سمجھا جائے۔ ناانصافی اس وقت وجود میں آتی ہے جب دو شخص ایک ہی صورت حال کا شکار ہوں یعنی قانونی زبان میں وہ مساوی ہوں اور ان کے ساتھ غیر مساوی سلوک کیا جائے یعنی انہیں برابر نہ سمجھا جائے یا بصورت دیگر غیر مساوی کو مساوی سمجھا جائے مثلاً اگر سرکار یا کوئی دیگر ایجنسی دو ملازموں کو یکساں حالات میں یکساں نوعیت کے کام کرنے کے باوجود برابر تنخواہ یا مزدوری نہ دے تو اسے ناانصافی کہا جائے گا۔

رندھیر بنام یونین آف انڈیا[1] و **رام چندر بنام یونین آف انڈیا**[2] والے معاملوں کے علاوہ، جن میں یکساں کام کے لیے یکساں اجرت کے اصول پر تفصیل سے بحث کی گئی تھی، سپریم کورٹ نے **گرہ کلیان کیندر ورکرس یونین بنام یونین آف انڈیا والے معاملے**[3] میں یہ کہا ہے کہ اگر یکساں کام کے لیے یکساں اجرت نہیں دی جاتی تو اسے آئین کی دفعہ 14 کی رو سے غیر مناسب درجہ بندی کہا جائے گا۔ البتہ اگر متعلقہ فریقین کے کارہائے منصبی مختلف ہیں تو ان کی اجرت بھی مختلف ہوگی جیسا کہ **وسودیون بنام یونین آف انڈیا والے معاملے**[4] میں فیصلہ دیا گیا ہے۔

---

1. اے آئی آر 1982 ایس سی 879
2. اے آئی آر 1984 ایس سی 541
3. (1991) ایس سی سی 619
4. اے آئی آر 1990 ایس سی 2295

عدالتی انصاف (LEGAL JUSTICE)

عدالتی انصاف بہت سے ذرائع پر مبنی ہوتا ہے۔ مثلاً سب سے بڑی عدالت کی نظیریں، ہائی کورٹوں کی نظیریں، رسم ورواج، دیگر ممالک کی نظیریں، بین الاقوامی قوانین اور بین الاقوامی قرار دادیں، عہد نامے ودیگر دستاویزات۔ (تفصیل کے لیے قانون کی تعبیر سے متعلق باب ملاحظہ فرمائیے)

اس کے علاوہ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہر فیصلے کی بنیاد خواہ وہ کسی نچلی عدالت کا فیصلہ ہو۔ ہائی کورٹ کا فیصلہ ہو، سپریم کورٹ کا فیصلہ ہو یا کسی ٹربیونل کا فیصلہ، قانونی اصولوں پر ہوتی ہے۔ عدل وانصاف کے ساتھ کیا گیا فیصلہ ہی قانون کی نظر میں صحیح فیصلہ ہے۔ اس کی بنیاد انصاف کے علاوہ نصفت اور نیک دلی یا حسن نیت پر ہوتی ہے جہاں تک نصفت کے اصول کا سوال ہے یہ انصاف اور نیکی کے جذبے کی بنیاد پر عام انسانی برتاؤ کے اصول منضبط کرتا ہے جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے کہ یکساں حالات میں یکساں برتاؤ کیا جانا چاہئے۔ لیکن کبھی کبھی نصفت کا یہ تقاضا ہوتا ہے کہ یکساں برتاؤ نہ کیا جائے۔

بھارت کے آئین کی دفعہ 14 میں یہ بات واضح طور پر کہی گئی ہے کہ مملکت کسی شخص کو قانون کی نظر میں مساوات یا قوانین کی مساویانہ تحفظ سے محروم نہیں کرے گی۔ لیکن یہ بات کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے کہ بہت سے قانون مختلف لوگوں پر یکساں طور پر لاگو نہیں ہوتے۔ مناسب درجہ بندی کا اصول (DOCTRINE OF REASONABLE CLASSIFICATION) اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ کبھی کبھی انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے امتیازی برتاؤ بھی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بھارت کے آئین میں درج فہرست ذاتوں اور قبیلوں داقلیتوں اور دیگر کمزور طبقوں کے لیے بہت سی توضیعات کی گئی ہیں۔ آئین کی دفعہ 44 میں یکساں سول کوڈ کی بات کہی گئی ہے اور مملکت کی حکمت عملی کے ایک ہدایتی اصول کے طور پر اس میں یہ توضیع کی گئی ہے کہ مملکت یہ کوشش کرے گی کہ بھارت کے تمام حصوں میں شہریوں کے لیے یکساں سول کوڈ ہو لیکن اس کے ساتھ ساتھ سب کو اپنے اپنے

عائلی قوانین ماننے کی بھی اس شکل میں اجازت دی گئی ہے کہ انہیں آئین کی دفعہ 25 کے تحت، مذہب کی آزادی کا مکمل حق حاصل ہوگا اور ان کی ثقافت کا مکمل تحفظ کیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں اقلیتوں کی اپنے مذہبی معاملات میں مکمل آزادی حاصل ہے۔ شادی، طلاق و تبنیت (گود لینا) کے معاملے میں اقلیتوں کو خصوصاً مسلمانوں کو اپنے پرسنل قانون یعنی شریعت کے مطابق چلنے کی مکمل آزادی ہے۔ یہ بات دوسری ہے کہ عائلی معاملات سے متعلق شرعی احکام کی قانون کی شکل میں ضابطہ بندی کردی گئی ہے اور یہ مختلف ایکٹوں کی شکل میں موجود ہیں۔ مثلاً قانون انفساخ ازدواج مسلمانان ایکٹ، 1939 اطلاق مسلم پرسنل لا (شریعت) ایکٹ، 1937، وقف ایکٹ، 1995 مسلم خاتون (طلاق ہونے پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ، 1986 وغیرہ۔

نصفت کے اصول کے مطابق جب عدالت کے سامنے کوئی ایسا معاملہ آئے جس میں کسی امر کی بابت کوئی صریح قانون موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں فریقین کے مفادات یا ذمہ داریوں کو دیکھتے ہوئے انصاف اور ایمانداری سے فیصلہ کیا جاتا ہے۔ دراصل یہ اصول بھی عدالتوں کے سامنے بہت سی دقتیں پیش آنے اور قوانین کی بہت سی خامیاں اور کوتاہیاں سامنے آنے کی وجہ سے وجود میں آیا۔ مثال کے طور پر انگلستان میں کوئی بھی شخص عام قانونی عدالت میں نقض معاہدہ کی بنیاد پر ہرجہ کا دعویٰ تو کرسکتا تھا لیکن کسی معاہدے کی عمل درآمدگی کا دعویٰ نہیں کرسکتا تھا۔ اسی طرح رسیور یعنی وہ شخص جسے دوران مقدمہ عدالت کی جانب سے زر نقد یا دیگر متنازعہ جائیداد اپنے قبضے میں لینے، امانتاً رکھنے یا ان کا انتظام وانصرام رکھنے کے لیے مقرر کیا جاتا ہے، جیسے عہدے دار سے پرانی عدالتیں ناآشنا تھیں۔ اس کے علاوہ حکم امتناعی جسے کسی فعل ناجائز کے کرنے یا جاری رکھنے سے روکنے کے لیے یا کوئی کام کرنے یا کسی مخصوص رکاوٹ کو دور کرنے کی غرض سے ضروری اقدام کرنے کے لیے صادر کیا جاتا ہے اور جو عام طور پر اختیار نصفت کے تحت ہی جاری ہوتا ہے، سے بھی پرانی عدالتیں واقف نہیں تھیں۔ آج بنیادی حقوق کی خلاف ورزی یا خلاف ورزی کے اندیشہ کے لیے تاکیدی حکم امتناعی، درمیانی حکم امتناعی، دائمی حکم امتناعی، انسدادی حکم امتناعی اور عارضی حکم امتناعی جاری کرنا ایک عام سی بات ہوگئی ہے اور اس سے بہت سے قانونی حقوق وانسانی

حقوق کے تحفظ کے معاملے میں بہت مدد ملی ہے کیوں کہ ایسے احکام کے جاری کرنے سے نصفت ومساوات جیسے اصولوں کو عمل درآمد کرنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ اس کے علاوہ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، فیصلہ دینے کے معاملے میں نیک نیتی کی بھی بہت اہمیت ہے چونکہ نیک نیتی سے دیا گیا فیصلہ ہی ایک سچا فیصلہ ہوتا ہے۔ اگر فیصلہ نیک نیتی سے نہ کیا جائے یا مسلمہ قانونی اصولوں کو نظر انداز کرکے کیا جائے تو اس سے جنگل کا قانون دجود میں آجائے گا اور لوگ اپنی من مانی کریں گے۔ ہر طرف افراتفری کا عالم ہوگا، کمزور کو دبایا جائے گا اور ان کا استحصال کیا جائے گا اور کھلم کھلا نہ صرف قانونی حقوق تلف ہوں گے بلکہ انسانی حقوق کی بھی خلاف ورزی ہوگی۔

فیصلوں میں تاخیر

فیصلوں میں تاخیر انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا سب سے بڑا ثبوت ہے، کیوں کہ ہر انسانی حق کی بنیاد انصاف پر ہے۔ آج ہندوستان میں ہی ہندوستان کی پارلیمنٹ میں دیئے گئے اعداد وشمار کے مطابق سپریم کورٹ، ہائی کورٹ اور نچلی عدالتوں میں لاکھوں معاملے ایک دہائی سے زیادہ عرصے سے زیر سماعت ہیں یا یہ کہ ان کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ بروقت فیصلہ نہ ہونا ناانصافی کا سب سے بڑا ثبوت ہے اور امریکہ کی ایک سپریم کورٹ کے ایک جج نے کہا تھا کہ ناانصافی کا احساس ایک ایسا احساس ہے جس کی چبھن یا کسک دل میں سب سے زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ تاریخ بھی اس بات کی گواہ ہے کہ ناانصافی نے بہت سی تحریکوں کو جنم دیا ہے اور ترقی پذیر جمہوری نظام اس بات کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ جمہوریت میں خواہ کتنی بھی خامیاں ہوں لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس میں انسانی حقوق کے تحفظ اور انصاف رسانی کی زیادہ سے زیادہ گنجائش ہوتی ہے۔

جہاں تک مقدمات کے فیصلوں میں تاخیر کی بات ہے اس کی مختلف وجوہات ہیں سب سے بڑی وجہ سماجی تبدیلیاں اور عوام میں جذبۂ بیداری ہے۔ حالانکہ اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ ہندوستان جیسے ملک میں اس کی وجہ ججوں کی کم تعداد یا عدالتوں کا ناقص انتظام ہے۔ کسی حد تک تو یہ بات صحیح ہوسکتی ہے مگر اس کی دیگر وجوہات بھی ہیں۔

سماجی ترقی سے لوگوں میں جذبہ بیداری پیدا ہوتا ہے۔ آج کوئی بھی شخص جس کے کسی بھی قانونی حق کی تلفی ہوتی ہے وہ فوراً عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ اگر اس کے پاس وسائل نہیں ہیں تو وہ مختلف سرکاری ایجنسیوں، غیر سرکاری تنظیموں، خیراتی اداروں سے قانونی امداد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ذرائع نقل وحمل ورسل ورسائل، ذرائع ابلاغ اور بڑھتی ہوئی تعلیم کے نتیجے میں بھی لوگوں میں بیداری آئی ہے اور اپنے حقوق کے بارے میں انہیں اپنی ذمہ داری کا احساس ہوا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ بڑھتا ہی جارہا ہے۔ نہ صرف ملکی، غیر ملکی بلکہ بین الاقوامی پیمانے پر بھی آج ان کی سنوائی ہورہی ہے۔ اقوام متحدہ کے بہت سے ادارے، بین الاقوامی عدالت، ملکی وغیر ملکی ایجنسیں ناانصافی کے خلاف کی گئی شکایتوں کو اپنی حسب نوعیت اجاگر کرتی ہیں یا فیصلہ سناتی ہیں۔

ہندوستان میں مقدمات کے فیصلوں میں ہونے والی تاخیر کی وجوہات میں سے سب سے بڑی وجہ مقدمات کی بڑھتی ہوئی تعداد ہے۔ اس سے نمٹنے کے لیے سرکار نے ججوں کی تعداد میں اضافہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ لوک عدالتیں قائم کی گئی ہیں حال ہی میں فاسٹ ٹریک عدالتیں بھی قائم کی گئی ہیں اور بہت سے ٹریبونل بھی وجود میں آئے ہیں۔ مثلاً کیٹ، آئی ٹی اے ٹی، بکری ٹیکس ٹریبونل، کرایہ کنٹرول ٹریبونل وغیرہ۔

کچھ لوگ مقدمات میں فیصلوں کی تاخیر کو عدالتوں کی کارکردگی صحیح نہ ہونے سے منسوب کرتے ہیں۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن سرکار نے کمپیوٹر ٹکنالوجی کے استعمال سے اس کارکردگی کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے۔ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹوں میں یہ کام لگ بھگ مکمل ہوچکا ہے۔ ٹریبونل اور نچلی عدالتوں میں اسے عملی جامہ پہنایا جارہا ہے اس کے علاوہ حکومت وقتاً فوقتاً ججوں کی تعداد بڑھاتی رہتی ہے۔ اس اضافے میں سرکار کو اپنے مالی وسائل کی حدود کو بھی دیکھنا ہوتا ہے۔

تاخیر کے سلسلے میں لوگوں کو ججوں کی کارکردگی کے بارے میں بھی شکایت ہے لیکن اس الزام میں بہت کم صداقت ہے۔ ہر جج کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ کم وقت میں زیادہ سے زیادہ فیصلے دے لیکن اس میں بہت سی رکاوٹیں آتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ان پر کام کا وزن بہت زیادہ ہے لیکن اس سے بڑی وجہ وکلا

اور مقدمے بازوں کے ذاتی رجحانات ہیں۔

وکلا کا رویہ

اصول قانون کی رو سے وکلا کسی بھی ملک کے قانونی نظام کا ایک حصہ ہوتے ہیں اور ان کے بغیر کوئی بھی قانونی نظام نامکمل ہے ان کا کام اس نظام کو مضبوط کرنا ہوتا ہے نہ کہ کمزور کرنا۔ ایک عام آدمی کی نظر میں ایک وکیل کا کام صرف یہ ہے کہ معاملہ دائر کیا، شہادت پیش کی، بحث کی، عدالت کے سامنے امور متنازعہ سے متعلق مجاز عدالتوں کی نظیریں پیش کیں اور یہیں پر ان کے فرائض ختم ہوگئے۔ دراصل وکلا کا کام عدالت کے سامنے ایمانداری اور غیر جانبداری سے ایسی نظیریں پیش کرنا ہے جو فریقین کے حقوق کو متعین کرتی ہوں یعنی Ratio decidendi یہ کسی فیصلہ کا وہ حاکمانہ عنصر یا نکتہ ہوتا ہے جو فریقین کے حقوق کو متعین کرتا ہے۔ اگر وکلا صحیح نظیریں پیش نہیں کریں گے اور فریقین کو دکھانے کے لیے غیر متعلقہ نظیریں پیش کرکے زیادہ سے زیادہ وقت لینے کا اور محنت کرنے کا مظاہرہ کرکے اپنے مؤکل پر اچھا اثر ڈالنے کی کوشش کریں گے تو اس سے اغراض انصاف پورے نہیں ہوں گے بلکہ عدالت کا وقت ضائع ہوگا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ وکیل جس میں جذبہ انصاف نہ ہو وہ ایک اچھا وکیل نہیں ہوسکتا۔ دراصل ایک اچھے وکیل کا کام انصاف دلانا ہے نہ کہ انصاف رسانی کے راستے میں دشواریاں پیدا کرنا، کبھی کبھی دیکھنے میں آتا ہے کہ وکلا صرف اپنے مؤکل کو خوش کرنے کے لیے اور اسے زیادہ وقت یا مہلت دلانے کے لیے کارروائی کی التوا کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور تاریخیں پڑتی رہتی ہیں۔ قانون کا کام عوام کی بھلائی کا خیال رکھنا اور مفاد عام کا تحفظ کرنا ہے۔ وکلا بھی سماج کا ایک حصہ ہیں اور وہ بھی قانون کا اتنا ہی احترام کرتے ہیں جتنا کہ عام آدمی۔ لہٰذا ان کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ کوئی بھی ایسا کام نہ کریں جس سے انصاف رسانی میں تاخیر ہو یا عدالت کے ذریعہ کیے جانے والے فیصلے پر کوئی منفی اثر پڑے چونکہ عدالت کے دیئے گئے فیصلے کو سچائی کی شہادت یا ثبوت سمجھا جاتا ہے۔ (Res judicata Pre Veritate) ۔

اگر وکلا عدالت کے سامنے سچائی نہیں رکھیں گے اور عدالت ان کی بات کو

مان لے گی تو عدالت کا دیا گیا فیصلہ سچائی کی عکاسی نہیں کرے گا اور اس سے انصاف کے عمل میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ کسی بھی قانونی نظام میں کچھ قانونی پیمانے یا ماڈل ہوتے ہیں۔ جیسے نیک نیتی، صحیح رویہ، معقولیت وغیرہ اور ہر اس شخص کو جو اس نظام سے جڑا ہوا ہے اپنے فرائض کی انجام دہی میں ان کا پورا پورا خیال رکھنا چاہئے ورنہ وہ اپنے پیشے کے ساتھ انصاف نہیں کرپائے گا۔ یہ بات دوسری ہے کہ بدلتے ہوئے سماجی حالات میں یہ پیمانے یا اخلاقی قدریں بدلتی رہتی ہیں لیکن یہ تبدیلیاں ہمیشہ بہتری کے لیے ہوتی ہیں نہ کہ کسی نظام کو نقصان پہنچانے کے لیے۔ وکلا قانون کے اصولوں کا یا قانون کا کس طرح استعمال کرتے ہیں اور وہ بحیثیت وکیل کس قسم کی زبان کا استعمال کرتے ہیں، یہ باتیں کسی قانونی نظام کے اتحاد کو مضبوط بناتی ہیں چونکہ ان میں جن قانونی فن کے اصولوں یا مہارت کا استعمال کیا جاتا ہے اس سے متذکرہ بالا اتحاد کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

قانونی اصولوں کے ساتھ ساتھ قانون میں روایتوں کا بھی کافی دخل ہے اور دنیا کے تمام ممالک میں وکلا اپنے فرائض کی انجام دہی میں روایتی تکنیکوں کا پورا پورا استعمال کرتے ہیں اور یہ روایتیں قانونی حلقے میں مکمل طور پر تسلیم کی جاتی ہیں اور قانون بھی ان کو تسلیم کرتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وکلا انصاف کی لڑائی لڑنے سے زیادہ خود نمائی کا راستہ اختیار کرلیتے ہیں۔ انہیں اس سے گریز کرنا چاہئے۔ چونکہ بڑائی بڑا بننے میں نہیں ہے بلکہ انکساری میں ہے۔ عدالت کے سامنے انکساری اور عدالتی حاکموں کا احترام ہماری عدلیہ کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اگر لوگوں کی نظر میں عدلیہ کا احترام کم ہوجائے گا تو اس سے اقتدار قانون کو بھی ضرر پہنچے گا۔ کوئی بھی جج صحت مند تنقید کی تنقید نہیں کرتا ہے بلکہ وہ اس کو سراہتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اس تنقید سے وہ اپنی کارکردگی کو بہتر بنا سکتا ہے، لیکن غیر اخلاقی تنقید کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ لہٰذا قانونی نظیریں پیش کرتے وقت اچھے وکلا اس بات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں کہ وہ ان ججوں کے خلاف جن کے فیصلوں پر وہ نظیریں بنتی ہیں، خواہ وہ نظیریں ان کے مؤکل کے خلاف ہی کیوں نہ جاتی ہوں، کبھی بھی ناشائستہ زبان استعمال نہیں کرتے بلکہ پورا پورا احترام کرتے ہیں اور انہیں اس

بات کا احساس ہوتا ہے کہ ہوسکتا ہے جس وقت وہ فیصلہ دیا گیا تھا اس وقت حالات کچھ اور ہوں۔ ویسے بھی نہ صرف وکلا بلکہ سماج کے ہر طبقہ کا یہ فرض ہے کہ وہ کبھی بھی ایسے الفاظ استعمال نہ کرے جس سے عدلیہ کا احترام کم ہو یا ان الفاظ سے توہین عدالت ہوتی ہو۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وکلا خاص طور سے جنہیں بڑا وکیل کہا جاتا ہے حالانکہ قانون کی نظر میں نہ کوئی وکیل بڑا ہوتا ہے اور نہ چھوٹا، سوائے ان وکلا کے جنہیں سینئر ایڈوکیٹ نامزد کیا گیا ہے، اتنے زیادہ مقدمے لے لیتے ہیں کہ وہ ان کی ٹھیک سے پیروی نہیں کر پاتے۔ ایک دن میں ان کے بہت سے معاملے ہائی کورٹ میں، سپریم کورٹ میں یا دونوں عدالتوں کے مختلف عدالتی کمروں میں زیر سماعت ہوتے ہیں اور وہ قدرتی طور پر سب جگہ حاضر نہیں ہوپاتے۔ اس سے عدالت کا وقت ضائع ہوتا ہے اور موکل کا پیسہ اور وقت دونوں ضائع ہوتے ہیں اور انصاف رسانی میں تاخیر ہوتی ہے۔ لہٰذا بہتر صورت حال یہ ہوگی کہ وکلا صرف اتنے ہی مقدمے لیں جن کی وہ بآسانی پیروی کرسکیں، چونکہ وقت پر عدالت میں حاضر نہ ہونا یا بغیر تیاری کے حاضر ہونا دونوں ہی صورتوں میں انصاف رسانی کے عمل کو ضرر پہنچتا ہے۔

موکل کا رویہ

انصاف رسانی کے معاملے میں موکل کا کردار بھی بہت اہم ہے، ہر موکل کا یہ فرض ہے کہ وہ جب بھی کوئی معاملہ عدالت کے سامنے لے کر جائے تو اس کی نیت صاف ہونی چاہئے۔ جو خود ہی داغدار ہو یا جس کی نیت صاف نہ ہو یا جو نیک نیتی سے (WITH CLEAN HANDS) عدالت کا دروازہ نہ کھٹکھٹائے تو اسے اس بات کا کوئی حق نہیں کہ وہ فریق ثانی کے خلاف داد رسی کا کوئی بھی دعویٰ کرسکے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ جب بھی کوئی شخص انصاف کا طالب ہو اور وہ عدالت کا سہارا لے تو خود اس کو بے قصور ہونا چاہئے۔ مگر یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ اس اصول سے یہ فقرہ شرطیہ بھی جڑا ہوا ہے کہ اس کا طرز عمل شئے متدعویہ یا شئے متنازعہ کے تعلق سے ہی قابل لحاظ ہوگا اور کسی بھی دیگر شئے کی کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔

جب بھی کوئی مقدمہ زیر سماعت ہوتا ہے تو بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ فریقین معاملے کا جلد از جلد فیصلہ چاہیں۔ دونوں میں سے ایک فریق ہمیشہ اس بات میں دلچسپی رکھتا ہے کہ معاملہ کچھ دن ٹل جائے اور تاریخ مل جائے جب کہ دوسرے فریق کی دلچسپی اس بات میں ہوتی ہے کہ معاملے کا فیصلہ جلد از جلد ہو۔ حالانکہ ضابطہ دیوانی اور دیگر قوانین میں یہ توضیع کی گئی ہے کہ مہلت مانگنے کی صورت میں مہلت مانگنے والے فریق پر ہرجانہ عاید کیا جانا چاہئے۔ لیکن اس کی بھی حدود ہیں اور آج کے اس دور میں ہر جانے کی رقم کی ادائیگی کوئی مشکل کام نہیں۔ ایسی صورت بھی انصاف رسانی میں تاخیر کا باعث ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کبھی کبھی فریقین، ان کے وکلا یا گواہ تاریخ پر حاضر نہیں ہوتے اور اس سے تاخیر ہوتی ہے۔ فوجداری عدالتوں میں قانون کی توضیعات اور ہائی کورٹ وسپریم کورٹ کے احکام کے باوجود بھی ایک معاملے میں شہادت روزانہ قلم بند نہیں کی جاتی اور کئی کئی مہینے کی تاریخیں دے دی جاتی ہیں اس سے بھی انصاف رسانی کے عمل میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اخلاقی اور پیشہ ورانہ اصولوں کے مطابق کوئی بھی ڈاکٹر یا طبیب بیماری کا جھوٹا سرٹیفکٹ نہیں دے سکتا لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایسے جھوٹے سرٹیفکٹ جاری کیے جاتے ہیں اور اس بات کو عدالتوں نے بھی نوٹ کیا ہے۔

لیکن ایسے معاملات میں عدالتوں کا رویہ نرم ہوتا ہے۔ چونکہ ہر ڈاکٹر یا ہر طبیب کو جھوٹا سمجھنا اخلاقی اور قانونی دونوں اعتبار سے مناسب نہیں ہے اور دوسرے یہ پتہ لگانا بھی آسان کام نہیں ہے کہ کون سا سرٹیفکٹ جھوٹا ہے اور کون سا سرٹیفکٹ سچا ہے۔

اس کے علاوہ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے، یہ توقع کی جاتی ہے کہ ہر مؤکل کو عدالت سے نیک نیتی سے رجوع کرنا چاہئے مگر یہ بات کسی سے چھپی نہیں ہے کہ بہت سے جھوٹے مقدمات، صرف اس لئے دائر کیے جاتے ہیں کہ فریق متعلق پریشان ہو اور اس کی اس پریشانی یا اس پریشانی سے پیدا ہونے والی کمزوری سے کوئی فائدہ اٹھایا جاسکے۔ کبھی کبھی یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ اگر کوئی مکان مالک کسی کرایہ دار کے خلاف بے دخلی کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ کرایہ دار بھی اپنے مکان مالک کے خلاف بہت

سے محکموں کو بہت سی جھوٹی سچی شکایتیں کردیتا ہے تاکہ مکان مالک اسے پریشان نہ کرے یا اپنا مقدمہ واپس لے لے اور تصفیہ ہوجائے۔ ایسا رویہ صرف کرایہ دار کی طرف سے ہی نہیں بلکہ بصورت دیگر مکان مالک کی طرف سے بھی ہوسکتا ہے۔ اسے صحت مند چارہ جوئی نہیں کہا جائے گا۔ اس سے عدالت کا وہ وقت جس کا استعمال نیک نیتی سے کیے گئے مقدمات کے فیصلے میں صرف ہوتا ان جھوٹے اور بے بنیاد مقدموں کی ساعت میں ضائع ہوتا ہے۔

انصاف رسانی اور فریقین کو سمن وغیرہ کی تعمیل

انصاف رسانی میں ایک اور رکاوٹ فریقین پر یا گواہوں پر سمن وغیرہ کی تعمیل میں پیدا ہونے والی دشواریاں ہیں۔ جب بھی کوئی ہرکارہ سمن لے کر کسی فریق کے پاس آتا ہے اور وہ فریق اس سمن کو نہیں لینا چاہتا تو اسے کچھ رشوت وغیرہ دے کر تعمیل کو ٹال دیتا ہے اور وہ ہر کارہ اس پر اپنی یہ رپورٹ دے دیتا ہے کہ فریق مخالف گھر پر نہیں ملا یا شہر سے باہر گیا ہوا ہے یا گھر چھوڑ کر چلا گیا ہے یا پاس پڑوسیوں نے بتایا ہے کہ وہ کسی دیگر ملک میں چلا گیا ہے۔ یہ سلسلہ کبھی کبھی مستقل چلتا رہتا ہے اور سمن کی تعمیل نہیں ہوپاتی۔ ایسی صورت میں فریق متعلق عدالت سے متبادل تعمیل کی درخواست کرتا ہے کیونکہ ضابطہ دیوانی کے تحت عدالت ایسی صورت میں جب کسی فریق پر بطریق معمول سمن کی تعمیل نہ ہو، فریق متعلق کی متبادل تعمیل کے احکام جاری کرسکتی ہے۔ اس میں اخبار میں نوٹس کی اشاعت، گھر پر نوٹس یا سمن چسپاں کرنا یا بذریعہ نقارہ یا ڈھول منادی وغیرہ شامل ہیں۔ ایسا کرنے میں کافی وقت ضائع ہوجاتا ہے اور معاملے کی ساعت اور نتیجتاً انصاف رسانی میں بے حد تاخیر ہوتی ہے۔

کبھی کبھی ضرورت کے تحت اور کبھی کبھی فریق ثانی کے لیے دشواریاں پیدا کرنے کیلئے ، فریق ثانی کی تعداد اتنی بڑھا دی جاتی ہے جو کبھی کبھی سینکڑوں یا ہزاروں

تک بھی پہنچ سکتی ہے کہ ان کی تعمیل کرنا نہایت دشوار کام بن جاتا ہے۔ کبھی کسی کی تعمیل نہیں ہو پاتی تو کبھی کسی کی۔ اور کبھی کبھی اس عمل میں سالہا سال ضائع ہوجاتے ہیں۔ 1947 میں ہندوستان کی تقسیم کے بعد بہت سے خاندان آپس میں بٹ گئے کچھ لوگ ہندوستان میں رہ گئے اور کچھ لوگ پاکستان چلے گئے یا کچھ لوگ پاکستان سے ہندوستان آگئے اور کچھ لوگ ہندوستان سے پاکستان چلے گئے۔ ایسے معاملوں میں جائداد کی تقسیم اور اسی قسم کے دیگر امور سے متعلق مقدموں میں تعمیل نہایت دشوار تھی، کبھی سمن پہنچتے ہی نہیں تھے تو کبھی رپورٹیں بروقت نہیں مل پاتی تھیں۔

باب 10

انسانی حقوق اور قانونی امداد

ہندوستان کا اپنی آبادی، رقبے اور صنعتی ترقی کی وجہ سے دنیا کے عظیم ممالک میں شمار ہوتا ہے اور وہ دن دور نہیں جب ہندوستان اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا مستقبل رکن بن جائے لیکن ہندوستان میں آج بھی فی کس آمدنی اور شرح خواندگی کم ہونے کی وجہ سے بہت سے لوگ اپنے قانونی حقوق حاصل کرنے کے لیے عدالتوں تک نہیں پہنچ پاتے چونکہ یا تو ان کے پاس مقدمے بازی کے اخراجات برداشت کرنے کے وسائل نہیں ہیں یا وہ اس قانونی شعور سے محروم ہیں جو ترقی یافتہ ممالک کے عوام کو میسر ہے۔ حالانکہ ہندوستان دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہے اور آئین کی رو سے اور عملاً ارباب حکومت کی طرف سے عدلیہ کے کام کاج میں کسی قسم کی دخل اندازی نہیں ہے لیکن اس سب کے باوجود اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آج بھی ہمارے ملک میں ایسے لوگوں کی اچھی خاصی تعداد موجود ہے جو اپنے قانونی حقوق کے حصول کے لیے اپنے مالی حالات اور دیگر وجوہات کی بنا پر عدالتوں کا دروازہ نہیں کھٹکھٹا پاتے یا ایسا کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اور یہ

بات یقینی بنانے کے لیے کہ ایک ایسا قانونی نظام قائم کیا جائے جس میں لوگوں کو قانونی چارہ جوئی کے نہ صرف مساوی حقوق حاصل ہوں بلکہ وہ ان کا مساویانہ طور سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکیں۔ 1987 میں قانونی خدمات اتھارٹی ایکٹ (LEGAL SERVICES AUTHORITIES ACT) بنایا گیا جس کا مقصد سماج کے کمزور طبقوں کو مفت اور مناسب قانونی خدمات فراہم کرنا ہے۔ اسی ایکٹ کے تحت قانونی خدمات اتھارٹی (LEGAL SERVICES AUTHORITY) قائم کی گئی اور لوک عدالتوں کا قیام عمل میں آیا۔

قانونی خدمات اتھارٹیز ایکٹ، 1987 کے تحت متذکرہ بالا قانونی امداد ہر سطح پر فراہم کی جاتی ہے۔ اگر معاملہ سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے تو اس سلسلے میں ضرورت مند لوگ سپریم کورٹ قانونی خدمات کمیٹی کے سکریٹری سے رجوع کرسکتے ہیں۔ اسی طرح اگر معاملہ ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے تو ہائی کورٹ قانونی خدمات کمیٹی کے سکریٹری سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔ ساتھ ہی تمام ریاستوں کی راجدھانیوں میں قائم کی گئی ریاستی قانونی خدمات اتھارٹیز سے رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ اگر معاملہ ضلع کی سطح پر زیر سماعت ہے تو ہر ضلع میں قانونی خدمات اتھارٹی کے سکریٹری سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔ ڈسٹرکٹ جج، ڈسٹرکٹ اتھارٹی کا بہ اعتبار عہدہ چیئرمین ہوتا ہے۔ اسی طرح تعلقے کی سطح پر تعلقہ قومی خدمات کمیٹی سے رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

قانونی امداد کی اسکیموں کے تحت جو سہولیات فراہم کی جاتی ہیں وہ اس طرح ہیں :

(1) مستحق لوگوں کو مقدمات کی پیروی کے لیے وکلاء کا تقرر۔
(2) مستحق لوگوں کی جانب سے کورٹ فیس کی ادائیگی۔
(3) ٹائپنگ اور پٹیشنوں ودستاویزوں کی ٹائپنگ اور تیاری کے اخراجات برداشت کرنا۔
(4) مستحق لوگوں کی جانب سے سمن کیے جانے والے گواہوں کے اخراجات برداشت کرنا۔
(5) مقدمہ بازی سے متعلق دیگر اخراجات برداشت کرنا۔ بالفاظ دیگر چارہ

جوئی کرنے والے فریق کو مقدمے بازی اور کسی بھی قسم کا خرچ برداشت نہیں کرنا پڑتا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ مستحق لوگ کون ہیں جنہیں اس قسم کی امداد فراہم کی جانی چاہئے۔ ان لوگوں کی تفصیل اس طرح ہے :

(1) درج فہرست ذات/درج فہرست قبیلے کا کوئی شخص۔

(2) بھارت کے آئین کی دفعہ 23 میں محولہ انسانوں کی تجارت یا ''بیگار'' کا شکار کوئی شخص۔

(3) کوئی عورت یا بچہ۔

(4) معذوری کا شکار کوئی شخص جس کی تعریف، معذوری کے شکار افراد (مساوی مواقع، حقوق کا تحفظ اور مکمل شرکت) ایکٹ، 1995 کی دفعہ 2 کے ضمن (i) میں کی گئی ہے۔

(5) کسی بڑی آفت، نسلی تشدد، ذات پات کی بنا پر کیے گئے ظلم، سیلاب، خشکی، زلزلہ یا کسی صنعتی حادثے کا شکار کوئی شخص۔

(6) تحویل میں رکھا گیا کوئی شخص جس میں کوئی محافظ خانہ، کمسنوں کے لیے محافظ خانہ، نفسیاتی نرسنگ ہوم یا ایسے افراد جن کی سالانہ آمدنی نو ہزار روپے سے کم ہے یا اس سے زیادہ آمدنی والے افراد جیسا کہ ریاستی حکومت نے طے کیا ہو، اگر معاملہ سپریم کورٹ کے علاوہ کسی اور عدالت میں زیر سماعت ہے یا اٹھارہ ہزار روپے سے کم یا اس سے زیادہ آمدنی والے افراد جیسا کہ مرکزی حکومت نے طے کیا ہو۔ بہت سی ریاستوں میں تو اب آمدنی کی اس حد کو ہائی کورٹ میں زیر سماعت معاملوں کی بابت بڑھا کر پچیس ہزار روپے کردیا گیا ہے اور سپریم کورٹ میں زیر سماعت معاملوں کی بابت اس حد کو بڑھا کر پچاس ہزار کردیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا قانون کے تحت، قانونی تنازعات کے باہمی فیصلے کے لیے ایک اور قانونی فورم میسر کرایا گیا ہے۔ اس کا نام لوک عدالت ہے۔ لوک عدالت کے

ذریعہ کیے گئے فیصلوں کی تعمیل بالکل اسی طرح ہوتی ہے جس طرح کہ عدالت دیوانی کی ڈگریوں کی اور معاملے کے دونوں فریق لوک عدالت کے ذریعہ کیے گئے فیصلوں کے پابند ہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ لوک عدالت کے ذریعہ کیا گیا فیصلہ یا دیا گیا ایوارڈ حتمی ہوتا ہے کیونکہ اس کے خلاف کوئی بھی اپیل نہیں کی جاسکتی۔ کسی بھی دیوانی یا فوجداری عدالت یا عدالت مال یا کسی ٹریبونل میں زیر سماعت کسی بھی قانونی تنازعہ کو لوک عدالت کے سامنے لے جایا جاسکتا ہے اور لوک عدالت ایسے تمام معاملوں میں اپنا ایوارڈ دینے کی مجاز ہے۔ البتہ ایسے فوجداری معاملات جو ناقابل مصالحت ہیں وہ لوک عدالت کے روبرو نہ تو پیش کیے جاسکتے ہیں اور نہ ہی لوک عدالت کو ان کی بابت حق سماعت حاصل ہے۔ یہاں یہ بات خاص طور سے قابل ذکر ہے کہ کوئی بھی قانونی تنازعہ مقدمہ بازی کے ابتدائی مرحلہ سے قبل بھی یعنی مقدمہ کسی عدالت میں جانے سے پہلے ہی لوک عدالت کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے اور لوک عدالت اس کا فیصلہ کرنے کے لیے مکمل مجاز ہوگی۔

قانونی خدمات اتھارٹیز بہت سے اہم معاملوں میں بروقت قانونی خدمات انجام دیتی رہی ہیں چاہے یہ معاملات ریل حادثات سے متعلق ہوں یا گجرات میں زلزلے کے شکار لوگوں کو قانونی خدمات فراہم کرنے سے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ گجرات میں زلزلہ کا شکار لوگوں کی شکایت وصول کرنے اور ان کی بابت ضروری جانچ کرنے کے بعد معاملات ریاستی حکومت کے پاس لے جانے کے لیے ریاست گجرات کے ہر ضلع میں ڈسٹرکٹ جج/ضلع قانونی خدمات اتھارٹی کے چیرمین کو OMBUDSMAN مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ قانونی خدمات اتھارٹیز کو ہر سطح پر مندرجہ ذیل کام سونپے گئے ہیں۔

(1) زندہ اور مردہ افراد کی پہچان کرنا۔

(2) ان کی جائیداد انہیں واپس دلانے میں امداد فراہم کرنا۔

(3) یتیم بچوں اور بے سہارا عورتوں کی دیکھ بھال کرنا۔

(4) بیمہ پالیسیوں کی بنیاد پر ان کے دعووں کے فیصلے کے لیے انہیں قانونی امداد فراہم کرنا۔

(5) ریاست کے ذریعہ جس معاوضے کا اعلان کیا گیا ہے اس کی ادائیگی اور پنشن وگریچویٹی دلانے کے معاملے میں ان کی مدد کرنا۔

اس کے علاوہ زلزلے سے متاثر لوگوں کے فائدے کے لیے بہت سی قانونی امداد کی اسکیمیں بنائی گئی ہیں اور ان سے لاکھوں ضرورتمند لوگوں کو فائدہ ہوا ہے۔

جہاں تک لوک عدالتوں کی کارکردگی کا سوال ہے وہ اب تک ایک کروڑ اور تیس لاکھ سے زیادہ معاملوں کا فیصلہ کرچکی ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایسے پچاس ہزار سے زیادہ ایسے قانونی تنازعات کا بھی فیصلہ کیا ہے جو ابھی تک کسی عدالت میں فائل نہیں ہوئے تھے یا یہ کہ جن میں ابھی مقدمہ بازی کا سلسلہ شروع بھی نہیں ہوا تھا۔ سرکاری محکموں اور قانونی اداروں کے بارے میں الگ سے مستقل لوک عدالتیں قائم کرنے کی تجویز زیر غور ہے تاکہ ان کا جلد فیصلہ ہوسکے۔ اس تجویز کی رو سے لوک عدالتوں کا دائرہ اختیار میں افادہ عامہ سے متعلق خدمات انجام دینے والے بہت سے اداروں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ ایسے افراد کو جو تحویل میں ہیں فوری قانونی امداد فراہم کرنے کے لیے تمام مجسٹریٹوں کی عدالتوں میں قانونی امداد کاؤنسل تعینات کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ جیل میں سبھی قیدیوں کو قانونی امداد فراہم کرنے اور صلاح دینے کے لیے قانونی امداد سیل قائم کیے گئے ہیں۔

بھارت کے چیف جسٹس نے یوم قانونی خدمات کے موقع پر اپنے پیغام میں یہ کہا تھا کہ عوام تک یہ پیغام پہنچنا چاہئے کہ ان کے لیے یہ سہولیات میسر ہیں اور ان کو یہ بتایا جانا چاہئے کہ وہ کس طرح ان سہولیات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ دیہاتوں، قبائلی اور پچھڑے علاقوں میں لوگوں کو یہ باور کرانے کے لیے کہ ان کے لیے ایسی قانونی خدمات فراہم کی جاسکتی ہیں، قانونی خواندگی اور قانونی بیداری کے کیمپ لگائے گئے جن کی تعداد دس ہزار سے بھی زیادہ تھی۔ اس کے علاوہ صلاح اور صلح کے لیے مراکز قائم کیے گئے ہیں تاکہ فریقین اپنے معاملات کا منصفانہ فیصلہ جلد از جلد کراسکیں اور عدالتوں میں پیش آنے والی مشکلات اور طویل مدت تک معاملات کی سماعت ہونے جیسی دشواریوں سے بچ سکیں۔

باب 11

انسانی حقوق اور مفاد عامہ کے لیے قانونی چارہ جوئی

گزشتہ دس بارہ سال میں مفاد عامہ سے متعلق قانونی چارہ جوئی (PUBLIC INTEREST LITIGATION) کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے اس میں ایسی راحت کے لیے قانونی چارہ جوئی یا داد رسی شامل ہے جو کسی نجی فائدے کے لیے نہیں بلکہ عوام کے وسیع تر فائدے کے لیے کی جائے۔ ایسی عرضی آئین کی دفعہ 32 کے تحت سپریم کورٹ میں اور دفعہ 226 کے تحت ہائی کورٹ میں داخل کی جاسکتی ہے۔ اگر ایسا معاملہ سپریم کورٹ کے سامنے داخل کیا جاتا ہے اور سپریم کورٹ یہ سمجھتی ہے کہ اس معاملے کی سماعت ہائی کورٹ میں کی جانی چاہئے تو سپریم کورٹ اس معاملے کو بغرض سماعت متعلقہ ہائی کورٹ کو بھیج سکتی ہے جیسا کہ **سبرامنیم بنام یونین آف انڈیا والے معاملے**[1] میں فیصلہ کیا گیا تھا۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اگر اس قسم کی چارہ جوئی کے

1. 1990 ضمنی ایس سی 775

لیے کوئی مراسلہ بھیجا جاتا ہے تو وہ مراسلہ عدالت کے نام ہونا چاہیے نہ کہ کسی جج کے نام۔ سپریم کورٹ نے اپنی اس رائے کا اظہار **سچدیو بنام یونین آف انڈیا والے معاملے**[1] میں کیا تھا۔

مفاد عامہ سے متعلق چارہ جوئی کے معاملات میں عدالت یا تو کوئی راحت دے سکتی ہے یا کسی معاملے کے حل کے لیے ضروری ہدایت دے سکتی ہے یا حسب صورت وحسب ضرورت معاوضہ کی ادائیگی کے احکام جاری کرسکتی ہے۔ **ایم سی مہتا بنام یونین آف انڈیا والے معاملے**[2] میں سپریم کورٹ نے ماحولیاتی تحفظ کے سلسلے میں معاوضہ کا حکم صادر کیا تھا۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس قسم کا مقدمہ دائر کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ متاثر شخص ہی دائر کرے۔ کوئی بھی ایسا شخص جس کے دل میں عوام کے لیے ہمدردی ہو اور وہ عوام کا بہی خواہ ہو ایسا مقدمہ دائر کرسکتا ہے۔ اس سلسلے میں **وسنت بنام یونین آف انڈیا**[3] **تتھا یونین بنام پولس کمشنر**[4] جیسی نظیروں کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔

مفاد عامہ سے متعلق دادرسی کے معاملوں میں مندرجہ ذیل شرائط میں سے کوئی نہ کوئی شرط پوری ہونی چاہیے۔

(1) کسی فرض عامہ کا نقض یا خلاف ورزی یا

(2) آئین کی کسی توضیع کی خلاف ورزی یا

(3) قانون کی کسی توضیع کی خلاف ورزی

یہاں **ایم سی مہتا بنام یونین آف انڈیا والا معاملہ**[5] قابل ذکر ہے۔ یہ معاملہ دریائے گنگا میں آلودگی سے متعلق تھا اس معاملہ میں گنگا میں ہونے والی آلودگی کے بارے میں یہ کہا گیا تھا کہ یہ امر باعث تکلیف ہے۔ اس معاملے میں یہ بات بھی کہی گئی تھی کہ قانون عامہ میں کسی ایسے شخص کے ذریعہ کی جانے والی کارروائی میں جو ایسی اراضی کا مالک ہو جس کے چاروں طرف دریا واقع ہو اور اس دریا میں ایسا سیوتج

---

1. 1991 ایس سی سی 605
2. اے آئی آر 1987 ایس سی 1086
3. اے آئی آر 1987 ایس سی 990
4. (1989) 4 ایس سی سی 780
5. اے آئی آر 1988 ایس سی 1115

جس کو مکمل طور پر Treat نہیں کیا گیا ہے چھوڑ دیا جائے جو فریق متعلق کے لیے۔ پریشانی کا باعث ہے، حکم امتناعی جاری کرکے میونسپل کارپوریشن کو ایسا کرنے سے روک سکتی ہے۔

گنگا کی آلودگی سے متعلق اور ماحولیاتی تحفظ کی بابت جب شروع شروع میں یہ معاملات داخل کیے گئے تھے اس وقت تک مفاد عامہ سے متعلق داد رسی کے معاملات بالکل ایک نئی بات معلوم ہوتے تھے لیکن اب مفاد عامہ سے متعلق داد رسی ایک عام سی بات ہوگئی ہے۔ جس کی وجہ صرف عوام کے بڑھتے ہوئے مسائل ہی نہیں بلکہ ان میں ان عام مسائل کی بابت بڑھتا ہوا جذبۂ بیداری بھی شامل ہے جو کسی بھی ملک میں جمہوری اقدار کی ترقی کی علامت ہے۔

کچھ دنوں سے یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ کچھ لوگ اپنے ذاتی مفادات یا شہرت حاصل کرنے کے لیے اس قسم کے مقدمات داخل کرنے لگے ہیں اور عدالتوں نے بھی اس معاملے پر اظہار تشویش کیا ہے اور اس قسم کے لوگوں پر جرمانہ بھی عاید کیا ہے دراصل اس قانونی گنجائش کا فائدہ اٹھانے کے لئے نیک نیت ہونا بہت ضروری ہے اور اس جذبہ کا احترام کیا جانا چاہیئے جس کا اظہار اس وقت کے بھارت کے چیف جسٹس، جسٹس بھگوتی نے، **بندھوا مکتی مورچہ بنام یونین آف انڈیا والے معاملے**[1] میں ان الفاظ میں کیا تھا۔

> ''مفاد عامہ کے لئے قانونی چارہ جوئی کوئی مخالفانہ چارہ جوئی نہیں ہے بلکہ یہ تو حکومت اور اس کے افسران کے لئے سماج کے محروم اور مجروح طبقوں کو حقیقی بنیادی انسانی حقوق عطا کرنے اور انہیں سماجی، معاشی وسیاسی انصاف کا یقین دلانے کے لئے ایک چنوتی اور موقع ہے اور یہی آئین کا علامتی معیار (SIGNATURE TUNE) ہے۔''

---

1 اے آئی آر 1992 ایس سی 38

باب 12

انسانی حقوق اور ذرائع ابلاغ

انسانی حقوق کے تحفظ میں میڈیا ایک اہم کردار ادا کرسکتا ہے اور عام طور پر ایسا کرتا بھی رہا ہے۔ میڈیا کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی سے متعلق واقعات کو عوام کے سامنے لائے اور ارباب حکومت کو بھی اس سے آگاہ کرے، مگر ایسا کرتے وقت اس کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس سے سماج پر برا اثر نہ پڑے اور ملک میں عدم استحکام کی صورتحال پیدا نہ ہو اور ان کی رپورٹنگ سے قومی پیمانے پر مختلف فرقوں وگروپوں کے بیچ کوئی من مٹاؤ (تناؤ) نہ پیدا ہو اور بین الاقوامی پیمانے پر مختلف قوموں کے بیچ نئے اختلافات نہ پیدا ہوں یا موجودہ اختلافات کو دور کرنے میں مزید رکاوٹیں نہ پیدا ہوں۔

میڈیا نے ہمیشہ بڑے بڑے اسکینڈلوں کا پردہ فاش کیا ہے لیکن ان کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا پردہ فاش کرتے وقت ان پر بھی اقتدار قانون کے اصول کا اسی طرح اطلاق ہوتا ہے، جس طرح انسانی حقوق کی خلاف کرنے والے فریق پر۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ میڈیا کا فرض ہے کہ وہ کسی بھی ملک کے کسی بھی حصے میں انسانی حقوق

کی خلاف ورزی، خواہ وہ عام آدمی کے ساتھ ہو یا ملزموں کے ساتھ، اس کو اجاگر کرے۔ دنیا کے تمام ممالک میں ہی میڈیا سیاست دانوں اور ارباب حکومت سے متعلق انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے واقعات کو عوام کے سامنے لاتا رہا ہے۔ ہمارے ہی ملک میں سیاست دانوں سے متعلق بہت سے معاملات ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ تک پہنچے، اس میں کچھ سیاست دانوں کو سزا بھی ملی، ان کی بدنامی بھی ہوئی اور ان کو سیاسی نقصان بھی پہنچا۔ میڈیا نے یہ سب معاملات عوام کے سامنے لاکر اپنے فرض کو پوری طرح نبھایا لیکن اس کا ایک منفی نتیجہ اس شکل میں ہمارے سامنے آیا کہ عوام نے سیاست دانوں کے بارے میں یہ رائے قائم کرلی کہ تمام سیاست دان اپنے راستے سے بھٹک چکے ہیں حالانکہ اس بات کا حقیقت سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی میڈیا کی یہ نیت تھی کہ سیاست دانوں کی ایسی تصویر عوام کے سامنے رکھی جائے۔

میڈیا کو کسی بھی ملزم اور انتظامیہ کی بابت کوئی بھی رپورٹ تیار اور مشتہر کرتے وقت اس بات کا دھیان رکھنا چاہئے کہ کوئی بھی ملزم تب تک بے گناہ ہوتا ہے جب تک وہ مجرم ثابت نہیں ہوجاتا۔ میڈیا کا قبل از وقت کسی ملزم کو عوام کے سامنے اس طرح پیش کرنا جیسے کہ وہ مجرم ثابت ہوچکا ہو، ایک ناروا اور نامناسب رویہ ہے اور میڈیا کے لوگ خود بھی اس بات کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں کہ اس قسم کی رپورٹنگ سے گریز کریں، مگر کبھی کبھی غیرارادی لغزش تو ہو ہی جاتی ہے جس کا احساس میڈیا کو بعد میں خود بھی ہوجاتا ہے اور وہ ضمنی کارروائی کے طور پر مزید حقائق کو عوام کے سامنے لاتے ہیں تاکہ وہ لغزش جو ان سے ہوئی ہے اس سے رائے عامہ پر کوئی منفی اثر نہ پڑے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیہ کی دفعہ 11 میں بھی یہ بات صاف طور پر کہی گئی ہے کہ بے گناہی کا قیاس ایک بنیادی انسانی حق ہے اور کسی بھی شخص کو قبل از وقت مجرم نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ لہٰذا عدالتی معاملات کی رپورٹنگ کے وقت میڈیا کو اس بات کا مکمل احساس ہونا چاہئے اور اسے اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس کی رپورٹنگ سے عدالت کے کام کاج میں کوئی دخل اندازی نہ ہو اور یہ کہ اس کی رپورٹنگ اس قسم کی نہ ہو جس سے عدلیہ کی قوت فیصلہ پر کوئی

منافی اثر پڑے یا یہ کہ وہ اس رپورٹ کی بنیاد پر کوئی اپنی رائے قائم کرلے اور اس کی جھلک اس کے دیئے گئے فیصلے میں نظر آئے۔ اگر باریکی سے دیکھا جائے تو کسی بھی فوجداری معاملے میں کسی ملزم کے خلاف کوئی عام رائے قائم کرنا اور اس سے عوام کو گمراہ کرنا توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہے۔LORD RIED نے میڈیا کی رپورٹنگ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا تھا :

> ''کسی بھی معاملے یا اس کے کسی خاص مدعے کی بابت قبل از وقت فیصلہ جیسی کوئی بات نہ صرف اس لیے قابل اعتراض ہے کہ اس کی وجہ سے اس خاص معاملے پر اثر پڑتا ہے، بلکہ اس لیے بھی قابل اعتراض ہے کہ اس کے اور بہت سے ایسے ذیلی اثرات ہوں گے جن کے دور رس اثرات ہوتے ہیں۔ ذمہ دار، ماس میڈیا کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ وہ غیر جانبدار ہو۔ عوام کو متاثر کرنے کے لیے غلط جانکاری پر مبنی اندھا دھند یا بیجا کوششیں کی جائیں گی تو ایسی صورتحال پیدا ہوجائیگی جس سے عوام یہ سمجھنے لگیں گے کہ سچائی کا پتہ لگانا تو بہت آسان ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عوام کی نظر میں عدالتی نظام کی عزت کم ہوجائے گی۔''

لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ میڈیا عدالتی کارروائی کو کور نہ کرے، یہ رپورٹنگ تو صحت مند عدلیہ کا ایک جز ہے۔ میڈیا کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات پر زور دے کہ ملزموں کے بنیادی وانسانی حقوق کی حفاظت کی جائے اور مناسب طریقے سے قانونی چارہ جوئی ہو اور وہ ضمانت کے مستحق ہیں تو انہیں ضمانت ملے۔ اسے عدل گستری یا عدلیہ کے کام میں مداخلت نہیں کہا جاسکتا۔ فوجداری، عدالتی نظام، خواہ جرم کی نوعیت کچھ بھی ہو اور ملزم کی حیثیت کوئی بھی ہو، سب کے لیے ایک ہے۔ محمود وایاز، غریب وامیر، بڑا اور چھوٹا سب پر ایک ہی قانون اور ایک ہی نظام لاگو ہوگا۔ ہر ادارے اور ہر شخص کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ انسانی حقوق کا احترام کرے، ان پر عمل درآمد کرے اور ان کی عمل درآمدگی کے لیے کوشاں رہے۔

میڈیا کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ عدالت کے سامنے چل رہے کسی بھی

ایسے معاملے، جس کا خصوصی طور پر انسانی حقوق کی خلاف ورزی سے تعلق ہو، کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرے۔ ان معلومات کو غیر جانبدارانہ طریقے سے عوام کے سامنے رکھے اور عدلیہ کے بارے میں ایسی مناسب تنقید کرے جس سے ملزم کی بے گناہی کے قیاس کو بھی ضرر نہ پہنچے اور عدالت کی بھی توہین نہ ہو۔ اظہار کی آزادی کا حق ایک بنیادی حق ہے، مگر اظہار رائے خود ایک بنیادی انسانی حق ہے۔ یہ کوئی قطعی حق نہیں ہے اس کا استعمال بھی مناسب طریقے سے کیا جانا چاہئے، نہ کہ من مانے ڈھنگ سے۔ اسی لیے اظہار رائے کے معاملے میں میڈیا پر بھی نہ صرف اخلاقی بلکہ قانونی پابندی بھی عائد ہے کہ وہ اپنے اس حق کا استعمال من مانے ڈھنگ سے نہیں کرے گا اور نہ ہی اس کا استعمال اس طرح کرے گا کہ اس سے عدالت کے روبرو زیر سماعت معاملے کی بابت کسی جج کی قوت فیصلہ پر کوئی منفی اثر پڑے یا یہ کہ ملزم کے معاملے پر اس کا کوئی منفی یا غیر مناسب اثر پڑے۔ میڈیا کا یہ فرض ہے کہ وہ اظہار رائے کے حق کا مکمل احترام کرے، اس کا مناسب استعمال کرے اور یہ سمجھے کہ میڈیا کی غیر جانبداری ہی اس کا سب سے بڑا سرمایہ ہے اور اسی سرمایہ نے آج میڈیا کو اس مقام پر پہنچا دیا ہے جہاں پیچھے مڑ کر دیکھنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور آنے والے دنوں میں انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے اسے ملکی وبین الاقوامی پیمانے پر اور مؤثر کردار ادا کرنا ہوگا۔

عدالتی کارروائی کی رپورٹنگ کے وقت اگر ججوں کے نام نہ لکھے جائیں تو یہ بہتر ہوگا۔ پریس کونسل کے سابق چیرمین بی بی ساونت نے بھی اپنی اس رائے کا اظہار کیا تھا کہ میڈیا کو یہ چاہیئے کہ وہ عدالت سے متعلق خبریں دیتے وقت ججوں کا نام لکھنے سے گریز کرے۔

باب 13

انسانی حقوق اور خواتین

عورت جسے کبھی دیوی کا روپ کہا جاتا ہے تو کبھی پیمبر کی امت۔ کبھی رادھا کی ہم جنس کہا جاتا ہے تو کبھی زلیخا کی بیٹی۔ وہ ماں بھی ہے، بیوی بھی اور بیٹی بھی، لیکن اس سب کے باوجود سماج میں اسے وہ اہمیت حاصل نہیں جو ہونی چاہئے۔ آج بھی وہ ایسے بہت سے انسانی حقوق سے محروم ہے جن کی بین الاقوامی دستاویزوں اور دساتیر عالم میں ضمانت دی گئی ہے۔ دنیا کے تمام ممالک میں خواہ وہ کتنے ہی پسماندہ ہوں یا ترقی یافتہ، عورتوں کے ساتھ کم وبیش امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ یورپی ممالک جہاں انسانی حقوق کو کافی اہمیت دی جاتی ہے وہاں پر بھی عورتیں مساوی حقوق سے محروم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان ممالک میں قوانین مساوات (EQUALITY ACTS) وضع کیے گئے ہیں آج بھی دنیا میں ایسے ممالک موجود ہیں جہاں عورتوں کو ووٹ دینے کا حق حاصل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ آج بھی بہت سے ممالک ہیں جہاں عورتوں کو مردوں کے برابر مزدوری نہیں ملتی اور کچھ ممالک میں تو مساوی اجرت سے متعلق قوانین ہونے کے باوجود ان پر عمل درآمد نہیں کیا جاتا۔ نہ صرف یہ بلکہ عورتوں کے ساتھ جہاں

بھی وہ کام کرتی ہیں، خواہ وہ کوئی دفتر ہو یا کارخانہ، کبھی کبھی امتیازی سلوک کیا جاتا ہے اور انہیں جنسی تفریق (GENDER BIAS) کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آج بھی عورت جنسی تشدد کا شکار بنتی ہے۔ کبھی اس کے ساتھ زنا بالجبر کیا جاتا ہے تو کبھی اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی جاتی ہے۔ عورت کو صنف نازک اس کے حسن اور اس کی خوبیوں کو دوبالا کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔ اسے نازک اس لیے نہیں کہا گیا تھا کہ وہ کمزور ہے، مگر غیر مہذب لوگوں نے اس کی اس نزاکت کو کمزوری سمجھا، اس کا ناجائز فائدہ اٹھایا اور اس کا استحصال کیا۔ آج وہی عورت جسے اردھانگنی کہا گیا اور جسے BETTER HALF کہا گیا، کبھی جلا دی جاتی ہے تو کبھی اس سے جہیز کی مانگ کی جاتی ہے، تو کبھی اسے چھوٹی موٹی بات پر طلاق دے دی جاتی ہے۔

بقول سپریم کورٹ کے سابق جج شری وی۔ کے۔ کرشنا ایر، عورت تو بیچاری Womb سے Tomb تک مصیبت ہی اٹھاتی رہتی ہے یعنی جنم سے مرن تک۔

عالمی برادری کو ان سب باتوں کا احساس بہت پہلے سے ہے اور اقوام متحدہ نے بھی اس سلسلے میں بہت سے اہم اقدام کیے ہیں۔ انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ، شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی منشور اور معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق سے متعلق بین الاقوامی منشور، خواتین کے ساتھ کسی بھی طرح کا امتیاز ختم کرنے سے متعلق کنونشن وغیرہ میں جنس کی بنیاد پر کسی بھی قسم کے امتیاز کی ممانعت کی گئی ہے اور نتیجتاً عورتوں کو ان تمام دستاویزات میں متذکرہ وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو مردوں کو حاصل ہیں۔

جہاں تک عورتوں کے استحصال اور ساتھ ہی انہیں مساوی حقوق عطا کرنے کی بات ہے اس کے کچھ تو بین الاقوامی پیمانے ہیں اور کچھ متعلقہ قوموں اور ممالک کی اپنی تہذیب اور ثقافت پر منحصر ہے۔ یورپ اور امریکہ کے ممالک میں کسی عورت کی عصمت کی برقراری اور عصمت دری کے جو پیمانے ہیں وہ پیمانے ہوسکتا ہے کہ ہمارے ملک میں لاگو نہ ہوسکیں۔ **رفیق بنام ریاست اتر پردیش والے معاملے**[1] میں سپریم کورٹ نے اپنی اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ کوئی بھی باعزت عورت یہ الزام نہیں لگا سکتی کہ اس کے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا ہے کیونکہ ہر عورت کو اپنی عصمت سب سے زیادہ پیاری ہوتی

1. (1980) 4 ایس سی سی 262

ہے۔ **پرمود مہتو بنام ریاست بہار والے معاملے**[1] میں سپریم کورٹ نے کہا تھا کہ جہاں تک عورت کی عصمت اور جھوٹ بولنے کی بات ہے تو یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس پر فرقہ وارانہ یا مذہبی تعصب بھی غالب نہیں آسکتا۔ کوئی بھی غیر شادی شدہ عورت اپنی عزت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے محض فرقہ وارانہ یا مذہبی مفادات کی خاطر یہ الزام نہیں لگا سکتی کہ اس کے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا ہے، ویسے بھی کون اس بات سے انکار کرسکتا ہے کہ فرقہ وارانہ فسادات کے دوران ایسے واقعات پیش نہیں آتے۔ **ریاست مہاراشٹر بنام چندر پرکاش کیول چند جین والے معاملے**[2] میں سپریم کورٹ نے اس بات کو پھر دہرایا ہے کہ ہر ہندوستانی عورت اپنی عزت، آبرو اور عصمت کو سب سے زیادہ اہمیت دیتی ہے اور وہ آسانی سے ایسی کوئی بات نہیں کہہ سکتی جس سے اس کی عزت وآبرو پر منفی اثر پڑے اور دوسروں کی نظر میں اس کی عزت کم ہوجائے۔ **وشاکا اور دیگر بنام ریاست راجستھان والے معاملے**[3] میں بھی پہلی بار اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ عورتوں کی عصمت کا تحفظ ان کا ایک بنیادی حق ہے اس فیصلے میں سپریم کورٹ نے جنسی مساوات اور جنسی تفریق (GENDER EQUALITY AND GENDER BIAS) جیسے موضوعات پر تفصیل سے اظہار رائے کیا ہے۔

> اس کا کہنا ہے کہ جنسی بنیاد پر کیا جانے والا تشدد، تفریق یا امتیاز کے زمرے میں آتا ہے اور اس سے عورتوں کے بنیادی، انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

آج حالت یہ ہے کہ دنیا کی تقریباً چوتھائی عورتوں کے ساتھ گھروں میں زیادتیاں کی جاتی ہیں اور وہ تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔ دنیا میں دس فیصدی سے پچاس فیصدی تک عورتوں کو اپنی گھریلو زندگی میں تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عالمی بینک کی ایک رپورٹ کے مطابق گھریلو اور جنسی تشدد میں مرنے والی عورتوں کی تعداد کینسر، سڑک حادثات، جنگ اور ملیریا میں مرنے والی عورتوں کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے۔

دوسرے ممالک کی طرح ہندوستان میں بھی خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کی

---

1 1989 (2) سپلیمینٹری ایس سی سی 286   2 (1990) 1 ایس سی سی 550

3 (1997) 2 ایس سی سی 241

نیت سے کچھ نئے قوانین بنائے گئے ہیں اور کچھ پرانے قوانین میں ترامیم کی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں قومی کمیشن برائے خواتین ایکٹ، 1990 سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ یہ ایکٹ خواتین کے لیے قومی کمیشن بنانے اور اس سے متعلق یا ضمنی امور کی نسبت توضیع کرنے کے لیے بنایا گیا ہے اس کمیشن کے کارہائے منصبی میں آئین اور دیگر قوانین کے تحت خواتین کے لیے وضع کیے گئے تحفظات کی نسبت تمام امور کی جانچ پڑتال کرنا، یونین یا کسی ریاست سے خواتین کے حالات کی بہتری کے لیے ان تحفظات کی موثر عمل آوری کی سفارشات کرنا، وقتاً فوقتاً آئین اور دیگر قوانین میں خواتین سے متعلق توضیعات کا جائزہ لینا اور ان میں ترمیمات کی سفارش کرنا خواتین کی نسبت آئین اور دیگر قوانین کی توضیعات کی خلاف ورزی کے معاملات متعلقہ حکام کے ساتھ اٹھانا، خواتین کے خلاف عدم مساوات اور زیادتیوں سے پیدا ہونے والے مخصوص مسائل کا جائزہ لینا یا تحقیق کروانا وغیرہ شامل ہے اس کے علاوہ قومی انسانی حقوق کمیشن بھی وقتاً فوقتاً عورتوں کے مسائل پر غور کرتا رہا ہے۔ حال ہی کی بات ہے کہ اس نے یہ اظہار خیال کیا ہے کہ ایسی عورتوں کے لیے جن کے شوہر اب اس دنیا میں نہیں ہیں انگریزی میں WIDOW، ہندی میں ودھوا اور اردو میں بیوہ جیسے الفاظ استعمال نہ کیے جائیں بلکہ انہیں بالترتیب...... 'WIFE' OF LATE دھرم پتنی سورگیہ...... زوجہ مرحوم...... یا شہید...... کی بیوی کہا جائے۔ کمیشن نے یہ حکم جموں وکشمیر کے ایک (UEAM) NGO ، جس کا پورا نام UTTAM ENVIRONMENT AWARENESS MISSION ہے، کی درخواست پر صادر کیا ہے۔ کمیشن نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ مال گزاری کے محکموں، اسکولوں، روزگار دفتروں اور اس قسم کے دیگر دفاتر واداروں میں اس قسم کے الفاظ کا استعمال نہ کیا جائے۔ ایسا کرنے سے ایسی خواتین پر منفی، نفسیاتی اثر پڑتا ہے اور انہیں مایوسی ومحرومی کا احساس ہونے لگتا ہے۔

بھارت کے آئین کی دفعہ 14 بھی جنسی مساوات کو یقینی بناتی ہے۔ مملکت کسی بھی شخص کو، خواہ اس کا تعلق کسی بھی جنس سے ہو، قانون کی نظر میں مساوات یا قوانین کے مساویانہ تحفظ سے محروم نہیں کرے گی۔ آئین کی دفعہ 15 جنس کی بنا پر کسی شہری کے ساتھ امتیاز برتنے کی ممانعت کرتی ہے۔ آئین کی دفعہ 15 (3) مملکت کو اس

بات کی اجازت دیتی ہے کہ وہ عورتوں اور بچوں کے لیے کوئی خاص توضیع کرسکے۔ دفعہ 16 میں سرکاری ملازمت کے لیے سب کے لیے خواہ ان کا تعلق کسی بھی جنس سے ہو، مساوی مواقع فراہم کیے گئے ہیں۔ دفعہ 39 (الف) میں یہ بات کہی گئی ہے کہ مرد اور عورت یعنی سب شہریوں کو مساوی طور پر معقول ذرائع معاش کا حق حاصل ہوگا۔ اسی دفعہ کے ضمن (ہ) میں یہ بات کہی گئی ہے کہ عورتوں کی صحت، طاقت اور بچوں (جن میں بچیاں بھی شامل ہیں) کی کمسنی سے بے جا فائدہ نہیں اٹھایا جائے گا اور شہری ومعاشی ضرورت سے، ایسے حرفے میں جانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا جو ان کی عمر یا طاقت کے لیے نامناسب ہو۔ ضمن (و) میں یہ اعادہ کیا گیا ہے کہ انہیں صحت مند طریقے سے اور آزاد وپروقار ماحول میں پڑھنے کے مواقع اور سہولتیں فراہم کی جائیں گی اور بچپن اور جوانی میں استحصال اور اخلاقی ومادی بے اعتنائی سے محفوظ رکھا جائے گا۔ بنیادی فرائض سے متعلق دفعہ 51 الف کے ضمن (ہ) میں یہ توضیع کی گئی ہے کہ بھارت کے ہر شہری کا یہ فرض ہوگا کہ وہ ایسی حرکات سے باز رہے جن سے خواتین کے وقار کو ٹھیس پہنچتی ہو۔ ان قوانین کی موجودگی کے باوجود اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آج بھی خواتین کو جنسی تفریق کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور ہمارے معاشرے میں آج بھی جنسی بنیاد پر کیے جانے والے مختلف اقسام کے استحصال موجود ہیں۔

عورتوں کو تحفظ فراہم کرنے کی نیت سے آئین کے علاوہ دیگر قوانین میں بھی بہت سی توضیعات شامل کی گئی ہیں۔ مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعات 376، 376 (الف) تا (د) میں زنا بالجبر کے لئے سخت سزا کی توضیع کی گئی ہے۔

376 ۔ زنا بالجبر کے لیے سزا۔ (1) جو کوئی ذیلی دفعہ (2) میں متذکرہ معاملوں کے سوائے زنا بالجبر کرے گا اسے دونوں میں سے کسی بھی قسم کی قید کا، جس کی مدت سات سال سے کم نہیں ہوگی لیکن تا عمر یا دس سال تک ہوسکے گی، سزا دی جائے گی اور جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا، لیکن اگر وہ عورت، جس کے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا ہے اس کی بیوی ہے اور بارہ سال سے کم عمر کی نہیں ہے، تو اسے دونوں میں سے کسی قسم کی سزا، جس کی مدت دو سال تک کی ہوسکے گی یا جرمانے کی یا دونوں

سزائیں دی جائیں گی، لیکن عدالت اپنے فیصلے میں تحریر کردہ وجوہات کی بنا پر سات سال سے کم کی سزا کا بھی حکم دے سکے گی۔ اس دفعہ میں خواتین کو مزید تحفظ فراہم کرتے ہوئے یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ جو کوئی پولس افسر ہوتے ہوئے اس پولس تھانے کی حدود کے اندر، جہاں وہ تعینات ہے زنا بالجبر کرے گا، یا کسی بھی تھانے کے احاطے میں چاہے وہ ایسے پولس تھانے میں، جس میں وہ تعینات ہے، واقع ہے یا نہیں، زنا بالجبر کرے گا یا اپنی تحویل میں یا اپنے ماتحت کسی پولس افسر کی تحویل میں کسی عورت کے ساتھ زنا بالجبر کرے گا یا کوئی سرکاری ملازم ہوتے ہوئے، اپنی سرکاری حیثیت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے، کسی عورت کے ساتھ، جو ایسے سرکاری ملازم کی حیثیت سے اس کی تحویل میں یا اس کے ماتحت کسی سرکاری ملازم کی تحویل میں ہے زنا بالجبر کرے گا یا نافذ الوقت کسی قانون کے ذریعہ یا اس کے تحت قائم کی گئی کسی جیل، ریمانڈ ہوم یا تحویل کے دیگر مقام کے یا عورتوں یا بچوں کے کسی ادارے کی منتظمہ یا ملازمہ میں ہوتے ہوئے اپنے عہدے کا فائدہ اٹھاکر ایسی جیل، ریمانڈ ہوم، مقام یا ادارے کے کسی ساکن کے ساتھ زنا بالجبر کرے گا یا کسی اسپتال کی منتظمہ یا ملازمین ہوتے ہوئے اپنے عہدے کا فائدہ اٹھاکر اس اسپتال میں کسی عورت کے ساتھ زنا بالجبر کرے گا؛ یا کسی عورت کے ساتھ یہ جانتے ہوئے کہ وہ حاملہ ہے زنا بالجبر کرے گا یا کسی ایسی عورت کے ساتھ زنا بالجبر کرے گا جس کی عمر بارہ سال سے کم ہے یا اجتماعی زنا بالجبر کا ارتکاب کرے گا تو اسے کم سے کم دس سال کی قید بامشقت، جو تاعمر بھی ہوسکے گی، سزا دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا، لیکن عدالت اپنے فیصلے میں تحریر کردہ وجوہات کی بنا پر دونوں میں سے کسی بھی قسم کی دس سال سے کم کی بھی سزائے قید عاید کرسکے گی۔ اس دفعہ کی تشریح 1- میں یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ افراد کے کسی گروپ میں ایک یا دیگر افراد بہ پیش رفت غرض مشترکہ کسی عورت کے ساتھ زنا بالجبر کرتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کی بابت یہ سمجھا جائے گا کہ اس ذیلی دفعہ کے معنے میں انہوں نے اجتماعی زنا بالجبر کا ارتکاب کیا ہے۔ تشریح 2- میں عورتوں یا بچوں کے ادارے کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے کہ اس ادارے کا نام یتیم خانہ، اناتھالیہ یا ایسی عورتوں بچوں یا بیواؤں کے لیے کوئی گھر جن کی طرف سے سماج

نے غفلت برتی ہو یا کسی اور نام سے کوئی ایسا دیگر ادارہ ہوسکتا ہے جسے عورتوں یا بچوں کی دیکھ بھال کرنے کے لیے قائم کیا گیا ہو۔ دفعہ 376 الف میں ایسی شادی شدہ عورتوں کو جو اپنے شوہروں سے الگ رہ رہی ہیں تحفظ فراہم کرنے کے لیے یہ توضیع کی گئی ہے کہ جو کوئی اپنی بیوی کے ساتھ، جو علیحدگی کی ڈگری یا کسی رسم ورواج کے تحت اس سے الگ رہ رہی ہے، اس کی مرضی کے بغیر اس کے ساتھ مباشرت کرتا ہے تو اسے دونوں میں سے کسی قسم کی قید جس کی مدت دو سال تک کی ہوسکے گی، سزا دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔ دفعہ 376 ب میں یہ توضیع کی گئی ہے کہ جو کوئی، سرکاری ملازم ہوتے ہوئے اپنے عہدے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی عورت کو جو ایسے سرکاری ملازم کی تحویل میں ہے یا اس کے ماتحت کسی سرکاری ملازم کی تحویل میں ہے، جنسی مباشرت کے لیے ترغیب دے گا یا پھسلائے گا تو ایسی جنسی مباشرت زنا بالجبر کے دائرے میں نہیں آئے گی اور اسے دونوں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا، جو پانچ سال تک کی ہوسکے گی، دی جائے گی اور جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔ دفعہ 376 ج۔ میں اس قسم کے جرم کے لیے اسی طرح کی سزا، جیل، ریمانڈ ہوم وغیرہ کے سپرنٹنڈنٹ کے ذریعہ جنسی مباشرت کے لیے تجویز کی گئی ہے اور دفعہ 376 د میں بھی اسی طرح کی سزا اسپتال کی منتظمہ یا اسٹاف کے کسی شخص کے ذریعہ اسپتال میں کسی عورت کے ساتھ مباشرت کرنے کے لیے تجویز کی گئی ہے۔ اسی طرح بھارتی شہادت ایکٹ میں دفعہ 113 الف شامل کی گئی ہے جس میں یہ بات کہی گئی ہے کہ اگر کوئی عورت اپنی شادی کی تاریخ سے سات سال کی مدت کے دوران خودکشی کرتی ہے اور عدالت کے سامنے یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا اس کے شوہر یا اس کے شوہر کے کسی رشتہ دار نے اس جرم کی اعانت کی ہے اور یہ کہ اس کے شوہر یا اس کے شوہر کے کسی رشتہ دار نے اس کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا ہے تو عدالت معاملے کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ قیاس کرسکے گی کہ اس کے شوہر یا اس کے شوہر کے ایسے رشتہ دار نے خودکشی کی اعانت کی ہے۔ اسی ضمن میں دفعہ 113 ب۔ بھی اس ایکٹ میں شامل کی گئی ہے جس میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جب عدالت کے سامنے یہ سوال اٹھتا ہے کہ کسی عورت کی موت جہیز کے سلسلے میں ہوئی ہے اور اس کے سامنے یہ بات رکھ

دی جاتی ہے کہ اس عورت کی موت سے قبل ایسے شخص نے جہیز کی مانگ کے سلسلے میں اس کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا تھا یا اسے پریشان کیا تھا تو عدالت یہ قیاس کرے گی کہ ایسا شخص اس کی موت کا ذمہ دار ہے۔ اس کے علاوہ اسی ایکٹ میں ایک دفعہ اور دفعہ 114 الف شامل کی گئی ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ تعزیرات ہند (1860 کا 45) کی دفعہ 376 کی ذیلی دفعہ (2) کے ضمن (الف) یا ضمن (ب) یا ضمن (ج) یا ضمن (د) یا ضمن (ہ) یا ضمن (و) کے تحت زنا بالجبر کے معاملے میں، جہاں یہ ثابت ہوجائے کہ ملزم نے مباشرت کی اور جہاں یہ سوال اٹھے کہ کیا ایسا اس عورت کی مرضی کے بغیر ایسا کیا گیا تھا جس کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ اس کے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا ہے اور وہ عورت عدالت کے سامنے یہ شہادت درج کراتی ہے کہ ایسا اس کی رضامندی کے بغیر کیا گیا ہے تو عدالت یہ قیاس کرے گی کہ اس نے رضامندی نہیں دی تھی۔

اس کے علاوہ جہیز کے لین دین سے متعلق ممانعت جہیز، ایکٹ، 1961 بھی بنایا گیا ہے تاکہ جہیز کی لعنت سے بچا جاسکے اور شادی کے مبارک موقع پر دیئے جانے والے تحائف کو جائز شکل دی جاسکے۔ اس ایکٹ میں جہیز کے لین دین کی ممانعت اور اس کی سزا کی بابت توضیعات کی گئی ہیں جس کی تفصیل ممانعت جہیز ایکٹ، 1961 میں موجود ہے۔ اسی سلسلے میں مجموعہ تعزیرات بھارت میں دفعہ 304 ب شامل کی گئی ہے جس میں یہ بات کہی گئی ہے کہ اگر کسی عورت کی موت اس کی شادی سے سات سال کے اندر جلنے یا کسی جسمانی چوٹ کے باعث یا غیر معمولی حالات میں ہوئی ہے اور عدالت کے سامنے یہ بات رکھ دی جاتی ہے کہ اس کی موت سے قبل اس کے شوہر یا اس کے شوہر کے کسی رشتہ دار نے جہیز کی مانگ کے سلسلے میں اس کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا تھا یا اسے پریشان کیا تھا تو اس موت کی بابت یہ کہا جائے گا کہ وہ موت جہیز کے سلسلے میں ہوئی ہے اور اس کے شوہر یا رشتہ دار کی بابت یہ سمجھا جائے گا کہ وہ اس کی موت کے ذمہ دار ہیں۔ اس کے علاوہ ممانعت جہیز ایکٹ، 1961 میں دفعہ 8 الف شامل کرکے یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ دفعہ 3 کے تحت جہیز لینے یا جہیز لینے کی اعانت کرنے یا دفعہ 4 کے تحت جہیز مانگنے کے لیے اگر کسی شخص کے

خلاف کوئی مقدمہ چلایا جاتا ہے تو یہ ثابت کرنے کا بار اس شخص پر ہی ہوگا کہ اس نے ان دفعات کے تحت کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا ہے۔

اس کے علاوہ مرکزی حکومت نے خواتین کو خانگی تشدد سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک نیا قانون ''گھریلو تشدد سے خواتین کا تحفظ ایکٹ،2005(نمبر 43بابت2005) بنایاہے۔ ساتھ ہی خواتین کو اپنے کام کاج کی جگہ یادفتر وغیرہ میں جو جنسی اذیت دی جاتی ہے اس کے بارے میں وضع کیاگیابل (2004) بھی منظوری کے لئے زیر غور ہے۔

علاوہ ازیں عورتوں کو قانونی تحفظ فراہم کرنے کی نیت سے بھارت کے آئین اور دیگر قوانین میں بہت سی توضیحات کی گئی ہیں۔ باغات مزدور ایکٹ، 1951 کی دفعہ 25 میں یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ عورتوں اور بچوں سے صبح چھ بجے سے شام سات بجے کے دوران ہی کام لیا جائے گا۔ البتہ ریاستی حکومت اس وقت کے علاوہ دیگر اوقات میں کام کرنے کی بھی اجازت دے سکتی ہے لیکن صبح چھ بجے سے سات بجے شام تک کام کے اوقات کی پابندی ان باغات میں ملازم دائیوں اور نرسوں پر لاگو نہیں ہوتی، اسی ایکٹ کی دفعہ 32 میں عورتوں کو زچگی سے متعلق سہولیات دینے کی بات کہی گئی ہے۔ باغات مزدور ایکٹ کی طرح کارخانہ ایکٹ، 1948 کی دفعہ 66 میں یہ بات کہی گئی ہے کہ کسی بھی عورت سے صبح چھ بجے سے شام کے سات بجے کے دوران کے علاوہ کارخانہ میں کام نہیں کرایا جائے گا البتہ ریاستی حکومت کو اس میں کچھ تبدیلی کرنے کا حق دیا گیا ہے لیکن اس تبدیلی کے باوجود رات کے دس بجے سے صبح کے پانچ بجے تک ان سے کوئی کام نہیں لیا جاسکتا۔

عورتوں کو قانونی اور سماجی تحفظ فراہم کرنے کی نیت سے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، قومی کمیشن برائے خواتین ایکٹ، 1990 کے تحت ایک قومی کمیشن کی تشکیل کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں حکومت ہند نے اور بھی دیگر اقدام کیے ہیں۔ 2001 کو خواتین کے سال کی حیثیت سے منایا گیا اور ان کی بہبود کے لیے بہت سے کام کیے گئے ہیں یا کرنے کا اعادہ کیا گیا ہے۔ مثلاً زچگی کے لیے مالی امداد، بچے کی پیدائش سے قبل اس کی جنس کا تعین کرنے سے متعلق طبی جانچ پر روک، سرکاری ملازمتوں میں ان کے لیے نشستیں محفوظ کرنا، دیہاتوں میں رہنے والی خواتین کے لیے

ایسے چولہے فراہم کرنا جن سے دھواں نہ نکلتا ہو، ان کے لیے عام بیت الخلاء (Public Toilet) کا انتظام کرنا تاکہ وہ ایسے عام بیت الخلاء میں جانے کے لیے مجبور نہ ہوں جہاں مردوں اور عورتوں دونوں کو جانے کی اجازت ہے۔ نہ صرف حجاب بلکہ خواتین کی مخصوص ضروریات کے پیش نظر ان کے لیے الگ بیت الخلاء انتظام کرنا انتہائی ضروری ہے اس کے علاوہ تنہا رہنے والی خواتین کے لیے اور ہاسٹل بنانے اور خواتین کے اپنے شوہروں کی جائیداد اور آمدنی میں حصہ ملنے، جیسے مسائل کی طرف بھی توجہ دی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ حکومت ہند نے خواتین کی بہبود اور انہیں جنسی تحفظ فراہم کرنے کے لیے 39 مرکزی قانون بنائے ہیں اور اس کے علاوہ ذیلی قانون سازی کے زمرے میں بہت کچھ کیا ہے۔ ان میں 1986 میں بنایا گیا وہ ایکٹ بھی شامل ہے جو مسلم خواتین کو طلاق ہوجانے کی صورت میں قانون تحفظ عطا کرنے اور نان ونفقہ کی بابت توضیعات کرنے کے لئے بنایا گیا تھا تاکہ شاہ بانو والے فیصلے سے پیدا ہونے والی دشواریوں سے نمٹا جاسکے۔ بھارتی طلاق ایکٹ 1869 (1869 کا 4) کی دفعہ 36، ازدواج خاص ایکٹ، 1954 (1954 کا 43) کی دفعہ 36، ازدواج اہل ہنود ایکٹ، 1955۔ (1955 کا 25) کی دفعہ 24 اور پارسی ازدواج وطلاق ایکٹ، 1936 (1936 کا 3) کی دفعہ 39 میں قانونی چارہ جوئی کا حق دیا گیا ہے لیکن ان قوانین میں ایسی کوئی توضیع نہیں کی گئی ہے جس کے رو سے یا جس کے تحت ان معاملات میں جلد فیصلہ کیا جاسکے، مرکزی سرکار نے ان قوانین میں ضروری ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے تحت اقرارنامے کی توثیق کے ساٹھ یوم کے اندر درخواست پر دوران کارروائی میں نفقہ کی بابت عملدرآمدگی کارروائی ممکن ہوگی۔ اس کے علاوہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 125 میں 1955 میں جو نان ونفقہ کی رقم کی حد پانچ سو روپے مقرر کی گئی تھی اور جسے 1973 کے ایکٹ میں بھی برقرار رکھا گیا تھا اور جس میں عبوری نان ونفقہ کے بارے میں کوئی توضیع نہیں کی گئی تھی اور اب جبکہ سپریم کورٹ نے اپنے خصوصی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے عبوری نان ونفقہ کی اجازت دے دی ہے، مرکزی سرکار نے مجموعہ ضابطہ فوجداری 1973 (1974 کا 2) کی دفعہ 125 میں نان ونفقہ کی حد کی شرط ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور یہ ترمیمات پارلیمنٹ کے مان سون اجلاس میں منظور کرلی گئی ہیں۔

مندرجہ بالا تجزیے سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ اقوام متحدہ بین الاقوامی برادری اور ہمارے ملک کی حکومت نے عورتوں کو مساوی حقوق دلانے اور انہیں جنسی تفریق سے محفوظ رکھنے کے لیے نہایت مخلصانہ کوششیں کی ہیں اور ذرائع ابلاغ نے بھی اس سلسلے میں مثبت کردار ادا کیا ہے لیکن یہ ایک ایسا دو طرفہ معاملہ ہے جس میں ایک طرف بین الاقوامی ادارے اور مختلف ممالک کی حکومتیں ہیں تو دوسری طرف عوام الناس۔ عام آدمی کو خواتین کی بابت اپنی سوچ کو بدلنا ہوگا ایک نیا انداز فکر اپنانا ہوگا اور خواتین کو ان کے مساوی حقوق دینے اور دلانے کا اعادہ کرنا ہوگا دنیا میں بڑھتی ہوئی بیداری اور خواتین کے لیے بھی اقوام کے ہمدردانہ رویے کے پیش نظر خواتین نئے ہزارے میں ایک روشن مستقبل کی امید رکھ سکتی ہیں۔

باب 14

انسانی حقوق اور بچے

بچے کسی ملک کا مستقبل اور موجودہ نسل کے جانشین ہوتے ہیں۔ ہر پیشرو یعنی ہر ماں باپ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کے جانشین یعنی ان کی اولاد ان سے بہتر ہو۔ اسی طرح ہر موجودہ نسل یہ چاہتے ہوئے بھی کہ پرانی روایتوں کا احترام کیا جائے اور ملک کی ثقافت کا تقدس برقرار رکھا جائے، اس بات کی خواہاں ہوتی ہے کہ آنے والی نسل اس سے بہتر ہو اور اپنے ملک اور قوم کا نام روشن کرے۔ بچے بلاشبہ اس درخت کی مانند ہوتے ہیں جو ایک چھوٹے سے پودے کی شکل میں نمودار ہوتا ہے اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اس کی جڑیں مضبوط ہوتی رہتی ہیں اور جب اس کی جڑیں مکمل طور پر مضبوط ہوجاتی ہیں تبھی یہ بات کہی جاتی ہے کہ وہ ایک مکمل درخت بن چکا ہے۔ اسی طرح ایک بچہ جس کی نشوونما صحیح طریقے سے کی جائے اور جس کی بنیاد مضبوط ہو وہ یقیناً کل کا اچھا شہری بنے گا اور نہ صرف اپنے ملک کے لیے بلکہ پوری عالمی برادری کے لیے ایک بہترین سرمایہ ہوگا۔

تمام ممالک اور دنیا کے تمام لوگ اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ بچوں کی

اچھی نشوونما ہونی چاہیے۔ ان کو اچھی غذا، اچھی تعلیم اور اچھی طبی سہولیات میسر ہونی چاہئیں لیکن اس سب کے باوجود آج بھی روزانہ چالیس ہزار بچے اچھی غذا، صاف پانی اور صاف ستھرا ماحول نہ ملنے، بیماری اور نشلی اشیاء کے استعمال کی وجہ سے فوت ہوجاتے ہیں۔ اس وقت بھی سو ملین سے زیادہ بچوں کو معیاری غذا میسر نہیں ہے اور ایک سو پچاس ملین بچوں کا وزن معیاری وزن سے کم ہے اور ان میں بچیوں کی حالت تو اور بھی ابتر ہے۔ انہیں ماں کم عرصے تک اپنا دودھ پلاتی ہے، غذا کے معاملے میں بھی لڑکیوں کے مقابلے لڑکوں کو ترجیح دی جاتی ہے، لڑکیوں کو اسکول سے جلد اٹھا لیا جاتا ہے اور یہاں تک کہ کبھی کبھی تو اسکول بھیجا ہی نہیں جاتا۔ سن بلوغت سے قبل ہی ان کی شادی کردی جاتی ہے۔ کبھی کبھی وہ کم عمر میں ہی بیوہ ہوجاتی ہیں۔

بین الاقوامی برادری کو بھی ہمیشہ اس بات کا احساس رہا ہے کہ بچے بہتر سلوک کے مستحق ہیں اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے تمام ممالک کو ضروری اقدام کرنے چاہئیں۔ 26 ستمبر 1924 کو منظور کیے گئے جنیوا اعلامیہ میں پانچ اصول اپنائے گئے تھے اور ان میں بچوں کی تعلیم، ان کے استحصال سے تحفظ اور ان کی جسمانی نشوونما اور روحانی ترقی کی بات کہی گئی تھی۔ انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ 1948 کی دفعہ 25 میں بھی دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بات کہی گئی ہے کہ ماں اور بچے کو خصوصی توجہ اور مدد کا حق حاصل ہے اور تمام بچے، خواہ وہ شادی کے نتیجے میں پیدا ہوں یا بغیر شادی کے، یکساں سماجی تحفظ سے بہرہ ور ہونے کا حق رکھتے ہیں۔ اس کے بعد 1959 میں جنرل اسمبلی نے بچوں کے حقوق کا اعلامیہ منظور کیا جس میں 1924 کے جنیوا اعلامیے میں جو اصول اپنائے گئے تھے، انہیں وسیع تر بنایا گیا۔ اس کے علاوہ شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی منشور میں بھی بچوں کے حقوق کے تحفظ کے بارے میں خاص توضیعات شامل کی گئی ہیں۔ اس منشور کی دفعہ 24 میں کہا گیا ہے کہ ہر بچے کو نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب، قومی یا سماجی نژاد، جائیداد یا پیدائش کے امتیاز کے بغیر ایسے تحفظ کے اقدام کا حق ہوگا جو اس کے خاندان معاشرے اور مملکت کی جانب سے اس کی نابالغ کے طور پر حیثیت کو دیکھتے ہوئے کیے جانے ضروری ہوں۔ ہر بچے کی پیدائش کے فوراً بعد رجسٹریشن کیا جائے گا اس کا اپنا ایک نام ہوگا اور اسے

قومیت حاصل کرنے کا حق بھی حاصل ہوگا۔

1989 میں بچوں کے حقوق کی کنونشن کو جس میں بچوں کے انسانی حقوق پر خاص طور سے توجہ دی گئی ہے، اتفاق رائے سے منظور کیا گیا۔ اس کنونشن میں توثیق کرنے والے ممالک کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اس کی توضیعات پر عمل کریں اور اس بات پر بھی نظر رکھیں کہ ان توضیعات کی تعمیل کی جارہی ہے یا نہیں۔ اس کنونشن کی تمہید میں ہی اقوام متحدہ کے بنیادی اصولوں اور انسانی حقوق سے متعلق اعلامیوں اور دستاویزوں کا حوالہ موجود ہے اور اس میں یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ بچوں کی صحیح دیکھ بھال کی ذمہ داری بنیادی طور پر متعلقہ خاندان کی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی پیدائش سے قبل اور مابعد بچے کو قانون اور دیگر تحفظ کی بھی ضرورت ہے۔ ہندوستان نے 12/نومبر 1992 کو اس کنونشن کی توثیق کرکے بچوں کے حقوق کے تحفظ کا اعادہ کیا ہے۔ لیکن سعودی عرب اور امریکہ نے اس کی توثیق سے گریز کیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان ممالک میں بچوں کے حقوق محفوظ نہیں ہیں۔ کوئی بہت پرانی بات نہیں ہے کہ جب حکومت کناڈا نے ایک تنہا ماں کو ملک سے نکالنے کا حکم جاری کیا تھا اور اس جرم کو وہاں کی عدالت نے اس بنیاد پر معطل کردیا تھا کہ اس سے ان بچوں کے حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے جو کناڈا میں پیدا ہوئے۔ اس کے علاوہ عدالت نے یہ بھی کہا تھا کہ سرکار کی یہ ذمہ داری ہے کہ سرکار اس بات کو یقینی بنائے کہ کسی بھی بچے کو اس کے ماں باپ کی مرضی کے بغیر اس سے جدا نہ کیا جائے ماسوائے ایسی صورت کے جب مجاز حکام جن کے احکام کی عدالتی نظر ثانی کی جاسکے، اس نتیجے پر پہنچیں کہ ایسی جدائی واقعی بچے کے مفاد میں ہے۔ اسی طرح سعودی عرب میں بھی بچوں کو وہ تقریباً تمام سہولیات فراہم کی جاتی ہیں جو ان ممالک میں بچوں کو میسر ہیں جنھوں نے بچوں سے متعلق متذکرہ بالا کنونشن کی توثیق کردی ہے۔

اس کے علاوہ 25/مئی 2000 کو مسلح تصادم میں بچوں کے ملوث ہونے کی صورت میں بچوں کے حقوق سے متعلق کنونشن کا اختیاری پروتوکال کیا گیا کو منظور کیا ہے۔ اس پروتوکال کا مقصد کسی بھی مسلح تصادم میں بچوں کے استعمال کی حدود مقرر کی گئی ہیں اور خاص طور پر یہ بات کہی گئی ہے کہ اس مقصد کے لیے بھرتی کی عمر کم

سے کم 18 سال ہونی چاہیے اور اس بات کو یقینی بنایا جانا چاہیے کہ اٹھارہ سال سے کم کے بچے کسی بھی مسلح تصادم میں حصہ نہ لیں۔

ہمارے ملک میں بھی بچوں کے حقوق کے تحفظ سے متعلق بہت سے قوانین اور آئینی توضیعات موجود ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے ایسے قوانین بھی ہیں جن میں بچوں کے تحفظ سے متعلق خاص توضیعات کی گئی ہیں۔ آئین کی دفعہ 23 میں انسانوں کی تجارت اور بیگار اور دوسرے ایسے ہی اقسام کی جبری خدمت کی ممانعت کی گئی ہے۔ آئین کی دفعہ 24 میں یہ توضیع کی گئی ہے کہ چودہ سال سے کم عمر کا کوئی بچہ کسی کارخانے یا کان میں کام کرنے کے لیے مامور نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی دوسرے خطرناک کام پر لگایا جائے گا۔ آئین کی دفعہ 39 کے ضمن (ہ) میں یہ بات کہی گئی ہے کہ بچوں کی کم سنی سے بے جا فائدہ نہ اٹھایا جائے اور شہری، معاشی ضرورت سے ایسے حرفے میں جانے سے مجبور نہ کیا جائے جو ان کی عمر یا طاقت کے لیے نامناسب ہو۔ اسی دفعہ کے ضمن (و) میں یہ کہا گیا ہے کہ بچوں کو صحت مند طریقے سے اور آزاد و پروقار ماحول میں پڑھنے کے مواقع اور سہولتیں فراہم کی جائیں، اور انہیں بچپن اور جوانی میں استحصال اور اخلاقی و مادی بے اعتنائی سے محفوظ رکھا جائے۔ آئین کی دفعہ 45 میں یہ بات کہی گئی ہے کہ مملکت اس آئین کی تاریخ نفاذ سے دس سال کی مدت کے اندر سب بچوں کو چودہ سال کی عمر پوری کرنے تک مفت اور لازمی تعلیم دینے کی توضیع کرنے کی کوشش کرے گی۔

اطفال مزدور (ممانعت اور ضابطہ بندی) ایکٹ، 1986 یہ یقینی بنانے کے لیے وضع کیا گیا تھا کہ بچوں کو کچھ خطرناک کاموں میں لگانے کی ممانعت کی جائے اور جن حالات میں انہیں کام کرنا پڑتا ہے ان کی ضابطہ بندی کی جائے۔ اس ایکٹ کی دفعہ 7 میں یہ بات کہی گئی ہے کہ کسی بھی بچے سے کسی بھی دن تب تک تین گھنٹے سے زیادہ کام نہیں کرایا جائے گا جب تک کہ اسے بیچ میں کم سے کم آرام کے لیے ایک گھنٹہ کا وقفہ نہیں دیا جاتا۔ اس کے علاوہ وقفہ کو اور کام کے لیے انتظار پر ضائع ہونے والے وقت کو ملاکر کام کے اوقات ایک دن میں چھ گھنٹے سے زیادہ نہیں ہوں گے۔ کسی بھی بچے سے شام کے سات بجے کے بعد اور صبح کے آٹھ بجے تک کوئی کام

نہیں کرایا جائے گا اور کسی بھی بچے سے کام کے اوقات سے زیادہ کام نہیں لیا جائے گا۔ اسی ایکٹ کی دفعہ 8 کے تحت ہفتہ میں کم سے کم ایک مکمل دن کی چھٹی دی جائے گی، دفعہ 13 میں یہ توضیح کی گئی ہے کہ حکومت سرکاری گزٹ میں اعلان نامے کے ذریعہ کسی ادارے میں بچوں کے کام سے متعلق ان کی صحت اور حفاظت کے لیے قواعد بنا سکے گی۔ یہ قواعد صفائی، روشنی، نمی، پینے کا پانی، بیت الخلاء، پیشاب گھر، دھماکہ خیز اشیاء و آگ سے حفاظت، عمارت اور مشینری کے تحفظ وغیرہ کی بابت ہوسکیں گے۔ دفعہ 14 کے تحت وہ لوگ جو دفعہ 3 میں کچھ پیشوں اور کاموں میں بچوں کو لگانے یا مامور کرنے کی ممانعت کی خلاف ورزی کریں گے، کم سے کم تین ماہ اور زیادہ سے زیادہ ایک سال کی سزائے قید کے یا جرمانے کی سزا کے، جو کم سے کم دس ہزار روپے اور زیادہ سے زیادہ بیس ہزار روپے تک کا ہوسکے گا یا دونوں کے مستوجب ہوں گے۔ اگر کوئی شخص دفعہ 3 کے تحت ایک بار مجرم ٹھہرائے جانے کے باوجود پھر ایسے ہی جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ کم سے کم چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ دو سال کی سزائے قید کا مستوجب ہوگا۔ اطفال (مزدوروں کی گروی) ایکٹ، 1933 کی دفعہ 4 میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جو ماں باپ یا ولی کسی بچے کو مزدوری کے لیے گروی رکھنے کا اقرار نامہ کرتا ہے اس پر پچاس روپے تک کا جرمانہ ہوسکتا ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس ایکٹ کے تحت بچے سے مراد وہ شخص ہے جس کی عمر پندرہ سال سے کم ہے۔ بچوں کو اس طرح مزدوری پر رکھنے والے شخص پر بھی زیادہ سے زیادہ دو سو روپے کا جرمانہ عاید کیا جاسکتا ہے۔ باغات مزدور ایکٹ، 1951 کی دفعہ 25 میں بچوں سے صرف صبح چھ بجے سے شام کے سات بجے کے دوران ہی کام کرایا جاسکتا ہے اسی طرح کارخانہ ایکٹ، 1948 کی دفعہ 71 میں یہ بات کہی گئی ہے کہ کسی بھی بچے سے ایک دن میں ساڑھے چار گھنٹے سے زیادہ کام نہیں کرایا جائے گا اور نہ ہی اس سے رات میں کوئی کام لیا جائے گا۔ اسی طرح بچوں کو مختلف شفٹوں میں کام کرنے کی بابت بھی ضابطہ بندی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ دفعہ 72 میں یہ توضیح کی گئی ہے کہ ہر اس کارخانے میں جہاں بچے ملازم ہیں دفعہ 108 کے ضمن (2) کی توضیعات کے مطابق ایک نوٹس لگایا جائے گا جس میں صاف طور پر یہ بات درج ہوگی

کہ بچے روزانہ کتنے گھنٹے کام کریں گے۔ دفعہ 73 میں بال مزدوروں کی بابت ایک رجسٹر رکھا جائے گا جس میں کارخانے میں کام کرنے والے ہر بچے کا نام، اس کے کام کی نوعیت، وہ گروپ جس میں اس کو رکھا گیا ہے، شفٹ کی تفصیل، دفعہ 59 کے تحت دیا گیا صحت مندی سرٹیفکٹ کا نمبر درج ہوگا۔ دفعہ 99 میں یہ مذکور ہے کہ جو ماں، باپ، ولی یا شخص جس کی تحویل میں وہ بچہ ہے، کسی بچے سے دوہری مزدوری کرائے گا تو اس پر ایک ہزار روپے تک کا جرمانہ عاید کیا جائے گا۔ البتہ اگر عدالت کو یہ اطمینان ہوجاتا ہے کہ اس بچے نے یہ کام حسب صورت ان تینوں میں سے کسی کی مرضی کے بغیر کیا ہے تو ان پر جرمانہ عاید نہیں کیا جائے گا۔ بیڑی اور سگار کارکنان (ماموری کی شرائط) ایکٹ، 1966 کی دفعہ 24 میں یہ بات کہی گئی ہے کہ کسی بھی بچے سے صنعتی مقام پر کام نہیں کرایا جائے گا۔ اسی ایکٹ کی دفعہ 25 میں کمسن افراد سے صرف صبح چھ بجے سے شام کے سات بجے کے دوران ہی کام لیا جاسکتا ہے۔ موٹر ٹرانسپورٹ کارکنان ایکٹ، 1961 کی دفعہ 21 میں یہ بات صاف طور پر کہی گئی ہے کہ کسی بھی موٹر ٹرانسپورٹ ادارے میں کسی بچے سے کسی بھی طرح کا کوئی کام نہیں لیا جاسکتا۔ بندھوا مزدور نظام (انسداد) ایکٹ، 1976 کے ذریعہ بندھوا مزدور نظام کا خاتمہ کردیا گیا ہے تاکہ سماج کے کمزور طبقوں کا معاشی اور جسمانی استحصال نہ ہوسکے۔ اس ایکٹ کی دفعہ 16 میں یہ بات کہی گئی ہے کہ اس ایکٹ کے نفاذ کے بعد کسی بھی ایسے شخص جو کسی سے جبراً بندھوا مزدور کی حیثیت سے کام لے گا اسے تین سال تک کی سزائے قید ہوسکتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دوہزار روپے تک کا جرمانہ بھی ہوسکتا ہے۔

ان تمام اقدامات کے باوجود بھی اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ نہ صرف ہمارے ملک میں بلکہ دیگر ممالک میں بھی بچوں سے مزدوری کا کام کرایا جارہا ہے اور ان کا استحصال برابر جاری ہے۔

ہمارے ملک میں دیگر ممالک کی طرح اس سلسلے میں بہت کچھ کیا گیا ہے لیکن اس میں ابھی تک عوام کا مکمل تعاون نہ ملنے کے باعث اتنی کامیابی حاصل نہیں ہوسکی ہے جتنی مقصود ہے۔ حال میں بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے قومی کمیشن بنایا گیا ہے۔ اگر بچوں کی تعلیم پر صحیح، مناسب اور بروقت توجہ دی جاتی اور آئین کی دفعہ

45 میں مضمر جذبے کو عملی جامہ پہنایا گیا ہوتا تو آج یہ صورت حال نہیں ہوتی اور بہت سے ان پڑھ بچے محرومی کا شکار نہیں ہوتے۔ اگرچہ **انی کرشنن والے معاملے**[1] میں سپریم کورٹ کے فیصلے کے تحت بچوں کو چودہ سال تک کی مفت اور لازمی تعلیم دینے کی بات کو بنیادی حق کا درجہ حاصل ہوگیا تھا اور اب تو حکومت نے بھی اس حق کو ایک بنیادی حق تسلیم کرلیا ہے لیکن اس سب کے باوجود آج بھی ہمارے ملک کے بچوں کی اچھی خاصی تعداد تعلیم سے محروم ہے اور پانچ سے چودہ سال کے گروپ میں کم سے کم 50 فیصدی بچے اسکول نہیں جاتے۔

---

1. 1993 (1) ایس سی سی 645

باب 15

انسانی حقوق اور معذورین

نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے تمام جمہوری ممالک کے دساتیر میں حق مساوات کی بات کہی گئی ہے۔ یہ مساوات ہر شخص کو خواہ وہ صحت مند ہو یا معذور، حاصل ہے، بھارت کے آئین کی دفعہ 14 میں یہ توضیع کی گئی ہے کہ مملکت کسی شخص کو بھارت کے علاقے میں قانون کی نظر میں مساوات یا قوانین کے مساویانہ تحفظ سے محروم نہیں کرے گی۔ اس کے علاوہ دیگر دفعات میں بھی کسی بھی بنیاد پر کسی بھی طرح کے امتیاز کی ممانعت کی گئی ہے۔ اس پس منظر میں کسی بھی شخص کو معذور کہنا ہی مساوات کے اصول کے خلاف ہے۔ اگر ہم معذوری سے متاثر یا معذوری کے شکار لوگوں کو جو قانونی تحفظ ملکی اور بین الاقوامی قوانین کی رو سے انہیں حاصل ہے اس کو عملی جامہ پہنا دیں تو کوئی شخص معذور نہیں رہے گا اور وہ زندگی کے کسی بھی شعبے میں اتنا ہی سرگرم ہوسکے گا جتنے دیگر لوگ۔

اقوام متحدہ کی مختلف ایجنسیاں معذور لوگوں کے مسائل پر وقتاً فوقتاً ہمدردانہ غور کرتی رہی ہیں۔ 1971 میں دماغی اعتبار سے معذور اشخاص کے حقوق سے متعلق

اعلامیے میں یہ بات صاف طور پر کہی گئی تھی کہ ان لوگوں کو وہ تمام انسانی حقوق حاصل ہیں جو دیگر لوگوں کو حاصل ہیں۔ وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ انہیں مناسب طبی سہولیات، جس میں فزیکل تھراپی بھی شامل ہے، مہیا کرائی جائیں اور انہیں ایسی تعلیم اور ٹریننگ دی جائے جس سے وہ اپنا تمام کام کاج خود کرسکیں اور ایک بہتر زندگی گذار سکیں۔ وہ معاشی تحفظ اور ایک بہتر معیار زندگی کی اسی طرح حقدار ہیں جس طرح دیگر لوگ۔ اسی طرح 1975 میں جنرل اسمبلی نے اپنی تجویز نمبر 3447 میں یہ کہا تھا کہ جسمانی اعتبار سے معذور افراد کو بھی وہی شہری اور سیاسی حقوق حاصل ہیں جو دیگر افراد کو حاصل ہیں۔

17 دسمبر 1991 کو جنرل اسمبلی نے اپنی تجویز نمبر 46/119 میں دماغی اعتبار سے معذور افراد اور ان کے لیے بہتر طبی سہولیات سے متعلق کچھ اصول وضع کیے تھے۔ اس تجویز میں اس بات کو بھی واضح کردیا گیا تھا کہ یہ اصول کسی نااہلیت، نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب، سیاسی یا دیگر رائے، قومی، نسلی یا سماجی نژاد، قانونی یا سماجی حیثیت، عمر، جائیداد۔ پیدائش جیسی کسی بنیاد پر کسی امتیاز کے بغیر لاگو کیے جائیں گے۔ اس تجویز میں ایسے معذور افراد کے بارے میں یہ کہا گیا تھا کہ ان کے ساتھ انسانی برتاؤ کیا جائے گا، ان کے جذبات اور احساسات کا مکمل احترام کیا جائے گا اور ان کے وقار کو کسی قسم کی ٹھیس نہیں پہنچائے گی۔ انہیں وہ تمام شہری، سیاسی، معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق حاصل ہوں گے جنہیں انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیے، معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کے بین الاقوامی اعلامیے، شہری اور سیاسی حقوق کے بین الاقوامی اعلامیے، اور دیگر متعلقہ دستاویزات میں جیسے معذور افراد کے حقوق سے متعلق اعلامیہ اور تمام افراد کے تحفظ سے متعلق اصول، تسلیم کیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا بین الاقوامی دستاویزات اور تجاویز کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے ملک میں بھی معذور لوگوں کو قانونی تحفظ فراہم کرنے اور ان کی تمام معاملات میں مساوی شرکت کو یقینی بنانے کے لیے معذوری کا شکار افراد (مساوی مواقع، حقوق کا تحفظ اور مکمل شراکت) ایکٹ، 1995 (THE PERSONS WITH DISABILITIES (EQUAL OPPORTUNITIES, PROTECTION OF RIGHTS AND FULL

(PARTICIPATION) ACT, 1995 وضع کیا گیا اور اس کی عمل درآمدگی کے لئے 1996 میں ضروری قواعد بنائے گئے۔

یہ ایکٹ 5/دسمبر 1992 کو بیجنگ میں منعقد معاشی اور سماجی کمیشن برائے ایشیا و بحرالکاہل کے اجلاس میں ایشیا اور بحرالکاہل کے ممالک میں معذور افراد کی دہائی (1993 تا 2002) کے اعلان اور اس میں معذور افراد کی مکمل شراکت اور مساوات کے اصول کو دی گئی منظوری کو پیش نظر رکھ کر وضع کیا گیا ہے۔ یہ ایکٹ ان لوگوں کے تحفظ کے لیے بنایا گیا ہے جو نابینا ہوگئے ہیں یا جن کی بینائی کمزور ہوگئی ہے یا جنہیں جذام جیسے مرض سے نجات مل چکی ہے یا جن کی قوت سماعت میں کمی آگئی ہے یا جو چلنے پھرنے سے معذور ہوگئے ہیں یا دماغی اعتبار سے کمزور ہوگئے ہیں یا کسی دماغی عارضے کا شکار ہوگئے ہیں۔

اس ایکٹ میں مرکزی رابطہ کمیٹی، مرکزی عاملہ کمیٹی، ریاستی رابطہ کمیٹی اور ریاستی عاملہ کمیٹی کے قیام کی بابت توضیعات کی گئی ہیں۔ مرکزی رابطہ کمیٹی حکومت ہند اور دیگر سرکاری وغیر سرکاری اداروں کے ان تمام کاموں پر نظر رکھے گی اور ان کے مابین رابطہ قائم کرے گی جو معذور افراد کے لیے کیے جارہے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک قومی پالیسی وضع کرے گی اور ایسی پالیسی یا پالیسیوں، پروگراموں اور اس ضمن میں ضروری قوانین بنانے کے لیے مرکز کو صلاح دے گی۔ اس کے علاوہ دیگر متعلقہ امور کی بابت ضروری اقدام کرے گی اور مرکزی حکومت کے ذریعہ اسے سونپے گئے کاموں کو حسب ضرورت اور حسب موقع انجام دے گی۔ مرکزی عاملہ کمیٹی، مرکزی رابطہ کمیٹی کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کی ذمہ دار ہوگی۔ اسی طرح ریاستی رابطہ کمیٹی، ریاستی سطح پر وہ تمام کام انجام دے گی جو مرکزی سطح پر، مرکزی رابطہ کمیٹی انجام دیتی ہے۔ ریاستی عاملہ کمیٹی، ریاستی رابطہ کمیٹی کے ذریعہ کیے گئے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کی ذمہ دار ہوگی۔ اس ایکٹ کی دفعہ 28 میں یہ توضیع کی گئی ہے کہ متعلقہ حکومت ایسے آلہ جات اور تعلیمی امدادی اشیاء وغیرہ بنائے گی اور ان سے متعلق تحقیقی کام کرے گی تاکہ معذور بچوں کو تعلیمی میدان میں احساس معذوری یا احساس محرومی نہ ہو اور انہیں دیگر بچوں کی طرح مساوی مواقع میسر ہوں۔ دفعہ 29 میں اساتذہ کی ٹریننگ کے لیے ادارے قائم

کرنے کی بات کہی گئی ہے تاکہ یہ اساتذہ معذور بچوں کو ان کی ضرورت کے مطابق صحیح تعلیم دے سکیں اور مناسب تعداد میں دستیاب ہوں۔ متعلقہ حکومتیں اس قسم کی وسیع تعلیمی اسکیمیں تیار کریں گی جس میں معذوروں کے لیے نقل وحمل کی سہولیات اور کتابوں وغیرہ کی فراہمی کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں اچھی غذا فراہم کرنے کی بھی بات کہی گئی ہے۔

متذکرہ بالا بنیادی ضروریات سے متعلق توضیعات کے ساتھ ساتھ معذورین کو سماجی تحفظ فراہم کرنے پر بھی زور دیا گیا ہے دفعہ 33 میں معذورین کے لیے اسامیوں کے تحفظ کی بات کہی گئی ہے۔ یہ تحفظ 3 فیصدی سے کم نہیں ہوگا۔ یعنی اگر کسی محکمے میں سو اسامیاں ہیں تو اس میں سے تین اسامیاں معذورین کے لیے محفوظ رکھی جائیں گی۔ لیکن اکثر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ سرکاری محکموں میں کچھ تکنیکی وجوہات کی بنا پر اس پر مکمل طور پر عمل نہیں کیا جاتا۔ مثلاً اگر کسی محکمے میں لورڈویژن کلرک کی آٹھ اسامیاں ہیں تو اس میں سے کوئی بھی اسامی یہ کہہ کر معذورین کے لیے محفوظ نہیں رکھی جاتی کہ اگر اس درجے میں کم سے کم 33 اسامیاں ہوتیں تو اس میں سے ایک اسامی معذورین کے لیے رکھی جاسکتی تھیں۔ دراصل اس قانونی توضیع کی یہ غلط تعبیر ہے اور اس قسم کی تعبیر سے معذورین کے قانونی حقوق تلف ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں حکومت نے ضروری ہدایات جاری کی ہیں مگر عمل آوری میں کہیں کہیں کمی نظر آتی ہے۔ اس کا تفصیلی جائزہ یہاں موضوع بحث نہیں ہے۔ قانون بنانے والوں کی نیت بالکل صاف ہے۔ ایکٹ کی دفعہ 36 اس بات کا مکمل ثبوت ہے۔ اس دفعہ میں یہ بات صاف طور پر کہی گئی ہے کہ اگر معذورین کے لیے محفوظ رکھی گئی اسامی یا اسامیاں کسی سال میں کسی وجہ سے پر نہیں ہوسکی ہیں تو انہیں آئندہ سال میں لے جایا جائے گا۔ دفعہ 38 میں ایسی اسکیمیں بنانے کی بات کہی گئی ہے جن سے اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ معذور لوگ بیکار نہ رہیں اس دفعہ میں دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل کے لیے توضیعات کی گئی ہیں :

(الف) معذورین کو ٹریننگ دیا جانا اور ان کی بہبود

(ب) عمر کی حد میں چھوٹ دینا

(ج) روزگار کی ضابطہ بندی

(د) صحت اور تحفظ کے اقدام اور ایسے مقامات پر جہاں معذور لوگ کام کررہے ہوں ایسا ماحول میسر کرنا جس میں وہ خود کو معذور نہ محسوس کریں۔

(ہ) وہ طریقہ جس سے اور ایسے افراد جن کے ذریعہ ان اسکیموں کو چلانے کی لاگت چکائی جائے گی، اور

(و) اسکیم کے انتظام وانصرام کے لیے ذمہ دار اتھارٹی کی تشکیل۔

دفعہ 39 میں ایسے تعلیمی اداروں کو جنھیں حکومت سے امداد مل رہی ہے یہ ہدایت دی گئی ہے کہ وہ ان اداروں میں معذورین کے لیے نشستیں محفوظ رکھیں۔

1995 کے ایکٹ کے علاوہ معذورین کی بھلائی کے لیے ایک اور ایکٹ 1999 میں وضع کیا گیا۔ اس ایکٹ کا نام THE NATIONAL TRUST FOR AUTISM, CEREBRAL PALSY, MENTAL RETARDATION AND MULTIPLE DISABILITY ACT (NTA), 1999 ہے۔ اس ایکٹ میں معذورین کی فلاح وبہبود کے لیے ایک قومی ٹرسٹ بنانے کی بات کہی گئی ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود یہ نہیں کہا جاسکتا کہ معذورین آج بھی احساس محرومی کا شکار نہیں ہیں اور کبھی کبھی تو یہاں تک کہہ دیا جاتا ہے کہ جو کچھ معذورین کے لیے اب تک کہا گیا ہے اور کیا گیا ہے اس میں کافی تضاد ہے۔ قول وفعل کے تضاد کے ساتھ ساتھ لوگ یہ بھی کہنے سے گریز نہیں کرتے کہ معذورین کو جو حقوق قانون کے ذریعہ عطا کیے گئے ہیں وہ حقیقت ہے یا محض ایک افسانہ۔ سابق چیف جسٹس آف انڈیا ڈاکٹر اے۔ ایس۔ آنند نے انٹرنیشنل انسٹی چیوٹ آف ہومن رائٹس سوسائٹی کی دسمبر 2001 میں یوم انسانی حقوق کے موقع پر ہونے والی ایک تقریب میں اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا تھا اور کہا تھا کہ ابھی اس میدان میں بہت کچھ کیا جانا باقی ہے۔ یوم معذورین (3/دسمبر 2001) کے موقع پر اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کوفی عنان نے اس سلسلے میں کی گئی کوششوں کو سراہتے ہوئے یہ کہا تھا کہ اس ضمن میں کافی کچھ کیا جاچکا ہے لیکن دنیا کے تمام ممالک کو اس جدوجہد کو جاری رکھنا ہوگا جس کا مقصد ایک ایسا سماج بنانا ہے

جس میں معذورین کو وہی مواقع حاصل ہوں جو دیگر لوگوں کو حاصل ہیں اور ان کو کسی بھی ملک کی سماجی، ثقافتی، سیاسی اور معاشی زندگی میں برابر کا شریک سمجھا جائے۔

دراصل معذورین کو مساوی حقوق دلانے کی بات صرف قانون سے ہی نہیں جڑی ہوئی ہے یہ ایک سماجی مسئلہ ہے، اس میں ہر شخص کو کچھ نہ کچھ کردار ادا کرنا ہے ہر شخص کو یہ چاہئے کہ وہ معذورین کے ساتھ ہمدردانہ برتاؤ کرے لیکن ہمدردانہ برتاؤ کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ فریق ثانی یہ محسوس کرنے لگے کہ وہ کسی ہمدردی یا مدد کا محتاج ہے۔ ڈاکٹر آنند نے اپنے متذکرہ بالا خطبے میں یہ بات کہی تھی کہ ہم معذورین کے لیے جو کچھ کرتے ہیں وہ کوئی خیراتی کام نہیں ہے اور نہ ہی ہم ایسا کرکے معذورین پر کوئی احسان کرتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہم سب نے، جس میں ارباب حکومت بھی شامل ہیں، اپنا اپنا فرض ٹھیک طور پر ادا نہ کرکے معذورین کو معذورین بنا رکھا ہے۔ اگر ہم سب اپنا اپنا فرض ٹھیک سے ادا کرتے تو آج ان لوگوں کو احساس محرومی نہیں ہوتا اور ان لوگوں پر جنسی، جسمانی ودیگر مظالم نہ ہوتے اورحقیقی معنوں میں ان کو صحت مند لوگوں کی طرح مساوی حقوق حاصل ہوتے اور وہ معذورین نہیں کہلاتے۔

باب 16

انسانی حقوق اور پناہ گزیں

اگر کسی ملک کے لوگ اس ملک میں کسی بھی بنیاد پر کیے گئے ناروا برتاؤ کے سبب دوسرے ملک میں ہجرت کرتے ہیں تو اس سے انسانی حقوق کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہوتی ہے۔ چونکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جو فریق متعلق اپنی مرضی سے نہیں کرتا بلکہ وہ اس پر تھوپا جاتا ہے یا بالفاظ دیگر وہ اپنا ملک اور اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہوتا ہے یا مجبور کیا جاتا ہے۔ لہٰذا انسانی حقوق سے متعلق پالیسی میں یہ بات سب سے اہم ہے کہ پناہ گزینوں کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کیا جائے، ان کی ہر طرح مدد کی جائے اور ان کے مسائل کا بروقت حل نکالا جائے۔ پناہ گزینوں کے حقوق کا تحفظ دراصل انسانی حقوق کا تحفظ ہے۔ بین الاقوامی تحفظ میں پناہ دینے کا جو بین الاقوامی نظام جنیوا کنونشن کی بنیاد پر قائم ہوا ہے اس کا دنیا کی تمام مہذب قومیں پورا پورا احترام کرتی ہیں۔

بھارت کے آئین کی دفعہ 51 اور 253 کے مطابق بھی تمام بین الاقوامی قرار دادوں کا احترام کیا جاتا ہے۔ یہ دفعات اس طرح ہیں۔

دفعہ 51

مملکت کی کوشش ہوگی کہ وہ ......

(الف) بین الاقوامی امن اور سلامتی کو فروغ دے؛

(ب) قوموں کے درمیان منصفانہ اور باعزت تعلقات قائم رکھے؛

(ج) منظم اقوام کے باہمی معاملات میں بین الاقوامی قانون اور عہد ناموں کے وجوب کے احترام کو بڑھائے اور قائم رکھے؛ اور

(د) بین الاقوامی تنازعات کو ثالثی کے ذریعے طے کرنے کی حوصلہ افزائی کرے۔

دفعہ 253

اس باب کی ماقبل توضیعات میں کسی امر کے باوجود پارلیمنٹ کو کسی دوسرے ملک یا ملکوں کے ساتھ عہدنامہ، اقرار نامہ یا عہدوپیمان یا کسی بین الاقوامی کانفرنس انجمن یا دوسری جماعت میں کئے ہوئے تصفیہ کی تعمیل کرنے کے لئے بھارت کے کل علاقہ یا اس کے کسی حصہ کے لئے قانون بنانے کا اختیار حاصل ہے۔

پناہ گزینوں کا مسئلہ اب ایک بین الاقوامی مسئلہ بن چکا ہے، صرف فرق جائے وقوع کا ہے۔ 1947 میں تقریباً 35 سے 40 ملین لوگوں نے ہندوستان سے پاکستان اور پاکستان سے ہندوستان میں ہجرت کی۔ ہندوستان میں ہجرت کرنے والے لوگوں کو شرنارتھی کہا گیا اور ہندوستان سے پاکستان ہجرت کرنے والے لوگوں کو مہاجر کہا گیا۔ کبھی یہ صورت حال تبت میں پیدا ہوئی تو کبھی سری لنکا میں تو کبھی افغانستان میں تو کبھی روس سے الگ ہونے والی ریاستوں میں۔

بھارت کے آئین میں اگرچہ دفعہ 51 میں بین الاقوامی قراردادوں کے احترام کی بات کہی گئی ہے لیکن کوئی بھی ایسا قانون نہیں ہے چاہے وہ غیر ملکی لوگوں سے متعلق 1946 کا ایکٹ ہو یا 1960 کا جنیوا کنونشن ایکٹ، جس کی رو سے بین الاقوامی قراردادوں پر عمل درآمدگی کے لیے عدالتوں سے رجوع کیا جاسکے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کوئی بھی ملک اپنے یہاں آنے والے کسی بھی

پناہ گزیں کو کسی ایسے دوسرے ملک میں جانے کے لیے مجبور نہیں کرسکتا جہاں اس کی جان یا آزادی خطرے میں پڑنے کا اندیشہ ہو۔ پناہ گزینوں کی حیثیت سے متعلق اقوام متحدہ کی کنونشن کی دفعہ 33 (1) میں بھی یہ بات واضح طور پر کہی گئی ہے کہ کوئی بھی ملک کسی بھی پناہ گزیں کو کسی بھی طریقے سے سرحد کے دوسری پار جانے کے لیے مجبور نہیں کرے گا جہاں نسل، مذہب، قوم یا کسی سماجی گروپ یا سیاسی طرزفکر کی وجہ سے اس کی جان یا آزادی کو خطرہ پیدا ہو۔

حبیب اللطیفی والے معاملے[1] میں گجرات ہائی کورٹ نے بھی ایسی ہی رائے کا اظہار کیا ہے۔

بین الاقوامی پیمانے پر بھی پناہ گزینوں سے متعلق مدعے کو انسانی حقوق کا ایک انتہائی اہم مدعا مانا گیا ہے اور بہت سے بین الاقوامی اداروں میں یہ بات بحث کا موضوع رہی ہے کہ دنیا میں ایسے حالات نہ پیدا ہوں جن سے ایک ملک کے لوگوں کو ایک ملک سے دوسرے ملک میں ہجرت کرنی پڑے اور ساتھ ہی بین الاقوامی امن اور سلامتی قائم رہے، قوموں کے درمیان منصفانہ اور باعزت تعلقات قائم رہیں اور منظم اقوام کے باہمی معاملات میں بین الاقوامی قانون اور عہد ناموں کے وجوب کے احترام میں اضافہ ہو اور بین الاقوامی تنازعات کو ثالثی کے ذریعہ طے کرنے کی حوصلہ افزائی ہو۔ لیکن ان سب کے باوجود بھی یہ مسئلہ دنیا کے کسی نہ کسی حصے میں سامنے آتا ہی رہتا ہے۔ اس مسئلے کے دو پہلو ہیں۔ ایک تو یہ کہ پناہ گزینوں کی جو موجودہ بنیادی ضروریات ہیں وہ پوری ہوں اور دوسرے یہ کہ ایسے حالات پیدا ہوں کہ وہ اپنے وطن واپس جاسکیں۔ انسانی حقوق کے نقطہ نظر سے بھی یہ ضروری ہے کہ ایسے حالات پیدا کیے جائیں کہ پناہ گزیں اپنے ملک واپس جاسکیں، چونکہ اپنے وطن واپس جانا ان کا حق ہے نہ کہ رعایت، یہ بات دوسری ہے کہ اگر وہ لوگ اس ملک میں جہاں انہوں نے ہجرت کی ہے پناہ (ASYLUM) لینا چاہیں تو وہ ملک انہیں پناہ دے سکتا ہے ان لوگوں کو چونکہ اکثر رفیوجی کیمپوں میں رکھا جاتا ہے اس لیے ان کی مخصوص ضروریات ہوتی ہیں اور انسانیت کے ناطے ہر شخص اور ہر ادارے کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کی مدد

[1] 1999 کریمنل لا جنرل 919

کرے۔ قابل افسوس بات یہ ہے کہ پناہ گزینوں میں عورتوں اور بچوں کی اچھی خاصی تعداد ہوتی ہے اور انہیں بے انتہا دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اقوام متحدہ نے بھی پناہ گزینوں کو تحفظ عطا کرنے کے معاملے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے اور وہ اس بات پر نظر رکھتا ہے کہ ان کے تحفظ سے متعلق قراردادوں پر کس حد تک عمل کیا جارہا ہے۔ ویانا میں انسانی حقوق سے متعلق عالمی کانفرنس میں لیے گئے فیصلے کے مطابق اقوام متحدہ میں اقوام متحدہ ہائی کمشنر برائے پناہ گزیں (U.N. HIGH COMMISSIONER FOR REFUGEES) کا عہدہ وجود میں آیا۔ اس سے اقوام متحدہ کے انسانی حقوق سے متعلق سیکٹر کو مضبوط ہونے میں کافی مدد ملی۔ لیکن آج اس کمیشن کے سامنے بے انتہا مالی مشکلات ہیں مگر پھر بھی یہ کمیشن پناہ گزینوں کے مسائل حل کرنے میں ایک اہم کردار ادا کررہا ہے۔ کمشنر کا اصل کام یہی ہے کہ وہ پناہ گزینوں کے تحفظ اور انہیں امداد کی فراہمی یقینی بنائے، بین الاقوامی برادری سے برابر رابطہ قائم رکھے اور پناہ گزینوں سے متعلق بین الاقوامی مسائل کا حل نکالنے کے لیے کوشاں رہے اس کے علاوہ اس کا ایک کام یہ بھی ہے کہ وہ شرنارتھیوں کی حیثیت سے متعلق کنونشن کی تعمیل کی ذمہ داری کو ایماندارانہ طریقے سے نبھائے۔ بیسویں صدی کی آخری دہائی میں چونکہ اس مسئلے نے زیادہ شدت اختیار کرلی تھی اس لیے اس عرصے میں اس عہدے دار کو اپنا کام اور بھی زیادہ محنت اور مستعدی سے انجام دینا پڑا۔

باب 17

انسانی حقوق اور اذیت رسانی وجرائم دوران تحویل

اذیت رسانی اور دیگر ظالمانہ غیر انسانی یا ذلت آمیز سلوک کے خلاف 10 رد سمبر 1984 کو منظور کی گئی کنونشن کی دفعہ 1 کے مطابق اگر کوئی سرکاری افسر یا اس کی ایما پر کوئی دیگر شخص کسی شخص کو اقبال جرم کرنے یا کرانے یا جانکاری حاصل کرنے یا کرانے کے لیے شدید جسمانی یا دماغی تکلیف پہنچاتا ہے تو وہ بہ پابندی دیگر شرائط دفعہ ھٰذا 'اذیت رسانی' کے جرم کا مرتکب ہوگا یا اسے مشتبہ شخص سمجھا جائے گا یا اس کی بابت یہ سمجھا جائے گا کہ اسی نے متاثرہ شخص کو ڈر خوف میں رکھا اور اس پر دباؤ ڈالا۔ ویسے بھی اذیت دے کر حاصل کی جانے والی شہادت قابل ادخال نہیں ہوتی۔ قانون کی رو سے اذیت مذموم ٹھہرائی گئی ہے اور کسی مہذب سماج میں اس قسم کا رویہ فعل مکروہ ہے جس کی جتنی بھی مذمت ہو کم ہے۔

جہاں تک ہندوستانی قوانین کا سوال ہے ان میں اذیت رسانی کی کوئی تعریف نہیں کی گئی ہے اور نہ ہی بھارت کے آئین میں ایسا کیا گیا ہے۔ البتہ تعزیرات ہند (مجموعہ تعزیرات بھارت) کی دفعہ 330 کی تمثیل (الف) میں یہ بات کہی گئی ہے

کہ اگر کوئی پولس آفیسر کسی شخص کو اس بات کی ترغیب دینے کے لیے کہ وہ اس بات کا اقبال کرے کہ اس نے کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے، اذیت رسانی کا سہارا لیتا ہے تو وہ پولس آفیسر اس دفعہ اور اس کی تمثیل (الف) کے تحت اسی جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔

اذیت رسانی سے متعلق زیادہ تر واقعات ملزموں اور مجرموں کی تحویل کے دوران پیش آتے ہیں جن کا مفصل طور پر ذکر اس باب کے دوسرے حصے میں عنوان 'جرائم دوران تحویل' کے تحت کیا گیا ہے۔

ترقی پذیر اور غیر ترقی یافتہ ممالک میں یہ واقعات زیادہ پیش آتے ہیں لیکن ترقی یافتہ ممالک بھی اچھوتے نہیں ہیں۔ سب سے افسوسناک امر یہ ہے کہ یہ واقعات چونکہ پس پردہ ہوتے ہیں اور اس کے گواہ بھی آسانی سے نہیں مل پاتے اس لیے متاثرین کو بوقت ضرورت کوئی راحت نہیں مل پاتی کیونکہ نہ وہ کوئی آواز اٹھا سکتے ہیں اور نہ انہیں آواز اٹھانے دی جاتی ہے۔ اور وہ اگر آواز اٹھاتے ہیں تو اس آواز کو کچل دیا جاتا ہے۔ لیکن بدلتے ہوئے سماجی حالات میں اب لوگ بیدار ہوتے جارہے ہیں اور وہ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ انہیں داد رسی کا حق حاصل ہے اور وہ یہ بھی محسوس کرنے لگے ہیں کہ اذیت رسانی کا راستہ اپنانے والوں کے خلاف بھی کارروائی کی جاسکتی ہے اور ان کا بھی کوئی پرسان حال ہے۔ دنیا کے تمام مہذب ممالک اس بات پر متفق ہیں اور انہوں نے اپنے آئین میں ایسی توضیعات کی ہیں کہ ایسا قانونی نظام بنایا جائے جس میں مساویانہ انصاف اور سماعت کا حق ہر شخص کو حاصل ہو۔

بھارت کے آئین کی دفعہ 39 الف میں بھی یہ بات کہی گئی ہے کہ مملکت اس امر کو یقینی بنائے گی کہ قانونی نظام پر ایسا عمل درآمد ہو جس سے مساوی مواقع فراہم کرتے ہوئے انصاف کو فروغ ہو، اور بالخصوص مناسب قانون سازی کے ذریعہ یا اسکیمیں مرتب کرکے یا کسی دیگر طریقے سے مفت قانونی امداد اس طرح فراہم کی جائے جس سے اس امر کا تیقن ہوکہ معاشی یا دیگر نااہلیتوں کی بنا پر کسی شہری کو انصاف حاصل کرنے کے حق سے محروم نہیں رکھا گیا ہے۔

جرائم دوران تحویل

کسی بھی مہذب ملک کا قانون اس بات کی اجازت نہیں دیتا اور نہ دے سکتا ہے کہ تحویل کے دوران کسی بھی شخص پر کوئی ظلم کیا جائے، اس کے ساتھ غیر مہذب برتاؤ کیا جائے یا اس کو اذیت دی جائے یا کوئی سخت تکلیف پہنچائی جائے۔ انسانوں کی تو بات ہی کیا، جانوروں کے ساتھ بھی ظالمانہ سلوک نہیں کیا جاسکتا کوئی بھی ایسا برتاؤ نہ صرف قانونی بلکہ سماجی، تہذیبی یا اخلاقی قدروں کی بھی خلاف ورزی ہوتا ہے اور وہ ناروا رویے کے زمرے میں آتا ہے۔ علاوہ ازیں سب لوگ اس بات پر بھی متفق ہیں کہ بے گناہ کو سزا نہیں ملنی چاہیے۔ اذیت رسانی یا ٹارچر میں جو نازیبا حرکات آتی ہیں وہ اس طرح ہیں۔ جسمانی یا دماغی اذیت، جسمانی چوٹ، حملہ، پولس تحویل/حوالات میں تفتیش اور پوچھ تاچھ کے دوران یا کسی بھی جرم سے متعلق کسی بھی معاملہ میں تیسرے درجہ کا ناروا برتاؤ یا گرفتار کیے گئے شخص کی موت یا پولس کے ذریعہ اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال، زنا بالجبر، فعل خلاف وضع فطری، بنیادی حقوق بالخصوص آئین کی دفعہ 21 اور دفعہ 22 کی خلاف ورزی۔

انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیہ 1948 کی تمہید میں بھی انسانی برادری کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ سے گریز کرنے اور انسانی اقدار کا احترام کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

دفعہ 3 میں یہ بات واضح طور پر کہی گئی ہے کہ ہر شخص کو زندگی، آزادی اور اپنی ذات کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔

دفعہ 11 میں یہ توضیح کی گئی ہے کہ ہر شخص جس پر کسی تعزیری جرم کا الزام لگایا جائے، اس امر کا حق رکھتا ہے کہ اسے اس وقت تک بے گناہ سمجھا جائے جب تک وہ کھلی عدالت میں قانون کے مطابق قصوروار ثابت نہ ہوجائے۔

انسانی حقوق سے متعلق 1969 میں منعقد امریکن کنونشن جس کا اطلاق 1978 میں ہوا اس کی دفعہ (1) 4 میں یہ بات واضح طور پر کہی گئی ہے کہ انسانی وقار کا احترام ہر حالت میں، خواہ جنگ کے حالات ہوں یا ہنگامی حالات یا کسی قسم کا دیگر خطرہ، کیا جانا چاہیے۔ اسی اصول کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ایسا قانون بنانا ضروری ہے

جس سے دوران تحویل کی جانے والی زیادتیوں کو روکا جاسکے۔ اگر کسی شخص کو گرفتار کیا جاتا ہے یا اسے تحویل میں لیا جاتا ہے تو اس سے سچ اگلوانے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اسے تشدد کا نشانہ بنایا جائے، اسے اذیت دی جائے یا سخت تکلیف پہنچائی جائے یا اس کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا جائے۔ لیکن یہ بات کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے کہ ملزم، مجرم ونظربند لوگوں کے ساتھ کبھی کبھی تیسرے درجے کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں بھی جب کوئی شخص آئین کی دفعہ (3) 20 کے تحت اپنا حق استعمال کرتا ہے تو کبھی کبھی اسے بھی ایسے ہی صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سپریم کورٹ بھی وقتاً فوقتاً اس معاملے میں تشویش کا اظہار کرتی رہی ہے۔

پریم شکلا والے معاملے[1] میں ملزم کو ہتھکڑی لگانے کی مذمت کرتے ہوئے اس نے کہا تھا کہ آئین کی دفعہ 19 کے تحت عطا کی گئی آزادی کو ہتھکڑی لگا کر کم نہیں کیا جاسکتا۔

سمن بیہڑا والے (نیلا بتی بنام ریاست اڑیسہ) معاملے[2] میں سپریم کورٹ نے کہا تھا کہ تحویل کے دوران کسی شخص کی موت، کسی مہذب سماج میں، جہاں پر قانون کے اقتدار کا اطلاق ہوتا ہے، غالباً سب سے بدترین جرم ہے۔ اس کے علاوہ **کرتار سنگھ بنام ریاست پنجاب**[3] والے معاملے میں سپریم کورٹ نے کہا تھا کہ پوچھ تاچھ کے دوران کسی شخص کو نہ کوئی اذیت دی جاسکتی ہے اور نہ کوئی سخت تکلیف پہنچائی جاسکتی ہے اور نہ ہی اس کے ساتھ تیسرے درجے کا یعنی ناروا برتاؤ کیا جاسکتا ہے۔

سپریم کورٹ نے **ڈی. کے. باسو بنام ریاست مغربی بنگال والے معاملے**[4] میں کہا تھا کہ ملزم کی تحویل کے دوران کورٹ کی گیارہ ہدایتوں میں سے کسی بھی ہدایت پر عمل نہ کرنے کی صورت میں متعلقہ سرکاری افسر کو توہین عدالت کے لیے سزا دی جاسکتی ہے۔ کچھ اہم ہدایات اس طرح تھیں :

- ان پولس والوں کا ریکارڈ رکھا جائے جنھوں نے کسی شخص کو گرفتار کیا ہو۔
- گرفتاری کا ریکارڈ رکھا جائے۔

---

1. (1980) 3 ایس سی سی 526
2. (1994) 3 ایس سی سی 569
3. اے آئی آر 1993 ایس سی 1960
4. (1997) 1 ایس سی سی 416

- حراست یا نظربندی کے دوران، حراست میں رکھا گیا یا نظربند کیا گیا شخص کہاں پر ہے، اس بات کا ریکارڈ رکھا جائے اور اس کے خیرخواہوں عزیزوں، رشتہ داروں اور جان پہچان والوں کو اس کی گرفتاری کی اطلاع دی جائے۔
- گرفتار کیے گئے یا حراست میں رکھے گئے شخص کا وقتاً فوقتاً طبی معائنہ کرایا جائے تاکہ اس بات کا پتہ لگایا جاسکے کہ تحویل کے دوران اس کے ساتھ کسی جبر یا طاقت کا استعمال تو نہیں کیا جارہا ہے اور یہ کہ اس کی صحت کیسی ہے۔
- معائنہ میمو تیار کی جائے، اس میں مضرت، چوٹ یا زخم کا ریکارڈ رکھا جائے تاکہ تحویل کے دوران کیے گئے کسی بھی تشدد کا بآسانی پتہ لگایا جاسکے۔

سپریم کورٹ نے کہا تھا کہ تمام سرکاری ایجنسیوں کو ان ہدایات پر سختی سے عمل کرنا ہوگا، ان ہدایات میں کوسٹل گارڈ، سی. آرپی۔ سی، آئی، ایس، ایف۔ سی، بی، آئی۔ ریاستی مسلح پولس۔ سی، آئی، ڈی۔ ٹریفک پولس جیسے ادارے آتے ہیں۔

قومی کمیشن برائے انسانی حقوق بھی ایسے بہت سے افراد کو جن کی تحویل کے دوران کی جانے والی زیادتیوں کے سبب موت واقع ہوگئی یا وہ جسمانی طور پر معذور ہوگئے، یا جن کے وقار کو ٹھیس پہنچی، حسب صورت، انہیں یا ان کے وارثین کو معاوضہ دینے کے احکام صادر کرتا رہا ہے ان میں متوفی اشوک کمار (آگرہ) متوفی لکشمن سومناتھ برما (کلیان) متوفی اشوک کمار (رڑکی) بابو شیلکے، بنارس کے آسی گھاٹ پر پی، اے، سی کی زیادتی کے شکار بہت سے افراد اور شیر محمد خاں (ہریانہ) حسین تیلی (راجستھان) وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔

باب 18

انسانی حقوق اور صارفین

انسانی حقوق اور صارفین کے مفادات کا تحفظ بظاہر دو مختلف موضوعات معلوم ہوتے ہیں لیکن ہم اگر بدلتے ہوئے سماجی ومعاشی حالات اور اقدار کا جائزہ لیں تو یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ صارفین کے حقوق بھی انسانی حقوق کے زمرے میں آتے ہیں کیونکہ تمام بین الاقوامی دستاویزات جیسے اقوام متحدہ کا منشور، انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ، شہری اور سیاسی حقوق کا بین الاقوامی منشور، معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کا بین الاقوامی منشور یا اس قسم کی دیگر بین الاقوامی دستاویزات اور دنیا کے تمام ممالک کے دساتیر میں اس بات کو یقینی بنانے کی بات کہی گئی ہے کہ عوام کو ایک بہتر اور باوقار زندگی گزارنے کے لیے اچھا ماحول، بہتر طبی سہولیات اور اچھا معیار زندگی مہیا کرائے جائیں اور کسی کا استحصال نہ ہو۔ آج بہت سے ترقی یافتہ ممالک کی عدالتوں اور ہماری سپریم کورٹ نے بھی، اچھی صحت اور اچھے معیار زندگی کو ایک بنیادی حق قرار دیا ہے۔

اچھی طبی سہولیات، اچھے ماحول اور بہتر طرز زندگی کی ضمانت تبھی دی جاسکتی ہے جب ملک میں اچھی قسم کا سامان اور معیاری خدمات میسر ہوں۔ اگر کوئی کمپنی کوئی

ایسا طبی آلہ بناتی ہے جس سے کسی مریض کو وہ سہولت یا امداد صحیح طریقے سے میسر نہ ہو جو اسے اس آلہ کے ذریعہ میسر یا فراہم کرانا مقصود تھا۔ تو ایسی صورت میں کسی مریض کا اچھی صحت اور معیاری طبی سہولیات کا جو بنیادی حق ہے اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور صارفین کے حقوق کا بھی تحفظ نہیں ہوپاتا کیونکہ وہ تحفظ تبھی ممکن ہے جب انہیں اس کوالیٹی کا سامان ملے جس کے وہ حقدار ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی کنسٹرکشن کمپنی کسی ایسی عمارت کی تعمیر کرتی ہے جس میں خراب میٹریل لگایا گیا ہے تو اس کی بابت یہ کہا جائے گا کہ اس نے جو خدمت انجام دی ہے اس میں کچھ کمی ہے۔ ان ہی سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دوسرے ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کی طرح ہندوستان میں بھی 1986 میں تحفظ صارفین ایکٹ بنایا گیا تاکہ صارفین کے مفادات کا بہتر تحفظ کیا جاسکے اور ان کا استحصال نہ ہوسکے۔

اس ایکٹ کے تحت صارف وہ شخص ہے جو سامان خریدتا ہے یا خریدنے کا اقرار کرتا ہے یا ان کا استعمال کرتا ہے یا کسی سے کوئی خدمت لیتا ہے۔ جہاں تک خدمات کی بات ہے اس میں بینک کاری، فائننگ، بیمہ، تعمیر، طبی سہولیات، تفریح وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ خدمات مفت نہ حاصل کی گئی ہوں یا یہ کہ نجی خدمت کے کسی معاہدے کے تحت نہ کی گئی ہوں۔ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے، سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق طبی سہولیات بھی اسی زمرے میں آتی ہیں لیکن اگر طبی سہولیات بغیر کوئی پیسہ لیے فراہم کی گئی ہیں تو وہ اس زمرے میں نہیں آئیں گی۔ یہی وجہ ہے کہ کسی سرکاری اسپتال میں جہاں پر طبی سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں اگر وہاں کسی خدمت میں یا طبی سہولیات میں کوئی کمی پائی جاتی ہے تو متاثر شخص عدالت صارفین میں نہیں جاسکتا۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ سرکاری اسپتالوں میں غیر معیاری خدمات فراہم کی جاسکتی ہیں۔ ایسے اداروں کے خلاف قانونی کارروائی کی گنجائش دیگر قوانین میں موجود ہے 1986 کے اس ایکٹ کے تحت چارہ جوئی مختصراً مندرجہ ذیل بنیادوں میں سے کسی بھی بنیاد پر کی جاسکتی ہے۔

(1) کسی صارف نے جو مال خریدا ہے یا خریدنے کا اقرار کیا ہے اس میں کوئی نقص یا خرابی ہے۔

(2) اگر کسی صارف نے پیسہ دے کر کرایے پر یا دیگر طور پر خدمات حاصل کی ہیں اور ان میں کوئی کمی ہے یعنی خدمات معیاری نہ ہونے کی صورت میں۔

(3) صارف نے جو مال خریدا ہے اس سے اس کی حکومت کے ذریعہ متعینہ قیمت سے زیادہ قیمت لی گئی ہے یا اس سے زیادہ قیمت لی گئی ہے جو اس سامان پر یا اس کی پیکنگ پر لکھی ہوئی ہے۔

(4) کسی تاجر نے کوئی نامناسب تجارتی عمل کا سہارا لیا ہے اور اس سے صارف کو ضرر پہنچا ہے۔

(5) کوئی ایسی خطرناک شئے بکری کے لیے صارفین کو پیش کی گئی ہے جو ایک خطرناک شئے کی زمرے میں آتی ہے، بغیر یہ بتائے کہ وہ شئے خطرناک یا نقصان دہ ہے۔

صارفین کے تنازعات کے لیے تین سطحوں پر دادرس ایجنسیاں قائم کی گئی ہیں، ریاستی سطح پر ہر ضلع میں صارفین کے تنازعات کی دادرسی کے لیے صارفین ضلع فورم قائم کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر ریاست کے لیے صارفین کے تنازعات کی دادرسی کے لیے ریاستی کمیشن کا قیام کیا گیا ہے، مرکزی سطح پر قومی کمیشن قائم کیا گیا ہے۔ ضلع فورم میں کوئی بھی صارف اپنی شکایت لے جاسکتا ہے، بشرطیکہ اس مال یا خدمت کی قیمت اور اس معاوضے کی رقم جس کا دعویٰ کیا گیا ہے 5 لاکھ سے زیادہ نہیں ہے، بالفاظ دیگر ضلع فورم میں 5 لاکھ تک کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے، لیکن ریاستی کمیشن میں بیس لاکھ تک کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے، اس سے زیادہ کا دعویٰ یا شکایت قومی کمیشن، جو دہلی میں واقع ہے، میں کیا جاسکتا ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان تینوں عدالتوں میں کوئی بھی شکایت یا دعویٰ کرنے کے لیے کسی قسم کی کوئی کورٹ فیس نہیں دینی پڑتی۔ اس کے علاوہ ان عدالتوں میں وکیل کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے البتہ صارف کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ان تمام باتوں کا جن کے بارے میں اس نے شکایت کی ہے، دستاویزی ثبوت پیش کرے اور اس فریق یا ان فریقین کا نام و پتہ اور تنازعے کی مکمل تفصیل متعلقہ عدالت کے سامنے پیش کرے۔ آپسی شکایت کیے جانے پر

اگر متعلقہ عدالت یہ سمجھتی ہے کہ صارف کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو وہ حسب صورت تاجر یا سامان سپلائی کرنے والے شخص کو یہ ہدایت دے سکتی ہے کہ وہ نقص یا خرابی کو دور کرے، اس سامان کی جگہ دوسرا سامان دے، قیمت کی رقم واپس کرے، معاوضہ ادا کرے، غیر مناسب تجارتی عمل کو بند کرے اور بکری کے لیے پیش کیا جانے والا خطرناک مال فوراً ہٹالے۔ اگر متعلقہ فریق عدالت صارفین کے صادر کیے ہوئے حکم پر عمل نہیں کرتا ہے یا حکم عدولی کرتا ہے تو وہ سزا یا جرمانے یا دونوں کا مستوجب ہوگا۔ بقیہ تفاصیل کے لیے تحفظ صارفین ایکٹ، 1986 اور اس سے متعلق عدالتی نظیروں کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

باب 19

انسانی حقوق اور ماحولیاتی تحفظ

دنیا کے تمام ممالک واقوام متحدہ، ماحولیاتی تحفظ کی اہمیت کوتسلیم کر چکے ہیں۔ 1972 میں اسٹاک ہوم میں ہونے والی انسان اور ماحول سے متعلق اقوام متحدہ کی کانفرنس کی قرارداد میں بھی دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ سب سے اہم بات یہ کہی گئی تھی کہ ہر شخص کا یہ بنیادی حق ہے کہ اسے آزادی اور مساوات کے ساتھ ساتھ زندگی گذارنے کے لیے ایسا مناسب ماحول میسر ہو جس میں وہ باوقار وخوشحال زندگی گذار سکے۔ اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں ماحول سے کیا مراد ہے ہمارے ملک میں ماحولیات کے تحفظ سے متعلق جو ایکٹ بنایا گیا ہے، جس کا نام ماحولیات (تحفظ) ایکٹ، 1986 ہے، اس کی دفعہ 2 (الف) میں جو ماحولیات کی تعریف کی گئی ہے وہ اس طرح ہے :

> ''ماحولیات میں پانی، ہوا اور زمین اور وہ باہمی تعلق شامل ہے جو پانی، ہوا اور زمین اور بنی نوع انسان کے مابین اور دیگر جاندار، مخلوقات، پودوں، خرد عضویہ اور جائیداد کے درمیان موجود ہے''

دراصل ماحولیات کی یہ تعریف HUTUCHINSON'S DICTIONARY میں ماحول، اور ماحولیات، کی تعریف اور دیگر ماحولیاتی سائنسدانوں کی تعریفوں کا نچوڑ ہے۔

بھارت کے آئین اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کے مطابق اچھا ماحول ہر شہری کا بنیادی حق ہے اگر کسی بھی قسم کی آلودگی کے باعث ماحول خراب ہوتا ہے تو اس سے انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے کیونکہ متاثرہ اشخاص اس اچھے ماحول سے محروم ہوجاتے ہیں جو ان کو ماحول خراب ہونے سے پہلے میسر تھا اور جس ماحول میں رہنا ان کا انسانی حق تھا۔

ماحول کو سازگار بنانے اور سنوارنے نیز جنگلات وجنگلی جانوروں کا تحفظ کرنے کی بابت آئین کے جز 4 میں دفعہ 48 (الف) شامل کی گئی ہے۔ جس میں یہ کہا گیا ہے کہ مملکت کی یہ کوشش ہوگی کہ وہ ماحول کو سازگار بنائے اور اس میں سدھار لائے نیز ملک کے جنگلات اور اس کے جنگلی جانوروں کا تحفظ کرے۔ اس کے علاوہ بھارت کے آئین کے جز 4 (الف) میں بنیادی فرائض سے متعلق دفعہ 51 (الف) میں یہ بات صاف طور پر کہی گئی ہے کہ بھارت کے ہر شہری کا یہ فرض ہوگا کہ وہ قدرتی ماحول کو جس میں جنگلات، جھیلیں، دریا اور جنگلی جانور شامل ہیں، محفوظ رکھے اور بہتر بنائے اور جانداروں کے تئیں محبت وشفقت کا جذبہ رکھے۔ سرکار نے ماحولیات (تحفظ) ایکٹ، 1986 کے علاوہ پانی اور ہوا۔ کی آلودگی اور اس سے متعلق معاملات کے لیے بہت سے قانون بنائے ہیں جیسے پانی (آلودگی کا تدارک اور کنٹرول) ایکٹ، 1974، ہوا (آلودگی کا تدارک اور کنٹرول) ایکٹ، 1981 وغیرہ۔ اس کے علاوہ جانوروں اور پرندوں کے تحفظ کے لیے بھی قوانین بنائے گئے ہیں۔ ان قوانین میں نہ صرف ماحولیاتی تحفظ پانی اور ہوا کی آلودگی کے تدارک اور انسدادی کارروائیوں سے متعلق باتوں کے ساتھ ساتھ ان قوانین کی توضیعات قواعد، احکام اور ہدایات کی خلاف ورزی کی سزا کی بابت بھی توضیعات کی گئی ہیں مثلاً ماحولیات (تحفظ) ایکٹ، 1986 کی دفعہ 15 کے ضمن (1) میں یہ بات صاف طور پر کہی گئی ہے کہ جو کوئی اس ایکٹ کی توضیعات یا اس کے تحت بنائے گئے قواعد یا جاری کئے گئے احکام یا ہدایات میں سے کسی توضیع یا قاعدے، حکم یا ہدایت کی تعمیل کرنے سے قاصر رہے یا ان کی خلاف

ورزی کرے، تو وہ، ہر ایک ایسے قصور یا خلاف ورزی کی نسبت، پانچ سال تک کی سزائے قید یا ایک لاکھ روپے تک کے جرمانے کی سزا، یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا، اور قصور یا خلاف ورزی جاری رہنے کی صورت میں اضافی جرمانے کا مستوجب ہوگا جو پہلی بار ایسے قصور یا خلاف ورزی کی سزا کے بعد ہر ایک ایسے دن کے لئے پانچ ہزار روپے تک ہوسکتا ہے جس کے دوران ایسا قصور یا خلاف ورزی جاری رہے۔

اگر ضمن (1) میں محولہ قصور یا خلاف ورزی کی سزا کی تاریخ کے بعد ایک سال کی مدت کے بعد بھی جاری رہے تو مجرم سات سال تک کی سزائے قید کا مستوجب ہوگا۔

اسی طرح پانی اور ہوا کی آلودگی سے تحفظ سے متعلق قوانین میں بھی ان قوانین کی ان توضیحات کی خلاف ورزی کرنے پر جن کی عمل آوری لازم ہے، مختلف سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔

ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے اور جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے، اس کا یہ بنیادی حق بھی ہے کہ اس کو اچھا پانی، اچھی ہوا اور اچھا ماحول ملے۔ دنیا کی تمام قومیں اور تمام قانون داں بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ حق صرف ان لوگوں کا ہی نہیں ہے جو اس دنیا میں موجود ہیں بلکہ اس بچے کا بھی ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہے یا جس نے ابھی جنم نہیں لیا ہے۔ اگر ماحولیاتی آلودگی کی وجہ سے پیدا ہونے والے بچے کی صحت پر منفی اثر پڑتا ہے تو یہ کہا جائے گا کہ اس کا حفاظت نفس (جان) کا بنیادی حق اس کی صحت کو ہونے والے ضرر کی حد تک متاثر ہوا ہے۔ تعزیرات ہند کی اسقاط حمل بہ طریق بے جا سے متعلق دفعہ 312 اس بات کا ثبوت ہے کہ ہندوستانی قانون وضع کرنے والے لوگ کس قدر دور اندیش تھے اگر اسقاط حمل نیک نیتی سے عورت کی جان بچانے کی غرض سے نہ کرایا گیا ہو تو قابل سزا جرم ہے۔ چنانچہ وہ عورت بھی جو اپنے اسقاط حمل کا باعث بنی ہو مجرم ہے۔

دنیا کے ترقی یافتہ عدالتی نظام میں ہندوستانی عدلیہ کا بھی ایک اہم مقام ہے دوسرے ترقی یافتہ ممالک کی عدالتوں کی طرح ہمارے ملک کی سپریم کورٹ نے بھی انسانی حقوق اور ماحولیاتی تحفظ سے متعلق بہت سے فیصلے سنائے ہیں جن کا مستند نظیروں کے طور پر حوالہ دیا جاتا ہے۔ مثلاً متھرا ریفائنری، و تاج محل سے متعلق معاملہ، گاڑیوں

سے پیدا ہونے والی آلودگی سے متعلق معاملہ، آلودگی پیدا کرنے والی صنعتوں کو دیگر مقامات پر لے جانے سے متعلق معاملہ، مذبح سے متعلق معاملہ، اسپتال میں استعمال شدہ اشیاء سے متعلق معاملہ، دہلی میں CNG بسوں سے متعلق معاملہ، نہ صرف ان معاملات میں بلکہ اب سے لگ بھگ پندرہ سال پہلے سپریم کورٹ نے **ایم سی مہتا بنام یونین آف انڈیا والے معاملے**[1] میں خطرناک کیمیاوی اشیاء سے متعلق ہدایات دیتے وقت اور آئین کی دفعہ 21 کی تعبیر کرتے وقت اپنی ضمنی رائے (Obiter dicta) پیش کرتے ہوئے یہ اظہار خیال کیا تھا کہ حفاظت نفس (زندگی)، صحت عامہ اور ماحولیات کو تو بے روزگاری جیسے معاشی مسائل تک کے مقابلہ میں بھی ترجیح دی جانی چاہئے۔ 1991 میں سپریم کورٹ نے **سبھاش بنام ریاست بہار والے معاملے**[2] میں ہوا کی آلودگی کے بارے میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ آلودگی سے پاک وصاف ہوا کا حق آئین کی دفعہ 21 کے دائرہ میں آتا ہے۔ اسی طرح اس عدالت نے 1997 میں **بی، ایل وڈھیرہ بنام یونین آف انڈیا والے معاملے**[3] میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ آلودگی سے پاک وصاف پانی کا حق بھی دفعہ 21 کے دائرے میں آتا ہے۔

---

1. اے آئی آر 1987 ایس سی 1086
2. اے آئی آر 1991 ایس سی 420
3. اے آئی آر 1996 ایس سی 2969

باب 20

انسانی حقوق اور ناگہانی حالات کا اعلان

دنیا کے کسی بھی ملک یا ملک کے کسی حصے میں جب بھی ہنگامی حالات پیدا ہوتے ہیں چاہے وہ کسی بھی وجہ سے پیدا ہوں مثلاً اندرون ملک خانہ جنگی، بیرونی حملہ، جنگ، قدرتی آفات وغیرہ تو اس کا سب سے پہلا اثر وہاں کے عوام اور انسانی حقوق پر پڑتا ہے۔ زیادہ تر ممالک کے دساتیر میں ایسی توضیعات کی گئی ہیں جن کی رو سے ہنگامی حالات میں انسانی حقوق جنہیں کسی بھی ملک کے دستور میں خواہ کوئی بھی نام دیا گیا ہو کچھ نہ کچھ پابندی ضرور لگ جاتی ہے اور وہ کبھی کبھی تو اس قدر مجروح ہوجاتے ہیں کہ یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ وہ مکمل طور پر ختم ہوگئے ہیں۔ حالانکہ انسانی حقوق سے متعلق تمام بین الاقوامی دستاویزات جس میں اقوام متحدہ کا منشور، انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ، دیگر معاہدوں، کنونشنوں اور تجاویز میں کیے گئے فیصلوں میں بار بار یہ کہا گیا ہے کہ انسانی حقوق کا ہر حالت میں احترام کیا جانا چاہئے۔ لیکن بار بار یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایسے حالات میں دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں انسانی حقوق پر کسی نہ کسی طرح منفی اثر ضرور پڑتا ہے چاہے ایسا ارادی طور پر کیا جائے یا غیر ارادی طور پر۔

ترقی یافتہ ممالک مثلاً امریکہ، فرانس اور دوسرے ممالک کے ساتھ ساتھ بھارت کے آئین میں بھی ہنگامی یا ناگہانی حالات اور ان کے دوران بنیادی حقوق کی معطلی اور ان کی معطلی کی بابت عدالت میں چارہ جوئی نہ کرنے کے بارے میں توضیعات کی جاتی رہی ہیں اور ان کو عدالتوں میں چیلنج بھی کیا جاتا رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہنگامی حالات سے متعلق توضیعات میں وقتاً فوقتاً ترامیم بھی کی جاتی رہی ہیں۔ دراصل کسی بھی ملک مع ہندوستان کے دستور میں اس قسم کی توضیعات ملک کی سلامتی اور وہاں کے عوام کے مفاد میں کی جاتی ہیں لیکن کبھی کبھی ان کے دانستہ یا غیردانستہ غلط استعمال سے انسانی حقوق مجروح ہوجاتے ہیں۔ اس بات سے بھی مکمل طور سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کبھی کبھی سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے اس قانون کا غلط استعمال کیا جاتا ہے لیکن ترقی کے اس دور میں جب انسانی حقوق کے تحفظ کا احترام تمام بین الاقوامی فورموں اور تمام ممالک میں کیا جاتا ہے اور زیادہ تر ممالک کے دساتیر میں انسانی حقوق کے تحفظ سے متعلق توضیعات شامل کرلی گئی ہیں۔ اب انسانی حقوق کی پامالی اتنا آسان کام نہیں رہا ہے۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں اگر انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی جاتی ہے تو اس کے خلاف دنیا کے ہر کونے سے آواز اٹھتی ہے لیکن اس سب کے باوجود، جیسا کہ اوپر ذکر کیا جاچکا ہے، ہنگامی حالات میں انسانی حقوق یا بنیادی حقوق کی معطلی کی بابت توضیعات دنیا کے تقریباً تمام دساتیر میں آج بھی موجود ہیں حالانکہ انسانی حقوق کا احترام نہ صرف جمہوری بلکہ غیر جمہوری اور ایسے ممالک پر بھی اخلاقاً لازم ہے جو اقوام متحدہ کے رکن نہیں ہیں۔ ہندوستان میں ناگہانی حالات سے متعلق توضیعات آئین کی دفعات 352 تا 360 میں کی گئی ہیں۔

دفعہ 352

ناگہانی حالات کے اعلان سے متعلق ہے اور اس دفعہ کے نیچے نقل کیے گئے حصہ میں ان حالات کا ذکر ہے جن میں ناگہانی حالات کا اعلان کیا جاسکتا ہے۔

(1) اگر صدر مطمئن ہوجائے کہ ایسی شدید ناگہانی حالت موجود ہے جس سے بھارت یا اس کے علاقہ کے کسی حصہ کی سلامتی کو جنگ، بیرونی حملہ یا مسلح بغاوت کا خطرہ ہے تو وہ اعلان نامہ کے ذریعہ پورے بھارت یا اس کے کسی علاقہ کی نسبت،

جس کی اعلان نامہ میں صراحت کی گئی ہو، اس منشا کا ایک اعلان کر سکے گا۔

تشریح : ناگہانی حالت کا ایسا اعلان نامہ جس میں یہ قرار دیا جائے کہ بھارت یا اس کے کسی حصہ کی سلامتی کو جنگ یا بیرونی حملے یا مسلح بغاوت کا خطرہ ہے، حقیقی طور پر جنگ یا ایسا کوئی حملہ یا بغاوت واقع ہونے سے پہلے کیا جاسکے گا جبکہ صدر مطمئن ہو کہ اس کے واقع ہونے کا فوری خطرہ ہے۔

دفعہ 356

ریاستوں میں طریقوں کے ناکام ہونے کی صورت میں ناگہانی حالات کے اعلان سے متعلق ہے۔ اس دفعہ کا متعلقہ حصہ نیچے نقل کیا گیا ہے۔

(1) اگر صدر کسی ریاست کے گورنر کی رپورٹ ملنے پر یا دیگر طور پر مطمئن ہوجائے کہ ایسی حالت پیدا ہوگئی ہے جس میں اس ریاست کی حکومت اس آئین کی توضیعات کے مطابق نہیں چلائی جاسکتی تو صدر اعلان نامہ کے ذریعہ ......

(الف) اس ریاست کی حکومت کے جملہ کارہائے منصبی یا ان میں سے کسی کار منصبی کو اور ان جملہ اختیارات یا ان میں سے کسی اختیار کو جو گورنر یا ریاست کی مجلس قانون ساز کے سوا اس ریاست کی کسی جماعت یا حاکم میں مرکوز ہو یا جن کو وہ استعمال کرسکتا ہو خود اپنے ذمہ لے سکے گا۔

(ب) قرار دے سکے گا کہ اس ریاست کی مجلس قانون ساز کے اختیارات کا استعمال پارلیمنٹ کے ذریعہ یا اس کے اختیارات سے کیا جاسکتا ہے۔

(ج) ایسی ضمنی اور نتیجی توضیعات کرسکے گا جو صدر کو اعلان نامہ کے مقاصد کو روبہ عمل لانے کے لیے ضروری یا مناسب معلوم ہوں جن میں ریاست میں کسی جماعت یا حاکم سے متعلق اس آئین کی توضیعات کے نفاذ کو کلی یا جزوی طور پر معطل کرنے کی توضیعات شامل ہیں۔

بشرطیکہ اس فقرہ میں کسی امر سے صدر ان اختیارات میں سے کسی اختیار کو جو عدالت العالیہ میں مرکوز ہوں یا جن کا استعمال وہ کرسکتی ہو خود اپنے ذمہ لینے یا عدالت العالیہ سے متعلق اس آئین کی کسی توضیع

کے نفاذ کو کلی یا جزوی طور پر معطل کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔

دفعہ 358

انسانی حقوق کے نقطۂ نظر سے آئین کی دفعات 358 اور 369 جو بالترتیب دفعہ 19 (آزادی تقریر واظہار وغیرہ سے متعلق بعض حقوق کا تحفظ) کی توضیعات کی معطلی اور ناگہانی حالات کے دوران حصّہ 3 میں عطا کیے گئے بنیادی حقوق کے نفاذ کی معطلی سے متعلق ہیں، سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہیں چونکہ ان کی معطلی سے انسانی حقوق پر سب سے زیادہ منفی اثر پڑتا ہے۔ یہ دفعات اس طرح ہیں۔

(1) جب ناگہانی حالت کا اعلان نامہ جس میں یہ قرار دیا جائے کہ بھارت یا اس کے کسی علاقہ کی سلامتی کو جنگ یا بیرونی حملے کی وجہ سے خطرہ درپیش ہے نافذالعمل ہو تو دفعہ 19 کے کسی امر سے ریاست کا جس کی تعریف حصہ 3 میں کی گئی ہے کوئی ایسا قانون بنانے یا ایسی کوئی عاملانہ کارروائی کرنے کا اختیار محدود نہ ہوگا جس کو اگر اس حصہ کی مندرجہ توضیعات نہ ہوتیں تو بنانے یا کرنے کی ریاست مجاز ہوتی لیکن اس طرح بنایا ہوا کوئی قانون جواز نہ ہونے کی حد تک جونہی اعلان نامہ نافذ العمل نہ رہے نافذ نہیں رہے گا مگر ان امور کی بابت نافذ رہے گا جو اس قانون کے اس طرح نافذ نہ رہنے کے پہلے کیے گئے ہوں یا جن کا کرنا ترک کیا گیا ہو۔

بشرطیکہ جب ناگہانی حالت کا ایسا اعلان نامہ بھارت کے علاقے کے صرف کسی حصہ میں نافذ العمل ہو تو اس دفعہ کے تحت کسی ایسی ریاست یا یونین علاقے کی نسبت جہاں پر یا جس کے کسی حصے میں ناگہانی حالت کا اعلان نامہ نافذ العمل نہ ہو۔ کوئی ایسا قانون وضع کیا جاسکے گا یا ایسی عاملانہ کارروائی عمل میں لائی جاسکے گی اگر اور جہاں تک بھارت کے علاقے کے کسی حصے میں جہاں ناگہانی حالت کا اعلان نامہ نافذ العمل ہے بھارت یا اس کے کسی حصہ کی سلامتی کو خطرہ درپیش ہو۔

(2) فقرہ (1) میں مندرجہ کسی امر کا اطلاق حسب ذیل پر نہ ہوگا۔

(الف) کوئی ایسا قانون جس میں اس امر کا تحریری بیان درج نہ ہو کہ ایسا قانون، جب کہ اسے بنایا گیا، نافذالعمل ناگہانی حالت اعلان نامہ سے متعلق ہے، یا

(ب) کوئی ایسی عاملانہ کارروائی، جو ایسے قانون کے تحت کیے جانے کے علاوہ کی جائے، جس میں اس امر کا تحریری بیان درج ہو۔

دفعہ 359

(1) جب ناگہانی حالت کا اعلان نامہ نافذالعمل ہو تو صدر حکم کے ذریعے قرار دے سکے گا کہ حصہ 3 کے عطا کیے ہوئے حقوق میں سے (ما سوائے دفعات 20 اور 21 کے) ایسے حقوق کو جن کا اس حکم میں ذکر کیا جائے نافذ کرانے کے لیے کسی عدالت میں درخواست کرنے کا حق اور ایسے متذکرہ حقوق کے نافذ کرانے کے لیے کسی عدالت میں زیرغور تمام کارروائیاں اس اعلان نامہ کے نفاذ کی مدت کے دوران یا اس سے کم کسی ایسی مدت کے لیے، جس کی صراحت اس حکم میں کی جائے، معطل رہیں گی۔

(ا۔الف) جب فقرہ (1) کے تحت صادر کیا گیا کوئی حکم جس میں حصہ 3 کے عطا کیے ہوئے حقوق میں سے (ماسوائے دفعات 20 اور 21 کے) کسی حق کا ذکر ہو نافذالعمل ہو تو اس حصہ کے کسی مضمون سے جس سے وہ حقوق عطا ہوں کسی ایسے قانون کے بنانے کا یا کوئی ایسی عاملانہ کارروائی کرنے کا جس کے بنانے یا کرنے کی ریاست مجاز ہوتی اگر اس حصہ میں مندرجہ توضیعات نہ ہوتیں ریاست کا اختیار جس کی حصہ مذکور میں صراحت ہے محدود نہ ہوگا لیکن اس طرح بنائے گئے کسی قانون کا نفاذ جونہی متذکرہ بالا حکم نافذالعمل نہ رہے سوائے ان امور کے، جو اس قانون کے نفاذ کے اس طرح موقوف ہوجانے سے قبل کیے گئے ہوں یا جن کا کرنا ترک کیا گیا ہو، موقوف ہوجائے گا۔

بشرطیکہ جب ناگہانی حالت کا ایسا اعلان نامہ بھارت کے علاقے کے صرف کسی حصہ میں نافذ العمل ہو تو اس دفعہ کے تحت کسی ایسی ریاست یا یونین علاقے کی نسبت جہاں یا جس کے کسی حصے میں ناگہانی حالت کا اعلان نامہ نافذالعمل نہ ہو کوئی ایسا قانون وضع کیا جاسکے گا یا ایسی عاملانہ کارروائی عمل میں لائی جاسکے گی اگر اور جہاں تک بھارت کے علاقے کے کسی حصے میں جہاں ناگہانی حالت کا اعلان

نامہ نافذ العمل ہے بھارت یا اس کے کسی حصہ کی سلامتی کو سرگرمیوں
کے سبب خطرہ درپیش ہو۔

(ا۔ب) فقرہ (ا۔الف) میں مندرج کسی امر کا اطلاق حسب ذیل پر نہ ہوگا۔

(الف) کوئی ایسا قانون، جس میں اس امر کا تحریری بیان درج نہ ہو کہ ایسا قانون جبکہ اسے بنایا گیا۔ نافذالعمل ناگہانی حالت کے اعلان نامہ سے متعلق ہے۔

(ب) کوئی ایسی عاملانہ کارروائی جو ایسے قانون کے تحت کیے جانے کے علاوہ کی جائے جس میں اس امر کا تحریری بیان درج ہو۔

(2) متذکرہ بالا طریقہ پر صادر کیا ہوا کوئی حکم بھارت کے پورے علاقہ یا اس کے کسی حصہ سے متعلق ہوسکے گا۔

بشرطیکہ جب ناگہانی حالت کا اعلان نامہ بھارت کے علاقے کے صرف کسی حصے میں ہی نافذ العمل ہو تو اس صورت میں ایسا کوئی حکم بھارت کے علاقہ کے کسی دوسرے حصہ پر قابل اطلاق نہ ہوگا بجز اس کے کہ صدر اس امر سے مطمئن ہوتے ہوئے کہ بھارت کے علاقہ کے اس حصے یا اس کی نسبت جہاں ناگہانی حالت کا اعلان نامہ نافذالعمل ہو بھارت یا اس کے علاقے کے کسی حصے کی سلامتی کو سرگرمیوں کے سبب خطرہ درپیش ہے ایسے اطلاق کو ضروری سمجھے۔

(3) ہر اس حکم کو جو فقرہ (1) کے تحت صادر ہو۔ اس کے صادر ہونے کے بعد جس قدر جلد ہوسکے پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان میں پیش کیا جائے گا۔

مالی عدم استحکام کی صورت میں بھی ناگہانی حالات کا اعلان کیا جاسکتا ہے، آئین کی دفعہ 360 میں یہ بات واضح طور پر کہی گئی ہے کہ اگر صدر اس بات سے مطمئن ہوجائیں کہ پورے ملک یا اس کے کسی حصہ میں مالی استحکام یا ساکھ کو خطرہ ہے تو وہ مالیاتی ناگہانی حالت کا اعلان کرسکتے ہیں۔

انسانی حقوق اور متعلقہ قوانین

1- شہری حقوق تحفظ ایکٹ، 1955

1955 کا ایکٹ نمبر 22

(THE PROTECTION OF CIVIL RIGHTS ACT)

چھوت چھات برتنے اور اس کی تبلیغ کرنے اور
اس سے پیدا ہونے والی کسی نااہلیت
کو لاگو کرنے اور اس سے متعلق
باتوں کے لیے سزا مقرر
کرنے کے لیے ایکٹ

پارلیمنٹ جمہوریہ بھارت کے چھٹے سال میں حسب ذیل قانون وضع کرتی ہے۔

1 - **مختصر نام، وسعت اور نفاذ۔** (1) اس ایکٹ کا مختصر نام، شہری حقوق تحفظ ایکٹ، 1955 ہے۔

(2) اس کا اطلاق پورے بھارت پر ہوگا۔

(3) یہ اس تاریخ سے نافذ ہوگا جو مرکزی حکومت سرکاری گزٹ میں اعلان نامے کے ذریعہ مقرر کرے۔

2 - **تعریفات۔** اس ایکٹ میں بجز اس کے کہ سیاق عبارت سے دیگر طور مطلوب ہو۔

(الف) ''شہری حق'' سے کوئی ایسا حق مراد ہے، جو آئین کی دفعہ 17 کے ذریعہ چھوت چھات کا خاتمہ کردیئے جانے کے باعث کسی شخص کو حاصل ہوتا ہے؛

(الف الف) ''ہوٹل'' میں کوئی ریفریشمنٹ روم، بورڈنگ ہاؤس، لاجنگ ہاؤس، کافی ہاؤس اور کیفے شامل ہیں؛

(ب) ''مقام'' میں کوئی مکان، عمارت اور دیگر تعمیر اور جگہ شامل ہیں اور اس میں شامیانہ، سواری اور پانی کا جہاز بھی شامل ہیں؛

(ج) ''عام تفریح گاہ'' میں کوئی ایسی جگہ شامل ہے جس میں عوام کو داخل ہونے دیا جاتا ہے اور جس میں کوئی تفریح کا انتظام کیا جاتا ہے یا تفریح کی جاتی ہے۔

تشریح : ''تفریح'' میں کوئی نمائش، تماشا، کھیل کود، اسپورٹ اور دیگر کسی قسم کا تفریح کا ذریعہ شامل ہے۔

(د) ''عام عبادت کی جگہ'' سے کوئی ایسی جگہ مراد ہے جسے خواہ کسی بھی نام سے جانا جاتا ہو، جس کا استعمال عام مذہبی عبادت کے عام مقام کے طور پر کیا جاتا ہے یا جو وہاں کسی مذہبی خدمت یا عبادت کرنے کے لیے، کسی مذہب کے ماننے والے یا کسی مذہبی فرقے یا اس کے کسی طبقے کے افراد کے لیے عام طور سے وقف کیا گیا ہے یا ان کے ذریعہ عام طور سے استعمال میں لایا جاتا ہے اور اس میں مندرجہ ذیل بھی شامل ہیں :

(i) ایسے مقام سے منسلک ومتصل ایسی زمین اور ذیلی مقدس مقامات؛

(ii) نجی ملکیت والا عبادت کا کوئی مقام جس کا مالک حقیقتاً اسے عام عبادت کے مقام کی شکل میں استعمال میں لانے کی اجازت دیتا ہے؛ اور

(iii) ایسی نجی ملکیت والی عبادت کی جگہ سے متصل ایسی کوئی زمین یا ذیلی مقدس مقام جس کا مالک اسے عام مذہبی عبادت کے مقام کی شکل استعمال میں لانے کی اجازت دیتا ہے؛

(د الف) ''مقررہ'' سے اس ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کے ذریعہ مقررہ مراد ہے؛

(دب) ''درج فہرست ذات'' کا وہی مطلب ہے جو آئین کی دفعہ 66 کے ضمن

(24) میں اسے عطا کیا گیا ہے؛

(ہ) ''دکان'' سے کوئی ایسا مقام مراد ہے جہاں اشیاء یا تو تھوک یا خردہ یا تھوک اور خردہ دونوں طریقے سے بیچی جاتی ہیں اور اس میں مندرجہ ذیل شامل ہیں:۔

(i) کوئی ایسا مقام جہاں پھیری والے یا بیچنے والے کے ذریعہ یا چلتی پھرتی سواری یا گاڑی سے مال بیچا جاتا ہے؛

(ii) لانڈری اور بال کاٹنے کا سیلون؛

(iii) کوئی دیگر مقام جہاں گاہکوں کی خدمت کی جاتی ہے؛

3 - **مذہبی نا اہلتیں لاگو کرنے کے لیے سزا**...... جو کوئی کسی شخص کو، ......

(الف) کسی ایسی عام عبادت کے مقام میں داخل ہونے سے، جو اسی مذہب کے ماننے والے یا اس کے کسی طبقے کے دیگر لوگوں کے لیے کھلا ہو، جس کا وہ شخص ہو یا

(ب) کسی عام عبادت کی جگہ میں عبادت یا کوئی مذہبی خدمت یا کسی مقدس تالاب، کنویں، چشمۂ آب، ندی یا جھیل میں اشنان یا اس کے پانی کا استعمال یا ایسے تالاب، چشمۂ آب، ندی یا جھیل کے کسی گھاٹ پر اشنان اسی طریقے سے اور اسی حد تک کرنے سے، جس طریقے سے اور جس حد تک ایسا کرنے کی اسی مذہب کو ماننے والے یا اس کے کسی طبقے کے دیگر افراد کے لیے اجازت ہو، جس کا وہ شخص ہو۔

''چھوت چھات'' کی بنیاد پر روکے گا وہ کم سے کم ایک ماہ اور زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کی مدت کی سزائے قید اور ایسے جرمانے کی سزا کا بھی جو کم سے کم سو روپے اور زیادہ سے زیادہ پانچ سو روپے تک کا ہو، مستوجب ہوگا۔

تشریح : اس دفعہ اور دفعہ 4 کے اغراض کے لیے بودھ، سکھ یا جین مذہب کو ماننے والے لوگ یا ہندو مذہب کو کسی بھی شکل یا نوعیت میں ماننے والے لوگ جن میں ویرشیو، لنگایت، آدی واسی، برہمو سماج، پرارتھنا سماج، آریہ سماج اور سوامی نرائن فرقے

کے ماننے والے بھی شامل ہیں، ہندو سمجھے جائیں گے۔

4۔ سماجی نااہلیتیں لاگو کرنے کے لیے سزا......

جو کوئی کسی شخص کے خلاف مندرجہ ذیل کے متعلق سے کوئی نااہلیت ''چھوت چھات'' کی بنیاد پر لاگو کرے گا وہ کم سے کم ایک ماہ اور زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کی مدت کی سزائے قید اور ایسے جرمانے کی سزا کا بھی جو کم سے کم ایک سو روپے اور زیادہ سے زیادہ پانچ سو روپے تک کا ہو سکے گا، مستوجب ہوگا،......

(i) کسی دکان، عام ریستوران، ہوٹل یا عام تفریح گاہ میں داخلہ؛ یا

(ii) کسی عام ریستوران، ہوٹل، دھرم شالہ، سرائے یا مسافر خانے میں، عام لوگوں یا اس کے کسی طبقے کے افراد کے، جس کا وہ فرد ہو، استعمال کے لیے رکھے گئے کن ہی برتنوں اور دیگر اشیاء کا استعمال کرنا، یا

(iii) کوئی پیشہ یا ذریعہ معاش اختیار کرنے یا تجارت یا کاروبار کرنے یا کوئی کام کرنے؛ یا

(iv) ایسے کسی دریا، ندی، چشمے، کنویں، تالاب، حوض، پانی کے نل یا پانی کے دیگر مقام کا یا کسی اشنان گھاٹ، قبرستان یا شمشان، صفائی سے متعلق کسی سہولت، سڑک یا راستے یا عام آمدورفت کے دیگر مقام کا، جس کا استعمال کرنے کے لیے یا جس میں داخل ہونے کے لیے عام دیگر لوگ یا اس کے کسی طبقے کے افراد جس کا وہ فرد ہے، قابض ہوں، استعمال کرنا یا اس میں داخل ہونا، یا

(v) سرکاری پیسے سے مکمل طور پر یا جزوی طور پر چلنے والے یا عام غرض کے لیے استعمال میں لائے جانے والے یا عوام کے یا اس کے کسی طبقے کے افراد کے، جس کا وہ فرد ہو، استعمال کے لیے وقف کیے گئے مقام کا، استعمال کرنا، یا اس میں داخل ہونا؛ یا

(vi) عوام یا اس کے کسی طبقے کے افراد کے، جس کا وہ شخص ہو، فائدے کے لیے بنائے گئے کسی خیراتی ٹرسٹ کے تحت کوئی فائدہ اٹھانا، یا

(vii) کسی سرکاری سواری کا استعمال کرنا یا اس میں داخل ہونا، یا

(viii) کسی بھی علاقے میں، کسی رہائشی جگہ کی تعمیر، حصول یا قبضہ کرنا، یا
(vix) کسی ایسی دھرم شالہ، سرائے یا مسافر خانہ کا جو عوام یا اس کے کسی طبقے کے افراد کے لیے، جس کا وہ شخص ہو، کھلا ہو، استعمال ایسے فرد کی حیثیت سے کرنا، یا
(x) کسی سماجی یا مذہبی رسم ورواج یا دستور کی تعمیل یا کسی مذہبی، سماجی یا ثقافتی جلوس میں حصہ لینا یا ایسا جلوس نکالنا، یا
(xi) زیور اور سامان آرائش کا استعمال کرنا،

تشریح : اس دفعہ کے اغراض کے لیے ''کوئی نااہلیت لاگو کرنا'' میں ''چھوت چھات'' کی بنیاد پر امتیاز شامل ہے۔

5 - **اسپتالوں وغیرہ میں افراد کو داخل نہ ہونے دینے کے لیے سزا**...... جو کوئی ''چھوت چھات'' کی بنیاد پر......
(الف) کسی شخص کو کسی اسپتال، دوا خانے، تعلیمی ادارے یا کسی ہوسٹل میں، اگر وہ اسپتال دواخانہ، تعلیمی ادارہ یا ہوسٹل عوام یا اس کے کسی طبقے کے فائدے کے لیے قائم ہو یا چلایا جاتا ہو، داخل نہیں ہونے دے گا؛ یا
(ب) مندرجہ بالا اداروں میں سے کسی میں داخل ہونے کے بعد ایسے شخص کے خلاف کوئی امتیازی کارروائی کرے گا؛

وہ کم سے کم ایک ماہ اور زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کی مدت کی سزائے قید کا اور ایسے جرمانے کی سزا کا بھی، جو کم سے کم ایک سو روپے اور زیادہ سے زیادہ پانچ سو روپے تک ہوسکے گا، مستوجب ہوگا۔

6 - **مال بیچنے یا خدمت کرنے سے انکار کے لئے سزا** ...... جو کوئی اسی مقام اور جگہ پر اور ویسی ہی پابندیوں اور شرطوں پر، جن پر کاروبار کے معمول کے مطابق دیگر افراد کو ایسا مال بیچا جاتا ہے یا ان کی خدمت کی جاتی ہے کسی شخص کو کوئی مال بیچنے یا اس کی خدمت کرنے سے ''چھوت چھات'' کی بنیاد پر انکار کرے گا، وہ کم سے کم ایک ماہ اور زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کی مدت کی سزائے قید کا اور ایسے جرمانے کی سزا کا بھی، جو کم سے کم ایک سو روپے اور زیادہ سے زیادہ پانچ سو

روپے تک کا ہوسکے گا، مستوجب ہوگا......

7 - **"چھوت چھات" سے پیدا ہونے والے دیگر جرائم کی سزا**...... جو کوئی۔

(الف) کسی شخص کو آئین کی دفعہ 17 کے تحت "چھوت چھات" کے خاتمے سے اسے حاصل ہونے والے کسی حق کا استعمال کرنے سے روکے گا، یا

(ب) کسی شخص کو کسی ایسے حق کے استعمال میں پریشان کرنے گا، نقصان پہنچائے گا، ناراض کرے گا رکاوٹ ڈالے گا یا ڈالنے کی کوشش کرے گا یا کسی شخص کو کوئی ایسا حق استعمال کرنے کے باعث اسے پریشان کرے گا، نقصان پہنچائے گا، ناراض کرے گا یا اس کا بائیکاٹ کرے گا، یا

(ج) کسی فرد یا افراد کی جماعت یا عوام کو بولے گئے یا لکھے گئے الفاظ کے ذریعہ یا اشاروں کے ذریعہ یا ظاہرانہ حرکات کے ذریعہ یا دیگر کسی بھی طریقے سے "چھوت چھات" کرنے کی ترغیب دے گا یا حوصلہ افزائی کرے گا، یا

(د) درج فہرست ذات کے کسی شخص کی "چھوت چھات" کی بنیاد پر بے عزتی کرے گا یا بے عزتی کرنے کی کوشش کرے گا، وہ کم سے کم ایک ماہ اور زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کی مدت کی سزائے قید اور جرمانے کا بھی، جو کم سے کم ایک سو روپے اور زیادہ سے زیادہ پانچ سو روپے تک کا ہوسکے گا، مستوجب ہوگا۔

تشریح 1 ۔ کسی شخص کے بارے میں یہ سمجھا جائے گا کہ وہ دیگر شخص کا بائیکاٹ کرتا ہے، جب وہ ......

(الف) ایسے دیگر شخص کو کوئی مکان یا زمین پٹے پر دینے سے انکار کرتا ہے یا ایسے دیگر شخص کو کسی مکان یا زمین کے استعمال یا قبضے کی اجازت دینے سے انکار کرتا ہے یا ایسے دیگر شخص کے ساتھ معاملہ رکھنے سے، اس کے لیے کرایہ پر کام کرنے سے، یا اس کے ساتھ کاروبار کرنے سے یا اس کی کوئی روایتی خدمت کرنے سے یا اس سے کوئی روایتی خدمت لینے سے انکار کرتا ہے یا مذکورہ باتوں میں سے کسی کو ایسی شرطوں پر کرنے سے انکار کرتا ہے،

جن پر ایسی باتیں کاروبار کے معمول کے مطابق عام طور پر کی جاتی ہیں یا

(ب) ایسے سماجی، پیشہ ورانہ یا کاروباری تعلقات سے گریز کرتا ہے، جسے وہ ایسے دیگر شخص کے ساتھ عام طور پر بنائے رکھتا ہے۔

تشریح 2 ۔ضمن (ج) کے اغراض کے لیے اگر کوئی شخص۔

(i) بالواسطہ یا بلا واسطہ ''چھوت چھات'' کا یا کسی شکل میں ایسا کرنے کی تبلیغ کرے گا، یا

(ii) کسی شکل میں ''چھوت چھات'' کیے جانے کو، چاہے تاریخی، فلسفیانہ یا مذہبی بنیادوں پر یا ذاتوں سے جڑے نظام کی کسی روایت کی بنیاد پر یا کسی دیگر بنیاد پر صحیح ٹھہرائے گا، تو اس کے بارے میں یہ سمجھا جائے گا کہ وہ ''چھوت چھات'' کرنے کی ترغیب دیتا ہے یا حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

(الف) جو کوئی کسی شخص کی ذات (جسم) یا اس کی جائیداد کے خلاف کوئی جرم اس کے ذریعہ کسی ایسے حق کے، جو آئین کی دفعہ 17 کے تحت ''چھوت چھات'' کے خاتمے کے باعث اسے حاصل ہوا ہے، استعمال کیے جانے کے انتقام کی شکل میں یا بدلہ لینے کے جذبے سے، کرے گا، وہ، جہاں جرم کے لیے دو سال سے زیادہ کی مدت کی سزائے قید ہے، وہاں، کم سے کم دو سال کی سزائے قید کا اور جرمانے کی سزا کا بھی، مستوجب ہوگا۔

(2) جو کوئی اس بنیاد پر کہ ایسے شخص نے 'چھوت چھات'' کرنے سے انکار کیا ہے یا ایسے شخص نے یہ پیش رفت اغراض ایکٹ ھٰذا کوئی کام کیا ہے،......

(i) اپنے فرقے کے یا اس کے کسی طبقے کے کسی شخص کو کسی ایسے حق یا مراعات سے محروم کرے گا، جس کے لیے ایسا شخص ایسے فرقے یا طبقے کا فرد ہونے کے ناتے حقدار ہو، یا

(ii) ایسے شخص کو ذات سے خارج کرنے میں کوئی حصہ لے گا، وہ کم سے کم ایک ماہ اور زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کی مدت کی سزائے قید اور ایسے

جرمانے کی سزا کا بھی، جو کم سے کم ایک سو روپے اور زیادہ سے زیادہ پانچ سو روپے تک ہو سکے گا، مستوجب ہوگا،

7 **الف۔ خلاف قانون جبراً مزدوری کو کب ''چھوت چھات'' کا عمل سمجھا جائے گا۔**

(1) جو کوئی کسی شخص کو صفائی کرنے یا جھاڑو لگانے یا کوئی مردہ جانور ہٹانے یا کسی جانور کی کھال اتارنے یا نعل کاٹنے یا اسی قسم کا کوئی دیگر کام کرنے کے لیے ''چھوت چھات'' کی بنیاد پر مجبور کرے گا، تو اس کے بارے میں یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے ''چھوت چھات'' سے پیدا ہونے والی نااہلیت کو لاگو کیا ہے۔

(2) جس کسی کے بارے میں ذیلی دفعہ 1 کے تحت یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس نے ''چھوت چھات'' سے پیدا ہونے والی نااہلیت کو لاگو کیا ہے، وہ کم سے کم تین ماہ اور زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کی مدت کی سزائے قید کا اور جرمانے کی سزا کا بھی، جو کم سے کم ایک سو روپے اور زیادہ سے زیادہ پانچ سو روپے تک کا ہو سکے گا، مستوجب ہوگا،

تشریح : اس دفعہ کے اغراض کے لیے ''مجبور کرنے'' میں سماجی یا اقتصادی بائیکاٹ کرنے کی دھمکی بھی شامل ہے۔

8 - **کچھ حالات میں لائسنسوں کو رد یا معطل کیا جانا**...... جب کہ وہ شخص، جو دفعہ 6 کے تحت کسی جرم کا مجرم ٹھہرایا گیا ہو، کسی ایسے پیشے، تجارت، ذریعہ معاش یا کام کے بارے میں جس کے تعلق سے جرم کیا گیا ہو، کوئی لائسنس کسی فی الوقت نافذ قانون کے تحت رکھتا ہو، تب اس جرم کی سماعت کرنے والی عدالت کسی ایسی دیگر سزا پر، جس کا وہ شخص اس دفعہ کے تحت مستوجب ہو، منفی اثر ڈالے بغیر، ہدایت دے سکے گی کہ وہ لائسنس رد ہوگا یا ایسی مدت کے لیے، جتنی عدالت ٹھیک سمجھے، معطل رہے گا، اور لائسنس کو اس طرح رد یا معطل کرنے والی عدالت کا ہر حکم ایسے موثر ہوگا، مانیئے وہ حکم اس حاکم کے ذریعہ دیا گیا ہو جو کسی ایسے قانون کے تحت لائسنس کو رد یا معطل کرنے کا مجاز تھا۔

تشریح : اس دفعہ میں ''لائسنس'' میں پرمٹ یا اجازت بھی شامل ہے۔

9 - **سرکار کے ذریعہ دی جانے والی امداد کی بحالی یا معطلی** ...... جہاں کسی ایسی عام عبادت گاہ یا کسی تعلیمی ادارہ یا ہوسٹل کا منتظم یا ٹرسٹی جسے سرکار سے زمین یا پیسے کی امداد حاصل ہو، اس ایکٹ کے تحت کسی جرم کے لیے مجرم ٹھہرایا گیا ہو اور ایسا اثبات جرم کسی اپیل یا نظر ثانی میں الٹ نہ دیا گیا ہو یا اسے کالعدم نہ قرار دے دیا گیا ہو وہاں، اگر سرکار کی رائے میں اس معاملے کے حالات کو دیکھتے ہوئے ایسا کرنے کے لیے معقول وجہ ہو تو وہ ایسی مکمل امداد یا اس کے کسی حصے کی معطلی یا بحالی کے لیے ہدایت دے سکے گی۔

10 - **جرم کی اعانت** ۔ جو کوئی اس ایکٹ کے تحت کسی جرم کی اعانت کرے گا وہ اس جرم کے لیے جس کی سزا کی توضیع کی گئی ہے اس کا مستوجب ہوگا۔

تشریح : سرکاری ملازم (پبلک سرونٹ) کے بارے میں، جو اس ایکٹ کے تحت قابل سزا کسی جرم کی تحقیق میں جان بوجھ کر غفلت برتتا ہے یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے اس ایکٹ کے تحت قابل سزا جرم کی اعانت کی ہے۔

1- الف۔ اجتماعی جرمانہ عاید کرنے کا ریاستی حکومت کا اختیار...... (1) اگر مقررہ طریقے سے جانچ کرنے کے بعد، ریاستی حکومت کو یہ اطمینان ہوجاتا ہے کہ کسی علاقے کے رہنے والوں کا اس ایکٹ کے تحت قابل سزا کسی جرم کے کیے جانے سے تعلق ہے یا وہ اس کی اعانت کررہے ہیں یا ایسے جرم کیے جانے سے متعلق لوگوں کو پناہ دے رہے ہیں، یا مجرم یا مجرموں کا پتہ لگانے یا پکڑوانے میں اپنے اختیار کے مطابق ہر قسم کی مدد نہیں دے رہے ہیں یا ایسے جرم کے کیے جانے کی اہم شہادت کو دبا رہے ہیں، تو ریاستی حکومت، گزٹ میں اطلاع نامے کے ذریعے ان لوگوں پر اجتماعی جرمانہ عاید کرسکے گی اور جرمانے کی ان لوگوں کے بیچ تقسیم کرسکے گی جو اجتماعی طور پر ایسا جرمانہ ادا کرنے کے لیے ذمہ دار ہیں اور یہ کام ریاستی حکومت وہاں رہنے والوں کی ذاتی سکت کی بابت اپنے فیصلے کے مطابق کرے گی اور ایسی تقسیم کرتے وقت ریاستی حکومت یہ بھی طے کرے گی کہ ایک غیر منقسم ہندو خاندان ایسے جرمانے کا کتنا حصہ ادا کرے گا؛ لیکن وہاں کسی رہنے والے سے منقسم جرمانہ تب تک وصول نہیں کیا جائے گا جب تک اس کے ذریعہ

ضمن (3) کے تحت فائل کی گئی عرضی کا نپٹارہ نہیں کردیا جاتا۔

(2) ضمن (I) کے تحت اعلان نامے کی منادی ایسے علاقے میں ڈھول پیٹ کریا ایسے دیگر طریقے سے کی جائے گی، جسے ریاستی حکومت اس علاقے کے رہنے والوں کو اجتماعی جرمانہ عاید کرنے کی اطلاع دینے کے لیے ان حالات میں سب سے زیادہ مناسب سمجھے۔

(3) (الف) ضمن (1) کے تحت اجتماعی جرمانہ عاید کرنے یا تقسیم کے حکم سے متضرر شخص مقررہ مدت کے اندر ریاستی حکومت کے روبرو یا ایسے حاکم کے روبرو جس کی وہ سرکار اس واسطے صراحت کرے، ایسے جرمانے سے چھوٹ پانے کے لیے یا تقسیم کے حکم میں ترمیم کے لیے عرضی فائل کرسکے گا؛ لیکن ایسی عرضی فائل کرنے کے لیے کوئی فیس نہیں لی جائے گی۔

(ب) ریاستی سرکار یا اس کے ذریعہ مصرحہ حاکم عرضی دار کو سنوائی کے لیے مناسب موقع دینے کے بعد ایسا حکم صادر کرے گا، جو وہ ٹھیک سمجھے؛

لیکن اس دفعہ کے تحت چھوٹ دی گئی یا کم کی گئی جرمانے کی رقم کسی شخص سے قابل وصول نہیں ہوگی اور کسی علاقے کے رہنے والوں پر ضمن (1) کے تحت عاید کیا گیا کل جرمانہ اس حد تک کم کیا گیا سمجھا جائے گا۔

(4) ضمن (3) میں کسی بات کے ہوتے ہوئے بھی ریاستی حکومت، اس ایکٹ کے تحت قابل سزا جرم کے شکار اشخاص کو یا کسی ایسے شخص کو جو اس کی رائے میں ضمن (1) میں صراحت کردہ اشخاص کی جماعت میں نہیں آتا ہے۔ ضمن (I) کے تحت عاید کیے گئے اجتماعی جرمانے سے یا اس کے کسی حصے کی ادائیگی کرنے کی ذمہ داری سے چھوٹ دے سکے گی۔

(5) کسی شخص کے ذریعہ (جس میں ہندو غیر منقسم خاندان بھی شامل ہے) قابل ادائیگی اجتماعی جرمانے کا حصہ، عدالت کے ذریعہ عاید کیے گئے جرمانے کی وصولی کے لیے مجموعہ ضابطہ فوجداری 1973 (1974 کا 2) میں دیئے گئے طریقے سے ایسے وصول کیا جاسکے گا، مانیئے ایسا حصہ مجسٹریٹ کے ذریعہ عاید کیا گیا جرمانہ ہو۔

11- **مابعد اثبات جرم کی مزید سزا** ...... جو کوئی اس ایکٹ کے تحت کسی جرم کی یا ایسے جرم کی اعانت کا پہلا اثبات جرم ہوچکنے پر کسی ایسے جرم یا اعانت کا پھر مجرم ٹھہرایا جائے گا، وہ مجرم ٹھہرائے جانے پر......

(الف) دوسری بار جرم کے لیے، کم سے کم چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ ایک سال کی مدت کی سزائے قید کا اور جرمانے کی سزا کا بھی، جو کم سے کم دو سو روپئے اور زیادہ سے زیادہ پانچ سو روپئے تک کا ہوسکے گا، مستوجب ہوگا۔

(ب) تیسرے جرم کے لیے یا تیسرے جرم کے بعد کسی جرم کے لیے کم سے کم ایک سال اور زیادہ سے زیادہ دو سال کی مدت کی سزائے قید کا اور جرمانے کی سزا کا بھی جو کم سے کم پانچ سو روپئے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہزار روپئے تک کا ہوسکے گا، مستوجب ہوگا۔

12- **کچھ معاملوں میں عدالتوں کے ذریعہ قیاس**۔ جہاں کہ اس ایکٹ کے تحت ارتکاب جرم کا موجب کوئی کام درج فہرست ذات کے کسی شخص کے تعلق سے کیا جائے وہاں، جب تک کہ اس کے خلاف ثابت نہ کیا جائے، عدالت یہ قیاس کرے گی کہ وہ کام ''چھوت چھات'' کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔

13- **سول عدالتوں کے اختیار سماعت کی حدود** ...... (1) اگر سول عدالت کے روبرو کسی مقدمے یا کارروائی میں متعلقہ کسی دعوے یا کسی ڈگری کا حکم دیا جانا یا کسی ڈگری یا حکم کی مکمل طور پر یا جزوی طور پر تعمیل اس ایکٹ کی توضیعات کے کسی طرح خلاف ہو تو ایسی عدالت نہ تو ایسے کسی مقدمے یا کارروائی کی سماعت کرے گی یا جاری رکھے گی اور نہ ایسی کوئی ڈگری یا حکم دے گی یا ایسی ڈگری کی مکمل طور پر یا جزوی طور پر تعمیل کرے گی۔

(2) کوئی عدالت کسی مقدمے کے فیصلے میں یا کسی ڈگری یا حکم کی تعمیل میں کسی شخص پر 'چھوت چھات'' کی بنیاد پر کوئی نااہلیت عاید کرنے والی کسی رسم ورواج کو تسلیم نہیں کرے گی۔

14- **کمپنیوں کے جرائم** ......(1) جب اس ایکٹ کے تحت کسی جرم کا ارتکاب کمپنی نے کیا ہو، تو ہر ایک شخص، جو ارتکاب جرم کے وقت، کمپنی کا کاروبار چلانے، نیز کمپنی

کا بھی، براہ راست راست نگراں تھا، اور ذمہ دار تھا، جرم کا قصوروار متصور ہوگا اور اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور حسبہ، سزا دی جاسکے گی؛

مگر شرط یہ ہے کہ اس ضمن میں درج کسی امر سے کوئی شخص اس ایکٹ میں وضع شدہ کسی جرم کا مستوجب نہیں بنے گا، اگر وہ یہ ثابت کرے کہ جرم کا ارتکاب اس کے علم کے بغیر ہوا تھا یا یہ کہ اس نے ایسے جرم کے ارتکاب کو روکنے کے لیے تمام مناسب مستعدی کا استعمال کیا تھا۔

(2) ضمن (1) میں درج کسی امر کے باوجود، جب اس ایکٹ کے تحت کسی جرم کا ارتکاب کسی کمپنی نے کیا ہو اور یہ ثابت ہوجائے کہ جرم کا ارتکاب کمپنی کے کسی ناظم، منتظم، معتمد یا دیگر افسر کی رضامندی یا چشم پوشی سے کیا گیا ہے، یا اس کی غفلت سے قابل منسوب ہے تو ایسا ناظم، منتظم، معتمد یا دیگر افسر بھی اس جرم کا قصوروار متصور ہوگا اور اس کے خلاف کارروائی کی جاسکے گی اور حسبہ سزا دی جاسکے گی۔

تشریح ...... اس دفعہ کی اغراض کے لیے، ......

(الف) ''کمپنی'' سے مراد ہے کوئی سند یافتہ جماعت اور اس میں کوئی فرم یا افراد کی دیگر انجمن شامل ہے، اور

(ب) کسی فرم کی نسبت ''ناظم'' سے فرم کا حصے دار مراد ہے۔

14 الف۔ نیک نیتی سے کیے گئے فعل کا تحفظ۔ (1) کسی ایسے امر کی نسبت جو اس ایکٹ کے تحت نیک نیتی سے کیا گیا ہو یا کیا جانا مقصود ہو، مرکزی حکومت یا کسی ریاستی حکومت کے خلاف کوئی دعویٰ، استغاثہ یا دیگر قانونی کارروائی نہیں ہوسکے گی۔

(2) کسی ایسے امر کی نسبت سے، جو اس ایکٹ کے تحت نیک نیتی سے کیا گیا ہو یا کیا جانا مقصود ہو، ہونے والے یا امکانی نقصان کے لیے مرکزی حکومت یا کسی ریاستی حکومت کے خلاف کوئی دعویٰ، استغاثہ یا دیگر قانونی کارروائی نہیں ہوسکے گی۔

15- جرائم کا قابل سماعت ہونا اور ان کی سرسری سماعت......

(1) مجموعہ ضابطہ فوجداری 1973 (1974 کا 2) میں کسی بات کے ہوتے ہوئے بھی اس ایکٹ کے تحت قابل سزا ہر جرم قابل سماعت ہوگا اور ایسے جرم پر، سوائے ان کے جن کی کم سے کم سزا تین ماہ کی مدت سے زیادہ ہے اول درجہ کے عدالتی مجسٹریٹ یا میٹرو پولٹین علاقے میں میٹرو پولٹین مجسٹریٹ کے ذریعہ اس مجموعے میں صراحت کردہ طریق کار کے مطابق سرسری طور پر سماعت کی جاسکے گی۔

(2) مجموعہ ضابطہ فوجداری، 1973 (1974 کا 2) میں کسی بات کے ہوتے ہوئے بھی جب کسی سرکاری ملازم کے بارے میں یہ کہا جائے کہ اس نے اس ایکٹ کے تحت قابل سزا کسی جرم کی اعانت کا جرم اپنے کارہائے منصبی انجام دیتے ہوئے یا یہ سمجھے جاتے ہوئے کہ وہ ایسا کررہا تھا، کیا ہے تب کوئی بھی عدالت ایسی اعانت کے جرم کی سماعت، ......

(الف) یونین کے کاموں کے سلسلے میں ملازم شخص کی صورت میں، مرکزی سرکار کی، اور

(ب) کسی ریاست کے کاموں کے سلسلہ میں ملازم شخص کی صورت میں، اس سرکار کی منظوری کے بغیر نہیں کرے گا۔

15 الف۔ ''چھوت چھات'' کے خاتمے سے حاصل ہونے والے حقوق کا متعلقہ افراد کے ذریعہ فائدہ اٹھانے کو یقینی بنانا ریاستی حکومت کا فرض......

(1) ایسے قواعد کے تابع، جو مرکزی حکومت اس واسطے بنائے، ریاستی حکومت ایسے اقدامات کرے گی، جو یہ یقینی بنانے کے لیے ضروری ہوں، کہ ''چھوت چھات'' کے خاتمہ سے حاصل ہونے والے حقوق ''چھوت چھات'' سے پیدا ہونے والی کسی نااہلیت کا شکار افراد کو میسر کرائے جاتے ہیں اور وہ ان کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(2) خاص طور پر، اور ضمن (1) کی توضیعات کی عمومیت کو مضرت پہنچائے بغیر، ایسے اقدامات میں مندرجہ ذیل شامل ہیں، یعنی :۔

(i) معقول سہولیات کا انتظام جس میں ''چھوت چھات'' سے پیدا ہونے والی کسی نااہلیت کا شکار افراد کو قانونی امداد فراہم کرنا شامل ہے، جس سے کہ وہ ایسے حقوق کا فائدہ اٹھاسکیں؛

(ii) اس ایکٹ کی توضیعات کی خلاف ورزی کے لیے قانونی کارروائی شروع کرنے یا ایسی کارروائی کی نگرانی کرنے کے لیے افسروں کا تقرر؛

(iii) اس ایکٹ کے تحت جرائم کی سماعت کے لیے خصوصی عدالتوں کا قیام؛

(iv) ایسی مناسب سطحوں پر کمیٹیوں کا قیام جو ریاستی حکومت ایسے اقدامات کو کوئی شکل دینے یا انہیں عملی جامہ پہنانے کے لیے ریاستی حکومت کی مدد کرنے کے لیے ٹھیک سمجھے؛

(v) اس ایکٹ کی توضیعات کی بہتر عمل آوری کے لیے اقدام کا سجھاؤ دینے کے پیش نظر اس ایکٹ کی توضیعات پر عمل درآمدگی کی نگرانی کا وقتاً فوقتاً انتظام کرنا؛

(vi) ان علاقوں کا تعین کرنا جہاں ''چھوت چھات'' سے پیدا ہونے والی کسی نااہلیت کا شکار لوگ موجود ہیں اور ایسے اقدام کرنا جن سے ایسے علاقوں سے ایسی نااہلیت کو دور کرنا یقینی بنایا جاسکے۔

(3) مرکزی حکومت، ریاستی حکومتوں کے ذریعہ ضمن (1) کے تحت کیے گئے اقدامات میں رابطہ قائم کرنے کے لیے ایسے قدم اٹھائے گی جو ضروری ہوں۔

(4) مرکزی حکومت ہر سال پارلیمنٹ کے ہر ایوان کے سامنے ایسے اقدام کی رپورٹ پیش کرے گی جو اس نے اور ریاستی حکومتوں نے اس دفعہ کی توضیعات کے مطابق کیے ہیں۔

16- **ایکٹ کا دیگر قوانین پر غالب ہونا** بجز اس کے کہ صریح طور پر اس ایکٹ میں دیگر توضیع ہو، اس ایکٹ کی توضیعات، کسی فی الوقت نافذ قانون میں ان سے مطابقت نہ رکھنے والی کسی بات کے ہوتے ہوئے بھی یا کسی رسم ورواج یا کسی ایسے قانون یا کسی عدالت یا دیگر حاکم کی کسی ڈگری یا حکم کی بنیاد پر موثر کسی دستاویز کے ہوتے ہوئے بھی موثر ہونگیں۔

16 الف۔ مجرمین کی آزمائشی رہائی ایکٹ، 1958 کا 14 سال سے زیادہ عمر کے افراد کو لاگو نہ ہونا۔ مجرمین کی آزمائشی رہائی ایکٹ، 1958 (1958 کا 20) کی توضیعات کسی ایسے شخص کو لاگو نہیں ہوں گی، جو 14 سال سے زیادہ عمر کا ہے اور اس ایکٹ کے تحت کسی جرم کے ارتکاب کا مجرم قرار دیا جاتا ہے۔

16 ب۔ قواعد بنانے کا اختیار۔ (1) مرکزی حکومت، سرکاری گزٹ میں اعلان نامے کے ذریعے اس ایکٹ کی توضیعات کے عمل درآمد کے لیے قواعد بنا سکے گی۔

(2) اس ایکٹ کے تحت بنایا ہوا ہر ایک قاعدہ بنائے جانے کے بعد جس قدر جلد ہو سکے تیس دن کی مجموعی مدت تک، پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان میں جب اس کا اجلاس جاری ہو، رکھا جائے گا، اور یہ مدت ایک ہی اجلاس یا دو یا زائد یکے بعد دیگرے آنے والے اجلاسوں پر مشتمل ہوسکتی ہے، اور اگر، مذکورہ بالا اجلاس یا یکے بعد دیگرے اجلاسوں کے فوراً بعد ہونے والے اجلاس کے منقضی ہونے سے پہلے دونوں ایوان اس قاعدے میں کسی قسم کا ردو بدل کرنے پر اتفاق کریں یا دونوں ایوان متفق ہوں کہ اس قاعدے کو نہ بنانا چاہیے؛ تو اس کے بعد وہ قاعدہ ایسی ردوبدل کی ہوئی صورت میں موثر ہوگا یا کوئی اثر نہ رکھے گا، جیسی کہ صورت ہو، تاہم ایسا کوئی ردوبدل یا کالعدمی اس قاعدے کے تحت ماقبل کیے گئے کسی امر کے جواز کو مضرت نہ پہنچائے گی۔

17- **تنسیخ** ۔ فہرست میں مصرحہ قوانین، جہاں تک وہ یا ان کی توضیعات میں سے کوئی دس ایکٹ یا اس کی توضیعات میں سے کسی کے مماثل یا اس کے برخلاف ہیں، منسوخ کیئے جاتے ہیں۔

2- ممانعت جہیز ایکٹ، 1961

1961 کا ایک نمبر 28

(THE DOWRY PROHIBITION ACT)

جہیز کے لین دین کی ممانعت کے لیے ایکٹ

1- **مختصر نام، وسعت اور نفاذ۔** (1) اس ایکٹ کا مختصر نام جہیز ممانعت ایکٹ، 1961 ہے۔

(2) اس کا اطلاق ماسوائے ریاست جموں وکشمیر کے پورے بھارت پر ہوگا۔

(3) یہ اس تاریخ کو نافذ ہوگا جو مرکزی حکومت گزٹ میں اطلاع نامے کے ذریعہ مقرر کرے۔

2- **جہیز کی تعریف۔** اس ایکٹ میں، جہیز سے کوئی ایسی جائیداد یا قیمتی سیکوریٹی مراد ہے جو شادی کے موقع پر یا اس سے قبل یا اس کے بعد۔

(الف) شادی کا ایک فریق، شادی کے دوسرے فریق کو؛ یا

(ب) شادی کے کسی بھی فریق کے ماں باپ یا کوئی دیگر شخص شادی کے کسی بھی فریق کو یا کسی دیگر شخص کو متذکرہ فریقین کی شادی کے سلسلے میں بالواسطہ یا بلا واسطہ دی گئی ہے یا دی جانے کے لیے قرار کیا گیا ہے لیکن اس کا

اطلاق ان لوگوں کی بابت نہیں ہوگا جن پر مسلم عائلی قانون (شریعت) کا اطلاق ہوتا ہے، اور ان میں مہر شامل نہیں ہے۔

تشریح-2۔ قیمتی سیکوریٹی کا وہی مطلب ہے جو مجموعہ تعزیرات بھارت (1860 کا 45) کی دفعہ 30 میں ہے۔

3۔ **جہیز کے لین دین کے لیے سزا۔** (1) اگر کوئی شخص، اس ایکٹ کے نفاذ کے بعد جہیز دے گا یا لے گا یا جہیز دینے یا لینے کی ترغیب دے گا تو وہ کم سے کم چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ دو سال کی مدت کی سزا کا اور ایسے جرمانے کی سزا کا بھی جو دس ہزار روپے تک کا یا ایسے جہیز کی قیمت کی رقم تک کا، ان میں سے جو بھی زیادہ ہو، مستوجب ہوگا۔

لیکن عدالت ایسی معقول اور خصوصی وجوہات کی بنا پر جنہیں فیصلے میں قلمبند کیا جائے گا چھ ماہ سے کم کی کسی مدت کی بھی سزا عاید کر سکے گی۔

(2) ضمن (1) کی کوئی بات، ......

(الف) ایسے تحائف کو، جو دلہن کو شادی کے وقت (اس کی بابت بغیر کسی مانگ کے) دیئے جاتے ہیں یا ان کے متعلق لاگو نہیں ہوگی۔

لیکن یہ تب، جب کہ ایسے تحائف اس ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کے مطابق رکھی گئی فہرست میں درج کئے جاتے ہیں؛

(ب) ایسے تحائف کو جو دولہا کی شادی کے وقت (اس کی بابت بغیر کسی مانگ کے) دیئے جاتے ہیں یا ان کے متعلق لاگو نہیں ہوگی، لیکن یہ تب جب کہ ایسے تحائف اس ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کے مطابق رکھی گئی فہرست میں درج کئے جاتے ہیں؛

لیکن مزید یہ کہ جہاں ایسے تحائف جو دلہن کے ذریعہ یا اس کی جانب سے یا کسی ایسے شخص کے ذریعہ جو دلہن کا رشتہ دار ہے، دیئے جاتے ہیں وہاں ایسے تحائف رسمی قسم کے ہیں اور ان کی قیمت، ایسے شخص کی مالی حیثیت کو دھیان میں رکھتے ہوئے جس کے ذریعہ یا جس کی جانب سے ایسے تحائف دیئے گئے ہیں، زیادہ نہیں ہے۔

4۔ **جہیز مانگنے کے لیے سزا۔** اگر کوئی شخص، حسب صورت دلہن یا دولہا کے والدین یا

دیگر رشتہ دار یا ولی سے کسی جہیز کی بالواسطہ یا بلا واسطہ مانگ کرتا ہے تو وہ کم سے کم چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ دو سال کی مدت کی سزا کا اور ایسے جرمانے کی سزا کا بھی جو دس ہزار روپئے تک کا ہوسکے گا، مستوجب ہوگا۔

لیکن عدالت ایسی معقول اور خصوصی وجوہات کی بنا پر جنہیں فیصلے میں قلمبند کیا جائے گا چھ ماہ سے کم کی کسی مدت کی بھی سزا عاید کرسکے گی۔

5- جہیز کے لین دین کے لیے قرار کا باطل ہونا......

جہیز دینے یا لینے کے لیے قرار باطل ہوگا۔

6- جہیز کا بیوی یا اس کے وارثوں کے فائدے کے لیے ہونا۔ (1) جہاں کوئی جہیز ایسی عورت سے مختلف، جس کی شادی کے سلسلہ میں وہ دیا گیا ہے، کسی شخص کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے، وہاں وہ شخص، اس جہیز کو:......

(الف) اگر وہ جہیز شادی سے قبل حاصل کیا گیا تھا تو شادی کی تاریخ کے بعد تین ماہ کے اندر؛ یا

(ب) اگر وہ جہیز شادی کے وقت یا اس کے بعد حاصل کیا گیا تھا تو اسے حاصل کرنے کی تاریخ کے بعد تین ماہ کے اندر، یا

(ج) اگر وہ اس وقت جب عورت نابالغ تھی تب حاصل کیا گیا تھا تو اس کے اٹھارہ سال کی عمر پوری کرنے کے بعد تین مہینے کے اندر عورت کو منتقل کردے گا اور اسے انتقال تک اسے امانت کی شکل میں عورت کے فائدے کے لیے قبضہ میں رکھے گا۔

(2) اگر کوئی شخص حسب حکم ضمن (1) اس کے لیے صراحت کردہ میعاد کے اندر کسی جائیداد کو منتقل نہیں کرپاتا ہے تو وہ کم سے کم چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ دو سال کی مدت کی سزا کا یا جرمانے کی سزا کا، جو دس ہزار روپئے تک کا ہوسکے گا، یا دونوں کا، مستوجب ہوگا۔

(3) جہاں ضمن (1) کے تحت کسی جائیداد کے لیے حقدار عورت کی اسے حاصل کرنے سے پہلے موت ہوجاتی ہے تو وہاں عورت کے وارث فی الوقت قابض شخص سے دعویٰ کرنے کے حقدار ہوں گے۔

(3 الف) جہاں حسب حکم ضمن (1) جائیداد منتقل نہ کرپانے کے باعث ضمن (2) کے تحت مجرم ٹھہرائے گئے کسی شخص نے، اس ضمن کے تحت اس کے مجرم ٹھہرائے جانے سے قبل ہی ایسی جائیداد کو اس کے لیے حقدار عورت کو یا حسب صورت اس کے وارثوں کو منتقل نہیں کیا ہے وہاں عدالت اس ذیلی دفعہ کے تحت سزا تجویز کرنے کے علاوہ تحریری حکم کے ذریعہ ہدایت دے گی کہ ایسا شخص، ایسی جائیداد کو، حسب صورت، ایسی عورت یا اس کے وارثوں کو ایسی معیاد کے اندر جس کی حکم میں صراحت کی جائے، منتقل کرے اور اگر ایسا شخص ایسی ہدایت کا اس طرح صراحت کردہ مدت کے اندر تعمیل نہیں کرپاتا ہے تو جائیداد کی قیمت کے برابر رقم اس سے ایسے وصول کی جاسکے گی جیسے وہ ایسی عدالت کے ذریعہ عاید کیا گیا جرمانہ ہو اور اس کی، حسب صورت، اس عورت یا اس کے وارثوں کو ادائیگی کی جاسکے گی۔

(4) اس دفعہ کی کسی بات کا دفعہ 3 یا دفعہ 4 کی توضیعات پر اثر نہیں پڑے گا۔

7- **جرائم کا اختیار سماعت**۔ (1) مجموعہ ضابطہ فوجداری، 1973 (1974 کا 2) میں کسی بات کے ہوتے ہوئے بھی،......

(الف) میٹرو پولیٹن مجسٹریٹ یا اول درجے کے عدالتی مجسٹریٹ کی عدالت سے کم درجے کی کوئی عدالت اس ایکٹ کے تحت کسی جرم کی سماعت نہیں کرے گی؛

(ب) کوئی عدالت اس ایکٹ کے تحت کسی جرم کی سماعت،۔

(i) اپنی جانکاری یا ایسے جرم کو وجود میں لانے والے حقائق کی پولس رپورٹ پر، یا

(ii) جرم سے متاثر شخص یا ایسے شخص کے والدین یا دیگر رشتہ دار کے ذریعہ یا کسی تسلیم شدہ فلاحی ادارہ یا تنظیم کے ذریعہ کی گئی کسی شکایت پر، ہی کرے گا، نہ کہ دیگر طور پر؛

(ج) میٹرو پولیٹین مجسٹریٹ یا اول درجے کے عدالتی مجسٹریٹ کے لیے ایسا کرنا قانون کے مطابق ہوگا کہ وہ مجرم ٹھہرائے گئے کسی شخص کے خلاف ایسی سزا کا حکم صادر کرے جس کا اس ایکٹ کے ذریعہ اختیار دیا گیا ہے۔

تشریح :۔ اس ضمن کے اغراض کے لیے تسلیم شدہ فلاحی ادارہ یا تنظیم سے کوئی ایسا سماجی فلاحی ادارہ یا تنظیم مراد ہے جسے اس ضمن میں مرکزی یا ریاستی حکومت نے تسلیم کیا ہے۔

(2) مجموعہ ضابطہ فوجداری، 1973 (1974 کا 2) کے باب 36 کی کوئی بات اس ایکٹ کے تحت مستوجب سزا کسی جرم کو لاگو نہیں ہوں گے۔

8- **جرائم کا کچھ اغراض کے لیے قابل سماعت ہونا اور قابل ضمانت وناقابل مصالحت ہونا۔** (1) مجموعہ ضابطہ فوجداری 1973 (1974 کا 2) اس ایکٹ کے تحت جرائم کو ویسے ہی لاگو ہوگی جیسے اسے جرائم کی جانچ کے اغراض کے لیے، اور مندرجہ ذیل امور کے اغراض کے لیے۔

(i) اس مجموعے کی دفعہ 42 میں صراحت کردہ امور؛ اور

(ii) کسی شخص کی وارنٹ کے بغیر یا مجسٹریٹ کے کسی حکم کے بغیر گرفتاری، قابل سماعت جرم ہوں۔

(2) اس ایکٹ کے تحت ہر جرم ضمانتی اور ناقابل مصالحت ہوگا۔

9- **قواعد بنانے کا اختیار**۔۔۔۔ (1) مرکزی حکومت، سرکاری گزٹ میں اعلان نامے کے ذریعہ اس ایکٹ کی توضیعات کے عملدرآمد کے لیے قواعد بناسکے گی۔

(2) خاص طور پر اور متذکرہ اختیارات کی عمومیت کو مضرت پہنچائے بغیر ایسے قواعد کی رو سے حسب ذیل امور کی نسبت توضیع کی جاسکے گی، یعنی؛۔۔۔۔

(الف) وہ فارم جس میں اور وہ طریقہ جس سے اور ایسے افراد جن کے ذریعہ دفعہ 3 کے ضمن (2) میں مصرحہ تحائف کی کوئی فہرست رکھی جائے گی اور ان سے متعلق دیگر امور؛ اور

(ب) اس ایکٹ کی عمل آوری کی بابت پالیسی اور کارروائی میں بہتر ربط دہی۔

(3) اس دفعہ کے تحت بنایا ہوا ہر ایک قاعدہ بنائے جانے کے بعد جس قدر جلد ہوسکے تیس دن کی مجموعی مدت تک پارلیمنٹ کے ہر ایک اجلاس میں جب اس کا اجلاس جاری ہو، رکھا جائے گا، اور یہ مدت ایک ہی اجلاس یا دو یا

زائد یکے بعد دیگرے آنے والے اجلاسوں پر مشتمل ہوسکتی ہے، اور اگر مذکورہ بالا اجلاس یا یکے بعد دیگرے اجلاسوں کے فوراً بعد ہونے والے اجلاس کے منقضی ہونے سے پہلے دونوں ایوان اس قاعدے میں کسی قسم کا ردو بدل کرنے پر اتفاق کریں یا دونوں ایوان متفق ہوں کہ اس قاعدے کو نہ بنانا چاہیئے تو اس کے بعد وہ قاعدہ ایسی ردوبدل کی ہوئی صورت میں موثر ہوگا یا کوئی اثر نہ رکھے گا، جیسی کہ صورت ہو، تاہم، ایسا کوئی ردوبدل یا کالعدمی اس قاعدے کے تحت ماقبل کیے گئے، کسی امر کے جواز کو مضرت نہ پہنچائے گی۔

ممانعت جہیز (فہرست تحائف دولہا۔دلہن) قواعد، 1985

عام قانونی قاعدہ 664 (غیر معمولی)...... مرکزی حکومت، ممانعت، جہیز ایکٹ، (1961 کا 28) کی دفعہ 9 کے ذریعہ عطا کیے گئے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے، مندرجہ ذیل قواعد بناتی ہے:......

1- **مختصر نام اور نفاذ۔** (1) ان قواعد کا مختصر نام ممانعت جہیز (فہرست تحائف دولہا، دلہن) قواعد، 1985 ہے۔

(2) یہ 2/اکتوبر 1985 کو نافذ ہوں گے جو ممانعت جہیز (ترمیم) ایکٹ، 1984 (1984 کا 63) کے نافذ ہونے کے لیے متعین تاریخ ہے۔

2- **قواعد جن کے مطابق تحائف کی فہرستیں رکھی جائیں گی۔** (1) شادی کے وقت جو تحائف دلہن کو دیئے جاتے ہیں ان کی ایک فہرست دلہن رکھے گی۔

(2) شادی کے وقت جو تحائف دولہا کو دیئے جاتے ہیں ان کی ایک فہرست دولہا رکھے گا۔

(3) ذیلی قاعدہ (1) یا ذیلی قاعدہ (2) میں صراحت کردہ تحائف کی فہرست،......

(الف) شادی کے وقت یا شادی کے بعد جتنی جلد ممکن ہو تیار کی جائے گی؛

(ب) تحریری ہوگی؛

(ج) اس میں ہوگی......

(i) ہر تحفہ کی مختصر تفصیل؛

(ii) تحفہ کی تخمینی قیمت؛

(iii) اس شخص کا نام، جس نے تحفہ دیا ہے، اور

(iv) اگر وہ شخص جس نے تحفہ دیا ہے دلہن یا دولہا کا رشتہ دار ہے تو ایسے رشتہ داری کی تفصیل؛

(د) دولہا اور دلہن کے اس پر دستخط ہوں گے۔

تشریح 1- جہاں دلہن دستخط نہیں کرسکتی، وہاں وہ اسے فہرست پڑھ کر سنائی جانے کے بعد اور اس شخص کے، جس نے فہرست میں کیے گئے اندراجات کو اس طرح پڑھ کر سنایا ہے، اس فہرست پر دستخط حاصل کرنے کے بعد اپنے دستخط کرنے کے بدلے اپنے انگوٹھے کا نشان لگا سکے گی۔

تشریح 2- جہاں دولہا دستخط نہیں کرسکتا وہاں وہ اسے فہرست پڑھ کر سنائی جانے کے بعد اور اس شخص کے، جس نے فہرست میں کیے گئے اندراجات کو اس طرح پڑھ کر سنایا ہے، اس فہرست پر دستخط حاصل کرنے کے بعد اپنے دستخط کرنے کے بدلے اپنے انگوٹھے کا نشان لگا سکے گا۔

(4) دولہا یا دلہن، اگر ایسا چاہے تو ذیلی قاعدہ (1) یا ذیلی قاعدہ (2) میں مصرحہ فہرستوں میں سے کسی ایک پر یا دونوں پر اپنے کسی رشتے دار یا رشتہ داروں یا شادی کے وقت حاضر کسی دیگر شخص یا اشخاص کے دستخط حاصل کرسکتی ہے۔

3- ماحولیات (تحفظ) ایکٹ، 1986

(THE ENVIRONMENT(PROTECTION) ACT)

1986 کا ایکٹ نمبر 29

ایکٹ تاکہ ماحولیات کے تحفظ اور اس کی بہتری اور ان سے متعلق امور کی نسبت توضیع کی جائے۔

چونکہ انسانی ماحولیات کے تحفظ اور بہتری کے لیے مناسب اقدام کرنے کی خاطر جون 1972 میں اسٹاک ہوم میں منعقدہ انسانی ماحولیات پر اقوام متحدہ کانفرنس کے موقع پر فیصلے کیے گئے تھے، جس میں بھارت نے شرکت کی تھی؛

اور چونکہ متذکرہ بالا فیصلوں کی عمل آوری کی خاطر، جہاں تک وہ ماحول کے تحفظ اور بہتری اور بنی نوع انسان، دیگر جاندار مخلوقات، پودوں اور جائیداد کو خطرات کے انسداد کی نسبت ہیں، یہ مزید ضروری سمجھا جاتا ہے؛

پارلیمنٹ جمہوریہ بھارت کے سینتیسویں سال میں حسب ذیل قانون وضع کرتی ہے:

باب -1

ابتدائیہ

1- مختصر نام، وسعت اور نفاذ۔ (ا) اس ایکٹ کا مختصر نام ماحولیات (تحفظ) ایکٹ، 1986 ہے۔

(2) اس کا اطلاق پورے بھارت پر ہوگا۔

(3) یہ ایسی تاریخ پر نافذ ہوگا جو مرکزی حکومت، سرکاری گزٹ میں اعلان نامے کے ذریعہ مقرر کرے اور اس ایکٹ کی مختلف توضیعات کے لیے اور مختلف علاقوں کے لیے مختلف تاریخیں مقرر کی جاسکیں گی۔

2- تعریفات ۔ اس ایکٹ میں بجز اس کے کہ سیاق عبارت اس کے خلاف ہو،۔

(الف) ''ماحولیات'' میں پانی، ہوا اور زمین اور وہ باہمی تعلق شامل ہے جو پانی، ہوا اور بنی نوع انسان کے مابین اور دیگر جاندار مخلوقات، پودوں، خرد عضویہ اور جائیداد کے درمیان موجود ہے؛

(ب) ''ماحولیاتی آلودکار'' سے مراد ہے کوئی ٹھوس، مائع یا گیس دار شے جو اس قدر ارتکاز میں ہو کہ ماحول کے لیے مضرت رساں ہو، یا ہوسکتی ہو،

(ج) ''ماحولیاتی آلودگی'' سے مراد ہے کسی ماحولیاتی آلودکار کی ماحول میں موجودگی؛

(د) کسی شے کی نسبت ''ہاتھ میں لینا'' سے مراد ہے ایسی شئے بنانا، اس کی عمل کاری، ملانا، باندھنا، ذخیرہ بندی، نقل وحمل، استعمال، جمع کرنا، اتلاف، تبدیلی، فروخت کے لیے پیش کرنا، منتقلی یا ایسا ہی کام؛

(ہ) ''خطرناک شئے'' سے مراد ہے کوئی ایسی شئے یا تیار چیز جس سے اس کی کیمیائی یا طبعی وکیمیائی خاصیت یا ہاتھ میں لینے کی وجہ سے بنی نوع انسانوں، دیگر جاندار مخلوقات، پودوں، خرد عضویہ، جائیداد یا ماحول کو نقصان پہنچنے کا امکان ہو؛

(و) کسی کارخانے یا احاطے کی نسبت ''قابض'' سے ایسا شخص مراد ہے جس کے قابو میں کارخانے یا احاطے کے معاملات ہوں اور اس میں کسی شئے کی

نسبت ایسا شخص شامل ہے جس کے قبضے میں وہ شئے ہو؛

(ز) ''مقررہ'' سے اس ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کی رو سے مقررہ مراد ہے۔

باب - 2

مرکزی حکومت کے عام اختیارات

3- **ماحول کے تحفظ اور بہتری کے لیے اقدام کرنے کا مرکزی حکومت کا اختیار۔** (1) اس ایکٹ کی توضیعات کے تابع، مرکزی حکومت کو ایسے تمام اقدام کرنے کا اختیار حاصل ہوگا، جنہیں وہ ماحول کے تحفظ اور بہتری کے لیے اور ماحولیاتی آلودگی کے انسداد، اسے قابو، اور کم کرنے کی غرض سے ضروری یا قرین مصلحت سمجھے۔

(2) خاص طور پر، اور ضمن (1) کی توضیعات کو مضرت پہنچائے بغیر، ایسے اقدام میں مندرجہ ذیل تمام امور یا ان میں سے کسی امر کی نسبت اقدام شامل ہوسکیں گے، یعنی :۔

(i) ریاستی حکومتوں، افسران اور دیگر حکام کی کارروائیوں میں رابطہ۔

(الف) اس ایکٹ، یا اس کے بنائے گئے قواعد کے تحت، یا

(ب) کسی دیگر فی الوقت نافذ قانون کے تحت جو اس ایکٹ کے مقاصد کی نسبت ہو؛

(ii) ماحولیاتی آلودگی کے انسداد، اسے قابو اور کم کرنے کے لیے ایک ملک گیر پروگرام کی منصوبہ بندی اور عمل آوری؛

(iii) مختلف پہلوؤں سے ماحول کے معیار وضع کرنا؛

(iv) مختلف شعبوں سے، چاہے کیسے بھی ہوں، ماحولیاتی آلودکاروں کے اخراج یا نکاس کے معیار وضع کرنا:

مگر شرط یہ ہے کہ ایسے شعبوں سے ماحولیاتی آلودکاروں کے اخراج یا نکاس کی قسم یا مرکب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس فقرے کے تحت مختلف منبعوں سے اخراج یا نکاس کے مختلف معیار وضع کیے جاسکتے ہیں؛

(v) ایسے علاقوں کی پابندی جن میں کوئی صنعتیں، طریقہ ہائے کار یا عمل یا

صنعتوں، طریقہ ہائے کار یا عملوں کی قسم نہیں چلائی جائے گی یا بعض حفاظتی اقدام کے تابع چلائی جائے گی؛

(vi) ایسے حادثات کے، جو ماحولیاتی آلودگی کا باعث بن سکتے ہیں، انسداد کے ضابطے اور حفاظتی اقدام اور ایسے حادثات کے تدارک کے اقدام وضع کرنا،

(vii) خطرناک اشیاء ہاتھ میں لینے کے ضابطے اور حفاظتی اقدام وضع کرنا؛

(viii) مصنوعات بنانے کے ایسے عملوں، مواد اور اشیاء کا ملاحظہ کرنا جن سے ماحولیاتی آلودگی پیدا ہونے کا امکان ہو؛

(ix) ماحولیاتی آلودگی کے مسائل کی نسبت چھان بین اور تحقیق عمل میں لانا اور اس کی کفالت کرنا؛

(x) کسی بھی احاطوں، تنصیب، ساز وسامان، مشینوں، مصنوعات بنانے کے یا دیگر عملوں مواد یا اشیاء کا معائنہ اور، بذریعہ حکم، ایسے حکام افسران اور اشخاص کو ایسی ہدایات دینا جنہیں وہ ماحولیاتی آلودگی کے انسداد، قابو اور کمی کے اقدام کرنے کے لیے ضروری سمجھے؛

(xi) ماحولیاتی تجربہ گاہوں اور اداروں کا قیام یا تسلیم کیا جانا تاکہ ایسی تجربہ گاہوں اور اداروں کو اس ایکٹ کے تحت سونپے گئے کارہائے منصبی پر عمل درآمد ہوسکے؛

(xii) ماحولیاتی آلودگی کی نسبت امور کے متعلق معلومات اکٹھا کرنا اور ان کی نشرواشاعت؛

(xiii) ماحولیاتی آلودگی کے انسداد، قابو اور کمی کی نسبت کتابچے، ضوابط یا رہنما کتابیں مرتب کرنا؛

(xiv) ایسے دیگر امور جنہیں مرکزی حکومت اس ایکٹ کی توضیعات کی مؤثر عمل آوری کو یقینی بنانے کی غرض سے ضروری یا قرین مصلحت سمجھے۔

(3) مرکزی حکومت، اگر وہ اس ایکٹ کی اغراض کے لیے ایسا کرنا ضروری یا قرین مصلحت سمجھے، سرکاری گزٹ میں شائع شدہ حکم کی رو سے، اس ایکٹ کے تحت مرکزی حکومت کے ایسے اختیارات اور کارہائے منصبی (جن میں دفعہ

5 کے تحت ہدایات جاری کرنے کا اختیار شامل ہے) کے استعمال اور انجام دہی کی غرض سے اور ضمن (2) میں محولہ ایسے امور کی نسبت اقدام کرنے کے لیے جو اس حکم میں درج کیے جائیں، ایسے نام یا ناموں سے، جن کی اس حکم میں صراحت کی جائے، اتھارٹی یا اتھارٹیاں تشکیل دے سکتی ہے اور مرکزی حکومت کی نگرانی اور کنٹرول نیز ایسے حکم کی توضیعات کے تابع، ایسی اتھارٹی یا اتھارٹیاں اس حکم میں اس طرح درج اختیارات کا استعمال کرسکتی ہیں یا کارہائے منصبی انجام دے سکتی ہیں یا اقدام کرسکتی ہیں گویا کہ ایسی اتھارٹی یا اتھارٹیوں کو ان اختیارات کے استعمال یا ان کارہائے منصبی کی انجام دہی یا ایسے اقدام کرنے کا اختیار اس ایکٹ کے تحت دیا گیا تھا۔

4- **افسران کی تقرری اور ان کے اختیارات اور کارہائے منصبی** (1) دفعہ 3 کے ضمن (3) کی توضیعات کو مضرت پہنچائے بغیر مرکزی حکومت ایسے عہدوں کے افسران مقرر کرسکے گی جنہیں وہ اس ایکٹ کی اغراض کے لیے ٹھیک سمجھے اور انہیں اس ایکٹ کے تحت ایسے اختیارات اور کارہائے منصبی سپرد کرسکے گی جنہیں وہ ٹھیک سمجھے۔

(2) ضمن (1) کے تحت مقرر کیے گئے افسران مرکزی حکومت کے یا، اگر وہ حکومت اس طرح ہدایت کرے، دفعہ 3 کے ضمن (3) کے تحت تشکیل دی گئی اتھارٹی یا اتھارٹیوں کے یا کسی دیگر اتھارٹی یا افسر کے عام کنٹرول اور ہدایت کے تابع ہوں گے۔

5- **ہدایات دینے کا اختیار**۔ کسی دیگر قانون میں درج کسی امر کے باوجود لیکن اس ایکٹ کی توضیعات کے تابع، مرکزی حکومت، اس ایکٹ کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے اور اپنے کارہائے منصبی انجام دیتے ہوئے کسی شخص، افسر یا کسی اتھارٹی کو تحریری ہدایات جاری کرسکے گی اور ایسا شخص، افسر یا اتھارٹی ایسی ہدایات کی تعمیل کرنے کی پابند ہوگی۔

تشریح ۔ شکوک سے گریز کے لیے ذریعہ ھذا قرار دیا جاتا ہے کہ اس دفعہ کے تحت ہدایات جاری کرنے کے اختیار میں مندرجہ ذیل ہدایت دینے کا اختیار شامل ہے۔

(الف) کوئی صنعت، طریقۂ کار یا عمل بند کرنا، اس کی ممانعت یا ضابطہ بندی کرنا؛

(ب) بجلی یا پانی یا کسی دیگر سروس کی فراہمی روک دینا یا ضابطہ بندی کرنا۔

6- **قواعد سے ماحولیاتی آلودگی کی ضابطہ بندی کی جائے گی۔** (1) مرکزی حکومت، سرکاری گزٹ میں اعلان نامے کے ذریعے، دفعہ 3 میں محولہ تمام امور یا ان میں سے کسی امر کی نسبت قواعد بنا سکے گی۔

(2) خاص طور پر، اور متذکرہ اختیار کی عمومیت کو نقصان پہنچائے بغیر، ایسے قواعد کی رو سے مندرجہ ذیل تمام امور یا ان میں سے کسی امر کی توضیع ہو سکے گی، یعنی۔

(الف) مختلف علاقوں اور اغراض کے لیے ہوا، پانی یا مٹی کی قسم کے معیار،

(ب) مختلف علاقوں کے لیے مختلف ماحولیاتی آلودکاروں کے (جس میں شور شامل ہے) ارتکاز کی زیادہ سے زیادہ قابل اجازت حدود،

(ج) خطرناک اشیاء کو ہاتھ میں لینے کے ضابطے اور حفاظتی اقدام؛

(د) مختلف علاقوں میں خطرناک اشیاء کو ہاتھ میں لینے کی ممانعت اور پابندیاں؛

(ہ) مختلف علاقوں میں صنعتوں کے وقوع اور عملوں اور طریقۂ ہائے کار کے چلائے جانے کی ممانعت اور پابندیاں؛

(و) ایسے حادثات کے انسداد جو ماحولیاتی آلودگی کا باعث بن سکتے ہیں اور ایسے حادثات کے تدارک کے لیے اقدام کی توضیع کے ضابطے اور حفاظتی اقدام۔

باب - 3

ماحولیاتی آلودگی کا انسداد، کنٹرول اور کمی

7- **صنعت، عمل وغیرہ چلانے والے اشخاص معیار سے زیادہ ماحولیاتی آلودکاروں کے اخراج یا نکاس کی اجازت نہیں دیں گے۔** کوئی صنعت، عمل یا طریقۂ کار چلانے

والا کوئی شخص ایسے معیار سے زیادہ جو مقرر کیا جائے کسی ماحولیاتی آلود کاروں کا اخراج یا نکاس نہیں کرے گا یا اس کی اجازت نہیں دے گا۔

8- **خطرناک اشیاء ہاتھ میں لینے والے اشخاص ضابطے کے حفاظتی اقدام کی تعمیل کریں گے۔** کوئی شخص کسی خطرناک شئے کو ہاتھ میں نہ لے گا یا کسی کے ہاتھ میں لینے کا باعث نہ بنے گا بجز ایسے ضابطے کے مطابق اور ایسے حفاظتی اقدام کی تعمیل کے بعد جو مقرر کیے جائیں۔

9- **بعض صورتوں میں اتھارٹیوں اور ایجنسیوں کو اطلاعات مہیا کرنا۔** (1) جب کسی حادثے یا دیگر ان دیکھے فعل یا واقعے کی وجہ سے کسی ماحولیاتی آلودکار کا نکاس مقررہ معیاروں سے زیادہ واقع ہو یا واقع ہونے کا خدشہ ہو، تو ایسے نکاس کا ذمہ دار شخص اور ایسی جگہ کا نگران شخص جہاں ایسا نکاس واقع ہونے کا خدشہ ہو ایسے نکاس کے نتیجے میں ہونے والی آلودگی کے انسداد یا اسے کم کرنے کا پابند ہوگا اور فوراً......

(الف) ایسے وقوع کے واقعے یا ایسے وقوع کے خدشے کی اطلاع بھی دے گا، اور

(ب) اگر اسے کہا جائے، تو ایسی اتھارٹیوں یا ایجنسیوں کو جو مقرر کی جائیں ہر قسم کی امداد دینے کا پابند ہوگا۔

(2) ضمن (1) میں محولہ نوعیت کے کسی وقوع کے واقع یا خدشے کی نسبت اطلاع ملنے پر، خواہ اس ضمن کے تحت اطلاع کے ذریعے یا دیگر طور پر، ضمن (1) میں محولہ اتھارٹیاں یا ایجنسیاں، جتنی جلد ممکن ہوسکے، تدارک کے ایسے اقدام کروائیں گی جو ماحولیاتی، آلودگی کے انسداد یا اسے کم کرنے کے لیے ضروری ہوں۔

(3) ضمن (2) میں محولہ تدارک کے اقدام کی نسبت کسی اتھارٹی یا ایجنسی کے کیے گئے مصارف، اگر کوئی ہوں، مصارف کا مطالبہ کرنے کی تاریخ سے اس کی ادائیگی تک مع سود (ایسی معقول شرح پر جو حکومت، بذریعہ حکم، مقرر کرے) ایسی اتھارٹی یا ایجنسی متعلقہ شخص سے زرمال گزاری اراضی یا سرکاری مطالبے

کے بقایا جات کے طور پر وصول کر سکے گی۔

10- داخلے اور معائنے کے اختیارات۔ (1) اس دفعہ کی توضیعات کے تابع، اس بارے میں مرکزی حکومت کے مجاز کسی شخص کو کسی بھی جگہ تمام معقول اوقات پر ایسی مدد کے ساتھ جسے وہ ضروری سمجھے، داخلے کا حق حاصل ہوگا......

(الف) مرکزی حکومت کے اس کو سونپے گئے کارہائے منصبی میں سے کسی کار منصبی کی انجام دہی کے غرض کے لیے،

(ب) یہ تعین کرنے کی غرض کے لیے کہ آیا کوئی ایسے کارہائے منصبی انجام دیئے جانے ہیں اور اگر دیئے جانے ہیں تو کس طریقے سے، یا یہ کہ آیا اس ایکٹ کی کن ہی توضیعات یا ان کے تحت بنائے گئے قواعد یا اس ایکٹ کے تحت دیئے گئے کسی نوٹس، صادر کیے گئے کسی حکم، دی گئی کسی ہدایت یا عطا کیے گئے کسی اجازت نامے کی تعمیل کی جارہی ہے یا کی گئی ہے؛

(ج) کسی سازوسان، صنعتی پلانٹ، ریکارڈ، رجسٹر، دستاویز یا کسی دیگر اہم چیز کا معائنے اور جانچ کی غرض کے لیے یا کسی ایسی عمارت کی تلاش کرنے کے لیے جس کی نسبت اسے یہ باور کرنے کی وجہ ہو کہ...... اس ایکٹ کے یا اس کے تحت بنائے گئے قواعد کے تحت کسی جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے یا کیا جارہا ہے یا کیا جانے والا ہے۔ اور کوئی ایسا سازوسامان، صنعتی پلانٹ، ریکارڈ، رجسٹر، دستاویز یا دیگر اہم چیز ضبط کرنے کے لیے اگر اس کے پاس یہ باور کرنے کی وجہ ہو کہ اس سے اس ایکٹ یا اس کے تحت بنائے گئے قواعد کے تحت قابل سزا کسی جرم کے ارتکاب کی شہادت مہیا ہوسکتی ہے یا یہ کہ ایسی ضبطی ماحولیاتی آلودگی کے انسداد یا اسے کم کرنے کے لیے ضروری ہے۔

(2) کوئی صنعت، طریقۂ کار یا عمل چلانے والا یا کسی خطرناک شے کو ہاتھ میں لینے والا ہر ایک شخص ضمن (1) کے تحت مرکزی حکومت کے مجاز شخص کی اس ضمن کے تحت کارہائے منصبی انجام دینے کے لیے پوری معاونت کرے گا اور

اگر وہ ایسا کرنے سے بلاکسی معقول وجہ یا عذر کے قاصر رہے، تو وہ اس ایکٹ کے تحت جرم کا قصوروار ہوگا۔

(3) اگر کوئی شخص ضمن (1) کے تحت مرکزی حکومت کے مجاز کیے گئے کسی شخص کو اس کے کارہائے منصبی کی انجام دہی میں دانستہ طور پر تاخیر کروائے یا مزاحمت کرے، تو وہ اس ایکٹ کے تحت جرم کا قصوروار ہوگا۔

(4) مجموعہ ضابطہ فوجداری، 1973 کی توضیعات یا ریاست جموں وکشمیر یا کسی ایسے علاقے کی نسبت جس میں وہ ضابطہ نہیں ہے، اس ریاست یا علاقے میں نافذ کسی مماثل قانون کی توضیعات کا، جہاں تک ہوسکے، اس دفعہ کے تحت کسی تلاشی یا ضبطی پر اطلاق ہوگا جس طرح ان کا اطلاق مذکورہ ضابطے کی دفعہ 94 کے تحت جاری کیے گئے وارنٹ کے اختیار یا، جیسی کہ صورت ہو، مذکورہ قانون کی مماثل توضیع کے تحت کی گئی کسی تلاشی یا ضبطی پر ہوتا ہے۔

11- نمونہ لینے کا اختیار اور اس کے سلسلے میں اختیار کیا جانے والا ضابطہ۔ (1) مرکزی حکومت یا اس بارے میں اس کے مجاز کسی افسر کو، ایسے طریقے سے جو مقرر کیا جائے تجزیے کی غرض کے لیے، کسی کارخانے، احاطے یا دیگر جگہ سے ہوا، پانی، مٹی یا دیگر شئے کے نمونے لینے کا اختیار حاصل ہوگا۔

(2) ضمن (1) کے تحت لیے گئے نمونے کے کسی تجزیے کا نتیجہ کسی قانونی کارروائی میں قابل ادخالِ شہادت نہیں ہوگا۔ بجز اس کے کہ ضمنات (3) اور (4) کی توضیعات کی تعمیل کی جائے۔

(3) ضمن (4) کی توضیعات کے تابع، ضمن (1) کے تحت نمونہ لینے والا شخص......

(الف) اس جگہ کے قابض یا اس کے ایجنٹ یا نگراں شخص کو اسی وقت، ایسے فارم پر جو مقرر کیا جائے، اس کا اس طرح تجزیہ کروانے کے اس کے ارادے کا نوٹس دے گا؛

(ب) قابض یا اس کے ایجنٹ یا نگراں شخص کی موجودگی میں تجزیے کے لیے نمونہ اکٹھا کرے گا؛

(ج) نمونے کو کسی ظرف یا ظروف میں رکھوائے گا جس پر نشان اور مہر لگائی جائے گی نیز اس پر نمونہ لینے والے شخص اور قابض یا اس کے ایجنٹ یا نگراں شخص دونوں کے دستخط ہوں گے؛

(و) ظرف یا ظروف، بلا تاخیر، دفعہ 12 کے تحت مرکزی حکومت کی قائم یا تسلیم شدہ تجربہ گاہ کو بھیج دے گا۔

(4) جب ضمن (1) کے تحت تجزیے کے لیے کوئی نمونہ لیا جائے اور نمونہ لینے والا شخص قابض یا اس کے ایجنٹ یا شخص کو ضمن (3) کے فقرہ (الف) کے تحت نوٹس دے، تو،......

(الف) اس صورت میں جب قابض، اس کا ایجنٹ یا شخص دانستہ طور پر غیر حاضر ہوجائے، تو نمونہ لینے والا شخص تجزیے کے لیے نمونہ جمع کرے گا جو ظرف یا ظروف میں رکھا جائے گا جس پر نشان اور مہر لگائی جائے گی نیز اس پر لینے والے شخص کے دستخط ہوں گے، اور

(ب) اس صورت میں جب نمونہ لیتے وقت موجود قابض یا اس کا ایجنٹ یا شخص ضمن (3) کے فقرہ (ج) کے تحت مطلوب نمونے کے نشان اور مہر لگے ہوئے ظرف یا ظروف پر دستخط کرنے سے انکار کردے، تو نشان اور مہر لگے ہوئے ظرف یا ظروف پر نمونہ لینے والے شخص کا دستخط کرے اور نمونہ لینے والا شخص ظرف یا ظروف بلا تاخیر تجزیے کے لیے دفعہ 12 کے تحت قائم یا تسلیم شدہ تجربہ گاہ کو بھیج دے گا اور ایسا شخص دفعہ 13 کے تحت مقرر یا تسلیم کیے گئے سرکاری تجزیہ کار کو تحریری طور پر قابض یا اس کے ایجنٹ یا شخص کی دانستہ طور پر غیر حاضری، یا جیسی کہ صورت ہو، ظرف یا ظروف پر دستخط کرنے سے اس کے انکار کے متعلق اطلاع دے گا۔

12- **ماحولیاتی تجربہ گاہیں۔** (1) مرکزی حکومت، سرکاری گزٹ میں اعلان نامے کے ذریعے،۔

(الف) ایک یا زائد ماحولیاتی تجربہ گاہیں قائم کرسکتی ہے،

(ب) اس ایکٹ کے تحت کسی ماحولیاتی تجربہ گاہ کو سونپے گئے کارہائے منصبی کی عملدرآمد کے لیے ایک یا زائد تجربہ گاہوں یا اداروں کو ماحولیاتی تجربہ گاہوں کے طور پر تسلیم کرسکتی ہے۔

(2) مرکزی حکومت، سرکاری گزٹ میں اعلان نامے کے ذریعے، قواعد بنا سکتی ہے جن میں مندرجہ ذیل کی نسبت صراحت ہو۔

(الف) ماحولیاتی تجربہ گاہ کے کارہائے منصبی؛

(ب) تجزیے یا جانچ کے لیے ہوا، پانی، مٹی یا دیگر شئے کا مذکورہ تجربہ گاہ کو بھیجنے کا ضابطہ، اس کی تجربہ گاہ رپورٹ کا فارم اور ایسی رپورٹ کے لیے واجب الادا فیس؛

(ج) ایسے دیگر امور جو اس تجربہ گاہ کو...... اس کے کارہائے منصبی کی عمل آوری کے قابل بنانے کے لیے ضروری یا قرین مصلحت ہوں۔

13- **سرکاری تجزیہ کار۔** مرکزی حکومت سرکاری گزٹ میں اعلان نامے کے ذریعے، دفعہ 12 کے ضمن (1) کے تحت قائم یا تسلیم کی گئی کسی ماحولیاتی تجربہ گاہ کو تجزیہ کے لیے بھیجی گئی ہوا، پانی، مٹی یا دیگر شئے کے نمونوں کے تجزیئے کی غرض کے لیے ایسے اشخاص کو سرکاری تجزیہ کار کی حیثیت سے مقرر یا تسلیم کرسکتی ہے جنہیں وہ ٹھیک سمجھے اور جو مقررہ اہلیتیں رکھتے ہوں۔

14- **سرکاری تجزیہ کاروں کی رپورٹیں۔** اس ایکٹ کے تحت کسی کارروائی میں کوئی دستاویز جو سرکاری تجزیہ کار کی دستخط شدہ رپورٹ معلوم ہوتی ہو اس میں بیان کیے گئے واقعات کی شہادت کے طور پر استعمال کی جاسکتی ہے۔

15- **اس ایکٹ کی توضیعات اور قواعد، احکام اور ہدایات کی خلاف ورزی کی سزا۔** (1) جو کوئی اس ایکٹ کی توضیعات، یا اس کے تحت بنائے گئے قواعد یا جاری کیے گئے احکام یا ہدایات میں سے کسی توضیع یا قاعدے، حکم یا ہدایت کی تعمیل کرنے سے قاصر رہے یا ان کی خلاف ورزی کرے، تو وہ، ہر ایک ایسے قصور یا خلاف ورزی کی نسبت، پانچ سال تک کی سزائے قید یا ایک لاکھ روپے تک کے جرمانے کی سزا، یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا، اور قصور یا خلاف ورزی جاری رہنے کی

صورت میں، اضافی جرمانے کا مستوجب ہوگا جو پہلی بار ایسے قصور یا خلاف ورزی کی سزا کے بعد ایسے ہر ایک دن کے لیے پانچ ہزار روپے تک ہوسکتا ہے جس کے دوران ایسا قصور یا خلاف ورزی جاری رہے۔

(2) اگر ضمن (1) میں محولہ قصور یا خلاف ورزی کی سزا کی تاریخ کے بعد ایک سال کی مدت کے بعد بھی جاری رہے، تو مجرم سات سال تک کی سزائے قید کا مستوجب ہوگا۔

16- کمپنیوں کے جرائم۔ (1) جب اس ایکٹ کے تحت کسی جرم کا ارتکاب کمپنی نے کیا ہو، تو ہر ایک شخص، جو ارتکاب جرم کے وقت، کمپنی کا کاروبار چلانے، نیز کمپنی کا بھی، براہ راست نگراں تھا، اور ذمہ دار تھا، جرم کا قصوروار متصور ہوگا اور اس کے خلاف کارروائی کی جاسکے گی اور حسبہ سزادی جاسکے گی۔

مگر شرط یہ ہے کہ اس ضمن میں درج کسی امر سے کوئی شخص اس ایکٹ میں وضع شدہ کسی جرم کا مستوجب نہیں بنے گا، اگر وہ یہ ثابت کرے کہ جرم کا ارتکاب اس کے علم کے بغیر ہوا تھا یا یہ کہ اس نے ایسے جرم کے ارتکاب کو روکنے کے لیے تمام مناسب مستعدی کا استعمال کیا تھا۔

(2) ضمن (1) میں درج کسی امر کے باوجود، جب اس ایکٹ کے تحت کسی جرم کا ارتکاب کسی کمپنی نے کیا ہو اور یہ ثابت ہوجائے کہ جرم کا ارتکاب کمپنی کے کسی ناظم، منتظم، معتمد یا دیگر افسر کی رضامندی یا چشم پوشی سے کیا گیا ہے یا اس کی کسی غفلت سے قابل منسوب ہے، تو ایسا ناظم، منتظم، معتمد یا دیگر افسر بھی اس جرم کا قصوروار متصور ہوگا اور اس کے خلاف کارروائی کی جاسکے گی اور حسبہ سزا دی جاسکے گی۔

تشریح ۔ اس دفعہ کی اغراض کے لیے؛......

(الف) ''کمپنی'' سے مراد ہے کوئی سند یافتہ جماعت اور اس میں کوئی فرم یا افراد کی دیگر انجمن شامل ہے؛ اور

(ب) کسی فرم کی نسبت ''ناظم'' سے فرم کا حصے دار مراد ہے۔

17- سرکاری محکموں کے جرائم۔ (1) جب اس ایکٹ کے تحت کسی جرم کا ارتکاب کسی

سرکاری محکمے نے کیا ہو، تو محکمے کا سربراہ اس جرم کا قصوروار متصور ہوگا اور اس کے خلاف کارروائی کی جاسکے گی اور حسبہ سزا دی جاسکے گی:

مگر شرط یہ ہے کہ اس دفعہ میں درج کسی امر سے محکمے کا ایسا سربراہ کسی سزا کا مستوجب نہیں بنے گا اگر وہ ثابت کرے کہ جرم کا ارتکاب اس کے علم کے بغیر کیا گیا تھا یا یہ کہ اس نے ایسے جرم کے ارتکاب کو روکنے کے لیے تمام مناسب مستعدی کا استعمال کیا تھا۔

(2) ضمن (1) میں درج کسی امر کے باوجود، جب اس ایکٹ کے تحت کسی جرم کا ارتکاب کسی سرکاری محکمے نے کیا اور یہ ثابت ہوجائے کہ جرم کا ارتکاب محکمے کے سربراہ کے سوا کسی افسر کی رضامندی یا چشم پوشی سے کیا گیا ہے، یا اس کی غفلت سے قابل منسوب ہے، تو ایسا افسر بھی اس جرم کا قصوروار ہوگا اور اس کے خلاف کارروائی کی جاسکے گی اور حسبہ سزا دی جاسکے گی۔

باب - 4

متفرق

18- **نیک نیتی سے کیے گئے فعل کا تحفظ**۔ کسی ایسے امر کی نسبت جو اس ایکٹ یا اس کے تحت بنائے گئے قواعد یا جاری کیے گئے احکام یا ہدایات کے مطابق نیک نیتی سے کیا گیا ہو یا کیا جانا مقصود ہو حکومت یا کسی افسر یا دیگر سرکاری ملازم یا اس ایکٹ کے تحت تشکیل دی گئی کسی اتھارٹی یا ایسی اتھارٹی کے کسی رکن، افسر یا دیگر ملازم کے خلاف کوئی دعویٰ، استغاثہ یا دیگر قانونی کارروائی نہیں ہوسکے گی۔

19- **جرم کی سماعت**۔ کوئی عدالت اس ایکٹ کے تحت کسی جرم کی سماعت نہیں کرے گی ماسوائے مندرجہ ذیل کی شکایت پر۔

(الف) مرکزی حکومت یا اس حکومت کی اس بارے میں مجاز کوئی اتھارٹی یا افسر؛ یا

(ب) ایسا کوئی شخص جس نے مقررہ طریقے سے، مبینہ جرم اور شکایت کرنے کے اس کے ارادے کا کم از کم ساٹھ دنوں کا نوٹس مرکزی حکومت یا

متذکرہ بالا مجاز اتھارٹی یا افسر کو دیا ہو۔

20- **معلومات، رپورٹیں یا گوشوارے۔** مرکزی حکومت، اس ایکٹ کے تحت اپنے کارہائے منصبی کی نسبت، وقتاً فوقتاً، کسی شخص، افسر، ریاستی حکومت یا دیگر اتھارٹی کو اسے یا کسی مقررہ اتھارٹی یا افسر کو کوئی رپورٹیں، گوشوارے، اعداد وشمار، حسابات اور دیگر معلومات مہیا کرنے کا حکم دے سکے گی اور ایسا شخص، افسر، ریاستی حکومت یا دیگر اتھارٹی ایسا کرنے کی پابند ہوگی۔

21- **دفعہ 3 کے تحت تشکیل دی گئی اتھارٹی کے اراکین، افسران اور ملازمین سرکاری ملازمین ہوں گے۔** دفعہ 3 کے تحت تشکیل دی گئی اتھارٹی، اگر کوئی ہو، کے تمام اراکین اور ایسی اتھارٹی کے تمام افسران اور دیگر ملازمین جب اس ایکٹ کی کن ہی توضیعات یا ان کے تحت بنائے گئے قواعد یا جاری کیے گئے احکام یا ہدایات کے تحت کام کررہے ہوں یا ان کا کام کرنا معلوم ہوتا ہو بھارتی مجموعہ تعزیرات کی دفعہ 21 کے معنوں میں سرکاری ملازمین متصور ہوں گے۔

22- **اختیار سماعت کی ممانعت۔** کسی دیوانی عدالت کو مرکزی حکومت یا کسی دیگر اتھارٹی یا افسر کے اس ایکٹ کے تحت اس کے کارہائے منصبی کی رو سے یا ان کی نسبت تفویض کیے گئے کسی اختیار کے مطابق کیے گئے کسی امر، کی گئی کسی کارروائی یا جاری کیے گئے کسی حکم یا ہدایات کی نسبت کوئی دعویٰ یا کارروائی بغرض سماعت قبول کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

23- **تفویض کا اختیار۔** دفعہ 3 کے ضمن (3) کی توضیعات کو مضرت پہنچائے بغیر، مرکزی حکومت سرکاری گزٹ میں اعلان نامے کے ذریعے، ایسی شرائط اور بندشوں کے تابع، جن کی اعلان نامے میں صراحت کی جائے، کسی افسر ریاستی حکومت یا دیگر اتھارٹی کو اس ایکٹ کے تحت اپنے ایسے اختیارات اور کارہائے منصبی تفویض کرسکے گی، جنہیں وہ ضروری یا قرین مصلحت سمجھے، ما سوائے دفعہ 3 کے ضمن (3) کے تحت کوئی اتھارٹی تشکیل دینے کا اختیار اور دفعہ 25 کے تحت قواعد بنانے کا اختیار۔

24- **دیگر قوانین کا اثر۔** (1) ضمن (2) کی توضیعات کے تابع، اس ایکٹ کی توضیعات

اور ان کے تحت بنائے گئے قواعد یا صادر کیے گئے احکام اس ایکٹ کے سوا کسی قانون میں درج ان کے نقیض کسی امر کے باوجود موثر ہوں گے۔

(2) جب کوئی فعل یا ترک فعل اس ایکٹ نیز کسی دیگر ایکٹ کے تحت کوئی قابل سزا جرم بنتا ہو تو ایسے جرم کا قصوروار پایا گیا مجرم اس دیگر ایکٹ کے تحت سزا کا مستوجب ہوگا نہ کہ اس ایکٹ کے تحت۔

25- **قواعد بنانے کا اختیار۔** (1) مرکزی حکومت، سرکاری گزٹ میں اعلان نامے کے ذریعہ اس ایکٹ کی اغراض کے عمل درآمد کے لیے قواعد بنا سکے گی۔

(2) خاص طور پر، اور متذکرہ اختیار کی عمومیت کو مضرت پہنچائے بغیر، ایسے قواعد سے مندرجہ ذیل تمام امور یا ان میں سے کسی امر کی توضیع ہو سکے گی، یعنی:۔

(الف) ایسے معیار جن سے زائد ماحولیاتی آلودکاروں کا دفعہ 7 کے تحت اخراج یا نکاس نہیں کیا جائے گا؛

(ب) ایسا ضابطہ جس کے مطابق اور ایسے حفاظتی اقدام جن کی تعمیل کرتے ہوئے خطرناک اشیاء کو دفعہ 8 کے تحت ہاتھ میں لیا جائے گا یا کسی کے ہاتھ میں دیا جائے گا؛

(ج) ایسے حکام یا ایجنسیاں جنہیں دفعہ 9 کے ضمن (1) کے تحت مقررہ معیار سے زائد کسی ماحولیاتی آلودکار کے اخراج کے وقوع یا وقوع کے خدشے کے واقع کی اطلاع دی جائے گی اور جنہیں ہر قسم کی امداد فراہم کرنے کی پابندی ہوگی؛

(د) ایسا طریقہ جس سے دفعہ 11 کے ضمن (1) کے تحت تجزیئے کی غرض کے لیے ہوا، پانی، مٹی یا دیگر شئے کے نمونے لیے جائیں گے؛

(ہ) ایسا فارم جس میں کسی نمونے کا تجزیہ کروانے کے ارادے کا نوٹس دفعہ 11 کے ضمن (3) کے فقرہ (الف) کے تحت دیا جائے گا؛

(و) ماحولیاتی تجربہ گاہوں کے کارہائے منصبی، ایسی تجربہ گاہوں میں ہوا، پانی، مٹی اور دیگر اشیاء کے نمونوں کے تجزیئے یا جانچ کے لیے پیش کرنے

کا ضابطہ، تجربہ گاہ کی رپورٹ کا فارم، ایسی رپورٹ کے لیے واجب الادا فیس اور دیگر امور تاکہ ایسی تجربہ گاہوں کو دفعہ 12 کے ضمن (2) کے تحت ان کے کارہائے منصبی کے عملدرآمد کے قابل بنایا جاسکے؛

(ز) دفعہ 13 کے تحت ہوا، پانی، مٹی یا دیگر اشیاء کے نمونوں کے تجزیئے کی غرض کے لیے مقرر یا تسلیم کیے گئے سرکاری تجزیہ کار کی اہلیتیں؛

(ح) ایسا طریقہ جس سے دفعہ 19 کے فقرہ (ب) کے تحت جرم اور مرکزی حکومت کو شکایت کرنے کے ارادے کا نوٹس دیا جائے گا؛

(ط) ایسی اتھارٹی یا افسر جسے دفعہ 20 کے تحت کوئی رپورٹیں، گوشوارے، حسابات اور دیگر معلومات مہیا کی جائیں گی؛

(ی) کوئی دیگر امر جس کا مقرر کیا جانا مطلوب ہو، یا مقرر کیا جائے۔

26- **اس ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد پارلیمنٹ کے سامنے رکھے جائیں گے۔** اس ایکٹ کے تحت بنایا ہوا ہر ایک قاعدہ بنائے جانے کے بعد جس قدر جلد ہوسکے تیس دن کی مجموعی مدت تک پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان میں جب اس کا اجلاس جاری ہو، رکھا جائے گا، اور یہ مدت ایک ہی اجلاس یا دو یا زائد یکے بعد دیگرے آنے والے اجلاسوں پر مشتمل ہوسکتی ہے، اور اگر، مذکورہ بالا اجلاس یا یکے بعد دیگرے اجلاسوں کے فوراً بعد ہونے والے اجلاس کے منقضی ہونے سے پہلے، دونوں ایوان اس قاعدے میں کسی قسم کا ردوبدل کرنے پر اتفاق کریں یا دونوں ایوان متفق ہوں کہ اس قاعدے کو نہ بنانا چاہیئے تو اس کے بعد وہ قاعدہ ایسی ردوبدل کی ہوئی صورت میں مؤثر ہوگا یا کوئی اثر نہ رکھے گا جیسی کہ صورت ہو؛ تاہم، ایسا کوئی ردوبدل یا کالعدمی اس قاعدے کے تحت ماقبل کیے گئے کسی امر کے جواز کو مضرت نہ پہنچائے گی۔

4- قومی کمیشن برائے خواتین ایکٹ، 1990

1990 کا ایکٹ نمبر 20

(THE NATIONAL COMMISSION FOR WOMEN ACT)

ایکٹ تاکہ خواتین کے لیے قومی کمیشن مرتب کیا جائے اور اس سے متعلق یا ضمنی امور کی نسبت توضیع کی جائے۔

پارلیمنٹ جمہوریہ بھارت کے اکتالیسویں سال میں حسب ذیل قانون وضع کرتی ہے۔

باب - 1

ابتدائیہ

1- **مختصر نام وسعت اور نفاذ۔** (1) اس ایکٹ کا مختصر نام قومی کمیشن برائے خواتین ایکٹ 1990 ہے۔

(2) ماسوائے ریاست جموں وکشمیر کے اس کا اطلاق پورے بھارت پر ہوگا۔

(3) یہ اس تاریخ سے نافذ ہوگا جو مرکزی حکومت سرکاری گزٹ میں اعلان نامے

کے ذریعہ مقرر کرے۔

2۔ **تعریفات۔** اس ایکٹ میں تاوقتیکہ سیاق عبارت اس کے خلاف ہو؛۔

(الف) ''کمیشن'' سے مراد ہے دفعہ 3 کے تحت تشکیل دیا گیا قومی کمیشن برائے خواتین؛

(ب) ''رکن'' سے مراد ہے کمیشن کا رکن اور اس میں رکن سکریٹری بھی شامل ہے۔

(ج) ''مقررہ'' سے مراد ہے اس ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد سے مقررہ۔

باب - 2
قومی کمیشن برائے خواتین

3۔ **قومی کمیشن برائے خواتین کی تشکیل۔** (1) مرکزی حکومت ایک جماعت تشکیل دے گی جسے قومی کمیشن برائے خواتین کہا جائے گا جو ایسے اختیارات کا استعمال کرے گا اور ایسے کارہائے منصبی انجام دے گا جو اسے اس ایکٹ کے تحت تفویض اور سپرد کیے گئے ہوں۔

(2) کمیشن مندرجہ ذیل اشخاص پر مشتمل ہوگا۔

(الف) ایک چیر پرسن جو خواتین کے مفادات کا پابند ہوگا جسے مرکزی حکومت نامزد کرے؛

(ب) پانچ اراکین جنہیں مرکزی حکومت قابلیت، دیانت اور باحیثیت والے ایسے اشخاص میں سے نامزد کرے جنہیں قانون یا قانون سازی، مزدوروں کی انجمن سازی، ایسی صنعت یا تنظیم یا تنظیم کی انتظامیہ جو خواتین کی ملازمتی صلاحیت بڑھانے کی پابند ہو، خواتین کی رضاکارانہ تنظیموں، (جس میں خواتین سرگرم اراکین شامل ہیں) انتظامیہ، اقتصادی ترقی، صحت، تعلیم یا سماجی بہبود کا تجربہ حاصل رہا ہو۔

لیکن ہر ایک میں سے کم از کم ایک رکن ان اشخاص میں سے ہوگا جن کا

تعلق بالترتیب درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں سے ہو،

(ج) ایک رکن سکریٹری جسے مرکزی حکومت نامزد کرے، جو......

(i) انتظام، تنظیمی ڈھانچے یا ساجیاتی تحریک کے میدان میں ماہر ہو؛ یا

(ii) کوئی افسر جو یونین یا آل انڈیا سروس کی سول سروس کا رکن ہو یا یونین کے تحت مناسب تجربے کے ساتھ سول سروس کا عہدہ رکھتا ہو۔

4- **چیرپرسن اور اراکین کی معیاد عہدہ اور شرائط ملازمت۔** (1) چیرپرسن اور ہر ایک رکن، زیادہ سے زیادہ تین سال کی ایسی مدت کے لیے عہدہ دار رہے گا جس کی مرکزی حکومت اس بارے میں صراحت کرے۔

(2) چیرپرسن یا رکن (رکن سکریٹری کے سوا جو یونین کے سول سروس یا آل انڈیا سروس کا رکن ہو یا یونین کے تحت سول عہدے دار ہو) کسی بھی وقت چیرپرسن یا جیسی بھی صورت ہو، رکن کے عہدے سے تحریری طور پر اور مرکزی حکومت کے نام اپنا استعفیٰ بھیج سکتا ہے۔

(3) مرکزی حکومت کسی شخص کو ضمن (2) میں محولہ چیرپرسن یا رکن کے عہدے سے ہٹائے گی، اگر وہ شخص۔

(الف) جو بے اوا دیوالیہ ہوجائے؛

(ب) کسی ایسے جرم کا مجرم قرار دیا جائے اور اسے قید کی سزا دی گئی ہو، جس میں مرکزی حکومت کی رائے میں اخلاقی بدچلنی شامل ہو،

(ج) جو مخبوط الحواس ہوجائے اور اسے کسی عدالت مجاز نے ایسا قرار دیا ہو،

(د) جو فعل کرنے سے انکار کرے یا فعل کرنے کے قابل نہ رہے،

(ہ) کمیشن سے غیر حاضری کی اجازت حاصل کیے بغیر، کمیشن کے تین مسلسل اجلاسوں سے غیر حاضر رہے، یا

(و) مرکزی حکومت کی رائے میں چیرپرسن یا رکن کے عہدے کا اس نے ناجائز استعمال کیا ہو جس سے اس شخص کا اس عہدہ پر رہنا مفاد عامہ کے لیے نقصان دہ ہو:

لیکن کسی بھی شخص کو اس فقرے کے تحت اس وقت تک نہیں ہٹایا جائے گا

جب تک کہ اس شخص کو اس امر کے سنے جانے کا معقول موقع نہ دیا گیا ہو۔

(4) ضمن (2) کے تحت یا دیگر طور پر خالی واقع ہونے والی اسامی نئی نامزدگی سے پر کی جائے گی۔

(5) چیرپرسن اور اراکین کو واجب الادا مشاہرے اور الاؤنس اور ان کی دیگر شرائط ملازمت ایسی ہوں گی جو مقرر کی جائیں۔

5- **کمیشن کے افسران اور دیگر ملازمین۔** (1) مرکزی حکومت کمیشن کو ایسے افسران اور ملازمین مہیا کرے گی جو اس ایکٹ کے تحت کمیشن کے کارہائے منصبی کی بہتر انجام دہی کے لیے ضروری ہوں۔ (2) کمیشن کی غرض کے لیے مقرر کیے گئے افسران اور دیگر ملازمین کو واجب الادا مشاہرے اور الاؤنس اور ان کی دیگر شرائط ملازمت ایسی ہوں گی جو مقرر کی جائیں۔

6- **مشاہرے اور الاؤنس گرانٹوں میں سے ادا کیے جائیں گے۔** چیرپرسن اور اراکین کو واجب الادا مشاہرے اور الاؤنس اور انتظامی اخراجات جس میں دفعہ 5 میں محولہ افسران اور دیگر ملازمین کو واجب الادا مشاہرے الاؤنس اور پنشن شامل ہیں، دفعہ 11 کے ضمن (1) میں محولہ گرانٹوں میں سے ادا کیے جائیں گے۔

7- **خالی اسامی وغیرہ سے کمیشن کی کارروائی ناجائز نہیں قرار دی جائے گی۔** کمیشن کے کسی فعل یا کارروائی پر صرف اس بنا پر اعتراض نہیں کیا جائے گا یا اسے ناجائز قرار نہیں دیا جائے گا کہ اس میں کوئی اسامی خالی ہے یا کمیشن کی تشکیل میں کوئی نقص موجود ہے۔

8- **کمیشن کی کمیٹیاں۔** (1) کمیشن ایسی کمیٹیاں مقرر کرسکتا ہے جو ایسے خصوصی امور نپٹانے کے لیے ضروری ہوں جنہیں کمیشن وقتاً فوقتاً ہاتھ میں لے۔

(2) کمیشن کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ ضمن (1) کے تحت مقررہ کسی کمیٹی کے اراکین کے طور پر ایسے اشخاص کی ایسی تعداد کو شریک کرنے، جو کمیشن کے رکن نہ ہوں، جنہیں وہ ٹھیک سمجھے، اور ایسے شریک کیے گئے اشخاص کو کمیٹی کے اجلاسوں میں شرکت کرنے اور اس کی کارروائی میں حصہ لینے کا حق حاصل ہوگا لیکن انہیں رائے دہی کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

(3) اس طرح شریک کیے گئے اشخاص کمیٹی کے اجلاسوں میں شرکت کے لیے ایسے الاؤنس پانے کے حقدار ہوں گے جو مقرر کیے جائیں۔

9۔ **کمیشن اپنے ضابطوں کو منضبط کرے گا۔** (1) کمیشن یا اس کی کسی کمیٹی کا اجلاس اس وقت ہوگا جب ضروری ہو اور ایسے وقت اور ایسی جگہ پر ہوگا جسے چیرپرسن ٹھیک سمجھے۔

(2) کمیشن اپنے اور اپنی کمیٹیوں کے ضابطے کو منضبط کرے گا۔

(3) کمیشن کے تمام احکام اور فیصلوں کی توثیق رکن سکریٹری یا اس بارے میں رکن سکریٹری کا باضابطہ مجاز کیا گیا کمیشن کا کوئی دیگر افسر کرے گا۔

باب - 3

کمیشن کے کارہائے منصبی

10۔ **کمیشن کے کارہائے منصبی۔** (1) کمیشن مندرجہ ذیل تمام کارہائے منصبی یا ان میں سے کوئی کارمنصبی انجام دے گا؛ یعنی.....

(الف) آئین اور دیگر قوانین کے تحت خواتین کے لیے وضع کیے گئے تحفظات کی نسبت تمام امور کی چھان بین اور جانچ پڑتال کرنا،

(ب) مرکزی حکومت کو ان تحفظات کے عمل پر رپورٹیں سالانہ اور ایسے دیگر اوقات پر جنہیں کمیشن مناسب سمجھے، پیش کرنا،

(ج) ایسی رپورٹوں میں یونین یا کسی ریاستی سے خواتین کے حالات کی بہتری کے لیے ان تحفظات کی موثر عمل آوری کی سفارشات کرنا،

(د) وقتاً فوقتاً خواتین کی نسبت آئین اور دیگر قوانین کی موجودہ توضیعات کا جائزہ لینا اور ان میں ترمیمات کی سفارشات کرنا تاکہ ایسے قوانین میں کسی نقائص، کمیوں یا خامیوں کو پورا کرنے کے لیے انسدادی قانون سازی کے اقدام تجویز کرنا،

(ہ) خواتین کی نسبت آئین اور دیگر قوانین کی توضیعات کی خلاف ورزی کے معاملات متعلقہ حکام کے ساتھ اٹھانا،

(و) مندرجہ ذیل امور کی نسبت شکایات کی چھان بین کرنا اور ان پر از خود توجہ دینا۔

(i) خواتین کو حقوق سے محروم رکھنا،

(ii) خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے وضع کیے گئے قوانین اور مساوات اور ترقی کے مقصد کے حصول کی عدم عمل آوری،

(iii) حکمت عملی کے ایسے فیصلوں، رہنما اصولوں یا ہدایات کی عدم تعمیل جن کا مقصد مشکلات کو کم کرنا اور بہبودی کو یقینی بنانا نیز خواتین کو امداد فراہم کرنا ہے اور ایسے امور سے پیدا ہونے والے مسائل کو متعلقہ حکام کے ساتھ اٹھانا،

(ز) خواتین کے خلاف عدم مساوات اور زیادتیوں سے پیدا ہونے والے مخصوص مسائل یا صورت حال کا خصوصی مطالعہ یا تحقیقات کروانا اور بندشوں کی نشاندہی کرنا تاکہ ان کو دور کرنے کی تدابیر کی سفارش کی جائے؛

(ح) ترقیاتی و تعلیمی تحقیق ہاتھ میں لینا تاکہ تمام امور میں خواتین کی مناسب نمائندگی کو یقینی بنانے کے طریقے تجویز کیے جاسکیں اور ان کی ترقی کو روکنے کے ذمہ دار عناصر کی نشاندہی کرنا مثلاً مکان اور بنیادی خدمات تک رسائی نہ ہونا، بے جا مشقت اور پیشہ ورانہ مضمرات صحت کو کم کرنے اور ان کی پیداواری صلاحیت کو بڑھانے کے لیے ناکافی امدادی خدمات اور تکنیکی علم،

(ط) خواتین کو سماجی واقتصادی ترقی کے منصوبہ جاتی عمل میں شرکت کرنا اور مشورہ دینا،

(ی) یونین اور کسی ریاست کے تحت خواتین کی ترقی کی پیش رفت کا اندازہ کرنا،

(ک) کسی جیل ریمانڈ ہوم، خواتین کے ادارے یا تحویل کی ایسی دیگر جگہ کا، جہاں خواتین کو بحیثیت قیدی یا دیگر طور پر رکھا جائے، معائنہ کرنا یا

کروانا اور اگر ضروری پایا جائے تو متعلقہ حکام کے ساتھ انسدادی کارروائی کا معاملہ اٹھانا،

(ل) ایسی مقدمہ بازی کے لیے رقوم فراہم کرنا جس میں ایسے مسائل شامل ہوں جن سے خواتین کی ایک بڑی جماعت متاثر ہوئی ہو؛

(م) حکومت کو خواتین کی نسبت کسی امر اور خاص طور پر بعض ایسی مشکلات کی میعادی رپورٹیں دینا جن کے تحت خواتین پریشان ہوں،

(ن) کوئی ایسا دیگر امر جس کی نسبت مرکزی حکومت اس سے رجوع کرے۔

(2) مرکزی حکومت ضمن (1) کے فقرہ (ب) میں محولہ تمام رپورٹیں ایک ایسی یاد داشت کے ساتھ پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان میں رکھوائے گی جس میں یونین کی نسبت سفارشات پر کی گئی یا مجوزہ کارروائی کی وضاحت اور ایسی سفارشات میں سے کسی سفارش کی، اگر کوئی ہو، عدم منظوری کی وجوہات درج ہوگی۔

(3) جب ایسی کوئی رپورٹ یا اس کا کوئی حصہ کسی ایسے امر کی نسبت ہو جس سے کسی ریاستی حکومت کا تعلق ہو، تو کمیشن ایسی رپورٹ یا اس کے حصے کی نقل اس ریاستی حکومت کو بھیجے گا جو اسے ایک ایسی یاد داشت کے ساتھ ریاستی قانون سازیہ میں رکھوائے گی جس میں ریاست کی نسبت سفارشات پر کی گئی یا مجوزہ کارروائی کی وضاحت اور ایسی سفارشات میں سے کسی سفارش کی، اگر کوئی ہو، عدم منظوری کی وجوہات درج ہوں گی۔

(4) کمیشن کو ضمن (1) کے فقرہ (الف) یا فقرہ (و) کے ذیلی فقرہ (1) میں محولہ کسی امر کی چھان بین کرتے وقت دعوے کی سماعت کرنے والی دیوانی عدالت کے اور خاص طور پر مندرجہ ذیل امور کی نسبت تمام اختیارات حاصل ہوں گے یعنی:۔

(الف) بھارت کے کسی حصے سے کسی شخص کو طلب کرنا اور حاضر کروانا اور حلف پر اس کا بیان لینا،

(ب) کسی دستاویز کے انکشاف اور اسے پیش کرنے کا حکم دینا،

(ج) بیانات حلفی پر شہادت لینا،

(د) کسی عدالت یا دفتر سے کوئی سرکاری ریکارڈ یا اس کی نقل طلب کرنا،

(ہ) گواہوں کے بیان لینے اور دستاویزات کا معائنہ کرنے کے لیے کمیشن جاری کرنا، اور

(و) کوئی دیگر امر جو مقرر کیا جائے۔

باب -4

مالیات، حسابات اور آڈٹ

11- مرکزی حکومت کی گرانٹس۔ (1) مرکزی حکومت اس بارے میں قانون کی رو سے پارلیمنٹ سے کی گئی مناسب تخصیص کے بعد کمیشن کو گرانٹوں کے طور پر زرنقد کی ایسی رقوم ادا کرے گی جنہیں مرکزی حکومت اس ایکٹ کی اغراض کے لیے استعمال میں لانے کی خاطر ٹھیک سمجھے۔

(2) کمیشن ایسی رقوم خرچ کرسکے گا جنہیں وہ اس ایکٹ کے تحت کارہائے منصبی کی انجام دہی کے لیے ٹھیک سمجھے اور ایسی رقوم ضمن (1) میں محولہ گرانٹوں میں سے واجب الادا اخراجات متصور ہوں گی۔

12- حسابات اور آڈٹ۔ (1) کمیشن مناسب حسابات اور دیگر متعلقہ ریکارڈ رکھے گا اور ایسے فارم کے مطابق حسابات کا سالانہ گوشوارہ مرتب کرے گا جو مرکزی حکومت بھارت کے کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل کے مشورے سے مقرر کرے۔

(2) کمیشن کے حسابات کا آڈٹ کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل ایسے وقفوں سے کرے گا جن کی وہ صراحت کرے اور ایسے آڈٹ کے سلسلے میں کیے گئے کوئی اخراجات کمیشن سے کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل کو واجب الادا ہوں گے۔

(3) کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل اور اس ایکٹ کے تحت کمیشن کے حسابات کے آڈٹ کے متعلق اس کے مقرر کیے گئے کسی شخص کو ایسے آڈٹ کے سلسلے میں وہی حقوق، مراعات اور اختیارات حاصل ہوں گے جو کہ کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل کو سرکاری حسابات کے آڈٹ کے سلسلے میں عام طور پر حاصل ہوتے ہیں اور، خاص طور پر اسے کھاتوں، حسابات، متعلقہ واؤچر اور دیگر دستاویزات اور

کاغذات طلب کرنے اور کمیشن کے دفاتر میں سے کسی دفتر کا معائنہ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

(4) کمیشن کے حسابات، جو کمپٹرولر جنرل یا اس بارے میں اس کے مقررہ کسی دیگر شخص کے مصدقہ ہوں، ان پر آڈٹ رپورٹ کے ہمراہ، کمیشن سے سالانہ مرکزی حکومت کو بھیجے جائیں گے۔

13- **سالانہ رپورٹ۔** کمیشن ہر مالیاتی سال کے لیے ایسے فارم کے مطابق اور ایسے وقت پر، جو مقرر کیا جائے، اپنی سالانہ رپورٹ مرتب کرے گا، جس میں گزشتہ مالیاتی سال کے دوران اس کی سرگرمیوں کی مکمل تفصیل درج ہوگی اور اس کی ایک نقل مرکزی حکومت کو بھیجے گا۔

14- **سالانہ رپورٹ اور آڈٹ رپورٹ پارلیمنٹ کے روبرو پیش کی جائے گی۔** مرکزی حکومت سالانہ رپورٹ، اس میں درج ایسی سفارشات پر کی گئی کارروائی کی یادداشت، جہاں تک وہ مرکزی حکومت کی نسبت ہو، اور ایسی سفارشات میں سے کسی سفارش کی، اگر کوئی ہو، عدم منظوری کی وجوہات کے ہمراہ اور آڈٹ رپورٹ، کے رپورٹوں کی وصولی کے بعد، جتنی جلد ہوسکے۔ پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان میں پیش کروائے گی۔

باب -5

متفرق

15- **کمیشن کا چیرپرسن، اراکین اور عملہ سرکاری ملازمین ہوں گے۔** کمیشن کا چیرپرسن، اراکین اور دیگر ملازمین بھارتی مجموعہ تعزیرات کی دفعہ 21 کے معنوں میں سرکاری ملازمین متصور ہوں گے۔

16- **مرکزی حکومت کمیشن سے مشورہ کرے گی۔** مرکزی حکومت حکمت عملی کے ایسے تمام اہم امور پر کمیشن سے مشورہ کرے گی جن سے خواتین متاثر ہوتی ہوں۔

17- **قواعد بنانے کا اختیار۔** (1) مرکزی حکومت، سرکاری گزٹ میں اعلان نامے کے ذریعے اس ایکٹ کی توضیعات کے عمل درآمد کے لیے قواعد بنا سکے گی۔

(2) خاص طور پر اور متذکرہ اختیار کی عمومیت کو مضرت پہنچائے بغیر، ایسے قواعد سے مندرجہ ذیل تمام امور یا ان میں سے کسی امر کی توضیع ہو سکے گی، یعنی :

(الف) دفعہ 54 ضمن (5) کے تحت چیرپرسن اور اراکین اور دفعہ 5 کے ضمن (2) کے تحت افسران اور دیگر ملازمین کو واجب الادا مشاہرے اور الاؤنس اور ان کی دیگر شرائط ملازمت؛

(ب) دفعہ 8 کے ضمن (3) کے تحت شریک کیے گئے اشخاص کی کمیٹی کے اجلاسوں میں حاضری کے لیے الاؤنس؛

(ج) دفعہ 10 کے ضمن (4) کے فقرہ (و) کے تحت دیگر امور؛

(د) ایسا فارم جس کے مطابق دفعہ 12 کے ضمن (1) کے تحت حسابات کا سالانہ گوشوارہ رکھا جائے گا؛

(ہ) ایسا فارم جس کے مطابق؛ اور ایسا وقت جس پر، دفعہ 13 کے تحت سالانہ رپورٹ مرتب کی جائے گی؛

(و) کوئی دیگر امر جو مقرر کیا جانا مطلوب ہو، یا مقرر کیا جائے۔

(3) اس ایکٹ کے تحت بنایا گیا ہر ایک قاعدہ اس کے بنائے جانے کے بعد جتنی جلد ہو سکے، پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان میں جبکہ اس کا اجلاس ہو رہا ہو، تیس 30 دنوں کی ایسی مجموعی مدت کے لیے رکھا جائے گا جو ایک اجلاس یا دو یا زائد یکے بعد دیگرے اجلاسوں پر مشتمل ہو اور اگر فوری بعد والے اجلاس یا متذکرہ بالا یکے بعد دیگرے اجلاسوں کے منقضی ہونے سے پہلے دونوں ایوان قاعدے میں کوئی ترمیم کرنے پر متفق ہوجائیں یا دونوں ایوان متفق ہوں کہ قاعدہ نہیں بنانا چاہیے تو اس کے بعد قاعدہ صرف ایسی ترمیم شدہ صورت میں مؤثر ہوگا یا کوئی اثر نہ رکھے گا، جیسی کہ صورت ہو، تاہم ایسی کوئی ترمیم یا کالعدمی اس قاعدے کے تحت ماقبل کیے گئے کسی امر کے جواز کو مضرت نہیں پہنچائے گی۔

5- قومی اقلیتی کمیشن ایکٹ، 1992

(THE NATIONAL COMMISSION FOR MINORITIES ACT)

1992 کا ایکٹ نمبر 19

ایکٹ تاکہ اقلیتوں کے لیے قومی کمیشن تشکیل دینے اور اس سے متعلق یا ضمنی امور کی توضیع کی جائے۔

پارلیمنٹ جمہوریہ بھارت کے تینتالیسویں سال میں حسب ذیل قانون وضع کرتی ہے :

باب - 1

ابتدائیہ

1- **مختصر نام، وسعت اور نفاذ۔** (1) اس ایکٹ کا مختصر نا م قومی اقلیت کمیشن ایکٹ، 1992 ہے۔

(2) ماسوائے ریاست جموں وکشمیر کے اس کا اطلاق پورے بھارت پر ہوگا۔

(3) یہ اس تاریخ سے نافذ ہوگا جو مرکزی حکومت سرکاری گزٹ میں اعلان نامے کے ذریعہ مقرر کرے۔

2- **تعریفات۔** اس ایکٹ میں بجز اس کے کہ سیاق عبارت سے دیگر طور مطلوب ہو۔

(الف) ''کمیشن'' سے دفعہ 3 کے تحت تشکیل دیا گیا اقلیتوں کے لیے قومی کمیشن مراد ہے۔

(ب) ''رکن'' سے کمیشن کا رکن مراد ہے اور اس میں نائب چیر پرسن شامل ہے۔

(ج) اس ایکٹ کے اغراض کے لیے ''اقلیت'' سے وہ فرقہ مراد ہے جسے مرکزی حکومت نے ایسا فرقہ قرار دیا ہے۔

(د) ''مقررہ'' سے اس ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کی رو سے مقررہ مراد ہے۔

باب - 2

قومی اقلیت کمیشن

3- **اقلیتوں کے لیے قومی کمیشن کی تشکیل۔** (1) مرکزی حکومت اس ایکٹ کے تحت اس کو تفویض کیے جانے والے اختیارات کے استعمال اور سونپے جانے والے کارہائے منصبی کی انجام دہی کے لیے ایک ادارہ تشکیل دے گی جو اقلیتوں کے لیے قومی کمیشن کہلائے گا۔

(2) کمیشن ایک چیر پرسن ایک نائب چیر پرسن اور پانچ اراکین پر مشتمل ہوگا جنہیں مرکزی حکومت ممتاز، قابل اور دیانتدار اشخاص میں سے نامزد کرے گی۔

لیکن پانچ اراکین جن میں چیر پرسن بھی شامل ہے اقلیتی فرقوں میں سے ہوں گے۔

4- **چیر پرسن اور اراکین کی میعاد عہدہ اور شرائط ملازمت۔** (1) چیر پرسن اور ہر رکن اپنا عہدہ سنبھالنے کی تاریخ سے تین سال کی مدت تک عہدہ پر فائز رہے گا۔

(2) چیر پرسن یا ایک رکن مرکزی حکومت کے نام اپنے دستخط سے تحریری طور پر چیر پرسن یا جیسی کہ صورت ہو رکن کے عہدہ سے کسی بھی وقت استعفیٰ دے سکے گا۔

(3) مرکزی حکومت ضمن (2) میں محولہ کسی شخص کو چیر پرسن یا رکن کے عہدہ سے

ہٹا سکے گی اگر ایسا شخص۔

(الف) بے ادا دیوالیہ ہوجائے۔

(ب) کسی ایسے جرم کے لیے سزایاب قرار دیا جائے اور اسے قید کی سزا ہوجائے جس میں مرکزی حکومت کی رائے میں اخلاقی گراوٹ شامل ہو۔

(ج) مخبوط الحواس ہوجائے اور مجاز عدالت نے اسے ایسا قرار دیا ہو۔

(د) کام کرنے سے انکار کردے یا کام کرنے کے قابل نہ رہ جائے۔

(ہ) کمیشن سے عدم حاضری کی رخصت لیے بغیر کمیشن کی تین متواتر نشستوں سے غیر حاضر رہے۔

(و) اس نے مرکزی حکومت کی رائے میں چیرپرسن یا رکن کی حیثیت کا اس قدر ناجائز استعمال کیا ہو کہ اس شخص کو عہدہ پر برقرار رکھنا اقلیتوں کے مفاد یا مفاد عامہ کے لیے نقصاندہ ہو۔

لیکن اس فقرہ کے تحت کسی شخص کو ہٹایا نہیں جائے گا بجز کہ اس شخص کو اس سلسلے میں سنے جانے کا معقول موقع دیا جائے۔

(4) ضمن (2) کے تحت یا دیگر طور پر خالی ہونے والی جگہ نئی نامزدگی کے ذریعہ پر کی جائے گی۔

(5) چیرپرسن اور اراکین کو واجب الادا مشاہرے اور الاؤنس اور دیگر شرائط ملازمت ایسی ہونگی جو مقرر کی جائیں۔

5- **کمیشن کے افسران اور دیگر ملازمین۔** (1) مرکزی حکومت کمیشن کو ایک سکریٹری اور دیگر افسران وملازمین مہیا کرے گی جو اس ایکٹ کے تحت کمشین کے کارہائے منصبی کی بہتر انجام دہی کے لیے ضروری ہوں۔

(2) کمیشن کے اغراض کے لیے مقرر کیے جانے والے افسران اور دیگر ملازمین کو ادا کیے جانے والے مشاہرے اور الاؤنس نیز دیگر شرائط ملازمت ایسی ہوں گی جو مقرر کی جائیں۔

6- **مشاہرے اور الاؤنس گرانٹ سے ادا ہوں گے۔** چیرپرسن اور اراکین کو ادا ہونے والے مشاہرے اور الاؤنس نیز انتظامی اخراجات جن میں دفعہ 5 میں محولہ افسران

اور دیگر ملازمین کو واجب الادا مشاہرہ، الاؤنس اور پنشن بھی شامل ہے، دفعہ 10 کے ضمن (1) میں محولہ گرانٹ سے ادا ہوں گے۔

7- **خالی جگہوں وغیرہ سے کمیشن کی کارروائی کا کالعدم نہ ہونا۔** کمیشن کے کسی فعل یا کارروائی پر محض اس بنا پر اعتراض نہیں کیا جائے گا یا وہ کالعدم نہ ہوگی کہ کمیشن میں کوئی جگہ خالی تھی یا اس کی تشکیل میں کوئی نقص تھا۔

8- **کمیشن کا طریقہ کار منضبط کرنا۔** (1) کمیشن بوقت ضرورت ایسے وقت پر اور ایسی جگہ پر اپنا اجلاس کرے گا جو چیرپرسن ٹھیک سمجھے۔

(2) کمیشن کے تمام احکام اور فیصلوں کی توثیق سکریٹری یا کمیشن کا دیگر کوئی ایسا افسر کرے گا جسے سکریٹری نے اس سلسلے میں باضابطہ اختیار دیا ہو۔

باب - 3

کمیشن کے کارہائے منصبی

9- **کمیشن کے کارہائے منصبی۔** (1) کمیشن حسب ذیل تمام کارہائے منصبی یا کوئی کار منصبی انجام دے گا یعنی کہ :

(الف) یونین اور ریاستوں کے تحت اقلیتوں کی ترقی کی پیش رفت کا جائزہ لینا۔

(ب) پارلیمنٹ اور ریاستی قانون ساز مجالس کے وضع کیے گئے قوانین اور آئین میں فراہم کیے گئے تحفظات کی کارگزاری کی رہنمائی کرنا۔

(ج) مرکزی حکومت یا ریاستی حکومتوں کا اقلیتوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے تحفظات کی موثر عمل آوری کے لیے سفارشات پیش کرنا۔

(د) اقلیتوں کی حقوق اور تحفظات سے محرومی کی نسبت مخصوص شکایات کی جانچ پڑتال کرنا اور ایسے امور کو متعلقہ حکام کے ساتھ اٹھانا۔

(ہ) اقلیتوں کے خلاف کسی امتیاز سے پیدا شدہ مسائل کے لیے مطالعے کروانا اور ان کے تدارک کے لیے اقدام کی سفارش کرنا۔

(و) اقلیتوں کی سماجی واقتصادی نیز تعلیمی ترقی سے متعلق امور پر مطالعہ، تحقیق اور

تجزیہ عمل میں لانا۔

(ز) کسی اقلیت کی نسبت مرکزی حکومت یا ریاستی حکومتوں کے اٹھائے جانے والے مناسب اقدام تجویز کرنا۔

(ح) اقلیتوں سے متعلق کسی معاملے بالخصوص انہیں درپیش مشکلات پر میعادی یا خصوصی رپورٹیں مرکزی حکومت کو پیش کرنا۔

(ط) کوئی دیگر امر جو مرکزی حکومت اسے رجوع کرے۔

(2) مرکزی حکومت ضمن (1) کے فقرہ (ج) میں محولہ سفارشات ایک یادداشت کے ساتھ پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان کے سامنے پیش کروائے گی جس میں یونین سے متعلق سفارشات پر کی گئی یا کی جانے والی کارروائی کی وضاحت ہو نیز ان سفارشات میں سے کسی سفارش کو اگر کوئی ہو منظور نہ کرنے کے وجوہات بھی درج ہوں۔

(3) جب ضمن (1) کے فقرہ (ج) میں محولہ کسی سفارش یا اس کے کسی حصہ کا تعلق کسی ریاستی حکومت سے ہو تو کمیشن ایسی سفارش یا اس کے ایسے حصے کی ایک نقل ریاستی حکومت کو ارسال کرے گا جو اسے ریاستی قانون سازیہ کے سامنے ایک یادداشت کے ہمراہ پیش کروائے گی جس میں ریاست سے متعلق سفارشات پر کی جانے والی کارروائی کی وضاحت ہو نیز ایسی سفارش یا حصہ، اگر کوئی ہو، کو منظور نہ کرنے کے وجوہات درج ہوں۔

(4) کمیشن کو ضمن (1) کے ذیلی فقرہ جات (الف)، (ب) اور (ج) میں متذکرہ کارہائے منصبی میں سے کسی کار منصبی کو انجام دیتے وقت کسی مقدمہ کی سماعت کرنے میں دیوانی عدالت کے تمام اختیارات حاصل ہوں گے بالخصوص حسب ذیل امور کی نسبت یعنی کہ :۔

(الف) بھارت کے کسی حصے سے کسی شخص کو طلب کرنا اور اسے حاضر کروانا نیز اس سے حلف پر بیان لینا۔

(ب) کسی دستاویز کے انکشاف اور پیش کیے جانے کا حکم دینا۔

(ج) بیان حلفی پر شہادت لینا۔

(د) کسی عدالت یا دفتر سے کوئی سرکاری ریکارڈ یا اس کی نقل طلب کرنا۔

(ہ) گواہوں کے بیانات لینے اور دستاویزات کے ملاحظے کے لیے کمیشن جاری کرنا۔

(و) کوئی دیگر امر جو مقرر کیا جائے۔

باب - 4

مالیات، حسابات اور آڈٹ

10- **مرکزی حکومت کی گرانٹ۔** (1) مرکزی حکومت پارلیمنٹ کی اس بارے میں بذریعہ قانون باضابطہ تخصیص کے بعد کمیشن کو گرانٹ کی شکل میں زرنقد کی ایسی رقوم ادا کرے گی جنھیں مرکزی حکومت اس ایکٹ کے اغراض کے لیے استعمال کرنا ٹھیک سمجھے۔

(2) کمیشن ایسی رقوم اس ایکٹ کے تحت کارہائے منصبی کی انجام دہی کے لیے خرچ کر سکے گا جنھیں وہ ٹھیک سمجھے اور ایسی رقوم ضمن (1) میں محولہ گرانٹ میں سے قابل ادا اخراجات متصور ہوں گی۔

11- **حسابات اور آڈٹ۔** (1) کمیشن مناسب حسابات اور دیگر متعلقہ کاغذات مرتب رکھے گا اور حسابات کا سالانہ گوشوارہ ایسے فارم میں تیار کرے گا جو مرکزی حکومت بھارت کے کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل کے مشورہ سے مقرر کرے۔

(2) کمیشن کے حسابات کا آڈٹ کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل ایسے وقفوں پر کرے گا جن کی وہ صراحت کرے، اور ایسے آڈٹ کے سلسلے میں کیے گئے کوئی بھی اخراجات کمیشن کی طرف سے کمپٹرولر وآڈیٹر جنرل کو واجب الادا ہوں گے۔

(3) کمپٹرولر وآڈیٹر جنرل اور اس کا اس ایکٹ کے تحت کمیشن کے حسابات کا آڈٹ کرنے کے سلسلے میں مقرر کیے گئے کسی شخص کو ایسے آڈٹ کے سلسلے میں وہی حقوق اور مراعات اور اختیارات حاصل ہوں گے جو کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل کو سرکاری حسابات کا آڈٹ کرنے کے سلسلے میں بالعموم حاصل ہیں اور اسے بالخصوص کھاتے، حسابات متعلقہ ووچر اور دیگر دستاویزات

کاغذات طلب کرنے نیز کمیشن کے دفاتر کا معائنہ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

12- **سالانہ رپورٹ۔** کمیشن ایسے فارم میں اور ایسے وقت پر جس کی صراحت کی جائے، ہر مالی سال کے لیے اپنی سالانہ رپورٹ تیار کرے گا جس میں گزشتہ مالی سال کے دوران اپنی سرگرمیوں کی پوری تفصیل درج ہو اور اس کی ایک نقل مرکزی حکومت کو بھیجے گا۔

13- **سالانہ رپورٹ اور آڈٹ رپورٹ کا پارلیمنٹ کے سامنے پیش کیا جانا۔** مرکزی حکومت سالانہ رپورٹ نیز اس میں مندرج سفارشات پر کی گئی کارروائی کی یاد داشت، جہاں تک ان کا تعلق مرکزی حکومت سے ہو اور ایسی سفارشات میں سے کسی سفارش کو منظور نہ کرنے کے وجوہات کے سمیت نیز آڈٹ رپورٹ ان کے موصول ہونے کے بعد جتنی جلد ممکن ہوسکے پارلیمنٹ کے ہر ایوان کے سامنے پیش کروائے گی۔

باب - 5

متفرق

14- **کمیشن کا چیرپرسن، اراکین اور عملہ سرکاری ملازم ہوں گے۔** کمیشن کا چیرپرسن، اراکین اور ملازمین مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 21 کے معنوں میں سرکاری ملازم تصور ہوں گے۔

15- **قواعد بنانے کا اختیار۔** (1) مرکزی حکومت سرکاری گزٹ میں اعلان نامے کے ذریعے اس ایکٹ کی توضیعات کے عملدرآمد کے لیے قواعد بناسکے گی۔

(2) خاص طور پر اور متذکرہ اختیارات کی عمومیت کو مضرت پہنچائے بغیر ایسے قواعد کی رو سے حسب ذیل امور یا ان میں سے کسی امر کی نسبت توضیع کی جاسکے گی، یعنی کہ:-

(الف) دفعہ 4 کے ضمن (5) کے تحت چیرپرسن اور اراکین نیز دفعہ 5 کے ضمن (2) کے تحت افسران اور دیگر ملازمین کو واجب الادا مشاہرے اور الاؤنس نیز دیگر شرائط ملازمت؛

(ب) دفعہ 9 کے ضمن (4) کے فقرہ (و) کے تحت کوئی دیگر امر؛

(ج) فارم جس میں دفعہ 11 کے ضمن (1) کے تحت حسابات کا سالانہ گوشوارہ رکھا جائے گا؛

(د) فارم جس میں اور وقت جس پر دفعہ 12 کے تحت سالانہ رپورٹ مرتب کی جائے گی؛

(ہ) کوئی دیگر امر جو مقرر کیا جاتا ہو یا مقرر کیا جائے۔

(3) اس ایکٹ کے تحت بنایا ہوا ہر ایک قاعدہ بنائے جانے کے بعد جس قدر جلد ہوسکے تیس دن کی مجموعی مدت تک پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان میں جب اس کا اجلاس جاری ہو اور یہ مدت ایک ہی اجلاس یا دو یا زائد یکے بعد دیگرے آنے والے اجلاسوں کے دوران ہوسکتی ہے اور اگر اس اجلاس کے، جس میں وہ اس طرح رکھا گیا ہو یا فوراً بعد ہونے والے اجلاس کے منقضی ہونے سے قبل دونوں ایوان اس قاعدے میں کسی قسم کا ردوبدل کرنے پر اتفاق کریں یا دونوں ایوان متفق ہوں کہ اس قاعدے کو نہ بنانا چاہئے تو اس کے بعد وہ قاعدہ ایسی ردوبدل کی ہوئی صورت میں موثر ہوگا یا کوئی اثر نہ رکھے گا، جیسی کہ صورت ہو، تاہم ایسی کوئی ترمیم یا کالعدمی اس قاعدے کے تحت ماقبل کیے گئے کسی امر کے جواز کو مضرت نہ پہنچائے گی۔

16- **مشکلات رفع کرنے کا اختیار۔** (1) اگر اس ایکٹ کی توضیعات کو موثر بنانے میں کوئی مشکل پیش آئے تو مرکزی حکومت سرکاری گزٹ میں شائع حکم کے ذریعے ایسی توضیعات بناسکے گی جو اس ایکٹ کی توضیعات کے نقیض نہ ہوں اور جو ایسی مشکل کو رفع کرنے کے لیے ضروری یا قرین مصلحت دکھائی دیں :

لیکن اس ایکٹ کے نفاذ کی تاریخ سے دو سال کی مدت منقضی ہونے کے بعد ایسا کوئی حکم صادر نہیں کیا جائے گا۔

(2) اس دفعہ کے تحت صادر کیا گیا ہر حکم اس کے صادر کیے جانے کے بعد جتنی جلد ممکن ہوسکے پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان کے سامنے رکھا جائے گا۔

6- انسانی حقوق تحفظ ایکٹ، 1993

1994 کا ایکٹ نمبر 10

(THE PROTECTION OF HUMAN RIGHTS ACT)

ایکٹ تاکہ انسانی حقوق کے بہتر تحفظ اور ان سے متعلق یا ضمنی امور کے لیے قومی انسانی حقوق کمیشن ریاستوں میں ریاستی انسانی حقوق کمیشن اور انسانی حقوق عدالتوں کی تشکیل کے لیے توضیع کی جاسکے۔

پارلیمنٹ جمہوریہ بھارت کے چوالیسویں سال میں حسب ذیل قانون وضع کرتی ہے۔

باب - 1

ابتدائیہ

1- **مختصر نام، وسعت اور نفاذ۔** (1) اس ایکٹ کا مختصر نام، انسانی حقوق تحفظ ایکٹ ہے۔

(2) اس کا اطلاق پورے بھارت پر ہوگا۔

لیکن اس کا اطلاق ریاست جموں وکشمیر پر صرف اس حد تک ہوگا جہاں تک کہ وہ آئین کی ساتویں فہرست بند کی فہرست 1 یا فہرست 2 میں درج اندراجات جیسا کہ ان کا اطلاق اس ریاست پر ہوتا ہے، میں سے کسی اندراج سے متعلقہ امور کی نسبت ہو۔

(3) اس کا 28/ستمبر 1993 کو نافذ ہونا متصور ہوگا۔

2- **تعریفات۔** (1) اس ایکٹ میں، سوائے اس کے کہ سیاق عبارت اس کے خلاف ہو،

(الف) ''مسلح افواج'' سے مراد ہے بحری، بڑی اور فضائی افواج اور اس میں یونین کی کوئی دیگر مسلح افواج شامل ہیں؛

(ب) ''چیر پرسن'' سے مراد ہے کمیشن یا ریاستی کمیشن کا چیر پرسن، جیسی کہ صورت ہو،

(ج) ''کمیشن'' سے مراد ہے دفعہ 3 کے تحت تشکیل دیا گیا قومی انسانی حقوق کمیشن؛

(د) ''انسانی حقوق'' سے مراد ہیں کسی فرد کی زندگی؛ آز ادی، مساوات اور عظمت کی نسبت ایسے حقوق جن کی آئین کی رو سے ضمانت دی گئی ہو یا جو بین الاقوامی معاہدوں میں شامل کیے گئے ہوں اور بھارت میں عدالتوں کے ذریعے قابل نفاذ ہوں؛

(ہ) ''انسانی حقوق کی عدالتیں'' سے مراد ہیں دفعہ 30 کے تحت مصرحہ انسانی حقوق کی عدالتیں؛

(و) ''بین الاقوامی منشور'' سے مراد ہیں عالمی منشور برائے شہری اور سیاسی حقوق اور بین الاقوامی منشور برائے معاشی سماجی اور ثقافتی حقوق جنہیں 16ردسمبر 1966 کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں منظوری دی گئی اور ایسا کوئی دیگ رمنشور یا کنونشن جسے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں منطوری دی گئی ہو اور جس کی مرکزی حکومت بذریعہ نوٹیفکیشن صراحت کرے؛۔

(ز) ''رکن'' سے مراد ہے حسب صورت کمیشن یا ریاستی کمیشن کا رکن۔

(ح) ''قومی اقلیت کمیشن'' سے مراد ہے، قومی اقلیت کمیشن ایکٹ، 1992 کی دفعہ 3 کے تحت تشکیل دیا گیا قومی اقلیت کمیشن؛

(ط) ''درج فہرست ذاتوں کے لیے قومی کمیشن'' سے مراد ہے آئین کی دفعہ 338 میں محولہ درج فہرست ذاتوں کے لیے قومی کمیشن؛

(ط الف) ''درج فہرست قبائل کے لئے قومی کمیشن'' سے مراد ہے آئین کی دفعہ 338الف میں محولہ درج فہرست قبائل کے لئے قومی کمیشن؛

(ی) ''قومی کمیشن برائے خواتین'' سے مراد ہے قومی کمیشن برائے خواتین ایکٹ، 1990 کی دفعہ 3 کے تحت تشکیل دیا گیا قومی کمیشن برائے خواتین؛

(ک) ''اعلان نامہ'' سے مراد ہے سرکاری گزٹ میں شائع شدہ کوئی اعلان نامہ ؛
(ل) ''مقررہ'' سے مراد ہے ایکٹ ھٰذا کے تحت بنائے گئے قواعد کی رو سے مقررہ؛
(م) ''سرکاری ملازم'' کے وہی معنی ہوں گے جو اسے مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 21 میں دیئے گئے ہیں؛
(ن) ''ریاستی کمیشن'' سے مراد ہے دفعہ 21 کے تحت تشکیل دیا گیا ریاستی انسانی حقوق کمیشن۔

(2) کسی ایسے قانون کا جو ریاست جموں وکشمیر میں نافذ نہ ہو، اس ایکٹ کے کسی حوالے سے، اس ریاست کی نسبت، کسی ایسے مماثل قانون کے حوالے کے طور پر مفہوم لیا جائے گا، اگر کوئی ہو، جو اس ریاست میں نافذ ہو۔

باب - 2

قومی انسانی حقوق کمیشن

3 - **ایک قومی انسانی حقوق کمیشن کی تشکیل۔** (1) مرکزی حکومت ایک باڈی تشکیل دے گی جسے قومی انسانی حقوق کمیشن کہا جائے گا تاکہ وہ اسے اس ایکٹ کے تحت تفویض کیے گئے اختیارات کا استعمال کرے، اور اسے سپرد کیے گئے کارہائے منصبی انجام دے۔

(2) کمیشن مندرجہ ذیل اشخاص پر مشتمل ہوگا:۔
(الف) ایک چیر پرسن جو سپریم کورٹ کا چیف جسٹس رہا ہو؛
(ب) ایک رکن جو سپریم کورٹ کا جج ہو یا رہا ہو؛
(ج) ایک رکن جو ہائی کورٹ کا چیف جسٹس ہو یا رہا ہو؛
(د) دو ارکان جنہیں ایسے اشخاص میں سے مقرر کیا جائے گا جنہیں انسانی حقوق کی نسبت امور کا علم یا عملی تجربہ حاصل ہو۔

(3) قومی اقلیتی کمیشن، درج فہرست ذاتوں اکے لیے قومی کمیشن، درج فہرست قبائل کے لئے قومی کمیشن، کمیشن برائے خواتین کے چیرپرسن دفعہ 21 کے فقرہ (ب) تا (ی) میں مصرحہ کارہائے منصبی کی انجام دہی کے لیے کمیشن کے اراکین متصور ہوں گے۔

(4) ایک سکریٹری جنرل ہوگا جو کمیشن کا اعلیٰ عاملانہ افسر ہوگا اور وہ ایسے اختیارات کا استعمال کرے گا اور کمیشن کے ایسے کارہائے منصبی انجام دے گا (ماسوائے عدالتی کارہائے منصبی اور دفعہ 40ب کے تحت ضوابط وضع کرنے کا اختیار) جو کمیشن یا چیرپرسن اسے تفویض کرے۔

(5) کمیشن کا صدر مقام دہلی میں ہوگا اور کمیشن، مرکزی حکومت کی ماقبل منظوری سے، بھارت کی دیگر جگہوں پر دفاتر قائم کرسکے گا۔

4 - **چیرپرسن اور دیگر اراکین کی تقرری۔** (1) چیرپرسن اور اراکین کو صدر جمہوریہ اپنے دستخط اور اپنی مہر کے تحت ایک وارنٹ کی رو سے مقرر کریں گے۔

لیکن اس ضمن کے تحت ہر ایک تقرری ایک کمیٹی کی سفارشات حاصل کرنے کے بعد کی جائے گی جو مندرجہ ذیل اشخاص پر مشتمل ہوگی۔

(الف) وزیر اعظم چیرپرسن :

(ب) لوک سبھا کا اسپیکر، رکن ؛

(ج) بھارت سرکار کی وزارت داخلہ کا نگرانی وزیر، رکن؛

(د) لوک سبھا میں حزب مخالف کا قائد، رکن؛

(ہ) راجیہ سبھا میں حزب مخالف کا قائد، رکن؛

(و) راجیہ سبھا کا ڈپٹی چیرمین، رکن؛

مزید شرط یہ ہے سپریم کورٹ کا کوئی موجودہ جج یا کسی ہائی کورٹ کا موجودہ چیف جسٹس بھارت کے چیف جسٹس سے مشورے کے سوا مقرر نہیں کیا جائے گا۔

(2) کسی چیرپرسن یا کسی رکن کی کوئی تقرری محض ذیلی دفعہ (۱) کے پہلے فقرۂ شرطیہ میں محولہ کمیٹی میں کسی رکن کی خالی اسامی کی بنا پر ناجائز نہ ہوگی۔

5 - کمیشن کے چیرپرسن اور رکن کا استعفےٰ یا ہٹایا جانا۔ (۱) چیرپرسن یا کوئی رکن بھارت کے صدر کو مخاطب تحریری نوٹس دے کر اپنے عہدہ سے استعفےٰ دے سکتا ہے۔ (2) ضمن (3) کی توضیعات کے تابع کمیشن کے چیرپرسن یا دیگر رکن کو صرف صدر جمہوریہ کے حکم سے ثابت شدہ بد اطواری یا ناقابلیت کی بنا پر اس امر کے بعد کہ سپریم کورٹ نے، صدر جمہوریہ کے اس کو استصواب کیے جانے پر، اس بارے میں سپریم کورٹ کے مقررہ ضابطے کے مطابق تحقیقات پر، یہ رپورٹ دی ہو کہ چیرپرسن یا ایسے دیگر رکن کو، جیسی کہ صورت ہو، کسی ایسی بنا پر ہٹا دینا چاہیے تھا،

اس کے عہدے سے ہٹایا جائے گا۔

(3) ضمن (1) میں درج کسی امر کے باوجود، صدر جمہوریہ بذریعہ حکم چیر پرسن یا کسی دیگر رکن کو عہدے سے ہٹاسکیں گے اگر چیر پرسن یا ایسا دیگر رکن، جیسی کہ صورت ہو،......

(الف) عدالت سے دیوالیہ قرار دیا گیا ہو؛ یا

(ب) اپنی میعاد عہدہ کے دوران اپنے عہدے کے علاوہ کسی باتنخواہ ملازمت میں مصروف ہو؛ یا

(ج) فاترالعقل ہو اور کسی مجاز عدالت نے اسے ایسا قرار دیا ہو، یا

(د) کسی ایسے جرم کے لیے سزایاب ہوا ہو اور اسے سزائے قید دی گئی ہو جس میں صدر جمہوریہ کی رائے میں اخلاقی گراوٹ شامل ہو۔

6 - **چیر پرسن اور اراکین کی میعاد عہدہ۔** (1) چیر پرسن کی حیثیت سے مقرر کیا گیا شخص ایسی تاریخ سے پانچ سال کی مدت کے لیے عہدے پر رہے گا جس پر اس نے عہدہ سنبھالا ہو یا جب تک کہ وہ ستر سال کی عمر کا ہوجائے، جو بھی پہلے ہو۔

(2) رکن کی حیثیت سے مقرر کیا گیا شخص ایسی تاریخ سے پانچ سال کی مدت کے لیے عہدے پر رہے گا جس پر اس نے عہدہ سنبھالا ہو اور پانچ سال کی مزید مدت کے لیے دوبارہ تقرری کا اہل ہوگا۔

لیکن کوئی رکن ستر سال کی عمر پانے کے بعد عہدے پر نہیں رہے گا۔

(3) عہدہ چھوڑ دینے پر، کوئی چیر پرسن یا کوئی رکن بھارت کی حکومت یا کسی ریاستی حکومت کے تحت مزید ملازمت کے لیے نااہل ہوگا۔

7 - **بعض صورتوں میں رکن کا بحیثیت چیر پرسن کام کرنا یا اس کے کارہائے منصبی انجام دینا۔** (1) چیر پرسن کی موت، استعفیٰ یا دیگر وجہ سے، اس کا عہدہ خالی ہونے کی صورت میں، صدر جمہوریہ، بذریعہ اعلان نامہ، اراکین میں سے کسی رکن کو ایسی خالی جگہ پر کرنے کے لیے نئے چیر پرسن کی تقرری تک بحیثیت چیر پرسن کام کرنے کا مجاز بنا سکیں گے۔

(2) جب چیر پرسن رخصت یا دیگر طور پر غیر حاضری کی وجہ سے اپنے کارہائے منصبی انجام دینے کے قابل نہ ہو، تو اراکین میں سے ایسا ایک رکن جسے صدر جمہوریہ، اعلان نامے کے ذریعے، اس بارے میں مجاز کریں، چیر پرسن

کے دوبارہ فرائض سنبھالنے کی تاریخ تک چیرپرسن کے کارہائے منصبی انجام دے گا۔

8 - **چیرپرسن اور اراکین کی شرائط ملازمت۔** چیرپرسن اور اراکین کو واجب الادا مشاہرے اور الاؤنس اور ان کی دیگر شرائط ملازمت ایسی ہوں گی جو مقرر کی جائیں :

لیکن نہ تو چیرپرسن اور نہ کسی رکن کے مشاہرے اور الاؤنس میں اور نہ ہی اس کی شرائط ملازمت میں اس کی تقرری کے بعد اس کو نقصان پہنچاتے ہوئے تبدیلی کی جائے گی۔

9 - **خالی جگہوں وغیرہ سے کمیشن کی کارروائیاں کالعدم نہ ہوں گی۔** کمیشن کے کسی فعل یا کارروائی پر محض اس وجہ سے اعتراض نہ کیا جائیگا یا وہ کالعدم نہ ہوگی کہ کمیشن میں کوئی جگہ خالی ہے یا اس کی تشکیل میں کوئی نقص ہے۔

10- **کمیشن کا اپنے ضابطے کو منضبط کرنا۔** (1) کمیشن ایسے وقت اور ایسی جگہ پر اجلاس کرے گا جسے چیرپرسن ٹھیک سمجھے۔

(2)اس ایکٹ اور اس کے تحت وضع کئے گئے قواعد کے تابع، کمیشن کو اپنے ضابطے منضبط کرنے کا اختیار ہوگا۔

(3) کمیشن کے تمام احکام اور فیصلوں کی سکریٹری جنرل یا اس بارے میں چیرپرسن کے باضابطہ مجاز بنائے گئے کمیشن کا کوئی دیگر افسر توثیق کرے گا۔

11- **دیگر عملہ۔** (1) مرکزی حکومت کمیشن کو مندرجہ ذیل افسران مہیا کرے گی۔

(الف) بھارت کی حکومت کے سکریٹری کے عہدے کا ایک افسر جو کمیشن کا سکریٹری جنرل ہوگا؛ اور

(ب) ایسے افسر کے تحت جو ڈائرکٹر جنرل پولیس کے عہدے سے کم عہدے کا نہ ہو ایسا پولیس اور تحقیقاتی عملہ اور ایسے دیگر افسران اور عملہ جو کمیشن کے کارہائے منصبی کی بہتر انجام دہی کے لیے ضروری ہوں۔

(2) ایسے قواعد کے تابع جو مرکزی حکومت اس بارے میں بنائے، کمیشن ایسا دیگر انتظامی تکنیکی اور سائنسی عملہ مقرر کر سکے گا جسے وہ ضروری سمجھے۔

(3) ضمن (2) کے تحت مقرر کیے گئے افسران اور دیگر عملے کے مشاہرے الاؤنس اور شرائط ملازمت ایسی ہوں گی جو مقرر کی جائیں۔

باب - 3
کمیشن کے کارہائے منصبی اور اختیارات

12- کمیشن کے کارہائے منصبی۔ کمیشن مندرجہ ذیل تمام کارہائے منصبی یا ان میں سے کوئی کارمنصبی انجام دے گا، یعنی :۔

(الف) مندرجہ ذیل کی نسبت شکایت کی خود یا متاثرہ شخص یا اس کی جانب سے کسی شخص کی اس کو پیش کی گئی عرضی پر یا کسی عدالت کی ہدایت یا حکم پر، تحقیقات کرے گا۔

(i) انسانی حقوق کی خلاف ورزی یا اس کی اعانت، یا

(ii) کسی سرکاری ملازم کی، ایسی خلاف ورزی کے انسداد میں غفلت؛

(ب) کسی ایسی کارروائی میں جس میں کسی عدالت کے روبرو زیرسماعت انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا کوئی الزام شامل ہو، ایسی عدالت کی منظوری سے مداخلت کرے گا؛

(ج) فی الوقت نافذالعمل کسی قانون میں کسی بات کے ہوتے ہوئے بھی، ریاستی حکومت کو اطلاع دے کر ریاستی حکومت کے زیرنگرانی کسی ایسی جیل یا کسی دیگر ادارے کا دورہ کرے گا؛ جہاں اشخاص کو علاج، اصلاح یا تحفظ کی اغراض کے لیے زیر حراست رکھا جائے یا ٹھہرایا جائے تاکہ مکینوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کیا جاسکے اور اس پر اپنی سفارشات پیش کرے گا؛

(د) انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے آئین یا کسی فی الوقت نافذ قانون کی رو سے یا اس کے تحت فراہم کیے گئے تحفظات کا جائزہ لے گا اور ان کے موثر عمل درآمد کے لیے اقدام کی سفارش کرے گا؛

(ہ) ایسے عناصر، جن میں تشدد کے واقعات شامل ہیں، کا جائزہ لے گا جن سے انسانی حقوق کے استعمال میں رکاوٹ پڑتی ہو اور مناسب انسدادی اقدام کی سفارش کرے گا؛

(و) انسانی حقوق پر معاہدوں اور دیگر بین الاقوامی دستاویزات کا مطالعہ کرے گا اور ان کے موثر عمل درآمد کے لیے سفارشات کرے گا؛

(ز) انسانی حقوق کے میدان میں تحقیق کرے گا اور اسے بڑھاوا دے گا؛

(ح) سماج کے مختلف طبقوں میں انسانی حقوق کی تعلیم پھیلائے گا اور مطبوعات، ابلاغ عامہ، سیمناروں اور دیگر دستیاب ذرائع کے ذریعے ان حقوق کے تحفظ کے لیے دستیاب تحفظات کی جانکاری کو بڑھاوا دے گا؛

(ط) غیر سرکاری تنظیموں اور انسانی حقوق کے میدان میں کام کرنے والے اداروں کی کاوشوں کی حوصلہ افزائی کرے گا؛

(ی) ایسے دیگر کارہائے منصبی جنہیں وہ انسانی حقوق کے بڑھاوے کے لیے ضروری سمجھے۔

13۔ **تحقیقات کی نسبت اختیارات۔** (1) کمیشن کو، اس ایکٹ کے تحت شکایات کی تحقیقات کرتے وقت، مجموعہ ضابطہ دیوانی، 1908 کے تحت دعویٰ سماعت کرنے والی دیوانی عدالت کے تمام اختیارات حاصل ہوں گے اور بالخصوص مندرجہ ذیل امور کی نسبت، یعنی :۔

(الف) گواہان کو طلب کرنا اور حاضر کروانا نیز ان کا حلف پر بیان لینا؛

(ب) کسی دستاویز کا انکشاف اور پیش کرنا؛

(ج) بیان حلفی پر شہادت لینا؛

(د) کسی عدالت یا دفتر سے کوئی سرکاری ریکارڈ یا اس کی نقل حاصل کرنا؛

(ہ) گواہان کے بیان یا دستاویزات کے ملاحظے کے لیے کمیشن جاری کرنا؛

(و) کوئی دیگر امر جو مقرر کیا جائے۔

(2) کمیشن کو کسی شخص کو، کسی ایسی عدالت کے تابع جس کا وہ شخص کسی فی الوقت نافذ قانون کے تحت دعویٰ کرے، ایسی باتوں یا امور پر معلومات مہیا کرنے کا حکم دینے کا اختیار حاصل ہوگا، جو کمیشن کی رائے میں تحقیقات کے موضوع کے لیے مفید، یا اس سے متعلق ہو، اور کوئی شخص جسے ایسا حکم دیا گیا ہو، مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 176 اور دفعہ 177 کے معنوں میں ایسی معلومات مہیا کرنے کا قانوناً پابند متصور ہوگا۔

(3) کمیشن یا کوئی دیگر افسر، جو گزیٹیڈ افسر کے عہدے سے کم نہ ہو، جسے کمیشن نے اس بارے میں خصوصی طور پر مجاز کیا ہو کسی ایسی عمارت یا جگہ میں داخل ہوسکے گا جس میں کمیشن کو یہ باور کرنے کی وجہ ہو کہ وہاں تحقیقات

کے موضوع کی نسبت کوئی دستاویز پائی جاسکتی ہے، اور مجموعہ ضابطہ فوجداری 1973 ، کی دفعہ 100 کی توضیعات کے تابع، جہاں تک اس کا اطلاق ہوسکے کسی ایسی دستاویز کو ضبط کرسکتا ہے یا اس کے اقتباسات یا نقول لے سکتا ہے۔

(4) کمیشن ایک عدالت دیوانی متصور ہوگا اور جب مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 175، دفعہ 178، دفعہ 179، دفعہ 180 یا دفعہ 228 میں درج کسی جرم کا ارتکاب کمیشن کے سامنے یا اس کی موجودگی میں کیا جائے تو کمیشن جرم پر مشتمل واقعات اور ملزم کا بیان لینے کے بعد جس کی مجموعہ فوجداری 1973، میں توضیع کی گئی ہے، مقدمہ ایسے مجسٹریٹ کو بھیج دے گا جسے اس کی سماعت کا اختیار حاصل ہو اور ایسا مجسٹریٹ جسے کوئی ایسا مقدمہ بھیجا گیا ہو ملزم کے خلاف استغاثے کی سماعت شروع کرے گا گویا کہ مقدمہ اسے مجموعہ ضابطہ فوجداری، 1973 کی دفعہ 346 کے تحت بھیجا گیا ہے۔

(5) کمیشن کے روبرو ہر ایک کارروائی مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعات 193 اور 228 کے معنوں میں، اور دفعہ 196 کے اغراض کے لیے عدالتی کارروائی متصور ہوگی اور کمیشن مجموعہ ضابطہ فوجداری، 1973، کی دفعہ 195 اور باب 26 کے تما م اغراض کے لیے عدالت دیوانی متصور ہوگا۔

(6) جہاں کمیشن ایسا کرنا ضروری یا قرین مصلحت سمجھے وہاں وہ اپنے حکم سے کسی بھی ایسی شکایت کو جو اس کے روبرو فائل کی گئی ہے یا زیر سماعت ہے اس ایکٹ کی توضیحات کے مطابق فیصلے کے لئے اس ریاست کے ریاستی کمیشن کو بھیج سکتا ہے جہاں سے اس شکایت کا تعلق ہے؛

لیکن صرف ایسی شکاتی ہی ریاستی کمیشن کو بھیجی جاسکے گی جس کی سماعت کا وہ مجاز ہے اور وہ اس دائرہ اختیار میں آتی ہے۔

(7) ذیلی دفعہ (6) کے تحت بھیجی گئی شکایت کا فیصلہ اس طرح کیاجائے گا جیسے کہ وہ شکایت ابتداء میں اسی کے روبرو فائل کی گئی ہو۔

14- **چھان بین۔** (1) کمیشن تحقیقات کے متعلق کوئی چھان بین کرنے کی غرض سے مرکزی حکومت یا ریاستی حکومت کے، اتفاق رائے سے، جیسی کہ صورت ہو، مرکزی حکومت یا کسی ریاستی حکومت کے کسی افسر یا چھان بین ایجنسی کی خدمات کا استعمال کرسکے گا۔

(2) تحقیقات کے متعلق کسی امر کی چھان بین کی غرض سے، ایسا کوئی افسر یا ایسی کوئی ایجنسی جس کی خدمات ضمن (1) کے تحت استعمال میں لائی جائیں، کمیشن کی ہدایت اور نگرانی کے تابع،......

(الف) کسی شخص کو طلب کر کے حاضر کرواسکے گی اور اس کا بیان لے سکے گی؛

(ب) کسی دستاویز کے انکشاف اور پیش کیے جانے کا حکم دے سکے گی؛ اور

(ج) کسی دفتر سے کوئی سرکاری ریکارڈ یا اس کی نقل طلب کر سکے گی۔

(3) کسی ایسے افسر یا کسی ایسی ایجنسی کے روبرو جس کی خدمات کا ضمن (1) کے تحت استعمال کیا جائے کسی شخص کے دیئے گئے کسی بیان کی نسبت دفعہ 15 کی توضیعات کا اطلاق ہوگا جیسے ان کا اطلاق کمیشن کے روبرو شہادت دینے کے دوران کسی شخص کے دیئے گئے کسی بیان کی نسبت ہوتا ہے۔

(4) ایسا افسر یا ایسی ایجنسی جس کی خدمات ضمن (1) کے تحت استعمال میں لائی جائیں تحقیقات کے متعلق کسی امر کی چھان بین کرے گی اور اس پر ایک رپورٹ ایسی مدت کے اندر کمیشن کو پیش کرے گی جس کی کمیشن اس بارے میں صراحت کرے۔

(5) کمیشن ضمن (4) کے تحت اس کو پیش کی گئی رپورٹ میں بیان کیے گئے واقعات اور اخذ کیے گئے نتیجے کی، اگر کوئی ہو، درستی کے متعلق اپنا اطمینان کرے گا اور اس غرض کے لیے کمیشن ایسی تحقیقات کرے گا (جس میں اس شخص یا ان اشخاص کا بیان شامل ہے جنہوں نے چھان بین کی یا اس میں معاونت کی) جسے وہ ٹھیک سمجھے۔

15 - **کمیشن کو اشخاص کا دیا گیا بیان۔** کمیشن کے روبرو شہادت دینے کے دوران کسی شخص کے دیئے گئے کسی بیان کی وجہ سے اس پر کوئی دیوانی یا فوجداری کارروائی نہ ہوگی، یا وہ اس کے خلاف استعمال نہیں کیا جائے گا، ماسوائے ایسے بیان سے جھوٹی شہادت دینے کے لیے استغاثے کے

بشرطیکہ کہ بیان ......

(الف) ایسے سوال کے جواب میں دیا جائے جس کا اسے جواب دینے کا کمیشن نے حکم دیا ہو؛ یا

(ب) تحقیقات کے موضوع سے متعلق ہو۔

16- **ایسے اشخاص کو سننا جن کے مضرت رساں طور پر متاثر ہونے کا امکان ہو۔ اگر،**

تحقیقات کے کسی مرحلے پر، کمیشن......

(الف) کسی شخص کے چال چلن کا پتہ لگانے کے لیے ضروری سمجھے؛ یا

(ب) کی یہ رائے ہو کہ کسی شخص کی نیک نامی کی تحقیقات کی وجہ سے مضرت رساں طور پر متاثر ہونے کا امکان ہے، تو وہ اس شخص کو تحقیقات میں سنے جانے اور اپنی صفائی میں شہادت پیش کرنے کا معقول موقع دے گا؛

لیکن اس دفعہ کے کسی امر کا اطلاق اس وقت نہیں ہوگا جب کسی گواہ کا اعتبار ماخوذ کیا جارہا ہو۔

باب - 4
طریق کار

17- **شکایات کی تحقیقات۔** کمیشن انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی شکایات کی تحقیقات کرتے وقت......

(i) مرکزی حکومت یا کسی ریاستی حکومت یا اس کے ماتحت کسی دیگر اتھارٹی یا تنظیم سے ایسے وقت کے اندر جس کی وہ صراحت کرے معلومات یا رپورٹ طلب کرسکے گا۔

لیکن ......

(الف) اگر معلومات یا رپورٹ کمیشن کے مقررہ وقت کے اندر محصول نہ ہو، تو وہ خود شکایت کی تحقیقات شروع کرسکے گا؛

(ب) اگر، معلومات یا رپورٹ وصول ہونے پر، کمیشن مطمئن ہوکہ یا تو کسی مزید تحقیقات کی ضرورت نہیں ہے یا یہ کہ مطلوبہ کارروائی متعلقہ حکومت یا اتھارٹی نے شروع کی ہے یا کرلی ہے، تو وہ شکایت پر کارروائی نہیں کرے گا اور حسبہ شکایت کنندہ کو اطلاع دے گا؛

(ii) فقرہ (I) میں درج کسی امر کو مضرت پہنچائے بغیر اگر وہ ضروری سمجھے، شکایت کی نوعیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی تحقیقات شروع کرسکے گا۔

18- **تحقیقات کے بعد کے اقدام۔** اس ایکٹ کے تحت کی گئی کسی تحقیقات کے دوران یا اس کی تکمیل کے بعد کمیشن مندرجہ ذیل اقدام میں سے کوئی اقدام کرسکے گا،

یعنی :۔

(الف) جب تحقیقات سے کسی سرکاری ملازم کا انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے ارتکاب یا انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے انسداد میں غفلت یا ترغیب کا انکشاف ہو، تو وہ متعلقہ حکومت یا اتھارٹی کومندرجہ ذیل سفارش یا سفارشات کرسکتا ہے۔

(i) وہ شکایت کنندہ، یا متاثرہ شخص یا اس کے خاندان کے ارکان کو جو کمیشن ٹھیک سمجھے معاوضہ یا ہرجانہ ادا کرے؛

(ii) متعلقہ شخص یا اشخاص کے خلاف استغاثے کی یا ایسی دیگر کارروائی شروع کرے جسے کمیشن ٹھیک سمجھے۔

(iii) کوئی ایسی دیگر کارروائی کرے جسے وہ مناسب سمجھے۔

(ب) ایسی ہدایات، احکام یا رٹوں کے لیے سپریم کورٹ یا متعلقہ عدالت عالیہ کو رجوع کرے گا جنہیں وہ عدالت ضروری سمجھے؛

(ج) متاثرہ شخص یا اس کے کنبے کے افراد کو ایسی فوری عارضی امداد عطا کرنے کی متعلقہ حکومت یا اتھارٹی کو سفارش کرے گا جسے کمیشن ضروری سمجھے؛

(د) فقرہ (ہ) کی توضیعات کے تابع عرضی دہندہ یا اس کے قائم مقام کو تحقیقات کی رپورٹ کی ایک نقل فراہم کرے گا؛

(ہ)کمیشن اپنی تحقیقات کی رپورٹ کی ایک نقل مع اپنی سفارشات کے متعلقہ حکومت یا اتھارٹی کو بھیجے گا اور متعلقہ حکومت یا اتھارٹی، ایک ماہ کی مدت یا ایسے مزید وقت کے اندر، جس کی کمیشن اجازت دے، رپورٹ پر، جس میں اس پر کی گئی یا کی جانے والی مجوزہ کارروائی شامل ہے، اپنی رائے کمیشن کو بھیج دے گی؛

(و)کمیشن اپنی تحقیقاتی رپورٹ متعلقہ حکومت یا اتھارٹی کی رائے،اگر کوئی ہو، اور کمیشن کی سفارشات پر متعلقہ حکومت یا اتھارٹی کی کی گئی یا کی جانے والی مجوزہ کارروائی کے ہمراہ شائع کرے گا۔

19- **مسلح افواج کی نسبت ضابطہ۔** (1) اس ایکٹ میں درج کسی امر کے باوجود، مسلح افواج کے افراد کی انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی شکایات کی نسبت کارروائی کرتے وقت، کمیشن مندرجہ ذیل ضابطہ اختیار کرے گا، یعنی :۔

(الف) وہ یا تو اپنی ایماء پر یا کسی عرضی کی وصولی پر، مرکزی حکومت سے رپورٹ مانگ سکے گا؛

(ب) رپورٹ ملنے کے بعد وہ یا تو شکایت پر کارروائی نہ کرے گا یا، جیسی کہ صورت ہو، اس حکومت کو سفارشات بھیجے گا۔

(2) مرکزی حکومت کمیشن کو تین مہینوں یا ایسے مزید وقت کے اندر جس کی کمیشن اجازت دے سفارشات پر کی گئی کارروائی کی اطلاع دے گا۔

(3) کمیشن اپنی رپورٹ مرکزی حکومت کو بھیجی گئی اپنی سفارشات اور ایسی سفارشات پر اس حکومت کی کی گئی کارروائی کے ہمراہ شائع کرے گا۔

(4) کمیشن ضمن (3) کے تحت شائع کی گئی رپورٹ کی ایک نقل عرضی دہندہ یا اس کے قائم مقام کو فراہم کرے گا۔

20- **کمیشن کی سالانہ اور خصوصی رپورٹیں۔** (1) کمیشن مرکزی حکومت اور متعلقہ ریاستی حکومت کو ایک سالانہ رپورٹ پیش کرے گا اور کسی بھی وقت کسی ایسے امر پر، جو اس کی رائے میں، ایسی فوری ضرورت یا اہمیت کا حامل ہو کہ وہ سالانہ رپورٹ پیش کیے جانے تک ملتوی نہ کیا جانا چاہئے، خصوصی رپورٹیں پیش کرے گا۔

(2) مرکزی حکومت اور ریاستی حکومت، جیسی کہ صورت ہو، کمیشن کی سالانہ اور خصوصی رپورٹیں کمیشن کی سفارشات پر کی گئی یا کی جانے والی مجوزہ کارروائی اور سفارشات، اگر کوئی ہوں، کی عدم منظوری کی وجوہات کی یادداشت کے ہمراہ پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان یا ریاستی قانون سازیہ کے سامنے بالترتیب پیش کروائے گی، جیسی کہ صورت ہو۔

باب - 5

انسانی حقوق کے ریاستی کمیشن

21- **انسانی حقوق کے ریاستی کمشنوں کی تشکیل۔** (1) کوئی ریاستی حکومت ایک جماعت تشکیل دے سکے گی جسے............ (ریاست کا نام) انسانی حقوق کمیشن کہا جائے گا تاکہ وہ اس باب کے تحت ایک ریاستی کمیشن کو تفویض کیے گئے اختیارات کا استعمال کرسکے، اور اسے سپرد کیے گئے کارہائے منصبی انجام دے سکے۔

(2) ریاستی کمیشن اس تاریخ سے جس کی ریاستی حکومت بذریعہ نوٹیفکیشن صراحت

کرے مندرجہ ذیل اشخاص پر مشتمل ہوگا۔

(الف) ایک چیرپرسن جو کسی عدالت عالیہ کا اعلیٰ جج رہا ہو؛

(ب) ایک رکن جو کسی عدالت عالیہ کا جج ہو، یا رہا ہو؛

اس ریاست میں ضلع جج ہو، یا رہا ہو؛

(ج) ایک رکن جو ایسے اشخاص میں سے مقرر کیے جائیں گے جنہیں انسانی حقوق کی نسبت امور کا علم، یا عملی تجربہ حاصل ہو۔

(3) ایک سکریٹری بھی ہوگا جو ریاستی کمیشن کا اعلیٰ عاملانہ افسر ہوگا اور ریاستی کمیشن کے ایسے اختیارات کا استعمال کرے گا اور ایسے کارہائے منصبی انجام دے گا جو کمیشن اسے تفویض کرے۔

(4) ریاستی کمیشن کا صدر دفتر اسی جگہ پر ہوگا جس کی ریاستی حکومت بذریعہ اعلان نامہ صراحت کرے۔

(5) ریاستی کمیشن صرف ان امور کی نسبت انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی تحقیقات کرسکے گا جو آئین کی ساتویں فہرست 2 اور فہرست 3 میں درج اندراجات میں سے کسی اندارج کے متعلق ہوں :

لیکن اگر ایسے کسی امر کی تحقیقات کمیشن یا کسی فی الوقت نافذ قانون کے تحت باضابطہ تشکیل...... دیا ہوا کوئی دیگر کمیشن پہلے ہی کررہا ہو، تو ریاستی کمیشن مذکورہ امر کی تحقیقات نہیں کرے گا:

مزید شرط یہ ہے کہ جموں وکشمیر انسانی حقوق کمیشن کی نسبت یہ ضمن اس طرح موثر ہوگا گویا کہ الفاظ اور ہندسوں ''آئین کی ساتویں فہرست میں فہرست II اور فہرست III'' کے بجائے الفاظ اور ہندسے ''آئین کی ساتویں فہرست میں فہرست III جو ریاست جموں وکشمیر پر قابل اطلاق ہے اور ایسے امور کے متعلق جن کی نسبت اس ریاست کی قانون سازیہ کو قوانین بنانے کا اختیار حاصل ہے'' درج کیے گئے ہوں۔

(6) لیکن دویادو سے زیادہ ریاستی حکومتیں ریاستی کمیشن کے چیرپرسن یارکن کی رائے سے ایسے چیرپرسن یارکن کو جیسی بھی صورت ہو، کسی دوسرے ریاستی کمیشن کا بیک وقت چیرپرسن یا رکن مقرر کرسکتی ہیں بشرطیکہ ایسا چیرپرسن یارکن اس کے لئے راضی ہو۔

لیکن اس ذیلی دفعہ کے تحت ہر تقرری اس ریاست کی بابت دفعہ 22 کی

ذیلی دفعہ (1) میں محولہ کمیٹی کی سفارش پر ہی کی جائے گی جس کے لئے مشترک چیرپرسن یا رکن یادونوں کی، جیسی بھی صورت ہو، تقرری ہونی ہے۔

22- **ریاستی کمیشن کے چیرپرسن اور اراکین کی تقرری۔** (1) چیرپرسن اور اراکین کو گورنر اپنے دستخط اور مہر سے وارنٹ کی رو سے مقرر کریں گے :

لیکن اس ضمن کے تحت ہر ایک تقرری ایک کمیشن کی سفارش حاصل کرنے کے بعد کی جائے گی جو حسب ذیل اشخاص پر مشتمل ہوگی۔

(الف) وزیر اعلیٰ	چیرپرسن
(ب) قانون ساز اسمبلی کا اسپیکر	رکن
(ج) اس ریاست کے محکمہ داخلی امور کا نگراں وزیر......	رکن
(د) قانون ساز اسمبلی میں حزب اختلاف کا قائد......	رکن

مزید شرط یہ ہے کہ جب کسی ریاست کی قانون ساز کونسل ہو، اس کونسل کا چیرمین اور اس کونسل میں حزب اختلاف کا قائد بھی کمیٹی کے اراکین ہوں گے :

مگر شرط یہ بھی ہے کہ متعلقہ ریاست کی عدالت عالیہ کے اعلیٰ جج کے مشورے کے سوا کسی عدالت عالیہ کا کوئی براجمان جج یا براجمان ضلع جج مقرر نہیں کیا جائے گا۔

(2) ریاستی کمیشن کے چیرپرسن یا کسی رکن کی کوئی تقرری محض اس وجہ سے ناجائز نہ ہوگی کہ ذیلی دفعہ (1) میں محولہ کمیٹی میں کسی رکن کی کوئی جگہ خالی ہے۔

23- **ریاستی کمیشن کے اور چیرپرسن یا کسی رکن کا استعفے رکن کا ہٹایا جانا۔** (1) کسی ریاستی کمیشن کا چیرپرسن یاکوئی رکن اپنے دستخط سے گورنر کو مخاطب تحریری نوٹس دے کر اپنے عہدے سے استعفے دے سکتاہے۔

(1۔الف) ضمن (2) کی توضیعات کے تابع، ریاستی کمیشن کے چیرپرسن یا کسی دیگر رکن کو صرف صدر جمہوریہ کے حکم سے ثابت شدہ بداطواری یا کام کے قابل نہ رہ جانے کی بنا پر اس امر کے بعد کے صدر جمہوریہ کے سپریم کورٹ کو رجوع کیے جانے پر سپریم کورٹ کے اس بارے میں مقررہ ضابطے کے مطابق کی گئی تحقیقات پر، اس نے یہ رپورٹ دی ہے کہ چیرپرسن یا ایسے دیگر رکن کو، جیسی کہ صورت ہو، کسی ایسی بنا پر ہٹایا جانا چاہئے، اس کے عہدے سے ہٹایا جائے گا۔

(2) ضمن (1۔الف) میں درج کسی امر کے باوجود صدر جمہوریہ بذریعہ حکم چیرپرسن یا کسی رکن کو عہدے سے ہٹا سکیں گے اگر چیرپرسن یا ایسا دیگر رکن، جیسی کہ

صورت ہو،......

(الف) دیوالیہ قرار دیا گیا ہو، یا

(ب) اپنے عہدے کی میعاد کے دوران اپنے عہدے کے فرائض کے علاوہ کسی باتنخواہ ملازمت میں مشغول ہو، یا

(ج) ذہنی یا جسمانی معذوری کی وجہ سے عہدے پر برقرار رہنے کی قابل نہ ہو، یا

(د) مخبوط الحواس ہو اور کسی مجاز عدالت نے اسے ایسا قرار دیا ہو؛ یا

(ہ) سزایاب ہو اور اسے کسی ایسے جرم کے لیے سزائے قید دی گئی ہو جس میں صدر جمہوریہ کی رائے میں اخلاقی گراوٹ شامل ہو۔

24- **ریاستی کمیشن کے چیرپرسن اور اراکین کی میعاد عہدہ** (1) بحیثیت چیرپرسن مقرر کیا گیا شخص ایسی تاریخ سے پانچ سال کی مدت کے لیے جس پر وہ اپنا عہدہ سنبھالے یا ستر سال کی عمر ہوجانے تک، جو بھی پہلے ہو، عہدے پر کام کرے گا۔

(2) رکن کی حیثیت سے مقرر کیا گیا شخص ایسی تاریخ سے جس پر وہ اپنا عہدہ سنبھالے پانچ سال کی مدت کے لیے عہدے پر کام کرے گا۔ اور مزید پانچ سال کی مدت کے لیے دوبارہ تقرری کا اہل ہوگا؛

لیکن کوئی رکن ستر سال کی عمر کا ہوجانے کے بعد عہدے پر نہیں رہے گا۔

(3) عہدہ چھوڑ دینے پر کوئی چیرپرسن یا رکن ریاستی حکومت یا بھارتی حکومت کے تحت مزید ملازمت کے لیے نااہل ہوگا۔

25- **بعض حالات میں رکن کا بحیثیت چیرپرسن کام کرنا یا اس کے کارہائے منصبی انجام دینا۔** (1) چیرپرسن کی وفات، اس کے استعفے کی وجہ سے یا دیگر طور پر اس کا عہدہ خالی ہوجانے کی صورت میں، گورنر بذریعے اعلان نامہ، اراکین میں سے کسی رکن کو ایسی خالی جگہ پر کرنے کے لیے نئے چیرپرسن کی تقرری تک بحیثیت چیرپرسن کام کرنے کا اختیار دے سکتا ہے۔

(2) جب چیرپرسن رخصت یا دیگر طور پر غیرحاضری کی وجہ سے اپنے کارہائے منصبی انجام دینے کے قابل نہ ہو، تو اراکین میں سے ایسا ایک رکن جسے گورنر بذریعہ اعلان نامہ، اس بارے میں اختیار دے، ایسی تاریخ تک جس

پر چیرپرسن اپنے فرائض دوبارہ سنبھالے چیرپرسن کے کارہائے منصبی انجام دے گا۔

26- **ریاستی کمیشن کے چیرپرسن اور اراکین کی شرائط ملازمت۔** چیرپرسن اور اراکین کو واجب الادا مشاہرے اور الاؤنس اور ان کی دیگر شرائط ملازت ایسی ہوں گی جو ریاستی حکومت مقرر کرے:

لیکن چیرپرسن اورکسی رکن کی تقرری کے بعد اس کو نقصان پہنچاتے ہوئے نہ تو مشاہرہ اور الاؤنس اور نہ ہی دیگر شرائط ملازمت میں ردوبدل کیا جائے گا۔

27- **ریاستی کمیشن کے افسران اور دیگر عملہ۔** (1) ریاستی حکومت کمیشن کو مندرجہ ذیل افسران مہیا کرے گی۔

(الف) ایک افسر جو ریاستی حکومت کے سکریٹری کے رتبے سے کم رتبے کا نہ ہو جو ریاستی کمیشن کا سکریٹری ہوگا؛ اور

(ب) ایک ایسے افسر کے تحت جو انسپکٹر جنرل آف پولس کے رتبے سے کم رتبے کا نہ ہو ایسا پولس کا اور تفتیشی عملہ اور ایسے دیگر افسران اور عملہ جو ریاستی کمیشن کے کارہائے منصبی کی بہتر انجام دہی کے لیے ضروری ہو۔

(2) ایسے قواعد کے تابع جو ریاستی حکومت اس بارے میں بنائے، ریاستی کمیشن ایسا دیگر انتظامی، تکنیکی اور سائنسی عملہ مقرر کرسکے گا جسے وہ ضروری سمجھے۔

(3) ضمن (2) کے تحت مقرر کیے گئے افسران اور دیگر عملے کے مشاہرے، الاؤنس اور شرائط ملازمت ایسی ہوں گی جو ریاستی حکومت مقرر کرے۔

28- **ریاستی کمیشن کی سالانہ اور خصوصی رپورٹیں۔** ریاستی کمیشن ریاستی حکومت کو ایک سالانہ رپورٹ پیش کرے گا اورکسی ایسے امر پر جو، اس کی رائے میں، ایسی فوری ضرورت یا اہمیت کا حامل ہو کہ اسے سالانہ رپورٹ پیش کیے جانے تک ملتوی نہیں کیا جانا چاہیے، کسی بھی وقت خصوصی رپورٹ پیش کرسکے گا۔

(2) ریاستی حکومت ریاستی کمیشن کی سالانہ اور خصوصی رپورٹیں ریاستی کمشین کی سفارشات پر کی گئی یا کی جانے والی مجوزہ کارروائی کی یاد داشت اور سفارشات کی نامنظوری کی، اگر کوئی ہو، وجوہات کے ہمراہ ریاستی قانون سازیہ کے ہر ایک ایوان کے سامنے جب کہ وہ دو ایوانوں پر مشتمل ہو، یا

جبکہ ایسی قانون سازیہ ایک ایوان پر مشتمل ہو، اس ایوان کے سامنے پیش کروائے گی۔

29- انسانی حقوق کے قومی کمیشن کی نسبت بعض توضیعات کا ریاستی کمیشنوں پر اطلاق۔ دفعات 9، 10، 12، 13، 14، 16، 17 اور 18 کی توضیعات کا ریاستی کمیشن پر اطلاق ہوگا اور وہ مندرجہ ذیل رد وبدل کے تابع موثر ہوں گی یعنی :۔

(الف) ''کمیشن'' کے حوالہ جات سے ''ریاستی کمیشن'' کے حوالہ جات کا مفہوم لیا جائے گا؛

(ب) دفعہ 10 کے ضمن (3) میں ، لفظ ''سکریٹری جنرل'' کے بجائے لفظ ''سکریٹری'' قائم کیا جائے گا؛

(ج) دفعہ 12 کا ضمن (و) حذف کیا جائے گا؛

(د) دفعہ 17 کے ضمن (ط) میں الفاظ ''مرکزی حکومت'' یا کوئی'' حذف کیے جائیں گے۔

باب - 6
انسانی حقوق کی عدالتیں

30- انسانی حقوق کی عدالتیں۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزی سے پیدا ہونے والے جرائم کی جلد سماعت کرنے کی غرض سے، ریاستی حکومت، عدالت عالیہ کے اعلیٰ جج سے اتفاق رائے کے ساتھ، بذریعہ اعلان نامہ، ہر ضلع کے لیے ایک عدالت سیشن کی صراحت کرے گی جو مذکورہ جرائم کی سماعت کے لیے انسانی حقوق کی عدالت ہوگی :

اس صورت میں اس دفعہ کے کسی امر کا اطلاق نہیں ہوگا جب...... کسی دیگر فی الوقت نافذ قانون کے تحت ایسے جرائم کے لیے،

(الف) کسی عدالت سیشن کو پہلے ہی کسی خصوصی عدالت کے طور پر مصرحہ کیا گیا ہو؛ یا

(ب) کوئی خصوصی عدالت پہلے ہی تشکیل دی گئی ہو؛

31- خصوصی سرکاری پیروکار۔ ہرایک انسانی حقوق کی عدالت کے لیے، ریاستی حکومت، اعلان نامے کے ذریعہ اس عدالت مقدمات کی پیروی کی غرض کے لیے بحیثیت

خصوصی سرکاری پیروکار ایک سرکاری پیروکار کی صراحت کرے گی یا ایک ایڈوکیٹ مقرر کرے گی جو بطور ایڈوکیٹ کم از کم سات سال سے وکالت کررہا ہو۔

باب - 7

مالیات، حسابات اور آڈٹ

32- **مرکزی حکومت کی گرانٹیں**۔(1) مرکزی حکومت اس بارے میں قانون کی رو سے پارلیمنٹ کی کی گئی باضابطہ تخصیص کے بعد، گرانٹوں کے طور پر کمیشن کو زرنقد کی ایسی رقوم ادا کرے گی جنہیں مرکزی حکومت اس ایکٹ کی اغراض کے لیے استعمال میں لانے کی خاطر ٹھیک سمجھے۔

(2) کمیشن اس ایکٹ کے تحت کارہائے منصبی انجام دینے کے لیے ایسی رقوم خرچ کرسکے گا جنہیں وہ ٹھیک سمجھے اور ایسی رقوم ضمن (1) میں محولہ گرانٹوں میں سے قابل ادا اخراجات کے طور پر متصور ہوں گی۔

33- **ریاستی حکومت کی گرانٹیں**۔ (1) ریاستی حکومت، اس بارے میں قانون کی رو سے قانون سازیہ کی کی گئی باضابطہ تخصیص کے بعد ریاستی کمیشن کو گرانٹوں کے طور پر زرنقد کی ایسی رقوم ادا کرے گی جسے ریاستی حکومت اس ایکٹ کی اغراض کے لیے استعمال میں لائے جانے کی خاطر ٹھیک سمجھے۔

(2) ریاستی کمیشن باب 5 کے تحت کارہائے منصبی کی انجام دہی کے لیے ایسی رقوم خرچ کرسکے گا جنہیں وہ ٹھیک سمجھے، اور ایسی رقوم ضمن (1) میں محولہ گرانٹوں میں سے قابل ادا اخراجات کے طور پر متصور ہوں گی۔

34- **حسابات اور آڈٹ**۔ (1) کمیشن مناسب حسابات اور دیگر متعلقہ ریکارڈ رکھے گا اور ایسے فارم پر حسابات کا ایک سالانہ گوشوارہ مرتب کرے گا جو مرکزی حکومت بھارت کے کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل کے ساتھ مشورے سے مقرر کرے۔

(2) کمیشن کے حسابات کا آڈٹ کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل ایسے وقفوں سے کرے گا جن کی وہ صراحت کرے اور ایسے آڈٹ کے سلسلے میں کیے گئے کوئی اخراجات کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل کو کمیشن سے قابل ادا ہوں گے۔

(3) کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل نیز اس ایکٹ کے تحت کمیشن کے حسابات کے آڈٹ کے سلسلے میں اس کے مقرر کیے گئے کسی شخص کو ایسی آڈٹ کے سلسلے میں

وہی حقوق اور مراعات نیز اختیارات حاصل ہوں گے جو کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل کو سرکاری حسابات کے آڈٹ کے سلسلے میں عام طور پر حاصل ہوتے ہیں اور خاص طور پر اسے کھاتوں، حسابات، متعلقہ ووچر اور دیگر دستاویزات اور کاغذات پیش کرنے کا مطالبہ کرنے اور کمیشن کے کسی دفتر کا معائنہ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

(4) کمیشن کے حسابات جن کی کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل یا اس بارے میں اس کے مقرر کیے گئے کسی دیگر شخص کے تصدیق کی ہو، ان پر آڈٹ رپورٹ کے ہمراہ کمیشن سال بہ سال مرکزی حکومت کو بھیجے گا اور مرکزی حکومت آڈٹ رپورٹ وصول ہونے کے بعد جتنی جلد ہوسکے اسے پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان کے سامنے رکھوائے گی۔

35- **ریاستی کمیشن کے حسابات اور آڈٹ۔** ریاستی کمیشن مناسب حسابات اور دیگر متعلقہ ریکارڈ رکھے گا اور ایسے فارم پر حسابات کا ایک سالانہ گوشوارہ تیار کرے گا جو ریاستی حکومت بھارت کے کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل کے ساتھ مشورے سے مقرر کرے۔

(2) ریاستی کمیشن کے حسابات کا کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل ایسے وقفوں سے آڈٹ کرے گا جس کی وہ صراحت کرے اور ایسے آڈٹ کے سلسلے میں کیے گئے کوئی اخراجات ریاستی کمیشن سے کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل کو قابل ادا ہوں گے۔

(3) کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل نیز اس ایکٹ کے تحت ریاستی کمیشن کے حسابات کے آڈٹ کے سلسلے میں اس کے مقرر کیے گئے کسی شخص کو ایسے آڈٹ کے سلسلے میں وہی حقوق اور مراعات اور اختیارات حاصل ہوں گے جو کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل کو سرکاری حسابات کے آڈٹ کے سلسلے میں عام طور پر ہوتے ہیں اور خاص طور پر اسے کھاتوں، حسابات متعلقہ ووچر اور دیگر دستاویزات اور کاغذات پیش کرنے کا مطالبہ کرنے اور ریاستی کمیشن کے کسی دفتر کا معائنہ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

(4) ریاستی کمیشن کے حسابات، جس کی کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل یا اس بارے میں اس کے مقرر کیے گئے کسی دیگر شخص نے تصدیق کی ہو، ان پر آڈٹ رپورٹ

کے ہمراہ ریاستی کمیشن سال بہ سال ریاستی حکومت کو بھیجے گا اور ریاستی حکومت آڈٹ رپورٹ وصول ہونے کے بعد جتنی جلد ہوسکے، اسے ریاستی قانون سازیہ کے سامنے رکھوائے گی۔

باب -8

متفرق

36- **ایسے امور جو کمیشن کے دائرہ کار کے تحت نہ آتے ہوں۔** (1) کمیشن کسی ایسے امر کی تحقیقات نہیں کرے گا جو کسی ریاستی کمیشن یا کسی فی الوقت نافذ قانون کے تحت باضابطہ تشکیل دیئے گئے کسی دیگر کمیشن کے زیر سماعت ہو۔

(2) کمیشن یا ریاستی کمیشن کسی ایسی تاریخ سے ایک سال منقضی ہونے کے بعد جس پر ایسے فعل کا ارتکاب بیان کیا جائے گا جو انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر مشتمل ہو کسی امر کی تحقیقات نہیں کرے گا۔

37- **خصوصی تفتیشی ٹیموں کی تشکیل۔** کسی دیگر فی الوقت نافذ قانون میں درج کسی امر کے باوجود جب حکومت ایسا کرنا ضروری سمجھے، تو وہ ایک یا زائد خصوصی ٹیمیں تشکیل دے سکے گی جو ایسے پولس افسران پر مشتمل ہوں جنہیں وہ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے پیدا ہونے والے جرائم کی تفتیش اور استغاثے کی اغراض کے لیے ضروری سمجھے۔

38- **نیک نیتی سے کی گئی کارروائی کا تحفظ۔** کسی ایسے امر کی نسبت جو اس ایکٹ یا اس کے تحت بنائے گئے کسی قواعد یا کسی حکم کی تعمیل میں کیا گیا ہو یا کیا جانا مقصود ہو یا مرکزی حکومت، ریاستی حکومت یا ریاستی کمیشن کی یا اس کے اختیارات سے کسی رپورٹ، کاغذ یا کارروائی کی اشاعت کی نسبت مرکزی حکومت، ریاستی حکومت، کمیشن یا ریاستی کمیشن کی ہدایت کے تحت فعل کرنے والے کسی شخص کے خلاف کوئی دعویٰ یا دیگر قانونی کارروائی نہیں کی جاسکے گی۔

39- **اراکین اور افسران سرکاری ملازم ہوں گے۔** کمیشن، ریاستی کمیشن کا ہر ایک رکن اور اس ایکٹ کے تحت کارہائے منصبی کے استعمال کے لئے کمیشن یا ریاستی کمیشن کا مقرر یا مجاز کیا گیا ہر ایک افسر بھارتی مجموعہ تعزیرات کی دفعہ 21 کے معنوں میں سرکاری ملازم متصور ہوگا۔

40- مرکزی حکومت کا قواعد بنانے کا اختیار۔ (1) مرکزی حکومت، اعلان نامے کے ذریعہ، اس ایکٹ کی توضیعات کے عمل درآمد کے لیے قواعد بنا سکے گی۔

(2) خاص طور پر اور متذکرہ اختیار کی عمومیت کو مضرت پہنچائے بغیر، ایسے قواعد سے مندرجہ ذیل تمام امور یا ان میں سے کسی امر کی توضیع کی جاسکے گی، یعنی :۔

(الف) دفعہ 8 کے تحت چیرپرسن اور اراکین کے مشاہرے اور الاؤنس اور ان کی دیگر شرائط ملازمت،

(ب) ایسی شرائط جن کے تابع کمیشن انتظامی، تکنیکی یا سائنسی عملہ مقرر کر سکے گا اور دفعہ 11 کے ضمن (3) کے تحت افسران اور دیگر عملے کے مشاہرے اور الاؤنس؛

(ج) کسی دیوانی عدالت کا کوئی دیگر اختیار جو دفعہ 13 کے ضمن (1) کے فقرہ (و) کے تحت مقرر کیا جانا مطلوب ہو؛

(د) ایسا فارم جس پر دفعہ 34 کے ضمن (1) کے تحت کمیشن نے حسابات کا سالانہ گوشوارہ مرتب کرنا ہو؛ اور

(ہ) کوئی دیگر امر جو مقرر کیا جانا ہو یا کیا جائے۔

(3) اس ایکٹ کے تحت بنایا ہوا ہر ایک قاعدہ، بنائے جانے کے بعد جس قدر جلد ہو سکے، تیس دن کی مجموعی مدت تک پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان میں جب اس کا اجلاس جاری ہو، رکھا جائے گا، اور یہ مدت ایک ہی اجلاس یا دو یا زائد یکے بعد دیگرے آنے والے اجلاسوں کے دوران ہوسکتی ہے، اور اگر متذکرہ بالا اجلاس یا اجلاسوں کے فوری بعد ہونے والے اجلاس کے منقضی ہونے سے پہلے، دونوں ایوان اس قاعدے میں کسی قسم کا ردوبدل کرنے پر اتفاق کریں یا دونوں ایوان متفق ہوں کہ یہ قاعدہ نہیں بنانا چاہیے تو اس کے بعد وہ قاعدہ ایسی ردوبدل کی ہوئی صورت میں موثر ہوگا یا کوئی اثر نہ رکھے گا، جیسی کہ صورت ہو، تاہم ایسی کوئی ترمیم یا کالعدمی اس قاعدے کے تحت ماقبل کیے گئے کسی امر کے جواز کو مضرت نہ پہنچائے گی۔

40- الف راجع بہ ماضی قواعد بنانے کا اختیار۔ دفعہ 40 کی ذیلی دفعہ (2) کے فقرہ (ب)

کے تحت قواعد بنانے کے اختیار میں ایسے راجع بہ ماضی قواعد بنانے کا اختیار بھی شامل ہے جو ایسی تاریخ سے قبل نافذ العمل نہ ہو جس تاریخ کو صدر جمہوریہ نے ایکٹ کو منظوری دی ہو لیکن کسی بھی ایسے قاعدے کو ایسے راجع وبہ ماضی انداز سے نافذ العمل نہیں کیاجائے گا جس سے کسی ایسے شخص کے مفادات پر منفی اثر پڑے جس پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

40۔ ب کمیشن کے ضابطے بنانے کا اختیار۔ (1) اس ایکٹ اور اس کے تحت بنائے گئے قوانین کے تابع کمیشن مرکزی حکومت کی ماقبل منظوری سے بذریعہ نوٹیفکیشن اس ایکٹ کی توضیحات کے عمل درآمد کے لئے ضابطے بناسکے گی، یعنی:

(2) خاص طور پر اور متذکرہ اختیار کی عمومیت کو مضرت پہنچائے بغیر ایسے ضوابط سے مندرجہ ذیل تمام امور یا ان میں سے کسی امر کی توضیع کی جاسکے گی، یعنی:

(الف) دفعہ (10) کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت کمیشن کے ذریعہ اپنایاجانے والا طریق کار؛

(ب) ریاستی کمیشنوں کے داخل کئے جانے والے گوشوارے او راعداد وشمار؛

(ج) کوئی دیگر امر جو ضابطوں کے مطابق مقررکیا جانا ہو یا کیاجائے۔

(3) اس ایکٹ کے تحت کمیشن کے ذریعہ بنایاہوا ہر ایک ضابطہ بنائے جانے کے بعد، جس قدر جلد ہوسکے، تیس دن کی مجموعی مدت تک پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان میں جب اس کا اجلاس جاری ہو، رکھاجائے گا اور یہ مدت ایک ہی اجلاس یادو یا زائد یکے بعد دیگرے آنے والے اجلاسوں کے دوران ہوسکتی ہے، او راگر متذکرہ بالا اجلاس یا اجلاسوں کے فوری بعد ہونے والے اجلاس کے منقضی ہونے سے پہلے، دونوں ایوان اس ضابطے میں کسی قسم کا رد وبدل کرنے پر اتفاق کریں یادونوں ایوان متفق ہوں کہ یہ ضابطہ نہیں بنانا چاہئے تو اس کے بعد وہ ضابطہ ایسی رد وبدل کی گئی صورت میں موثر ہوگا یا کوئی اثر نہ رکھے گا، جیسی کہ صورت ہو، تاہم ایسی کوئی ترمیم یا کالعدمی اس ضابطے کے تحت ماقبل کئے گئے کسی امر کے جواز کو مضرت نہیں پہنچائے گی۔

41۔ **قواعد بنانے کا ریاستی حکومت کا اختیار۔** (1) ریاستی حکومت، اعلان نامے کے ذریعہ اس ایکٹ کی توضیعات کے عمل درآمد کے لیے قواعد بناسکے گی۔

(2) خاص طور پر اور متذکرہ اختیار کی عمومیت کو معزت پہنچائے بغیر ایسے قواعد سے مندرجہ ذیل تمام امور یا ان میں سے کسی امر کی توضیع ہوسکے گی، یعنی :۔

(الف) دفعہ 26 کے تحت چیرپرسن اور اراکین کے مشاہرے اور الاؤنس اور دیگر شرائط ملازمت؛

(ب) ایسی شرائط جن کے تابع ریاستی کمیشن دیگر انتظامی، تکنیکی اور سائنسی عملہ مقرر کرسکے گا اور دفعہ 27 کے ضمن (3) کے تحت افسران اور دیگر عملے کے مشاہرے اور الاؤنس؛

(ج) ایسا فارم جس پر دفعہ 35 کے ضمن (1) کے تحت حسابات کا سالانہ گوشوارہ مرتب کیا جاتا ہو۔

(3) اس دفعہ کے تحت ریاستی حکومت کا بنایا ہوا ہر ایک قاعدہ، اس کے بنائے جانے کے بعد جتنی جلد ہوسکے ریاستی قانون سازیہ کے ہر ایک ایوان میں رکھا جائے گا جب وہ دو ایوانوں پر مشتمل ہو، یا جب ایسا قانون سازیہ ایک ایوان پر مشتمل ہو۔ اس ایوان کے سامنے رکھا جائے گا۔

42- **مشکلات رفع کرنے کا اختیار۔** (1) اگر اس ایکٹ کی توضیعات کو مؤثر بنانے میں کوئی مشکل پیدا ہوجائے، تو مرکزی حکومت، سرکاری گزٹ میں شائع شدہ حکم کی رو سے، ایسی توضیعات وضع کرسکے گی جو اس کی توضیعات کے متناقض نہ ہوں جو اسے مشکل رفع کرنے کے لیے ضروری یا قرین مصلحت معلوم ہوں:

بشرطیکہ ایسا کوئی حکم اس ایکٹ کے نفاذ کی تاریخ سے دو سال کی خدمت منقضی ہونے کے بعد نہیں کیا جائے گا۔

(2) اس دفعہ کے تحت کیا گیا ہر ایک حکم، اس کے صادر ہونے کے بعد جتنی جلد ہوسکے، پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان کے سامنے رکھا جائے گا۔

43- **تنسیخ اور استثنیات۔** (1) انسانی حقوق کے تحفظ آرڈی ننس 1993 ذریعہ ھٰذا منسوخ کیا جاتا ہے۔

(2) ایسی تنسیخ کے باوجود، مذکورہ آرڈی ننس کے تحت کیا گیا کوئی امر یا کی گئی کوئی کارروائی، اس ایکٹ کی مماثل توضیعات کے تحت کیا گیا امر یا کی گئی کارروائی متصور ہوگی۔

7- قومی پسماندہ طبقات کمیشن ایکٹ، 1993

1993 کا ایکٹ نمبر 27

(THE NATIONAL COMMISSION FOR BACKWARD CLASSES ACT)

ایکٹ تاکہ درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے سوا پسماندہ طبقوں کے لیے قومی کمیشن تشکیل دیا جائے اور اس سے متعلق یا اس کے ضمنی امور کی توضیع کی جائے۔

پارلیمنٹ جمہوریہ بھارت کے چوالیسویں سال میں حسب ذیل قانون وضع کرتی ہے :

باب - 1

ابتدائیہ

1- **مختصر نام، وسعت اور نفاذ۔** (1) اس ایکٹ کا مختصر نام قومی پسماندہ طبقات کمیشن ایکٹ، 1993 ہے۔

(2) ماسوائے ریاست جموں وکشمیر کے اس کا اطلاق پورے بھارت پر ہوگا۔

(3) اس کا نفاذ میں آنا یکم فروری 1993 سے متصور ہوگا۔

2- **تعریفات۔** اس ایکٹ میں بجز اس کے کہ سیاق عبارت دیگر طور پر مطلوب ہو؛-

(الف) ''پسماندہ طبقات'' سے مراد ہے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے سوا شہریوں کے ایسے پسماندہ طبقے جن کی مرکزی حکومت فہرستوں میں صراحت کرے؛

(ب) ''کمیشن'' سے مراد ہے دفعہ 3 کے تحت تشکیل دیا گیا، قومی پسماندہ طبقات کمیشن؛

(ج) ''فہرستوں'' سے ایسی فہرستیں مراد ہیں جو بھارت کی حکومت پسماندہ طبقات کے ایسے شہریوں کے حق میں تقرریوں یا عہدوں کے تحفظ کے لیے توضیع کے اغراض کے لیے وقتاً فوقتاً مرتب کی ہوں جن کی اس حکومت کی رائے میں بھارت کی حکومت اور بھارت کی حدود کے اندر کسی مقامی یا دیگر اتھارٹی کے تحت یا بھارت کی حکومت کے کنٹرول کے تحت ملازموں میں معقول نمائندگی نہ ہو؛

(د) ''رکن'' سے مراد ہے کمیشن کا رکن اور اس میں چیرپرسن بھی شامل ہے؛

(ہ) ''مقررہ'' سے مراد ہے اس ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کی رو سے مقررہ۔

باب - 2

قومی پسماندہ طبقات کمیشن

3- **پسماندہ طبقات کے لیے قومی کمیشن کی تشکیل۔** (1) مرکزی حکومت ایک جماعت تشکیل دے گی جسے قومی پسماندہ طبقات کمیشن کہا جائے گا تاکہ وہ اس ایکٹ کے تحت اسے تفویض کیے گئے اختیارات کا استعمال کرے اور اسے سونپے گئے کارہائے منصبی انجام دے۔

(2) کمیشن مرکزی حکومت کے نامزد کیے گئے مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل ہوگا :

(الف) چیرپرسن جو سپریم کورٹ یا عدالت عالیہ کا جج ہو یا رہا ہو؛

(ب) سماجی سائنسداں؛

(ج) دو ایسے اشخاص جنہیں پسماندہ طبقات کی نسبت امور کا خصوصی علم حاصل ہو؛ اور

(د) ایک رکن سکریٹری جو مرکزی حکومت میں بھارت کی حکومت کے سکریٹری کے عہدے کا افسر ہو یا رہا ہو۔

4- **چیرپرسن اور اراکین کی میعاد عہدہ اور شرائط ملازمت۔** (1) ہر ایک رکن اپنا عہدہ سنبھالنے کی تاریخ سے تین سال کی مدت کے لیے عہدے پر رہے گا۔

(2) کوئی رکن تحریری طور پر اپنے دستخط سے مرکزی حکومت کے نام چیرپرسن یا جیسی بھی صورت ہو، رکن کے عہدے سے کسی بھی وقت استعفیٰ دے سکے گا۔

(3) مرکزی حکومت کسی شخص کو رکن کے عہدے سے برخاست کرے گی اور وہ شخص......

(الف) بے ادا دیوالیہ بن جائے؛

(ب) مجرم ٹھہرایا گیا ہو اور اسے ایسے جرم کے لیے سزائے قید دی گئی ہو جس میں مرکزی حکومت کی رائے میں اخلاقی گراوٹ شامل ہو؛

(ج) فاتر العقل ہوجائے اور کسی مجاز عدالت نے اسے ایسا قرار دیا ہو؛

(د) فعل کرنے سے انکار کردے یا فعل کرنے کے قابل نہ رہے؛

(ہ) کمیشن سے غیر حاضری کی رخصت حاصل کیے بغیر کمیشن کے تین متواتر اجلاسوں سے غیر حاضر رہے؛ یا

(و) مرکزی حکومت کی رائے میں، چیرپرسن یا رکن کی حیثیت کا اس طرح ناجائز استعمال کرے جس سے عہدے پر ایسے شخص کی برقراری سے پسماندہ طبقات کے مفادات یا مفاد عامہ کو نقصان پہنچے۔

لیکن کسی شخص کو اس فقرہ کے تحت برخاست نہیں کیا جائے گا تاوقتیکہ اس امر پر ایسے شخص کو سنے جانے کا موقع دیا گیا ہو۔

(4) ضمن (2) کے تحت یا دیگر طور پر قائم کی گئی کوئی اسامی نئی نامزدگی سے پر کی جائے گی۔

(5) چیرپرسن اور اراکین کو قابل ادا مشاہرہ اور الاؤنس اور ملازمت کی دیگر قیود

وشرائط ایسی ہوں گی جو مقرر کی جائیں۔

5- **کمیشن کے افسران اور دیگر ملازمین۔** (1) مرکزی حکومت کمیشن کو ایسے افسران اور ملازمین مہیا کرے گی جو کمیشن کے کارہائے منصبی کی مؤثر انجام دہی کے لیے ضروری ہوں۔

(2) کمیشن کی غرض کے لیے مقرر کیے گئے افسران اور ملازمین کو قابل ادا مشاہرے اور الاؤنس اور ملازمت کی دیگر قیود وشرائط ایسی ہوں گی جو مقرر کی جائیں۔

6- **مشاہرے اور الاؤنس گرانٹوں میں سے ادا کیے جائیں گے۔** چیر پرسن اور اراکین کو قابل ادا مشاہرے اور الاؤنس اور انتظامی اخراجات جس میں دفعہ 5 میں محولہ افسران اور دیگر ملازمین کو قابل ادا مشاہرے الاؤنس اور پنشن شامل ہے۔ دفعہ 12 کے ضمن (1) میں محولہ گرانٹوں میں سے ادا کیے جائیں گے۔

7- **خالی اسامیوں وغیرہ کی وجہ سے کمیشن کی کارروائی ناجائز نہ ہوگی۔** کمیشن کا کوئی فعل یا کارروائی فقط اس بنا پر ناجائز نہ ہوگی کہ کمیشن میں کوئی خالی اسامی یا اس کی تشکیل میں کوئی نقص موجود ہے۔

8- **کمیشن اپنے طریقہ کار کی ضابطہ بندی کرے گا۔** (1) کمیشن اس وقت جب ضروری ہو اور ایسے وقت اور جگہ پر اجلاس کرے گا جسے چیر پرسن ٹھیک سمجھے۔

(2) کمیشن اپنے طریقہ کار کی ضابطہ بندی کرے گا۔

(3) کمیشن کے تمام احکام اور فیصلوں کی توثیق رکن سکریٹری یا کمیشن کا ایسا دیگر افسر کرے گا جسے رکن سکریٹری نے اس بارے میں باضابطہ مجاز کیا ہو۔

باب۔ 3

کمیشن کے کارہائے منصبی اور اختیارات

9- **کمیشن کے کارہائے منصبی۔** (1) کمیشن شہریوں کے کسی طبقے کو فہرستوں میں بحیثیت پسماندہ طبقہ شامل کرنے کی درخواستوں کا ملاحظہ کرے گا اور ایسی فہرستوں میں کسی پسماندہ طبقے کی زائد شمولیت یا کم شمولیت کی شکایات سنے گا اور مرکزی حکومت کو

ایسا مشورہ دے گا جسے وہ مناسب سمجھے۔

(2) مرکزی حکومت کمیشن کے مشورے کی عام طور پر پابند ہوگی۔

10- **کمیشن کے اختیارات۔** کمیشن کو دفعہ 9 کے ضمن (1) کے تحت اپنے کارہائے منصبی انجام دیتے وقت کسی دعوے کی سماعت کرنے والی دیوانی عدالت کے تمام اختیارات حاصل ہوں گے اور بالخصوص مندرجہ ذیل امور کی نسبت، یعنی :۔

(الف) بھارت کے کسی حصے سے کسی شخص کو طلب کرنا اور حاضر کروانا نیز اس کا حلف پر بیان لینا؛

(ب) کسی دستاویز کے انکشاف اور پیش کرنے کا حکم دینا؛

(ج) بیانات حلفی پر شہادت لینا؛

(د) کسی عدالت یا دفتر سے کوئی سرکاری ریکارڈ یا اس کی نقل طلب کرنا؛

(ہ) گواہان کے بیانات لینے اور دستاویزات کے ملاحظے کے لیے کمیشن جاری کرنا؛ اور

(و) کوئی دیگر امر جو مقرر کیا جائے۔

11- **مرکزی حکومت کی فہرستوں کی میعادی نظر ثانی۔** (1) مرکزی حکومت کسی بھی وقت فہرستوں کی نظر ثانی کرسکے گی اور اس ایکٹ کے نفاذ سے دس سال منقضی ہونے پر اور اس کے بعد آنے والے دس سال کی ہر ایک مدت کے لیے فہرستوں کی نظر ثانی کرے گی تاکہ ایسی فہرستوں سے ان طبقوں کو خارج کیا جائے جو پسماندہ طبقے نہ رہے ہوں یا ایسی فہرستوں میں نئے پسماندہ طبقو ں کو شامل کیا جائے۔

(2) مرکزی حکومت ضمن (1) میں محولہ کوئی نظر ثانی کرتے وقت کمیشن سے مشورہ کرے گی۔

باب - 4

مالیات، حسابات اور آڈٹ

12- **مرکزی حکومت کی گرانٹیں۔** (1) مرکزی حکومت اس بارے میں قانون کی رو سے پارلیمنٹ کی باضابطہ کی گئی تخصیص کے بعد گرانٹوں کے طور پر کمیشن کو زرنقد کی

ایسی رقوم ادا کرے گی جنہیں مرکزی حکومت اس ایکٹ کے اغراض کے لیے استعمال میں لانے کی خاطر ٹھیک سمجھے۔

(2) کمیشن ایسی رقوم خرچ کر سکے گا۔ جنہیں وہ اس ایکٹ کے تحت کارہائے منصبی کی انجام دہی کے لیے ٹھیک سمجھے، اور ایسی رقوم ضمن (1) میں محولہ گرانٹوں میں سے واجب الادا اخراجات کے طور پر متصور ہوں گی۔

13- حسابات اور آڈٹ۔ (1) کمیشن مناسب حسابات اور دیگر متعلقہ ریکارڈ رکھے گا اور ایسے فارم پر حسابات کا ایک سالانہ گوشوارہ مرتب کرے گا جو مرکزی حکومت بھارت کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل کے ساتھ مشورے سے مقرر کرے۔

(2) کمیشن کے حسابات کا آڈٹ کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل ایسے وقفوں سے کرے گا جن کی وہ صراحت کرے اور ایسے آڈٹ کے سلسلے میں کیے گئے اخراجات کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل کو کمیشن سے واجب الادا ہوں گے۔

(3) کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل یا اس ایکٹ کے تحت کمیشن کے حسابات کے سلسلے میں اس کے مقررہ کسی شخص کو ایسے آڈٹ کے سلسلے میں وہی حقوق اور مراعات نیز اختیارات حاصل ہوں گے جو کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل کو سرکاری حسابات کے آڈٹ کے سلسلے میں عام طور پر حاصل ہوتے ہیں اور خاص طور پر اسے کھاتوں، حسابات منسلکہ ووچر اور دیگر دستاویزات اور کاغذات پیش کرنے کا مطالبہ کرنے اور کمیشن کے دفاتر میں سے کسی دفتر کا معائنہ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

14- سالانہ رپورٹ۔ کمیشن ہر ایک مالیاتی سال کے لیے ایسے فارم اور ایسے وقت پر جو مقرر کیا جائے، اپنی سالانہ رپورٹ مرتب کرے گا جس میں گزشتہ مالیاتی سال کے دوران اس کی سرگرمیوں کا پورا خلاصہ درج ہوگا اور اس کی مالیاتی سال کے دوران اس کی سرگرمیوں کا پورا خلاصہ درج ہوگا اور ایک نقل مرکزی حکومت کو بھیج دے گا۔

15- سالانہ رپورٹ اور آڈٹ رپورٹ پارلیمنٹ کے سامنے رکھی جائیں گی۔ مرکزی حکومت سالانہ رپورٹ دفعہ 9 کے تحت کمیشن کے دیئے گئے مشورے پر کی گئی

کارروائی کی یاد داشت اور کسی ایسے مشورے کی عدم قبولیت کی وجوہات، اگر کوئی ہوں، کے ہمراہ نیز آڈٹ رپورٹ بھی جونہی وہ موصول ہوں، پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان کے سامنے رکھی جائے گی۔

باب ۔ 5

متفرق

16- **کمیشن کا چیرپرسن، اراکین اور ملازمین، سرکاری ملازمین ہوں گے۔** کمیشن کا چیرپرسن، اراکین اور ملازمین...... مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 21 کے معنوں میں سرکاری ملازمین متصور ہوں گے۔

17- **قواعد بنانے کا اختیار۔** (1) مرکزی حکومت سرکاری گزٹ میں اعلان نامے کے ذریعے اس ایکٹ کی توضیعات کے عملدرآمد کے لیے قواعد بنا سکے گی۔

(2) خاص طور پر اور متذکرہ اختیارات کی عمومیت کو مضرت پہنچائے بغیر ایسے قواعد سے مندرجہ ذیل تمام امور یا ان میں سے کسی امر کی توضیع کی جاسکے گی، یعنی : ۔

(الف) دفعہ 4 کے ضمن (5) کے تحت چیرپرسن اور اراکین اور دفعہ 5 کے ضمن (2) کے تحت افسران اور ملازمین کو قابل ادا مشاہرے اور الاؤنس اور ملازمت کی دیگر قیود وشرائط؛

(ب) ایسا فارم جس میں دفعہ 13 کے ضمن (1) کے تحت حسابات کا سالانہ گوشوارہ مرتب کیا جائے گا؛

(ج) ایسا فارم جس میں اور ایسا وقت جس پر دفعہ 14 کے تحت سالانہ رپورٹ مرتب کی جائے گی؛

(د) کوئی دیگر امر جو مقرر کیا جانا مطلوب ہو یا مقرر کیا جائے۔

(3) اس ایکٹ کے تحت بنایا ہوا ہر ایک قاعدہ، بنائے جانے کے بعد، جس قدر جلد ہوسکے، تیس دن کے مجموعی مدت تک پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان میں جب اس کا اجلاس جاری ہو، رکھا جائے گا اور یہ مدت ایک ہی اجلاس یا دو

یا زائد یکے بعد دیگرے آنے والے اجلاسوں کے دوران ہوسکتی ہے اور اگر متذکرہ بالا اجلاس یا اجلاسوں کے فوری بعد ہونے والے اجلاس کے منقضی ہونے سے پہلے دونوں ایوان اس قاعدے میں کسی کا ردو بدل کرنے پر اتفاق کریں یا دونوں ایوان متفق ہوں کہ قاعدہ نہیں بنانا چاہیئے تو اس کے بعد وہ قاعدہ ایسی ردوبدل کی ہوئی صورت میں موثر ہوگا یا کوئی اثر نہ رکھے گا، جیسی کہ صورت ہو؛ تاہم ایسی کوئی ترمیم یا کالعدمی اس قاعدے کے تحت ماقبل کیے گئے کسی امر کے جواز کو مضرت نہ پہنچائے گی۔

18- **مشکلات رفع کرنے کا اختیار۔** (1) اگر اس ایکٹ کی توضیعات کو موثر بنانے میں کوئی مشکل پیدا ہوجائے تو مرکزی حکومت سرکاری گزٹ میں شائع شدہ حکم کی رو سے ایسی توضیعات وضع کرسکے گی جو اس ایکٹ کی توضیعات کے نقیض نہ ہوں جو اسے مشکل رفع کرنے کے لیے ضروری یا قرین مصلحت معلوم ہوں :

لیکن ایسا کوئی حکم اس ایکٹ کے نفاذ کی تاریخ سے دو سال کی مدت منقضی ہونے کے بعد صادر نہیں کیا جائے گا۔

(2) اس دفعہ کے تحت صادر کیا گیا ہر ایک حکم اس کے صادر ہونے کے بعد جتنی ہوسکے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے سامنے رکھا جائے گا۔

19- **تنسیخ اور استثناء۔** (1) قومی پسماندہ طبقات کمیشن آرڈیننس 1993 ذریعہ ہٰذا منسوخ کیا جاتا ہے۔

(2) ایسی تنسیخ کے باوجود، مذکورہ آرڈیننس کے تحت کیا گیا کوئی امر یا کی گئی کوئی کارروائی، اس ایکٹ کے مماثل توضیعات کے تحت کیا گیا یا کی گئی کارروائی متصور ہوگی۔

8- قومی صفائی کارکنان کمیشن ایکٹ، 1993

(1993 کا ایکٹ نمبر 64)

(THE NATIONAL COMMISSION FOR SAFAI KARAMCHARIS ACT)

ایکٹ تاکہ صفائی کرمچاریوں کے لیے قومی کمیشن تشکیل دیا جائے اور اس سے متعلق یا اس کے ضمنی امور کی توضیع کی جائے۔

پارلیمنٹ جمہوریہ بھارت کے چوالیسویں سال میں حسب ذیل قانون وضع کرتی ہے۔

باب - 1

ابتدائیہ

1- **مختصر نام، وسعت، اطلاق، نفاذ، مدت اور استثنیات۔** (1) اس ایکٹ کا مختصر نام قومی صفائی کرمچاری ایکٹ 1993 ہے۔

(2) ماسوائے ریاست جموں وکشمیر کے اس کا اطلاق پورے بھارت پر ہوگا۔

(3) یہ اس تاریخ سے نافذ ہوگا جو مرکزی حکومت سرکاری گزٹ میں اعلان نامے

کے ذریعہ مقرر کرے۔

(4) یہ 31/مارچ 2002 کے بعد ان باتوں کے سوائے موثر نہیں رہے گا جنہیں اس کے غیر موثر ہونے سے قبل کیا گیا ہے یا ترک کیا گیا ہے اور اس کے غیر موثر ہونے پر قانونی عبارات عامہ ایکٹ، 1897 (1897 کا 10) کی دفعہ 16 کا اطلاق اس طرح ہوگا جیسے یہ ایکٹ کسی مرکزی ایکٹ کے ذریعہ منسوخ کردیا گیا ہو۔

2- **تعریفات۔** اس ایکٹ میں بجز اس کے کہ سیاق عبارت سے دیگر مطلوب ہو،......

(الف) ''چیرپرسن'' سے کمیشن کا چیرپرسن مراد ہے؛

(ب) ''کمیشن'' سے دفعہ 3 کے تحت تشکیل دیا گیا قومی صفائی کرمچاری کمیشن مراد ہے؛

(ج) ''رکن'' سے کمیشن کا رکن مراد ہے؛

(د) ''مقررہ'' سے اس ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کی رو سے مقررہ مراد ہے؛ صفائی کرمچاری سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو انسانوں کا پیشاب، پاخانہ ونجاست ہاتھ سے اٹھانے یا کسی دیگر صفائی میں لگا ہوا ہے یا مامور ہے۔

(ہ) ''چیرپرسن'' سے کمیشن کا نائب چیرپرسن مراد ہے۔

باب۔ 2

قومی صفائی کارکنان کمیشن

3- **صفائی کرمچاریوں کے لیے قومی کمیشن کی تشکیل۔** (1) مرکزی حکومت، سرکاری گزٹ میں اعلان نامے کے ذریعہ ایک جماعت تشکیل ہوگی جسے قومی صفائی کرمچاری کمیشن کہا جائے گا تاکہ وہ اس ایکٹ کے تحت اسے تفویض کیے گئے اختیارات کا استعمال کرے اور اسے سونپے گئے کارہائے منصبی انجام دے۔

(2) کمیشن مندرجہ ذیل اشخاص پر مشتمل ہوگا،......

(الف) ایک چیرپرسن؛

(ب) ایک نائب چیرپرسن؛

(ج) پانچ اراکین؛

جنہیں مرکزی حکومت ایسے ممتاز اشخاص میں سے نامزد کرے جو صفائی کرمچاریوں کی سماجی ومعاشی ترقی اور بہبود سے تعلق رکھتے ہوں۔

لیکن اراکین میں کم سے کم ایک خاتون ہوگی۔

4- چیرپرسن، نائب چیرپرسن اور اراکین کی میعاد عہدہ اور شرائط ملازمت : چیرپرسن، نائب چیرپرسن اور ہر ایک رکن زیادہ سے زیادہ تین سال کی ایسی مدت کے لیے جس کی مرکزی حکومت اس بارے میں صراحت کرے یا 31/مارچ 1997 تک جو بھی قبل ہو عہدہ دار رہے گا۔

لیکن چیرپرسن، نائب چیرپرسن اور ہر رکن جو قومی صفائی کرمچاری کمیشن ایکٹ، 1997 کے نفاذ سے فوری قبل ایسے عہدے دار تھے 31مارچ، 1997 کو اپنے اپنے عہدے خالی کردیں گے۔

مزید یہ کہ چیرپرسن، نائب چیرپرسن اور ایک رکن جس کا تقرر قومی صفائی کرمچاری کمیشن (ترمیم) ایکٹ 1997 کے نفاذ کے بعد ہوا ہو زیادہ سے زیادہ تین سال کی ایسی مدت کے لئے جس کی مرکزی حکومت اس بارے میں صراحت کرے یا 31/مارچ 2002 تک، جو بھی قبل ہو، عہدہ دار رہے گا۔

(2) چیرپرسن، نائب چیرپرسن یا کوئی رکن تحریری طور پر اپنے دستخط سے مرکزی حکومت کے نام چیرپرسن، نائب چیرپرسن، جیسی بھی صورت ہو، رکن کے عہدے سے کسی بھی وقت استعفیٰ دے سکے گا۔

(3) مرکزی حکومت کسی شخص کو چیرپرسن، نائب چیرپرسن یا رکن کے عہدے سے برخاست کرے گی اگر وہ شخص......

(الف) بے ادادیوالیہ بن جائے :

(ب) مجرم ٹھہرایا گیا ہو اور اسے جرم کے لئے سزائے قید دی گئی ہو، جس میں مرکزی حکومت کی رائے میں اخلاقی گراوٹ شامل ہو،

(د) فعل کرنے سے انکار کردے یا فعل کرنے کے قابل نہ رہے؛

(ہ) کمیشن سے غیرحاضری کی رخصت حاصل کیے بغیر کمیشن کے تین متواتر اجلاسوں سے غیر حاضر رہے؛ یا

(و) مرکزی حکومت کی رائے میں چیرپرسن، نائب چیرپرسن یا رکن کی حیثیت کا اس طرح ناجائز استعمال کرے جس سے عہدے پر ایسے شخص کی برقراری سے مفاد عامہ کو نقصان پہنچے۔

مگر شرط یہ ہے کہ کسی شخص کو اس فقرے کے تحت تب تک برخاست نہیں کیا جائے گا جب تک ایسے شخص کو اس امر پر سنے جانے کا موقع نہ دے دیا گیا ہو۔

(4) ضمن (2) یا ضمن (3) یا دیگر طور پر قائم کی گئی کوئی اسامی نئی نامزدگی سے پر کی جائے گی اور اس طرح نامزد کیا گیا شخص اس میعاد کی بقیہ مدت کے لیے جس کے لیے اس کا پیشرو عہدے دار رہتا اگر ایسی اسامی نہ ہوئی، عہدے دار رہے گا۔

(5) چیرپرسن، نائب چیرپرسن اور اراکین کو قابل ادا مشاہرہ اور الاؤنس اور ملازمت کی دیگر قیود وشرائط ایسی ہوں گی جو مقرر کی جائیں۔

5- **کمیشن کے افسران اور دیگر ملازمین۔** (1) مرکزی حکومت کمیشن کو ایسے افسران اور ملازمین مہیا کرے گی جو کمیشن کے کارہائے منصبی کی موثر انجام دہی کے لئے ضروری ہوں۔

(2) کمیشن کی غرض کے لئے مقرر کیے گئے افسران اور ملازمین کو قابل ادا مشاہرے اور الاؤنس، اور ملازمت کی دیگر قیود وشرائط ایسی ہوں گی جو مقرر کی جائیں۔

6- **خالی اسامیوں وغیرہ کی وجہ سے کمیشن کی کارروائی ناجائز نہ ہوگی۔** کمیشن کے کسی فعل یا کارروائی کو فقط اس بناء پر نہ تو چنوتی دی جائے گی اور نہ ناجائز کہا جائے گا کہ کمیشن میں کوئی خالی اسامی یا اس کی تشکیل میں کوئی نقص موجود ہے۔

7- **کمیشن اپنے طریقۂ کار کی ضابطہ بندی کرے گا۔** (1) کمیشن اس وقت جب ضروری ہو اور ایسے وقت اور جگہ پر اجلاس کرے گا جسے چیرپرسن ٹھیک سمجھے۔

(2) کمیشن اپنے طریقۂ کار کی ضابطہ بندی کرے گا۔

(3) کمیشن کے تمام احکام اور فیصلوں کی توثیق چیرپرسن یا کمیشن کا کوئی دیگر افسر کرے گا جسے چیرپرسن نے اس بارے میں باضابطہ مجاز کیا ہو۔

باب ۔ 3

کمیشن کے کارہائے منصبی اور اختیارات

8۔ کمیشن کے کارہائے منصبی اور اختیارات۔ (1) کمیشن مندرجہ ذیل تمام کارہائے منصبی یا ان میں سے کوئی کار منصبی انجام دے گا، یعنی : ۔۔۔۔

(الف) صفائی کرمچاریوں کے لیے حیثیت میں عدم مساوات کے خاتمے، سہولیات اور مواقع کی بابت ایک معینہ مدت کے ایکشن پلان کے تحت مخصوص پروگراموں کی مرکزی حکومت کو سفارش کرنا؛

(ب) صفائی کرمچاریوں کی سماجی اور معاشی آبادکاری سے متعلق پروگراموں اور اسکیموں کی عمل آوری کا جائزہ لینا اور اندازہ لگانا اور ایسے پروگراموں اور اسکیموں کی بہتر ربط دہی اور عمل آوری کے لیے مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کو سفارشات کرنا؛

(ج) مخصوص شکایات کی تحقیقات کرنا اور عدم عمل آوری سے متعلق مندرجہ ذیل امور کی نسبت ازخود توجہ دینا۔

(i) صفائی کرمچاریوں کے کسی گروپ سے متعلق پروگرام یا اسکیمیں؛

(ii) ایسے رہنما اصول یا ہدایات جن کا مقصد صفائی کرمچاریوں کی مشکلات دور کرنا ہے؛

(iii) صفائی کرمچاریوں کی سماجی اور معاشی ترقی کے لیے اقدام؛

(iv) صفائی کرمچاریوں کو لاگو قانون کی توضیعات؛

(د) مرکزی اور ریاستی حکومت کو صفائی کرمچاریوں سے متعلق کسی امر کی نسبت میعادی رپورٹیں بھیجنا اور صفائی کرمچاریوں کو درپیش مشکلات نااہلیتوں کی جانب دھیان دینا؛

(ہ) کوئی ایسا دیگر امر جس کی نسبت مرکزی حکومت اسے رجوع کرے۔

(2) ذیلی دفعہ 1 کے تحت اپنے کارہائے منصبی انجام دیتے ہوئے، کمیشن کو اس بات کا اختیار ہوگا کہ وہ کسی بھی حکومت یا مقامی یا دیگر حاکم سے اس ذیلی دفعہ میں مصرحہ کسی امر کی بابت جانکاری حاصل کرسکے۔

باب - 4

متفرق

9- کمیشن کا چیرپرسن، نائب چیرپرسن، اراکین اور عملہ سرکاری ملازمین ہوں گے۔ کمیشن کا چیرپرسن، نائب چیرپرسن، اراکین اور دیگر ملازمین، بھارتی مجموعہ تعزیرات (1860 کا 45) کی دفعہ 21 کے معنوں میں سرکاری ملازمین متصور ہوں گے۔

10- مرکزی حکومت کمیشن سے مشورہ کرے گی۔ مرکزی حکومت حکمت عملی کے ایسے تمام اہم امور پر کمیشن سے مشورہ کرے گی جن سے صفائی کرمچاری متاثر ہوتے ہوں۔

11- سالانہ رپورٹ۔ کمیشن ہر ایک مالیاتی سال کے لیے ایسے فارم اور ایسے وقت پر جو مقرر کیا جائے۔ اپنی سالانہ رپورٹ مرتب کرے گا جس میں گزشتہ مالیاتی سال کے دوران اس کی سرگرمیوں کا پورا خلاصہ درج ہوگا اور اس کی ایک نقل مرکزی حکومت کو بھیج دے گا۔

12- سالانہ رپورٹ، پارلیمنٹ یا قانون ساز اسمبلی کے روبرو پیش کی جائے گی۔ (1) مرکزی حکومت سالانہ رپورٹ، اس میں درج ایسی سفارشات پر کی گئی کارروائی کی یاد داشت، جہاں تک وہ مرکزی حکومت کی نسبت ہو، اور ایسی سفارشات میں سے کسی سفارش کی، اگر کوئی ہو، عدم منظوری کی وجوہات کے ہمراہ پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان میں پیش کروائے گی۔

(2) اگر مذکورہ رپورٹ یا اس کا کوئی حصہ کسی ایسے معاملے سے متعلق ہے جس کا تعلق ریاستی حکومت سے ہے، تو ایسی رپورٹ کی ایک نقل ریاست کے گورنر کو بھیجوائی جائے گی جو ایسی سفارشات پر کی گئی یا مجوزہ کارروائی کی یادداشت جہاں تک وہ ریاست کی نسبت ہو اور سفارشات میں سے کسی

سفارش یا اس کے کسی حصے کی اگر کوئی ہو، عدم منظوری کی وجوہات کے ہمراہ ریاست کی مجلس قانون ساز کے سامنے رکھوائے گا۔

13- **تفویض اختیارات۔** کمیشن، عمومی یا مخصوص حکم کے ذریعہ، ایسی شرائط اور حدود کے تابع، اگر کوئی ہوں، جن کی ان میں صراحت کی جائے، اس ایکٹ کے تحت اپنے ایسے اختیارات اور فرائض کی، جو وہ مناسب سمجھے، کمیشن کے چیرپرسن، نائب چیرپرسن یا کسی رکن یا کسی افسر کو تفویض کر سکے گا۔

14- **نیک نیتی سے کیے گئے فعل کا تحفظ۔** کسی ایسے امر کی نسبت جو اس ایکٹ کے تحت کیا گیا ہو یا کیا جانا مقصو د ہو مرکزی حکومت، کمیشن، کمیشن کے چیرپرسن، نائب چیرپرسن، رکن یا کسی افسر یا دیگر ملازم کے خلاف کوئی دعویٰ، استغاثہ یا دیگر قانونی کارروائی نہیں ہو سکے گی۔

15- **قواعد بنانے کا اختیار۔** (1) مرکزی حکومت سرکاری گزٹ میں اعلان نامے کے ذریعہ اس ایکٹ کی توضیعات کے عملدرآمد کے لیے قواعد بنا سکے گی۔

(2) خاص طور پر اور متذکرہ اختیارات کی عمومیت کو مضرت پہنچائے بغیر ایسے قواعد سے مندرجہ ذیل تمام امور یا ان میں سے کسی امر کی توضیع کی جا سکے گی، یعنی :۔

(الف) دفعہ 4 کے ضمن (5) کے تحت چیرپرسن، نائب چیرپرسن اور اراکین اور فعہ 5 کے ضمن (2) کے تحت افسران اور ملازمین کو قابل ادا مشاہرے اور الاؤنس اور ملازمت کی دیگر قیود وشرائط؛

(ب) ایسا فارم جس میں اور ایسا وقت جب دفعہ 11 کے تحت سالانہ رپورٹ مرتب کی جائے گی؛

(ج) کوئی دیگر امر جو مقرر کیا جانا مطلوب ہو یا مقرر کیا جائے۔

(3) اس ایکٹ کے تحت بنایا ہوا ہر ایک قاعدہ، بنائے جانے کے بعد جس قدر جلد ہو سکے تیس دن کی مجموعی مدت تک پارلیمنٹ کے ہر ایک ایوان میں جب اس کا اجلاس جاری ہو، رکھا جائے گا اور یہ مدت ایک ہی اجلاس یا دو یا زائد یکے بعد دیگرے آنے والے اجلاسوں کے دوران ہو سکتی ہے اور اگر

متذکرہ بالا اجلاس یا اجلاسوں کے فوری بعد ہونے والے اجلاس کے منقضی ہونے سے پہلے دونوں ایوان اس قاعدے میں کسی کا ردوبدل کرنے پر اتفاق کریں یا دونوں ایوان متفق ہوں کہ قاعدہ نہیں بنانا چاہیئے تو اس کے بعد وہ قاعدہ ایسی ردوبدل کی ہوئی صورت میں موثر ہوگا یا کوئی اثر نہ رکھے گا، جیسی کہ صورت ہو، تاہم ایسی کوئی ترمیم یا کالعدمی اس قاعدے کے تحت ماقبل کیے گئے کسی امر کے جواز کو مضرت نہ پہنچائے گی۔

انسانی حقوق اور بین
الاقوامی دستاویزات

1- اقوامِ متحدہ کا چارٹر

(THE CHARTER OF THE UNITED NATIONS)

پہلی جنگ عظیم میں ہونے والی تباہی اور مالی وجانی نقصان کے ردعمل کے طور پر یکم جنوری 1920 کو مجلس اقوام وجود میں آئی اس کی بنیاد ولسن کے ان چودہ نکات پر تھی جن میں انسانی حقوق کے تحفظ کی بات کہی گئی تھی۔ ابھی پہلی جنگ عظیم میں ہونے والی تباہی کو دنیا بھلا بھی نہیں پائی تھی کہ دوسری جنگ عظیم نے ایک بار پھر انسانیت کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ دوسری جنگ عظیم میں جو تباہی اور بربادی ہوئی تاریخ میں اس کی دوسری مثال نہیں ملتی۔ اس جنگ عظیم میں ناگاساکی اور ہیروشیما میں ایٹم بم کا استعمال کیا گیا اور لاتعداد بے گناہ لوگوں کو ابدی نیند سونا پڑا۔ شاید یہ دنیا کی تاریخ میں سب سے بڑا وہ واقعہ ہے جس نے دنیا کی تمام مہذب قوموں کو یہ سوچنے کے لیے مجبور کردیا کہ انسانی حقوق جس میں انسانوں کی جان ومال کی حفاظت بھی شامل ہے، کا تحفظ اشد ضروری ہے۔ اسی تاریخی پس منظر میں 24/اکتوبر 1945 کو اقوام متحدہ کا قیام عمل میں آیا اور اقوام متحدہ کے منشور (چارٹر) میں انسانی حقوق کے تحفظ کا اعادہ کیا گیا۔ خود اس چارٹر کی تمہید ہی اس بات کا سب بڑا ثبوت ہے کہ اقوام عالم کو اقوام متحدہ کے قیام کے وقت یہ مکمل احساس ہوچکا تھا

کہ اس مہذب دنیا کو چلانے کے لیے کچھ ایسے اصول درکار ہیں جس سے انسانی عظمت کا تقدس برقرار رکھا جاسکے اور انسانی حقوق کی پامالی جیسی غیر انسانی حرکات کو روکا جاسکے۔ تمہید کے ابتدائی جملے میں ہی یہ بات کہی گئی ہے کہ اقوام متحدہ کا قیام، آنے والی نسلوں کو جنگ وجدل سے محفوظ رکھنے کے لیے کیا گیا ہے تاکہ تیسری جنگ عظیم سے بچا جاسکے۔ اس کے علاوہ تمہید میں انسانی عظمت کے تحفظ تمام لوگوں کو خواہ وہ مرد ہوں یا عورت کو مساوی حقوق عطا کرنے اور تمام اقوام کو خواہ وہ بڑی ہوں یا چھوٹی برابر کا درجہ دینے اور تمام بین الاقوامی تنازعات کو پرامن طریقے سے طے کرنے، تمام ممالک کو اچھے پڑوسیوں کی طرح رہنے، بلا ضرورت طاقت کا استعمال نہ کرنے اور تمام ممالک کو اپنے عوام کی معاشی، اقتصادی، ثقافتی اور سماجی ترقی کو فروغ دینے کے لیے اقدام کرنے کی بات کہی گئی ہے۔

اقوام متحدہ کا چارٹر، ایک سو گیارہ 111 دفعات پر مشتمل ہے۔ اس چارٹر کی تمام دفعات بالواسطہ یا بلا واسطہ طور پر انسانی حقوق کے تحفظ سے متعلق ہیں لیکن دفعات 1، 2، 10، 13، 24 ، 34 ، 39 ، 55 ، 68 ، 71 ، 75 ، 76 اور 94 خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔

دفعہ 1 میں اقوام متحدہ کے اغراض ومقاصد کا ذکر ہے جو اس طرح ہیں :

1- امن عالم اور سلامتی بنائے رکھنا اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے درپیش خطروں کے تدارک اور جارحانہ کارروائیوں یا نقض امن کی دیگر کارروائیوں کو دبانے کے لیے اور ایسے بین الاقوامی تنازعات یا حالات کا، جن کے باعث نقض امن ہوسکتا ہو پرامن طریقے سے اور انصاف وبین الاقوامی قانون کے اصولوں کے مطابق حل نکالنے یا نپٹارہ کرنے کے لیے مؤثر اجتماعی اقدام کرنا۔

2- اقوام کے مساوی حقوق اور حق خود اختیاری کے اصول کا احترام کرتے ہوئے اقوام کے مابین دوستانہ تعلقات کو فروغ دینا اور امن عالم کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کے لیے دیگر مناسب اقدام کرنا۔

3- معاشی، سماجی، ثقافتی یا انسانوں کی فلاح وبہبود سے متعلق بین الاقوامی مسائل

کو حل کرنے کے لیے اور نسل، جنس، زبان یا مذہب کی بنیاد پر بغیر کسی امتیاز کے سبھی کے لیے انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کا احترام کرنا اور انہیں فروغ دینے کے لیے بین الاقوامی تعاون کرنا۔

4- ان اجتماعی اغراض کے حصول کے لیے اقوام کے معاملات میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے مرکزی ادارے کی حیثیت سے کا م کرنا۔

دفعہ 2 میں ان اصولوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کے مطابق یہ ادارہ اور اس کے اراکین دفعہ 1 میں متذکرہ اغراض کو پورا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اصول کے مطابق کارروائی کریں گے۔

1- اس ادارہ کی بنیاد اپنے تمام اراکین کے مساوی اقتدار اعلیٰ کے اصول پر ہے۔

2- یہ یقینی بنانے کے لئے ان تمام اراکین کو رکنیت کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے حقوق اور فوائد حاصل ہوں اس چارٹر کے مطابق جو ذمہ داریاں انہیں سونپی گئی ہیں وہ، نیک نیتی سے نبھائیں گے۔

3- تمام اراکین بین الاقوامی تنازعات کا نپٹارہ پرامن طریقے سے اور ایسے ڈھنگ سے کریں گے جس سے امن عالم اور سلامتی کو خطرہ نہ پیدا ہو۔

4- تما م اراکین اپنے بین الاقوامی روابط میں کسی ملک کی خود مختاری یا سیاسی آزادی کے خلاف یا کسی ایسے طریقے سے جو اقوام متحدہ کے اغراض سے میل نہ کھاتا ہو، طاقت کا استعمال کرنے کی دھمکی نہیں دیں گے یا طاقت کا استعمال نہیں کریں گے۔

5- تمام اراکین اقوام متحدہ کو اس چارٹر کے مطابق کارروائی کرنے میں ہر طرح کی امداد فراہم کریں گے اور ایسے ملک کی مدد نہیں کریں گے جس کے خلاف اقوام متحدہ انسدادی کارروائی کررہی ہو۔

6- یہ ادارہ اس بات کو بھی یقینی بنائے گا کہ جو ممالک اقوام متحدہ کے رکن نہیں ہیں وہ بھی جہاں تک امن عالم اور سلامتی کو بنائے رکھنے کے لیے ضروری ہو ان اصولوں کے مطابق کارروائی کریں گے۔

7- اس چارٹر کی کوئی بھی بات اقوام متحدہ کو ایسے معاملوں میں مداخلت کا اختیار نہیں دے گی جو کسی ملک کے اندرونی دائرۂ اختیار میں آتے ہوں یا اراکین سے یہ امید نہیں کرے گی کہ وہ ایسے معاملوں کو اس چارٹر کے تحت نپٹارے کے لیے پیش کریں۔

دفعہ 10 میں جنرل اسمبلی کو اس بات کا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس چارٹر کے حدود میں آنے والے یا اس چارٹر میں متذکرہ اداروں کے اختیارات اور کاموں سے متعلق کسی بھی سوال اور موضوع پر بحث کرسکے گی اور جیسا کہ دفعہ 12 میں توضیح کی گئی ہے، اس کے سوائے، ایسے کسی سوال یا موضوع پر اقوام متحدہ کے اراکین کو یا سلامتی کونسل کو یا دونوں کو سفارش کرسکے گی۔

دفعہ 13 کے مطابق جنرل اسمبلی :

(الف) سیاسی میدان میں بین الاقوامی تعاون کو فروغ دینے اور بین الاقوامی قانون کی بتدریج ترقی اور اس کی تدوین کی حوصلہ افزائی کرنے کی غرض سے؛

(ب) معاشی، سماجی، ثقافتی، تعلیمی اور صحت کے میدان میں بین الاقوامی تعاون کو فروغ دینے اور نسل، جنس، زبان یا مذہب کی بنیاد پر بغیر کسی امتیاز کے سبھی کے لیے انسانی حقوق اور بنیادی آزادیاں حاصل کرنے میں امداد فراہم کرنے کی غرض سے ضروری معلومات کرائے گی اور سفارشیں کرے گی۔

دفعہ 24 میں سلامتی کونسل کے اختیارات اور کاموں کے بارے میں مندرجہ ذیل توضیعات کی گئی ہیں۔

1- یہ یقینی بنانے کے لیے کہ اقوام متحدہ فوری اور مؤثر کارروائی کرے، اس کے اراکین امن عالم اور سلامتی بنائے رکھنے کی بنیادی ذمہ داری سلامتی کونسل کو سونپتے ہیں اور اس بات پر رضامند ہیں کہ اس ذمہ داری کے تحت اپنے فرائض کو انجام دیتے وقت سلامتی کونسل ان کی جانب سے کارروائی کرے گی یعنی سلامتی کونسل کے ذریعہ کی گئی کارروائی کو اس کے اراکین کے ذریعہ کی گئی کارروائی سمجھا جائے گا۔

2- ان فرائض کو انجام دیتے ہوئے سلامتی کونسل، اقوام متحدہ کے اغراض اور اصولوں کے مطابق کارروائی کرے گی۔

3- سلامتی کونسل جنرل اسمبلی کو سالانہ رپورٹ اور حسب ضرورت خاص رپورٹیں پیش کرے گی۔

دفعہ 34 کے مطابق سلامتی کونسل کسی ایسے تنازعے کا یا ایسے حالات کا جن کے باعث کوئی بین الاقوامی تفرقہ وجود میں آسکتا ہے یا کوئی جھگڑا پیدا کرسکتا ہے یہ تعین کرنے کے لیے جانچ کرسکے گی کہ کیا تنازعے سے یا ایسے حالات کے بنے رہنے سے امن عالم اور سلامتی کا خطرے میں پڑنے کا امکان ہے۔

دفعہ 39 کے تحت سلامتی کونسل امن کے لیے کسی خطرے نقض امن یا جارحانہ کارروائی کے سلسلے میں فیصلہ کرے گی اور سفارشیں کرے گی یا یہ فیصلہ کرے گی کہ امن عالم اور سلامتی بنائے رکھنے کے لیے یا اسے بحال کرنے کے لیے دفعہ 41 اور دفعہ 42 کے مطابق کونسے اقدام کیے جائیں۔

دفعہ 55 میں یہ بات کہی گئی ہے کہ اقوام متحدہ، لوگوں کے مساوی حقوق اور حق خود اختیاری کے اصول کا احترام کرتے ہوئے، استحکام اور خوشحالی کے ایسے حالات پیدا کرنے کی غرض سے :

(الف) بہتر معیار زندگی، مکمل روزگار اور معاشی وسماجی پیش رفت اور ترقی کے حالات کو فروغ دے گی۔

(ب) بین الاقوامی معاشی، سماجی، صحت سے متعلق اور دیگر متعلقہ مسائل کے حل، اور بین الاقوامی ثقافتی اور تعلیمی تعاون کو فروغ دے گی، اور

(ج) نسل، جنس، زبان یا مذہب کی بنیاد پر بغیر کسی امتیاز کے انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے لیے عالمی پیمانے پر احترام اور عمل درآمدگی کو فروغ دے گی۔

دفعہ 68 میں یہ توضیع کی گئی ہے کہ دفعہ 61 کے تحت قائم کردہ معاشی اور سماجی کونسل معاشی اور سماجی اغراض اور انسانی حقوق کے فروغ کے لیے کمیشن قائم کرے گی اور اس کے ساتھ ساتھ وہ دیگر ایسے کمیشن قائم کرسکے گی جو اسے اپنے فرائض

انجام دینے کے لیے قائم کرنا ضروری ہوں۔

دفعہ 71 کے تحت معاشی اور سماجی کونسل ایسے سرکاری اداروں کے ساتھ صلاح ومشورہ کرنے کے لیے مناسب انتظام کرسکے گی جو اس کے دائرہ اختیار میں آنے والے کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ ایسا انتظام بین الاقوامی اداروں کے ساتھ اور جہاں مناسب ہو وہاں، اقوام متحدہ کے متعلقہ رکن کے ساتھ صلاح ومشورہ کرنے کے بعد کیا جاسکے گا۔

دفعہ 75 میں یہ بات کہی گئی ہے کہ اقوام متحدہ اپنے اختیارات کی رو سے بین الاقوامی تولیتی نظام قائم کرے گی جو ایسے علاقے کے انتظام اور نگرانی کے لیے ہوگا جو مستقبل میں انفرادی اقرار ناموں کے ذریعہ اسے سونپ دیئے جائیں۔

دفعہ 76 کے تحت تولیتی نظام کے بنیادی اغراض اقوام متحدہ کے اغراض، جن کا ذکر دفعہ 1 میں کیا گیا ہے، کہ مطابق مندرجہ ذیل ہوں گے۔

(الف) بین الاقوامی امن عالم اور سلامتی کو فروغ دینا۔

(ب) زیرانتداب علاقوں کے باشندوں کی سیاسی، معاشی، سماجی اور تعلیمی ترقی کو اور ان کی اپنی حکومت یا آزادی کے لئے جیسا کہ ہر علاقے اور اس کے لوگوں کے مخصوص اور متعلقہ لوگوں کی آزادانہ ظاہر کی گئی خواہشات کے مطابق مناسب ہو اور جیسا کہ ہر انتداب سے متعلق اقرار نامے کی شرائط میں توضیع کی جائے، فروغ دینا۔

(ج) نسل، جنس، زبان یا مذہب کی بنیاد پر کسی امتیاز کے بغیر سبھی کے لیے انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کا احترام کرنا اور ان کی حوصلہ افزائی کرنا اور دنیا کے لوگوں کے باہمی انحصار کو تسلیم کرنا اور حوصلہ افزائی کرنا۔

(د) اقوام متحدہ کے سبھی اراکین اور ان کے شہریوں کے لیے سماجی اقتصادی اور تجارتی معاملات میں برابر کا برتاؤ کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ شہریوں کے لیے عدل گستری کے معاملے میں بھی یکساں رویہ اختیار کرنا۔

دفعہ 94 کے مطابق اقوام متحدہ کا ہر رکن، ہر ایسے معاملے میں جس میں وہ فریق ہے بین الاقوامی عدالت کے فیصلے پر عمل کرنے کا اقرار کرتا ہے۔

اگر اقوام متحدہ کی تمام فریقین مملکتیں، جن کی تعداد سوئٹزرلینڈ کی شمولیت (جس کا فیصلہ حال ہی میں وہاں کے عوام نے کیا ہے) کے بعد 190 ہوجائے گی اور اقوام متحدہ کے چارٹر کی توضیعات پر نیک نیتی سے عمل کریں تو دنیا کے کونے کونے میں انسانی حقوق کا بول بالا ہوگا۔

2- انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ

(1984)

(THE UNIVERSAL DECLARATION OF HUMAN RIGHTS)

انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ 10/دسمبر 1948ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پیش ہوا تھا۔ 48/اراکین نے اس کے حق میں ووٹ دیا جبکہ 8/ارکان نے رائے دہی میں حصہ نہیں لیا۔ یہ اعلامیہ بھاری اکثریت سے منظور ہوا اور تمام دنیا آج اسے عالمی منشور حقوق انسانی یا عالمی اعلان برائے حقوق انسانی یا انسانی حقوق کے عالمی اعلان کے نام سے جانتی ہے یہ منشور مندرجہ ذیل دفعات پر مشتمل ہے :

دفعہ 1

تمام انسان آزاد پیدا ہوتے ہیں اور عظمت وحقوق کے معاملے میں مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں عقل اور ضمیر عطا کیا جاتا ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ سلوک کرنا چاہئے۔

دفعہ 2

ہر شخص، کسی بھی امتیاز جیسے نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب، سیاسی یا دیگر فکر

قومی یا سماجی نژاد جائیداد، پیدائش یا کسی دیگر حیثیت کے بغیر اس اعلامیہ میں صراحت کردہ تمام حقوق اور آزادیوں کا حقدار ہے۔

مزید برآں کسی بھی شخص کے ساتھ، اس ملک یا علاقہ کی، جس سے اس کا تعلق ہے سیاسی، حاکمانہ یا بین الاقوامی حیثیت کی بنیاد پر خواہ وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو، زیرانتداب ہو، غیر حکومت خود اختیاری میں ہو یا محدوداً خود مختار ہو، کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ 3

ہر شخص کو زندگی، آزادی اور اپنی ذات کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔

دفعہ 4

کسی بھی شخص کو غلام بناکر نہیں رکھا جائے گا اور نہ ہی محکوم رکھا جائے گا، غلامی اور غلاموں کی تجارت ہر شکل میں ممنوع ہوگی۔

دفعہ 5

کسی شخص کو تشدد اور ظلم کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا اور کسی شخص کے ساتھ غیر انسانی اور ذلت آمیز سلوک نہیں کیا جائے گا۔ یا ایسی سزا نہیں دی جائے گی۔

دفعہ 6

ہر شخص کو ہر جگہ قانون کی نظر میں ایک فرد کی حیثیت سے تسلیم کیے جانے کا حق حاصل ہے۔

دفعہ 7

قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سبھی کو کسی بھی امتیاز کے بغیر مساوی قانونی تحفظ کا حق حاصل ہے۔ وہ اس اعلامیہ کی خلاف ورزی کے باعث ہونے والے کسی امتیاز اور ایسے امتیاز کی ترغیب کے خلاف مساوی تحفظ کے حقدار ہیں۔

دفعہ 8

ہر شخص کو آئین یا قانون کے ذریعہ عطا کیے گئے بنیادی حقوق کے منافی کسی بھی فعل کے خلاف بااختیار قومی ٹریبونل میں مؤثر چارہ جوئی کا حق حاصل ہے۔

دفعہ 9

کسی بھی شخص کو من مانے طور پر گرفتار، نظر بند یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ 10

ہر شخص کو اپنے بنیادی حقوق وفرائض کے تعین میں یا اپنے خلاف عائد کردہ الزامات سے برأت کے لیے آزاد وخودمختار اور غیر جانبدار ٹریبونل میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا یکساں حق حاصل ہے۔

دفعہ 11

ہر شخص، جس پر کسی تعزیری جرم کا الزام لگایا جائے، اس امر کا حق رکھتا ہے کہ اسے اس وقت تک بے گناہ سمجھا جائے، جب تک وہ کھلی عدالت میں قانون کے مطابق قصوروار ثابت نہ ہوجائے۔

دفعہ 12

من مانے طور پر کسی شخص کی خلوت، خاندان، گھر یا خط وکتابت میں مداخلت نہیں کی جائے گی اور نہ ہی اس کی عزت اور شہرت پر کوئی حملہ کیا جائے گا۔ ہر شخص کو ایسی مداخلت یا حملے کے خلاف قانون کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔

دفعہ 13

ہر شخص کو اپنے ملک کی حدود میں نقل وحرکت اور رہائش کی آزادی کا حق حاصل ہے۔

دفعہ 14

1- ہر شخص کو ظلم وتشدد سے بچنے کے لیے دوسرے ممالک میں پناہ لینے اور اس سے مستفید ہونے کا حق حاصل ہے۔

2- غیر سیاسی جرائم یا اقوام متحدہ کے اصول ومقاصد کے منافی افعال کے سلسلے میں جائز طور پر قائم کیے گئے مقدمات سے بچنے کے لیے یہ حق قابل استعمال نہیں ہوگا۔

دفعہ 15

1- ہر شخص کو کوئی قومیت اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔

2- کسی شخص کو اس کی قومیت سے من مانے طور پر محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کی قومیت تبدیل کرنے کے حق سے انکار کیا جائے گا۔

دفعہ 16

1- پوری عمر کے مردوں اور عورتوں کونسل، قومیت یا مذہب کی کسی تحدید کے بغیر، باہم شادی کرنے اور خاندان کی بنیاد رکھنے کا حق حاصل ہے۔ شادی، دوران شادی اور اس کی تنسیخ کے سلسلے میں وہ مساوی حقوق رکھتے ہیں۔

2- شادی کے خواہش مند جوڑوں کی شادی ان کی مکمل رضامندی سے کی جائے گی۔

3- خاندان معاشرے کا قدرتی اور بنیادی اکائی گروپ ہے اور معاشرے اور ریاست کی طرف سے تحفظ کا حقدار ہے۔

دفعہ 17

1- ہر شخص کو تنہا یا دوسروں کے ساتھ مل کر جائیداد رکھنے کا حق حاصل ہے۔

2- کسی کو من مانے طور پر اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ 18

ہر شخص کو آزادیٔ خیال، آزادیٔ ضمیر اور آزادیٔ مذہب کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں اپنا مذہب یا عقیدہ تبدیل کرنے اور انفرادی اور اجتماعی طور پر علیحدگی میں یا سب کے سامنے اپنے مذہب یا عقیدے کی تعلیم، اس پر عمل، اس کے مطابق عبادت کرنے اور اس کی پابندی کرنے کی آزادی کا حق شامل ہے۔

دفعہ 19

ہر شخص کو آزادیٔ رائے اور آزادیٔ اظہار کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں بلا مداخلت رائے رکھنے کی آزادی اور بلالحاظ علاقائی حدود کسی بھی ذریعے سے اطلاعات اور نظریات تلاش کرنے، حاصل کرنے اور انہیں دوسروں تک پہنچانے کی آزادی شامل ہے۔

دفعہ 20

1- ہر شخص کو پرامن اجتماع اور جماعت سازی کی آزادی کا حق حاصل ہے۔

2- کسی شخص کو کسی جماعت سے ملحق ہونے پر مجبور نہیں کیا جاسکے گا۔

دفعہ 21

1- ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ براہ راست یا آزادی سے منتخب نمائندوں

کے ذریعے اپنے ملک کی حکومت میں حصہ لے۔

2- ہر شخص کو اپنے ملک کی سرکاری ملازمتوں میں مساوی رسائی کا حق حاصل ہے۔

3- عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقفہ وقفہ سے اور ایسے صحیح انتخابات کے ذریعہ ظاہر کی جائے گی جو عالمگیر اور مساوی رائے دہندگی پر مبنی ہوں اور جو خفیہ یا یکساں آزاد رائے دہی کے طریقہ پر کرائے جائیں۔

دفعہ 22

معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے اور وہ قومی کوششوں اور بین الاقوامی تعاون کے ذریعے اور ہر ریاست کی تنظیم اور ذرائع کے مطابق ایسے معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق، جو اس کی شخصیت کی عظمت وآزاد نشوونما کے لیے ضروری ہوں، حاصل کرنے کا حق رکھتا ہے۔

دفعہ 23

1- ہر شخص کو کام، ملازمت کے آزادانہ انتخاب، کام کے منصفانہ اور موافق حالات اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق حاصل ہے۔

2- ہر شخص کو بلا امتیاز مساوی کام کے لیے مساوی تنخواہ کا حق حاصل ہے۔

3- ہر شخص کو جو کام کرتا ہے، ایسے منصفانہ اور موافق معاوضے کا حق حاصل ہے جو اس کو اور اس کے خاندان کو زندہ رکھے۔ اسے انسانی عظمت کے قابل بنائے اور اگر ضروری ہو، معاشرتی تحفظ کے دیگر ذرائع سے اس میں اضافہ کرے۔

4- ہر شخص کو اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے ٹریڈ یونین بنانے اور اس میں شامل ہونے کا حق حاصل ہے۔

دفعہ 24

ہر شخص کو آرام اور تفریح کا حق حاصل ہے جس میں اوقات کار کے معقول تعین اور تنخواہ کے ساتھ چھٹیوں کا حق بھی شامل ہے۔

دفعہ 25

1- ہر شخص کو ایسے معیار زندگی کا حق حاصل ہے جو اس کی اور اس کے

خاندان کی صحت اور بہبود، بشمول غذا، لباس، رہائش، طبی دیکھ بھال اور ضروری سماجی خدمات کے حصول کے لیے کافی ہو، اور وہ بے روزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، پیرانہ سالی یا اس کے اختیار سے باہر کے حالات میں واقع ہونے والی عدم روزگار کی دیگر صورت حال میں تحفظ کا حق رکھتا ہے۔

2- ماں اور بچے کو خصوصی توجہ اور مدد کا حق حاصل ہے۔ تمام بچے، خواہ وہ شادی کے نتیجے میں پیدا ہوں یا بغیر شادی کے، یکساں سماجی تحفظ سے بہرہ ور ہونے کا حق رکھتے ہیں۔

دفعہ 26

1- ہر شخص کو تعلیم کے حصول کا حق حاصل ہے۔ تعلیم مفت ہوگی، کم از کم ابتدائی اور بنیادی سطح پر۔ ابتدائی تعلیم لازم ہوگی۔ تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم عمومی طور پر میسر کی جائے گی اور اعلیٰ تعلیم تک اہلیت کے مطابق یکساں طور پر ہر شخص کی رسائی ہوگی۔

2- تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی مکمل نشوونما اور انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام کی پختگی کا حصول ہوگا۔ تعلیم تمام اقوام، نسلی اور مذہبی گروہوں میں مفاہمت، رواداری اور دوستی کو فروغ دے گی اور قیام امن کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔

3- والدین کو اپنے بچوں کو دی جانے والی تعلیم کے انتخاب کا ترجیحی حق حاصل ہوگا۔

دفعہ 27

1- ہر شخص کو آزادانہ طور پر معاشرے کی ثقافتی زندگی میں حصہ لینے، فنون لطیفہ سے حظ اٹھانے اور سائنسی ترقی اور اس کے فوائد سے مستفید ہونے کا حق حاصل ہے۔

2- ہر شخص کو سائنسی، ادبی اور فنون لطیفہ کی تخلیقات، جس کا کہ وہ شخص خالق ہو، کے نتیجے میں ظاہر ہونے والے اخلاقی اور مادی فوائد کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔

3- بین الاقوامی منشور برائے معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق (1966)

(THE INTERNATIONAL CONVENTION ON ECONOMIC, SOCIAL AND CULTURAL RIGHTS)

بین الاقوامی منشور برائے معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 16ر دسمبر 1966 کو منظوری دی تھی اور اسے برائے دستخط توثیق اور منظوری عام کیا گیا تھا۔ البتہ اس کا نفاذ 3ر جنوری 1976 کو ہوا۔

تمہید

اس منشور کی فریقین مملکتیں :

موجودہ منشور کے بارے میں یہ سمجھتے ہوئے کہ اقوام متحدہ کے چارٹر میں بیان کیے گئے اصولوں کے مطابق انسانی برادری کی حقیقی عظمت اور تمام انسانوں کے مساوی اور ناقابل انتقال حقوق کو تسلیم کرنا ہی دنیا میں آزادی، انصاف اور امن کی بنیاد ہے۔

یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ یہ حقوق بھی انسانوں کی حقیقی عظمت کا نتیجہ ہے۔

یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیے کے مطابق آزاد انسان کے بارے میں یہ تصور کہ اسے نہ کوئی خوف ہے اور نہ احساس محرومی اسی وقت ممکن ہے جب ایسے حالات پیدا کردیئے جائیں جن میں ہر شخص کو معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کے ساتھ ساتھ شہری اور سیاسی حقوق بھی حاصل ہوں۔

یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ مملکتیں اقوام متحدہ کے چارٹر کے تحت اس بات کی پابند ہیں کہ وہ انسانی حقوق اور ہر طرح کی آزادی کا احترام کریں اور انہیں فروغ دیں۔

یہ محسوس کرتے ہوئے کہ ہر فرد جس کی دیگر افراد کے تئیں اور اس معاشرے کے تئیں جس میں وہ رہتا ہے، کچھ ذمہ داریاں ہیں، اس بات کا پابند ہے کہ وہ اس منشور میں تسلیم شدہ حقوق کے فروغ اور ان پر عمل درآمدگی کے لیے کوشاں رہے۔

مندرجہ ذیل دفعات پر رضامند ہیں :

جز۔ 1

دفعہ 1

1- تمام انسانوں کو حق خود ارادیت حاصل ہے اس حق کی بدولت وہ آزادانہ اپنے سیاسی تشخص کا تعین کرتے ہیں اور اپنی معاشی، سماجی اور ثقافتی ترقی کے لیے عمل پیرا ہوتے ہیں۔

2- تمام لوگ اپنی اغراض کو پورا کرنے کے لیے اپنی قدرتی دولت اور وسائل کا استعمال بقائے باہمی کے اصول اور بین الاقوامی قانون پر مبنی بین الاقوامی معاشی تعاون کے نتیجے کے طور پر واجب التعمیل پابندیوں کو اثرانداز کیے بغیر کرسکیں گے کسی بھی صورت میں لوگوں کو ان کے ذرائع معاشی سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

3- اس منشور کی فریقین مملکتیں جن میں وہ مملکتیں بھی شامل ہیں جو ایسے علاقوں کے انتظام والنصرام کی ذمہ دار ہیں جو غیر حکومت خود اختیاری میں ہوں یا زیر انتداب ہوں حق خود ارادیت کے حصول کو فروغ دیں گی اور اقوام متحدہ کے چارٹر کی توضیعات کے مطابق اس حق کا احترام کریں گی۔

جز 2

دفعہ 2

1- اس منشور کی ہر فریق مملکت اس منشور میں تسلیم شدہ حقوق کے بتدریج مکمل حصول کے لیے انفرادی طور پر اور بین الاقوامی امداد اور تعاون کے ذریعہ اپنے موجودہ وسائل کے مطابق زیادہ سے زیادہ اقدام کرنے کا عہد کرتی ہے، جن میں خصوصی طور پر قانونی اقدام کرنا بھی شامل ہے۔

2- اس منشور کی فریقین مملکتیں یہ ضمانت دینے کا عہد کرتی ہیں کہ اس منشور میں دیئے گئے تمام حقوق کا استعمال بغیر کسی امتیاز کے جیسے نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب، سیاسی یا دیگر رائے قومی یا سماجی نژاد، جائیداد، پیدائش یا دیگر حیثیت کریں گی۔

3- ترقی پذیر ممالک انسانی حقوق اور اپنی قومی معیشت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس بات کا تعین کرسکیں گے کہ وہ ان لوگوں کو جو ان کے ملک کے شہری نہیں ہیں اس منشور میں تسلیم شدہ معاشی حقوق کی کہاں تک ضمانت دے سکیں گے۔

دفعہ 3

اس منشور کی فریقین مملکتیں یہ عہد کرتی ہیں کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ مرد اور عورتیں اس منشور میں متذکرہ تمام شہری اور سیاسی حقوق کا مساویانہ فائدہ اٹھائیں۔

دفعہ 4

اس منشور کی فریقین مملکتیں اس بات کو تسلیم کرتی ہیں کہ اس منشور کے مطابق کسی مملکت کے ذریعہ عطا کیے گئے ان حقوق کے استعمال پر مملکت ایسی پابندیاں عاید کرسکتی ہیں جن کا تعین صرف قانون کے ذریعہ کیا جائے اور وہ بھی اس طرح کہ وہ ان حقوق کی نوعیت سے مطابقت رکھتی ہوں اور کسی جمہوری معاشرے میں عام بہبود کو فروغ دینے کی غرض سے عاید کی جائیں۔

دفعہ 5

1- اس منشور کی کسی بھی بات کی تعبیر اس طرح نہیں کی جائے گی کہ کسی

مملکت، گروپ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی یا کام کرنے کا حق حاصل ہوجائے جس کا مقصد اس منشور میں تسلیم شدہ حقوق اور آزادیوں میں سے کسی کو تلف کرنا ہو یا اس سے اس کی اس حد تک حد بندی ہوتی ہو جس کی اس منشور میں توضیع نہ کی گئی ہو۔

2- کسی ملک میں تسلیم شدہ یا موجودہ بنیادی انسانی حقوق میں سے کسی پر قانون، روایات، ضابطوں یا رسم ورواج کے باعث محض اس بہانے سے کہ یہ منشور ایسے حقوق کو تسلیم نہیں کرتا یا اگر کرتا ہے تو اس حد تک تسلیم نہیں کرتا جس حد تک کیا جانا چاہئے نہ تو کوئی پابندی لگائی جائیگی اور نہ ہی ان کی تخفیف کی جائے گی۔

جز 3

دفعہ 6

1- اس منشور کی فریقین مملکتیں کام کے حق کو تسلیم کرتی ہیں اور اس میں ہر شخص کا وہ حق بھی شامل ہے جو اسے ایسا کام کرکے جس کا وہ آزادانہ طور پر انتخاب کرتا ہے یا اسے قبول کرتا ہے، اپنی روزی کمانے کے موقع کی شکل میں ملتا ہے اور وہ اس حق کے تحفظ کے لیے مناسب اقدام کریں گی۔

2- اس حق کے مکمل حصول کے لیے اس منشور کی کسی فریق مملکت کے ذریعہ اٹھائے گئے اقدام میں مستحکم معاشی، سماجی اور ثقافتی ترقی اور کسی فرد کی بنیادی، سیاسی اور معاشی آزادی کا تحفظ کرنے والے حالات کے تحت مکمل اور بارآور روزگار کے حصول کے لیے تکنیکی وپیشہ ورانہ رہنمائی اور تربیتی پروگرام، پالیسیاں اور تکنیک شامل ہیں۔

دفعہ 7

اس منشور کی فریقین مملکتیں ہر شخص کے اس حق کو تسلیم کرتی ہیں کہ اسے کام مناسب اور موافق حالات میسر ہوں جس میں خاص طور سے مندرجہ ذیل کو یقینی بنایا گیا ہو۔

(الف) مشاہرہ جو سبھی کام کرنے والوں کو اس طرح دیا جائے کہ انہیں کم سے کم۔

(i) بغیر کسی قسم کے امتیاز کے خاص طور پر خواتین کو کام کی انہیں شرائط کی ضمانت دیتے ہوئے جو ان سے کسی طرح کم تر نہ ہوں

جو مردوں کو میسر ہیں مناسب مزدوری اور مساوی کام کے لیے
مساوی مشاہرہ یعنی مساوی کام کے لیے ایک مزدوری؛

(ii) اس منشور کی توضیعات کے مطابق ان کے اور ان کے خاندانوں
کے لیے ایک باوقار زندگی۔

(ب) کام کے لیے محفوظ اور صحت مند ماحول

(ج) ہر شخص کو اپنی ملازمت میں مناسب اعلیٰ سطح تک ترقی کے برابر مواقع
جس کے لیے تقدم (سینئرٹی) اور اہلیت کے علاوہ کوئی اور بنیاد نہیں
ہوگی؛ اور

(د) آرام، وصحت اور کام کے اوقات پر مناسب پابندی اور مع تنخواہ وقفہ وار
چھٹیاں اور ساتھ میں تعطیلات کے لیے مشاہرہ۔

دفعہ 8

1- اس منشور کی فریقین مملکتیں مندرجہ ذیل کو یقینی بنانے کے لیے عہد کرتی ہیں؛

(الف) اپنے معاشی اور سماجی مفاد کے فروغ اور تحفظ کے لیے ہر شخص کو
اپنی پسند کی ٹریڈ یونین بنانے اور متعلقہ تنظیم کے قواعد کے مطابق ٹریڈ
یونین میں شامل ہونے کا حق اس حق کے استعمال پر کوئی پابندیاں عاید
نہیں کی جائیں گی سوائے ان کے جو قانون کے ذریعہ لگائی جائیں اور
جو کسی بھی جمہوری معاشرے میں قومی سلامتی یا امن عامہ کے مفاد میں
یا دوسروں کے حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کے لیے ضروری ہوں۔

(ب) ٹریڈ یونینوں کو اپنی قومی وفاقی انجمنیں (فڈریشن) یا کنفڈریشن قائم
کرنے کا حق اور آخرالذکر کا بین الاقوامی ٹریڈ یونین تنظیمیں بنانے یا
ان میں شامل ہونے کا حق؛

(ج) ٹریڈ یونینوں کو آزادانہ کام کرنے کا حق، صرف ان پابندیوں کے تحت
جو کسی بھی جمہوری معاشرے میں قومی سلامتی یا امن عامہ کے مفاد میں
یا دوسروں کے حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کے لیے ضروری ہوں؛

(د) ہڑتال کا حق بشرطیکہ اس کا استعمال متعلقہ ملک کے قوانین کے مطابق

کیا جائے۔

2- یہ دفعہ ان حقوق کے استعمال کے سلسلے میں مسلح افواج یا پولس یا ارباب حکومت پر عاید کی جانے والے قانونی پابندیوں میں مانع نہیں ہوگی۔

3- اس دفعہ کی کوئی بات انجمن سازی کی آزادی اور منظم ہونے کے حق کے تحفظ سے متعلق 1948 کی بین الاقوامی مزدور تنظیم کنونشن کی فریقین مملکتوں کو ایسے قانونی اقدام کرنے کے لیے مجاز نہیں بنائے گی کہ جن سے اس کنونشن میں دی گئی ضمانتوں پر منفی اثر پڑے یا قانون کا اطلاق اس طرح ہو کہ اس کا ان ضمانتوں پر منفی اثر پڑے۔

دفعہ 9

اس منشور کی فریقین مملکتیں ہر شخص کے سماجی تحفظ کے، جس میں سماجی بیمہ بھی شامل ہے، حق کو تسلیم کرتی ہیں۔

دفعہ 10

اس منشور کی فریقین مملکتیں یہ تسلیم کرتی ہیں کہ :

(1) خاندان کو، جو کسی بھی معاشرے کا قدرتی اور بنیادی گروپ یونٹ ہے، زیادہ سے زیادہ تحفظ اور امداد فراہم کی جانی چاہیے، خاص طور سے اس کے بنیادی وجود کے لیے کیونکہ اس پر منحصر بچوں کی دیکھ بھال اور تعلیم کی ذمہ داری ہے۔

(2) بچے کی پیدائش سے قبل اور بعد میں مناسب مدت کے دوران ماں کو خصوصی تحفظ فراہم کیا جانا چاہیے۔ ایسی مدت کے دوران کام کرنے والی ماؤں کو مع تنخواہ چھٹی یا مع معقول سماجی تحفظاتی فائدوں کے چھٹی دی جانی چاہیے۔

(3) بچوں اور نوجوانوں کی جانب سے ان کی ولدیت یا دیگر حالات کے باعث کسی امتیاز کے بغیر تحفظ اور امداد کے خصوصی اقدام کیے جانے چاہئیں۔ بچوں اور نوجوانوں کی معاشی اور سماجی استحصال سے حفاظت کی جانی چاہیے۔ کسی ایسے کام میں ان کی ماموری، جو اخلاق یا صحت کے لیے نقصاندہ ہو یا اس سے ان کی عام نشوونما رکنے کا خطرہ ہو یا ایسا ہونے کا امکان ہو، قانون کے ذریعہ قابل سزا ہونی چاہیے۔ مملکتوں کو عمر کی ایسی حد مقرر کرنی چاہیے جس سے کم عمر بچوں کی بال مزدور کے طور

پر باتنخواہ ماموری کی بذریعہ قانون ممانعت ہونی چاہیئے اور وہ بذریعہ قانون قابل سزا بھی ہونی چاہیئے۔

دفعہ 11

1- اس منشور کی فریقین مملکتیں ہر شخص کے اس حق کو تسلیم کرتی ہیں کہ اسے اور اس کے خاندان کو معقول معیار زندگی میسر ہو، جس میں اچھا کھانا، پوشاک اور مکان اور اس کے ساتھ ساتھ رہن سہن میں مسلسل بہتری شامل ہیں فریقین مملکتیں اس حق کے حصول کو یقینی بنانے کے لیے اس سلسلے میں آزادانہ رضامندی کی بنیاد پر بین الاقوامی تعاون کی بنیادی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے مناسب اقدام کریں گی۔

2- اس منشور کی فریقین مملکتیں ہر شخص کے اس بنیادی حق کو تسلیم کرتے ہوئے کہ وہ بھوکا نہ رہے انفرادی طور پر اور بین الاقوامی تعاون کے ذریعہ اقدام کریں گی، جن میں مندرجہ ذیل مخصوص پروگرام شامل ہیں جن کا کرنا؛

(الف) تکنیکی اور سائنسی جانکاری کا مکمل استعمال کرکے، غذائیت کے اصولوں سے متعلق جانکاری کی نشرواشاعت کرکے اور زرعی نظام کو اس طرح ترقی دے کر یا اس میں اصلاحات کرکے کہ قدرتی وسائل کی نہایت تاثیر بخش ترقی اور استعمال ہوسکے اشیائے خوردنی کی پیداوار، تحفظ اور تقسیم کے طریقوں میں بہتری لانے کے لیے؛

(ب) اشیائے خوردنی درآمد اور برآمد کرنے والے ممالک کے مسائل کو دھیان میں رکھتے ہوئے اور ضرورت کے حساب سے عالمی پیمانے پر فراہم کردہ اشیائے خوردنی کی مساویانہ تقسیم کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے۔

دفعہ 12

1- اس منشور کی فریقین مملکتیں ہر شخص کے اس حق کو تسلیم کرتی ہیں کہ اسے جسمانی اور نفسیاتی صحت کے اعلیٰ ترین معیار میسر ہوں۔

2- اس منشور کی فریقین مملکتوں کے ذریعہ اس حق کے مکمل حصول کے لیے کیے گئے اقدام میں وہ تمام باتیں شامل ہیں جو مندرجہ ذیل کے لیے ضروری ہیں۔

(الف) موجودہ شرح پیدائش اور نوزائیدہ بچوں کی شرح اموات میں کمی اور بچوں کی صحت مند نشوونما کے لیے گنجائش؛

(ب) ماحولیاتی اور صنعتی حفظان صحت کے تمام پہلوؤں میں بہتری؛

(ج) وبائی بیماری کا کسی خاص قوم یا خاص ملک میں پائی جانے والی یا کسی خاص پیشہ میں ہونے والی بیماری یا دیگر بیماریاں؛

(د) ایسے حالات پیدا کرنا جن میں اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ بیماری کی حالت میں سب کو طبی خدمات اور دیکھ ریکھ میسر ہو۔

دفعہ 13

1- اس منشور کی فریقین مملکتیں ہر شخص کے تعلیم کے حق کو تسلیم کرتی ہیں۔ وہ اس بات پر راضی ہیں کہ تعلیم اس طرح کی ہونی چاہئے کہ اس سے انسانی شخصیت اور اس کے وقار کے احساس کا مکمل فروغ ہو اور اس سے انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام کو مزید تقویت حاصل ہو۔ وہ اس بات پر بھی راضی ہیں کہ تعلیم اس قسم کی ہونی چاہئے کہ تمام لوگ موثر طور پر کسی آزاد معاشرے میں شرکت کرسکیں۔ دنیا کی تمام اقوام اور تمام نسلی یا مذہبی گروپوں کے مابین، سمجھ، صبر وتحمل اور درستی کا فروغ ہو اور امن قائم کرنے سے متعلق اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو بڑھاوا ملے۔

2- اس منشور کی فریقین مملکتیں اس بات کو تسلیم کرتی ہیں کہ اس حق کے مکمل حصول کے لیے :

(الف) سب کے لیے ابتدائی تعلیم لازمی اور مفت ہوگی۔

(ب) اپنی مختلف شکلوں میں ثانوی تعلیم، جس میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ ثانوی تعلیم بھی شامل ہے، تمام مناسب ذرائع سے اور خاص طور پر مفت تعلیم کے تدریجی آغاز کے ذریعہ سبھی کو میسر اور قابل رسائی ہوگی؛

(ج) اعلیٰ تعلیم سبھی کو اپنی حیثیت کے مطابق تمام مناسب ذرائع سے اور خاص طور پر مفت تعلیم کے تدریجی آغاز کے ذریعہ مساوی طور پر قابل رسائی ہوگی؛

(د) بنیادی تعلیم کی حوصلہ افزائی کی جائے گی یا اسے فروغ دیا جائے گا تاکہ

جہاں تک ممکن ہو، اس کی رسائی ان لوگوں تک ہوسکے جنہوں نے ابتدائی تعلیم حاصل نہیں کی ہے یا اس کی مکمل معیاد پوری نہیں کی ہے؛

(ہ) سبھی سطحوں پر اسکولوں کے نظام کو فروغ دیا جائے گا، ایک معقول فیلوشپ نظام قائم کیا جائے گا اور تدریسی عملے کے لیے بہتر سہولیات کو برابر فروغ دیا جائے گا۔

3- اس منشور کی فریقین مملکتیں اس بات کا عہد کرتی ہیں کہ وہ والدین اور جہاں ان کا اطلاق ہو وہاں قانونی ولیوں کو اپنے بچوں کے لیے اسکولوں کا، ان کے علاوہ جو سرکاری حکام نے قائم کیے ہوں، جو کم سے کم ایسے تعلیمی معیار پر پورے اترتے ہوں جو مملکت مقرر کرے یا منظور کرے، انتخاب کی آزادی کا احترام کرے گی اور اس بات کو یقینی بنائے گی کہ ان کے بچوں کی مذہبی اور اخلاقی تعلیم ان کے اپنے اپنے عقیدوں کے مطابق ہو۔

4- اس دفعہ کے کسی بھی حصے کی ایسی تعبیر نہیں کی جائے گی جس سے افراد اور انجمنوں کی تعلیمی ادارے قائم کرنے اور متعلقہ ہدایات دینے کی آزادی میں خلل پڑے البتہ ایسا کرتے وقت اس دفعہ کے پیرا 1 میں دیئے گئے اصولوں کی پابندی اور اس بات کو ملحوظ خاطر رکھنا ہمیشہ لازم ہوگا کہ ایسے اداروں میں دی گئی تعلیم کم سے کم ان معیاروں کے مطابق ہو جو مملکت مقرر کرے۔

دفعہ 14

اس منشور کی ہر فریقین مملکت، جو فریق بنتے وقت اپنے میٹروپولیٹن یا دیگر علاقوں میں، جو اس کے دائرہ اختیار کے تحت آتے ہیں، مفت ابتدائی لازمی تعلیم کے کام کو عملی جامہ نہیں پہنا سکی ہے وہ اس بات کا عہد کرتی ہے کہ دو سال کے اندر اندر تدریجی عمل آوری کے لیے ایک تفصیلی لائحہ عمل تیار کرے گی اور اسے اختیار کرے گی اور اس لائحہ عمل میں سب کے لیے مفت لازمی تعلیم کے اصول پر عمل کے لیے مناسب سالوں کی تعداد کا تعین کیا جائے گا۔

دفعہ 15

1- اس منشور کی فریقین مملکتیں ہر شخص کے مندرجہ ذیل حق کو تسلیم کرتی ہیں۔

(الف) ثقافتی سرگرمیوں میں حصہ لینا؛
(ب) سائنسی ترقی اور اس سے پہنچنے والے فیض کا بھرپور فائدہ اٹھانا؛
(ج) کسی سائنسی، ادبی یا فنی تخلیق سے، جس کا وہ خود خالق ہے وجود میں آنے والے اخلاقی اور مادی مفادات کے تحفظ سے فائدہ اٹھانا۔

دفعہ 17

1- اس منشور کی فریقین مملکتیں، فریقین مملکتوں اور متعلقہ مخصوص ایجنسیوں سے مشورے کے بعد اس منشور کے نافذالعمل ہونے کے ایک سال کے اندر معاشی اور سماجی کونسل کے ذریعہ چلائے جانے والے کسی پروگرام کے مطابق مرحلہ وار اپنی رپورٹیں بھیجیں گی۔

2- ان رپورٹوں میں ان عوامل اور مشکلات کا ذکر بھی ہوگا جن سے اس منشور کے تحت وجوب کی عمل آوری متاثر ہوتی ہو۔

3- جہاں متعلقہ جانکاری اقوام متحدہ یا اس کی کسی مخصوص ایجنسی کو اس منشور کی کسی فریق مملکت کے ذریعہ پہلے ہی بھیجی جاچکی ہے تو اس جانکاری کو دوبارہ دینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس جانکاری کے متعلق مختصر سا حوالہ ہی کافی ہوگا۔

دفعہ 18

انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے میدان میں اقوام متحدہ کے چارٹر کے تحت اپنی ذمہ داریوں کے مطابق، معاشی اور سماجی کونسل اس منشور کی توضیعات کی عمل آوری کے حصول میں، جو اس کی سرگرمیوں کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں، ہوئی پیش رفت کے بارے میں اپنی رپورٹ کی نسبت مخصوص ایجنسیوں سے مل کر ضروری اہتمام کرے گی۔ ان رپورٹوں میں ایسی عمل آوری سے متعلق ان فیصلوں اور سفارشوں کی تفصیل بھی شامل ہوگی جنھیں ان کے مجاز اداروں نے اختیار کیا ہے۔

دفعہ 19

معاشی اور سماجی کونسل انسانی حقوق سے متعلق کمیشن کو مطالعے اور عام سفارش کے لیے یا مناسب اطلاع کے لیے دفعہ 16 اور 17 کے مطابق مملکتوں کے ذریعہ بھیجی گئیں اور دفعہ 18 کے مطابق مخصوص ایجنسیوں کے ذریعے بھیجی گئیں انسانی حقوق سے

متعلق رپورٹیں بھیج سکے گی۔

دفعہ 20

اس منشور کی فریقین مملکتیں اور متعلقہ مخصوص ایجنسیاں معاشی اور سماجی کونسل کو دفعہ 19 کے تحت عام سفارش یا انسانی حقوق سے متعلق کمیشن کی کسی رپورٹ میں ایسی عام سفارش کے حوالے یا اس میں محولہ کسی دستاویزی شہادت کی بابت اپنی رائے بھیج سکیں گی۔

دفعہ 21

معاشی اور سماجی کونسل وقتاً فوقتاً جنرل اسمبلی کو عام نوعیت کی سفارشوں کے ساتھ اور اس منشور کی فریقین مملکتوں اور مخصوص ایجنسیوں سے اس منشور میں تسلیم شدہ حقوق کی عام عمل آوری کی بابت کیے گئے اقدام اور پیش رفت کی مختصر تفصیل دیتے ہوئے رپورٹیں بھیج سکے گی۔

دفعہ 22

معاشی اور سماجی کونسل اقوام متحدہ کے دیگر اداروں، اس کے ذیلی اداروں اور متعلقہ مخصوص ایجنسیوں کو تکنیکی امداد فراہم کرتے ہوئے ان کی توجہ کسی ایسے معاملے کی طرف مبذول کراسکے گی جو اس منشور کے اس جز میں محولہ رپورٹوں سے اٹھ کھڑا ہوا ہے جو ایسی انجمنوں کو اپنے اپنے دائرہ اختیار میں ایسے بین الاقوامی اقدام کے قرین مصلحت ہونے کی بابت، جو اس منشور کی موثر تدریجی عمل آوری کے عمل میں تعاون دے سکیں، فیصلہ کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

دفعہ 23

اس منشور کی فریقین مملکتیں اس بات پر راضی ہیں کہ اس منشور میں تسلیم شدہ حقوق کے حصول کے لیے بین الاقوامی کارروائی میں ایسے طریقے بھی شامل ہیں جیسے کنونشنوں کا انعقاد، سفارشات کی منظوری، تکنیکی تعاون کی فراہمی اور مشورے کی غرض سے علاقائی اور تکنیکی اجلاسوں کا انعقاد اور متعلقہ حکومتوں کے ساتھ مل کر علمی تحقیق۔

دفعہ 24

اس منشور کی کوئی ایسی تعبیر نہیں کی جائے گی جو اقوام متحدہ کے چارٹر اور

مخصوص ایجنسیوں کے دساتیر، جو اس منشور میں متذکرہ معاملوں کی نسبت اقوام متحدہ اور مخصوص ایجنسیوں کے مختلف اداروں کے اپنے اپنے وجوب کا تعین کرتے ہیں کی توضیعات کو نقصان پہنچائے۔

دفعہ 25

اس منشور کی کوئی ایسی تعبیر نہیں کی جائے گی جو سبھی لوگوں کے قدرتی وسائل اور دولت سے مکمل اور آزادانہ طور پر مستفید ہونے اور اس کا استعمال کرنے کے حق کو تلف کردے یا نقصان پہنچائے۔

جز 5

دفعہ 26

1- یہ منشور اقوام متحدہ کے رکن ملک یا اس کی کسی خصوصی ایجنسی کے رکن، بین الاقوامی عدالت کے قانون موضوعہ (STATUTE) کی کسی فریق مملکت اور کسی ایسی مملکت کے لیے جس کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے اس منشور کا فریق بنانے کے لیے مدعو کیا ہو برائے دستخط کھلا رہے گا۔

2- ابھی اس منشور کی توثیق ہونی ہے توثیق کی دستاویزات اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے پاس جمع کرائی جائیں گی۔

3- یہ منشور اس دفعہ کے پیرا 1 میں متذکرہ کسی مملکت کی شمولیت کے لیے کھلا رہے گا۔

4- شمولیت، کی دستاویز شمولیت اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے پاس جمع کرانے سے ہوگی۔

5- اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل ان تمام مملکتوں کو جنہوں نے اس منشور پر دستخط کردیئے ہیں یا اس میں شامل ہوگئے ہیں، توثیق یا شمولیت کی بابت جمع کی گئی ہر دستاویز کے بارے میں اطلاع دیں گے۔

دفعہ 27

1- یہ منشور پینتیسویں توثیق یا شمولیت کی دستاویز اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے پاس جمع کرانے کے تین مہینے بعد نافذ العمل ہوگا۔

2- پینتیسویں توثیق یا شمولیت کی دستاویز جمع ہونے کے بعد ہر اس مملکت کے لیے جو اس منشور کی توثیق کرے یا اس میں شامل ہو یہ منشور اس کی اپنی توثیق یا شمولیت کی دستاویز جمع ہونے کی تاریخ کے تین مہینے بعد نافذ العمل ہوگا۔

دفعہ 28

اس منشور کی توضیعات کا اطلاق وفاقی مملکتوں کے تمام حصوں پر بغیر کسی حدود یا استثنیات کے ہوگا۔

دفعہ 29

1- اس منشور کی کوئی بھی فریق مملکت کسی بھی ترمیم کا سجھاؤ دے سکے گی اور اسے اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے پاس جمع کراسکے گی۔ اقوام متحدہ سکریٹری جنرل ایسی مجوزہ ترامیم اس منشور کی فریقین مملکتوں کو اس درخواست کے ساتھ ارسال کریں گے کہ وہ انہیں اس بات کی اطلاع دیں کہ وہ ان تجاویز پر غور کرنے اور ان کی بابت رائے دہی کی غرض سے فریقین مملکتوں کی کانفرنس بلائے جانے کے حق میں ہیں یا نہیں۔ اگر کم از کم ایک تہائی فریقین مملکتیں ایسی کانفرنس بلانے کے حق میں ہیں تو سکریٹری جنرل اقوام متحدہ کی سرپرستی میں ایسی کانفرنس منعقد کریں گے۔ کانفرنس میں موجود اور رائے دہی میں حصہ لینے والی فریقین مملکتوں کی اکثریت سے منظور کی گئی کسی بھی ترمیم کو برائے منظوری اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کو بھیجا جائے گا۔

2- ترامیم متعلقہ دستوری طریق کار کے مطابق جنرل اسمبلی کی منظوری اور اس منشور کی فریقین مملکتوں کی دو تہائی اکثریت کے ذریعہ منظور کیے جانے کے بعد ہی نافذ العمل ہوں گی۔

3- ترامیم نافذالعمل ہونے کے بعد وہ فریقین مملکتیں جنہوں نے انہیں منظور کیا ہے اور وہ دیگر فریقین مملکتیں جو اس منشور کی توضیعات کی اور ساتھ ہی ماقبل کی گئی ترامیم کی، جنہیں انہوں نے منظور کیا ہے، اب بھی پابند ہیں، ان کی پابند ہوں گی۔

دفعہ 30

دفعہ 26 کے پیرا 5 کے تحت نوٹیفکشن کے باوجود اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل اس دفعہ کے پیرا 1 میں متذکرہ تمام مملکتوں کو مندرجہ ذیل تفصیلات کی اطلاع

دیں گے؛

(الف) دفعہ 26 کے تحت دستخط توثیق اور شمولیت؛

(ب) دفعہ 27 کے تحت اس منشور کے نافذالعمل ہونے کی تاریخ اور دفعہ 29 کے تحت ترامیم نافذ العمل ہونے کی تاریخ۔

دفعہ 31

1- اس منشور کے چینی، انگریزی، فرانسیسی، روسی اور ہسپانوی متن، جو مساوی طور پر مستند ہیں، اقوام متحدہ کے محافظ خانے میں جمع کرائے جائیں گے۔

2- اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل دفعہ 26 میں متذکرہ تمام مملکتوں کو اس منشور کی مصدقہ کاپیاں بھیجیں گے۔

4- بین الاقوامی منشور برائے شہری اور سیاسی حقوق (1966)

(INTERNATIONAL COVENANT ON CIVIL AND POLITICAL RIGHTS)

بین الاقوامی منشور برائے شہری اور سیاسی حقوق کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 16/دسمبر 1966 کو منظوری دی تھی اور اسے برائے دستخط، توثیق اور منظوری عام کیا گیا تھا البتہ اس کا نفاذ 23/مارچ، 1976 کو ہوا۔

تمہید

اس منشور کی فریقین مملکتیں، موجودہ منشور کے بارے میں یہ سمجھتے ہوئے کہ اقوام متحدہ کے چارٹر میں بیان کیے گئے اصولوں کے مطابق انسانی برادری کی حقیقی عظمت اور تمام انسانوں کے مساوی اور ناقابل انتقال حقوق کو تسلیم کرنا ہی دنیا میں آزادی، انصاف اور امن کی بنیاد ہے۔

یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ یہ حقوق بھی انسانوں کی حقیقی عظمت کا نتیجہ ہیں۔

یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ انسان حقوق کے عالمگیر اعلامیہ کے مطابق آزاد

انسان کے بارے میں یہ تصور کہ اسے مکمل شہری اور سیاسی آزادی حاصل ہے اور یہ کہ اسے نہ کوئی خوف ہے اور نہ احساس محرومی اسی وقت ممکن ہے جب ایسے حالات پیدا کردیئے جائیں جن میں ہر شخص کو شہری وسیاسی حقوق کے ساتھ ساتھ معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق بھی حاصل ہوں۔

یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ مملکتیں اقوام متحدہ کے چارٹر کے تحت اس بات کی پابند ہیں کہ وہ انسانی حقوق اور ہر طرح کی آزادی کا احترام کریں اور انہیں فروغ دیں۔

یہ محسوس کرتے ہوئے کہ ہر فرد جس کی دیگر افراد کے تیئں اور اس معاشرے کے تیئں جس میں وہ رہتا ہے، کچھ ذمہ داریاں ہیں، اس بات کا پابند ہے کہ وہ اس منشور میں تسلیم شدہ حقوق کے فروغ اور ان پر عمل درآمدگی کے لیے کوشاں رہے،

دفعات پر رضامند ہیں :

جز-1

دفعہ 1

1- تمام انسانوں کو حق خودارادیت حاصل ہے اس حق کی بدولت وہ آزادانہ اپنے سیاسی تشخص کا تعین کرتے ہیں اور اپنی معاشی، سماجی اور ثقافتی ترقی کے لیے عمل پیرا ہوتے ہیں۔

2- تمام لوگ اپنی اغراض کو پورا کرنے کے لیے اپنی قدرتی دولت اور وسائل کا استعمال بقائے باہمی کے اصول اور بین الاقوامی قانون پر مبنی بین الاقوامی معاشی تعاون کے نتیجے کے طور پر واجب التعمیل پابندیوں کو اثر انداز کیے بغیر کرسکیں گے۔ کسی بھی صورت میں لوگوں کو ان کے ذرائع معاش سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

3- اس منشور کی فریقین مملکتیں جن میں وہ مملکتیں بھی شامل ہیں جو ایسے علاقوں کے انتظام وانصرام کی ذمہ دار ہیں جو غیر حکومت خود اختیاری میں ہوں یا زیر انتداب ہوں حق خود ارادیت کے حصول کو فروغ دیں گی اور اقوام متحدہ کے چارٹر کی توضیعات کے مطابق اس حق کا احترام کریں گی۔

جز 2

دفعہ 2

1- اس منشور کی ہر فریق مملکت یہ عہد کرتی ہے کہ اس منشور میں تسلیم شدہ

حقوق کا احترام کرے گی اور اس بات کو یقینی بنائے گی کہ یہ تمام حقوق اس کے علاقے اور دائرہ اختیار میں تمام افراد کو بغیر کسی امتیاز کے جیسے نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب، سیاسی یا دیگر فکر، قومی یا سماجی نژاد جائیداد، پیدائش یا دیگر حیثیت حاصل ہوں۔

2- جہاں موجودہ قانون یا کیے گئے اقدام میں پہلے سے ہی ایسی گنجائش نہ ہوں، وہاں فریق مملکت اس بات کا عہد کرتی ہے کہ وہ اپنے آئینی طریقہ کار اور اس منشور کی توضیعات کے مطابق ایسے قانون بنائے گی یا دیگر اقدام کرے گی جو اس منشور میں تسلیم شدہ حقوق کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ضروری ہوں۔

3- اس منشور کی ہر فریق مملکت اس بات کو یقینی بنانے کے لیے عہد کرتی ہے کہ:

(الف) کسی بھی ایسے شخص کو، جس کے اس منشور میں تسلیم شدہ حقوق یا آزادیوں کی خلاف ورزی ہو، اس بات کو نظرانداز کیے بغیر کہ ایسی خلاف ورزی کسی ایسے شخص کے ذریعہ ہوئی ہے جو اپنے کارہائے منصبی انجام دے رہا ہے موثر چارہ جوئی کا حق ہوگا۔

(ب) کسی بھی ایسے شخص کو جو ایسی چارہ جوئی کا دعویٰ کرے اس کو اس بات کا حق ہوگا کہ اس کے اس دعوے کا فیصلہ کسی مجاز عدلیاتی انتظامی یا قانونی اتھارٹی کے ذریعہ کیا جائے یا کسی ایسے دیگر مجاز اتھارٹی کے ذریعہ جس کی اس مملکت کے قانون نظام میں توضیع کی گئی ہو اور عدلیاتی چارہ جوئی کے امکانات کو فروغ دے گی؛

(ج) جب بھی ایسی چارہ جوئی کے نتیجے میں کوئی حکم صادر کیا جائے تو مجاز حکام اس کی عملدرآمدگی کو یقینی بنائیں گے۔

دفعہ 3

اس منشور کی فریقین مملکتیں یہ عہد کرتی ہیں کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ مرد اور عورتیں اس منشور میں متذکرہ تمام شہری اور سیاسی حقوق کا مساویانہ فائدہ اٹھائیں۔

دفعہ 4

1- ناگہانی حالات (EMERGENCY) میں جہاں کسی قوم کے وجود کو خطرہ

درپیش ہو اور ایسی صورت حال کا سرکاری طور پر اعلان کیا جائے تو اس منشور کی فریقین مملکتیں منشور کے تحت متعین وجوب میں سختی سے صرف اس حد تک تخفیف کرتے ہوئے جس حد تک اس صورت حال میں ضروری ہو، اقدام کرسکتی ہیں لیکن ایسے اقدام کسی بھی حالت میں بین الاقوامی قانون کے تحت ان کی دیگر ذمہ داریوں سے مطابقت رکھیں گے اور نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب یا سماجی نژاد کی بنیاد پر کسی قسم کا امتیاز نہیں برتا جائے گا۔

2- اس توضیع کے تحت دفعات 6، 7 ، 8 (پیرا 1 اور 2) 11، 15، 16 اور 18 کی تخفیف نہیں کی جاسکے گی۔

3- منشور کی دیگر فریقین مملکتوں کو اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے Intermediary کے توسط سے ان توضیعات کی اطلاع دی جائے گی جن کی تخفیف کی گئی ہے اور ان وجوہات کی بھی جن کی بنا پر ایسا کرنا پڑا۔ اسی Intermediary کے توسط سے ہی ایک اور مراسلہ ایسی تخفیف ختم کرنے کی تاریخ کو بھیجا جائے گا۔

دفعہ 5

1- اس منشور کی کسی بھی بات کی تعبیر اس طرح نہیں کی جائے گی کہ کسی مملکت، گروپ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی یا کام کرنے کا حق حاصل ہوجائے جس کا مقصد اس منشور میں تسلیم شدہ حقوق اور آزادیوں میں سے کسی کو تلف کرنا ہو یا اس سے اس کی اس حد تک حد بندی ہوتی ہو جس کی اس منشور میں توضیع نہ کی گئی ہو۔

2- اس منشور کی کسی فریق مملکت میں تسلیم شدہ یا موجود بنیادی انسانی حقوق میں سے کسی پر قانون، روایات، ضابطوں یا رسم ورواج کا سہارا لے کر محض اس بہانے سے کہ یہ منشور ایسے حقوق کو تسلیم نہیں کرتا یا اگر تسلیم کرتا ہے تو اس حد تک تسلیم نہیں کرتا جس حد تک کیا جانا چاہئے، نہ تو کوئی پابندی لگائی جائے گی اور نہ ہی ان کی تخفیف کی جائے گی۔

جز 3

دفعہ 6

1- ہر انسان کو زندگی کا حق ہے اور یہ حق حق بالذات ہے اس حق کا قانون

کے ذریعہ تحفظ کیا جائے گا۔ کسی بھی شخص کو زندگی سے من مانے ڈھنگ سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

2- ایسے ممالک میں جنہوں نے سزائے موت کو ختم نہیں کیا ہے موت کی سزا جرم کے ارتکاب کے وقت وہاں نافذالعمل قانون کے مطابق مگر اس منشور اور نسل کشی کے جرم کے تدارک اور سزا سے متعلق کنونشن کی توضیعات کی خلاف ورزی نہ کرتے ہوئے انتہائی سنگین جرائم کے لیے ہی دی جاسکتی ہے ایسی سزا کسی مجاز عدالت کے ذریعے دیئے گئے آخری فیصلے کے نتیجے کے طور پر دی جاسکے گی۔

3- جب زندگی (جان) کی محرومی سے نسل کشی کے جرم کا ارتکاب ہوتا ہو تو وہاں یہ سمجھا جانا چاہیے کہ اس دفعہ کی کوئی بھی بات اس منشور کی کسی فریق مملکت کو اس بات کے لیے مجاز نہیں بنائے گی کہ وہ نسل کشی کے جرم کے تدارک اور سزا سے متعلق کنونشن کی توضیعات کے تحت واجب العمل وجوب میں سے کسی کی تخفیف کر سکے۔

4- کسی بھی ایسے شخص کو جسے موت کی سزا سنائی گئی ہو سزا معاف کرانے یا کم کرانے کا حق حاصل ہوگا سزائے موت سے متعلق سبھی معاملوں میں معافی یا عام معافی دی جاسکتی ہے یا سزا کم کی جاسکتی ہے۔

5- اٹھارہ سال سے کم عمر کے مجرموں کو سزائے موت نہیں دی جائے گی اور نہ ہی حاملہ عورتوں کے معاملے میں سزائے موت کی تعمیل کی جائے گی۔

6- اس منشور کی کوئی فریق مملکت سزائے موت کو ختم کرنے میں دیر کرنے یا اسے روکنے کے لیے اس دفعہ کی کسی بات کا سہارا نہیں لے گی۔

دفعہ 7

کسی شخص کو سخت اذیت نہیں پہنچائی جائے گی اور نہ ہی اس کے ساتھ غیر انسانی اور ذلت آمیز سلوک کیا جائے گا اور نہ ہی ایسی سزا دی جائے گی خاص کر کسی بھی شخص کو اس کی مرضی کے بغیر طبی یا سائنسی تجربات کے لیے استعمال نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ 8

1- کسی بھی شخص کو غلام بنا کر نہیں رکھا جائے گا، غلامی اور غلاموں کی تجارت

ہر شکل میں ممنوع ہوگی۔

2- کسی بھی شخص کو محکوم بنا کر نہیں رکھا جائے گا۔

3- (الف) کسی بھی شخص سے جبریہ یا زبردستی مزدوری نہیں کرائی جائے گی۔

3- (ب) پیرا 3 کی بابت یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ اس میں ان ممالک میں جہاں کسی جرم کی سزا کے طور پر قید بامشقت کی سزا عائد کی جاسکتی ہے کسی مجاز عدالت کے ذریعہ ایسی سزا کے حکم کی تعمیل کے لیے کی جانے والی مشقت شامل نہیں رہے گی۔

(ج) اس پیرا کی غرض کے لیے ''جبراً یا زبردستی مزدوری'' اصطلاح میں مندرجہ ذیل شامل نہیں ہوں گے۔

(i) ایسا کوئی کام یا خدمت جس کا ذیلی پیرا (ب) میں حوالہ نہیں دیا گیا ہے لیکن وہ کام یا وہ خدمت اس شخص سے لی جاتی ہے جو کسی عدالت کے قانونی حکم کے نتیجے کے طور پر حراست میں ہو یا ایسی حراست سے مشترکہ طور پر چھوڑا گیا ہو؛

(ii) کوئی ایسی خدمت جو فوجی نوعیت کی ہو اور ایسے ممالک میں جہاں ضمیری اعتراض کو تسلیم کیا گیا ہے کوئی ایسی قومی خدمت جسے ضمیری معترض سے متعلق قانون کے مطابق کرنا ضروری ہو۔

(iii) ایسے ناگہانی حالات یا قدرتی آفات کی صورت میں، جن سے عوام کی جان یا بہبود کو خطرہ لاحق ہو، لی گئی خدمت؛

(iv) کوئی ایسا کام یا خدمت جو عام شہری ذمہ داریوں میں آتی ہو۔

دفعہ 9

1- ہر شخص کو آزادی اور تحفظ کا حق حاصل ہے۔ کسی شخص کو من مانے ڈھنگ سے نہ تو گرفتار کیا جائے گا اور نہ ہی حراست میں رکھا جائے گا۔ کسی شخص کو اس کی آزادی سے قانون کے ذریعہ قائم کیے گئے ضابطہ اور ایسی بنیادوں کے سوا کسی اور طریقہ سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

2- کسی ایسے شخص کو جسے گرفتار کیا جائے، گرفتاری کے وقت اس کی گرفتاری کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے گا اور اس کے خلاف لگائے گئے کسی بھی الزام یا

الزامات کی اسے جلد از جلد اطلاع دی جائے گی۔

3- کسی بھی ایسے شخص کو جسے کسی فوجداری کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے یا حراست میں لیا گیا ہے، کسی جج یا کسی ایسے افسر، جسے عدلیاتی فرائض انجام دینے کے لیے قانون کے ذریعہ مجاز کیا گیا ہو جلد از جلد پیش کیا جائے گا اور وہ اس بات کا حق دار ہوگا کہ اس پر مناسب مدت میں مقدمہ چلایا جائے یا اسے چھوڑ دیا جائے یہ عام اصول نہیں ہے کہ جن لوگوں پر مقدمہ چلایا جاتا ہے انہیں حراست میں ہی رکھا جائے البتہ انہیں اس شرط پر اس گارنٹی کے ساتھ چھوڑا جائے گا کہ وہ مقدمہ کے دوران عدلیاتی کارروائی کے کسی بھی دیگر مرحلہ پر عدالت میں پیش ہوں گے اور ایسا ہی فیصلے کی تعمیل کے سلسلے میں، اگر ضرورت پڑے، کریں گے۔

4- کسی بھی ایسے شخص کو جسے گرفتاری یا حراست کے ذریعہ اس کی آزادی سے محروم کیا گیا ہے اس بات کا حق ہوگا کہ وہ عدالت کے سامنے کارروائی کر سکے تاکہ عدالت بغیر دیر کیے اس کی حراست کے جائز یا ناجائز ہونے کی بابت کوئی فیصلہ کر سکے اور اگر اسے ناجائز طور پر حراست میں رکھا گیا ہے تو اسے چھوڑنے کا حکم صادر کر سکے۔

5- کسی بھی ایسے شخص کو جسے ناجائز گرفتاری یا حراست کا شکار ہونا پڑے معاوضے کا قابل نفاذ حق حاصل ہوگا۔

دفعہ 10

1- ان تمام اشخاص کے ساتھ جنہیں آزادی سے محروم کیا گیا ہے انسانیت کا اور انسانوں کی حقیقی عظمت کا احترام کرتے ہوئے مناسب سلوک کیا جائے گا۔

2- (الف) ملزموں کو، ماسوائے مستثنیٰ صورت حال مجرموں سے الگ رکھا جائے گا اور ان کے ساتھ ان کی حیثیت کے مطابق انہیں مجرم نہ سمجھتے ہوئے مناسب سلوک کیا جائے گا؛

(ب) کمسن ملزموں کو بالغوں سے الگ رکھا جائے گا اور ان کی بابت جلد سے جلد فیصلہ لیا جائے گا۔

3- اصلاحات سے متعلق نظام میں قیدیوں کے ساتھ ایسا برتاؤ شامل ہوگا جس کا بنیادی مقصد ان کی اصلاح اور سماجی آبادکاری ہو۔ کمسن ملزموں کو بالغوں سے الگ

رکھا جائے گا اور ان کے ساتھ ان کی عمر اور ان کی قانونی حیثیت کے مطابق سلوک کیا جائے گا۔

دفعہ 11

کسی بھی شخص کو صرف اس بنیاد پر قید میں نہیں رکھا جائے گا کہ وہ اپنی کسی معاہداتی ذمہ داری کو نہیں نبھا سکا ہے۔

دفعہ 12

1- ہر شخص کو جو قانونی طور پر کسی مملکت کے علاقے میں ہو، اس علاقے میں کہیں بھی آنے جانے اور رہائش پذیر ہونے کی آزادی کا حق ہوگا۔

2- ہر شخص کو کوئی بھی ملک، جس میں اس کا اپنا ملک بھی شامل ہے، چھوڑنے کی آزادی ہوگی۔

3- متذکرہ بالا حقوق پر کوئی پابندی نہیں ہوگی ماسوائے ایسی پابندیوں کے جن کی قانون کے ذریعہ توضیع کی گئی ہے اور جو قومی سلامتی، امن عامہ، صحت عامہ یا اخلاق یا دیگر لوگوں کے حقوق اور آزادی کے تحفظ کے لیے ضروری ہیں اور جو اس منشور میں تسلیم شدہ دیگر حقوق سے مطابقت رکھتی ہیں۔

4- کسی بھی شخص کو اپنے ملک میں داخل ہونے کے حق سے من مانے ڈھنگ سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ 13

اس منشور کی فریق مملکت کے علاقے میں قانونی طور پر موجود کسی غیر ملکی کو وہاں سے قانون کے مطابق لیے گئے فیصلے کے بموجب ہی نکالا جاسکے گا اور اسے ماسوائے ایسی وجوہات کے جہاں قومی سلامتی کے لیے ایسا کرنا ضروری ہو، اپنے اخراج کے خلاف وجوہات پیش کرنے یعنی دفاع کرنے کی اجازت ہوگی اور ساتھ ہی ساتھ اسے اس بات کی بھی اجازت ہوگی کہ وہ کسی مجاز حاکم یا کسی ایسے شخص یا اشخاص کے سامنے جسے یا جنہیں مجاز حاکم کے ذریعہ نامزد کیا گیا ہو نظر ثانی کے لیے اور اپنی عرضداشت پیش کرنے کے لیے اپنا معاملہ رکھ سکے۔

دفعہ 14

1- تمام اشخاص کو عدالتوں اور ٹریبونلوں کے سامنے مساوی حیثیت حاصل

ہوگی۔ ہر شخص کو اپنے خلاف کسی فوجداری الزام یا عدالت میں کسی مقدمے میں اپنے حقوق اور وجوب کے تعین کے لیے قانون کے ذریعہ قائم کیے گئے کسی مجاز، آزاد اور غیر جانبدار ٹربیونل کے روبرو مناسب اور عام سنوائی کا حق حاصل ہوگا پریس اور عوام کو کسی جمہوری سوسائٹی میں اخلاق، امن عامہ یا قومی سلامتی کی وجوہات کی بنا پر یا جہاں فریقین کی نجی زندگیوں کے مفاد میں ایسا کرنا ضروری ہو، یا خاص صورت حال میں عدالت کی رائے میں ایسا کرنا اس لیے ضروری ہو کہ تشہیر سے انصاف کے مفادات پر منفی اثر پڑے گا۔ مکمل سنوائی یا سنوائی کے کسی حصہ سے الگ رکھا جاسکتا ہے لیکن کسی بھی فوجداری معاملے میں یا عدالت میں کسی بھی مقدمے کے لیے فیصلے کو عوام تک پہنچایا جائے گا۔ ماسوائے اس کے کہ جہاں کمسن لوگوں کے مفاد میں یا ازدواجی تنازعات یا بچوں کی تولیت سے متعلق کارروائیوں میں ایسا کرنا ہی ضروری ہو۔

2- ہر ایسے شخص کو جس پر کسی فوجداری کے جرم کا الزام لگایا گیا ہو اس کی بابت جب تک کہ قانون کے مطابق جرم ثابت نہیں ہوجاتا تب تک یہ قیاس کیا جائے گا کہ وہ بے گناہ ہے۔

3- ہر شخص اپنے خلاف کسی فوجداری الزام کے سلسلے میں مساوی طور پر مکمل کم سے کم مندرجہ ذیل ضمانتوں کا حقدار ہوگا۔

(الف) اسے جلد سے جلد اور ایسی زبان میں جو وہ سمجھتا ہو اس کے خلاف لگائے گئے الزام کی نوعیت اور وجہ سے آگاہ کیا جائے گا۔

(ب) اسے اپنے دفاع کی تیاری اور اپنی پسند کے وکیل سے بات چیت کرنے کے لیے مناسب وقت اور سہولیات دی جائیں گی؛

(ج) مقدمہ کی سنوائی میں بے جا تاخیر نہیں کی جائے گی؛

(د) سنوائی اس کی موجودگی میں ہوگی، اور اسے خود یا اپنی پسند کی قانونی امداد کے ذریعہ اپنا دفاع کرنے کا حق ہوگا اور اگر اس نے قانونی امداد حاصل نہیں کی ہے تو اسے یہ بتایا جائے گا کہ اسے ایسا کرنے کا حق حاصل ہے اور اگر انصاف کا تقاضہ ہو تو اس کے لیے ایسی امداد حاصل کی جائے گی اور یہاں تک کہ بغیر کسی ادائیگی کے اگر اس کے پاس

ادائیگی کے معقول ذرائع نہیں ہیں۔

(ہ) اپنے خلاف گواہوں کی جرح کرنا یا کروانا اور اپنی جانب سے گواہوں کو پیش کروانا اور ان کی جرح کرانا جن کے تحت اس کے خلاف انہیں شرائط کے تحت گواہان پیش کیے گئے تھے۔

(و) اگر وہ عدالت میں استعمال کی جانے والی زبان کو نہ سمجھ سکتا ہے اور نہ اس میں بول سکتا ہے تو اسے انٹرپریٹر (معبر) کی مفت معاونت حاصل ہونا؛

(ز) اپنے خلاف گواہی دینے یا اقرار جرم کے لیے مجبور نہ کرنا۔

4- کمسنوں کے معاملے میں ایسا طریق کار اختیار کیا جائے گا جو ان کی عمر کے مطابق ہو اور اس میں ان کیا آبادکاری کا خیال رکھا گیا ہو۔

5- کسی بھی مجرم کو اثبات جرم اور سزا دیئے جانے کے خلاف قانون کے مطابق کسی اعلیٰ ٹریبونل میں نظر ثانی کی درخواست کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

6- جب کسی شخص کو کسی فوجداری کے جرم میں آخری فیصلے کے ذریعہ مجرم قرار دے دیا گیا ہو اور جب بعد ازاں اس کے اثبات جرم کو الٹ دیا گیا ہو یا اسے اس بنیاد پر معاف کردیا گیا ہو کہ کسی نئی یا نئی پتہ لگی ہوئی بات سے یہ بات یقینی طور پر ظاہر ہوگئی ہے کہ اس کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے اور ایسے شخص کو جسے ایسے اثبات جرم کے نتیجے کے طور پر سزا بھگتنی پڑی، قانون کے مطابق تب تک معاوضہ دیا جائے گا جب تک یہ ثابت نہ ہوجائے کہ اس بات کو جس کا بعد میں پتہ لگا بروقت ظاہر نہ کرنے کے لیے مکمل یا جزوی طور پر وہ خود ہی ذمہ دار ہے۔

7- کسی بھی شخص پر کسی ایسے جرم کے لیے جس کے لیے بالآخر کسی ملک کے قانون اور تعزیری طریق کار کے مطابق وہ پہلے ہی سزایاب ہوچکا ہے یا رہا کیا جاچکا ہے نہ تو پھر سے مقدمہ چلایا جائے گا اور نہ سزا دی جائے گی۔

دفعہ 15

1- کسی بھی شخص کو کسی بھی ایسے فعل یا ترک فعل کی جس سے ارتکاب کے وقت ملکی یا بین الاقوامی قانون کے تحت کسی فوجداری کے جرم کا ارتکاب نہیں ہوتا تھا،

کی بنیاد پر کسی فوجداری کے جرم کا مجرم نہیں سمجھا جائے گا اور نہ ہی اس سے زیادہ تاوان عاید کیا جائے گا جس کا ارتکاب جرم کے وقت اطلاق تھا اگر ارتکاب جرم کے بعد کوئی کم تاوان عاید کرنے سے متعلق قانون کے ذریعہ کوئی توضیع کی جاتی ہے تو ملزم کو اس کا فائدہ ہوگا۔

2- اس دفعہ کی کسی بات سے کسی فعل یا ترک فعل کے لیے جو ارتکاب جرم کے وقت اقوام عالم کے ذریعہ تسلیم شدہ قانون کے عام اصولوں کے مطابق فوجداری نوعیت کا تھا، کسی شخص کے مقدمے کی سنوائی اور اسے دی جانے والی سزا پر کوئی غیر منفی اثر نہیں ہوگا۔

دفعہ 16

قانون کے روبرو ہر شخص کو ہر جگہ اپنے تسلیم کیے جانے کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ 17

کسی بھی شخص کی خلوت، خاندان، گھر یا خط وکتابت میں من مانے ڈھنگ سے یا غیر قانونی طریقے سے نہ تو مداخلت کی جائے گی اور نہ ہی اس کی عزت اور ساکھ پر حملہ کیا جائے گا۔

2- ہر شخص کو ایسی مداخلت یا حملوں کے خلاف قانون کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔

دفعہ 18

1- ہر شخص کو آزادئ خیال، ضمیر اور مذہب کی آزادی ہوگی، اس حق میں اپنی پسند کا مذہب یا عقیدہ اختیار کرنے یا اپنانے کی آزادی اور انفرادی طور پر یا دوسروں کے ساتھ شریک ہوکر یا سب کے سامنے یا نجی طور پر عبادت، عمل، ریاضت اور تعلیم میں اپنے مذہب یا عقیدے کو ظاہر کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔

2- کسی بھی شخص پر کوئی ایسا دباؤ نہیں ڈالا جائے گا جس سے اسے اپنی پسند کا مذہب یا عقیدہ اختیار کرنے یا اپنانے کی آزادی میں کمی آئے۔

3- مذہب یا عقیدے کے اظہار کی آزادی پر صرف ایسی پابندیاں لگائی جاسکتی ہیں جو قانون کے ذریعہ مقرر کی گئی ہوں اور جو حفظ عامہ، امن عامہ، صحت

عامہ یا اخلاق یا دیگر لوگوں کے بنیادی حقوق اور آزادیوں کی حفاظت کرنے کے لیے ضروری ہوں۔

4- اس منشور کی فریقین مملکتیں اس بات کا عہد کرتی ہیں کہ وہ والدین اور جہاں اس کا اطلاق ہو، وہاں قانونی ولیوں کی آزادی کا احترام کریں گی تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ ان بچوں کی مذہبی اور اخلاقی تعلیم، ان کے اپنے عقیدے کے مطابق ہو۔

دفعہ 19

1- ہر شخص کو بغیر کسی مداخلت کے اپنی رائے قایم کرنے کی آزادی ہوگی۔

2- ہر شخص کو اظہار کی آز ادی کا حق حاصل ہوگا، اس حق میں کسی بھی قسم کی جانکاری اور افکار وتصورات حاصل کرنے کی خواہش رکھنے، حاصل کرنے اور دوسروں کو دینے کی آزادی حاصل ہوگی اور ایسا سرحدوں کی پابندی کے بغیر زبانی طور پر یا تحریری طور پر یا مطبوعہ مواد کے ذریعہ یا آرٹ کی شکل میں یا اپنی پسند کے کسی بھی میڈیا کے ذریعہ کیا جاسکتا ہے۔

3- اس دفعہ کے پیرا 2 میں جو حقوق دیئے گئے ہیں ان کے استعمال کے ساتھ ساتھ کچھ فرائض اور ذمہ داریاں بھی جڑی ہوئی ہیں اسی لیے ان پر کچھ پابندیاں بھی لگائی جاسکتی ہیں، لیکن یہ پابندیاں ایسی ہوں گی جو قانون میں دی گئی ہیں اور جو مندرجہ ذیل باتوں کے لیے ضروری ہیں :

(الف) دیگر لوگوں کے حقوق یا ساکھ کے احترام کے لیے،

(ب) قومی سلامتی یا امن عامہ یا صحت عامہ یا اخلاق کے تحفظ کے لیے۔

دفعہ 20

1- جنگ کے لیے کسی بھی تشہیر کی قانون کے ذریعہ ممانعت ہوگی۔

2- ایسی قومی، نسلی یا مذہبی نفرت کی، جس سے امتیاز کشیدگی یا تشدد کو ترغیب ملتی ہو، وکالت کی قانون کے ذریعہ ممانعت ہوگی۔

دفعہ 21

پرامن اجتماع کے حق کو تسلیم کیا جائے گا۔ اس حق کے استعمال پر کوئی

پابندیاں نہیں لگائی جائیں گی ماسوائے ان پابندیوں کے جو قانون کے مطابق عاید کی جائیں اور جو کسی جمہوری معاشرے میں قومی سلامتی یا حفظ عامہ، امن عامہ کے مفاد میں، صحت عامہ یا اخلاق یا دیگر لوگوں کے حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کے لیے ضروری ہوں۔

دفعہ 22

1- ہر شخص کو دوسروں کے ساتھ مل کر انجمنیں بنانے کی آزادی ہوگی اس میں اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے ٹریڈ یونین بنانے اور اس میں شامل ہونے کا حق بھی حاصل ہے۔

2- اس حق کے استعمال پر کوئی پابندی نہیں لگائی جائے گی ماسوائے ان پابندیوں کے جو قانون کے مطابق عاید کی جائیں اور جو کسی جمہوری معاشرے میں قومی سلامتی یا حفظ عامہ، امن عامہ کے مفاد میں، صحت عامہ یا اخلاق یا دیگر لوگوں کے حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کے لیے ضروری ہوں۔ یہ دفعہ مسلح افواج اور پولس پر ان کے اس حق کے استعمال پر قانونی پابندیاں عاید کرنے میں رکاوٹ نہیں ڈالے گی۔

3- اس دفعہ کی کوئی بات انجمن سازی کی آزادی اور منظم ہونے کے حق کے تحفظ سے متعلق 1948 کی بین الاقوامی مزدور تنظیم کنونشن کی فریقین مملکتوں کو ایسے قانونی اقدام کرنے کے لیے مجاز نہیں بنائے گی کہ جن سے اس کنونشن میں دی گئی ضمانتوں پر منفی اثر پڑے یا قانون کا اطلاق اس طرح ہو کہ اس کا ان ضمانتوں پر منفی اثر پڑے۔

دفعہ 23

1- خاندان کسی بھی معاشرے کا قدرتی اور بنیادی گروپ یونٹ ہے اور وہ معاشرے اور مملکت کے ذریعہ تحفظ کا حق دار ہے۔

2- شادی کے قابل عمر والے مرد اور عورتوں کا شادی کرنے اور خاندان کو قائم کرنے کا حق تسلیم کیا جائے گا۔

3- شادی کرنے کے خواہاں فریقین کی شادی آزادانہ اور ان کی مکمل

رضامندی سے ہوگی۔

4- اس منشور کی فریقین مملکتیں اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ شادی کے دوران اور اس کے انفساخ پر خاوند اور بیوی کو برابر کے حقوق حاصل ہوں اور ذمہ داریاں بھی برابر ہوں۔

دفعہ 24

1- ہر بچے کونسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب، قومی یا سماجی نژاد، جائیداد یا پیدائش کے امتیاز کے بغیر ایسے تحفظ کے اقدام کا حق ہوگا جو اس کے خاندان، معاشرے اور مملکت کی طرف سے اس کی نابالغ کے طور پر حیثیت کو دیکھتے ہوئے کیے جانے ضروری ہیں۔

2- ہر بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اس کا رجسٹریشن کیا جائے گا اور اس کا اپنا ایک نام ہوگا۔

3- ہر بچے کو قومیت حاصل کرنے کا حق ہوگا۔

دفعہ 25

ہر شہری کو دفعہ 2 میں متذکرہ کسی امتیاز کے بغیر اور غیر مناسب پابندیوں کے بغیر؛

(الف) امور عامہ میں براہ راست یا آزادانہ منتخب نمائندوں کے ذریعہ حصہ لینے؛

(ب) حقیقی مدتی انتخاب میں ووٹ دینے اور چنے جانے، جو عالمی مساوی حق رائے دہی اور خفیہ رائے دہی کے ذریعہ کیا جائے گا جس میں رائے دہندگان کو اپنی رائے کے آزادانہ اظہار کی آزادی ہوگی؛

(ج)ملک کی پبلک سروسز میں مساویانہ رسائی کا حق اور مواقع حاصل ہوں گے۔

دفعہ 26

تمام اشخاص قانون کے روبرو برابر ہیں اور بغیر کسی امتیاز کے قانون کے مساوی تحفظ کے حقدار ہیں۔ اس ضمن میں قانون ہر قسم کے امتیاز کی ممانعت کرے گا اورنسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب، سیاسی یا دیگر رائے، قومی یا سماجی نژاد، جائیداد، پیدائش یا دیگر حیثیت جیسی کسی بنیاد پر امتیاز کے خلاف سب کو مساوی اور موثر تحفظ کی

ضمانت دے گا۔

دفعہ 27

ایسی مملکتوں میں جہاں نسلی، مذہبی یا لسانی اقلیتیں موجود ہوں وہاں ایسی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والوں کو اپنے گروپ کے دیگر لوگوں کے ساتھ مل کر اپنی ثقافت کو قائم رکھنے اپنے مذہب پر عمل کرنے یا اپنی زبان استعمال کرنے کے حق سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ 28

1- ایک انسانی حقوق کی کمیٹی قائم کی جائے گی (جسے بعد ازاں اس منشور میں کمیٹی کہا گیا ہے یہ اٹھارہ ارکان پر مشتمل ہوگی اور بعد ازاں اس منشور میں متذکرہ اپنے فرائض انجام دے گی۔

2- کمیٹی فریقین مملکتوں کے ایسے افراد پر مشتمل ہوگی جو اعلیٰ اخلاقی اوصاف کا نمونہ ہوں اور انسانی حقوق کے میدان میں ان کی نمایاں حیثیت ہو خاص طور پر کچھ ایسے افراد جو کہ قانونی میدان کا تجربہ رکھتے ہوں۔

3- کمیٹی کے ممبران کا چناؤ ہوگا اور یہ ممبران اپنی ذاتی حیثیت میں کام کریں گے۔

دفعہ 29

1- کمیٹی کے ارکان کو خفیہ رائے دہی کے ذریعہ منتخب کیا جائے گا جو کہ دفعہ 28 میں مندرج اہلیت رکھتے ہوں گے اور ان کو منشور کی فریقین مملکتیں اس غرض کے لیے نامزد کریں گی۔

2- منشور کی فریق مملکت زیادہ سے زیادہ دو ایسے افراد نامزد کرسکے گی جو کہ اس مملکت کی قومیت رکھتے ہوں۔

3- یہ اشخاص دوبارہ نامزدگی کے اہل ہوں گے۔

دفعہ 30

1- پہلا چناؤ اس منشور کے نفاذ کے چھ ماہ کے اندر اندر ہوگا۔

2- کمیٹی کے ہر چناؤ کم از کم چار ماہ قبل اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کو

ایک دعوت نامہ اس امر کا بھیجیں گے کہ وہ کمیٹی کی رکنیت کے لیے تین ماہ کے اندر اندر نامزد کیے گئے افراد کے نام بھیجیں۔

3- اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل حروف تہجی کے لحاظ سے تمام نامزد ارکان کی فہرست بحوالہ فریقین مملکتوں کے جنہوں نے انہیں نامزد کیا ہے تیار کریں گے اور اسے اس منشور کی فریقین مملکتوں کو ہر چناؤ کی تاریخ سے کم از کم ایک ماہ قبل بھیجیں گے۔

4- کمیٹی کے ممبران کا چناؤ اس منشور کی فریقین مملکتوں کے اجلاس میں ہوگا جو کہ سکریٹری جنرل اقوام متحدہ ہیڈکوارٹر اقوام متحدہ میں طلب کریں گے۔ اجلاس میں اس منشور کی دو تہائی فریقین مملکتوں سے کورم مکمل ہوگا کمیٹی کے منتخب ارکان وہ ہوں گے جن کو کثرت رائے سے فریقین مملکتوں کے موجود نمائندے ووٹ دے کر منتخب کریں۔

دفعہ 31

1- کمیٹی میں ایک سے زیادہ ایک ہی ملک کی قومیت کے افراد شامل نہیں ہوں گے۔

2- کمیٹی کے چناؤ میں منصفانہ جغرافیائی تقسیم مختلف تہذیبوں کی نمائندگی اور اہم قانونی نظام کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔

دفعہ 32

کمیٹی کے ممبران چار سال کے لیے منتخب ہوں گے دوبارہ نامزدگی پر دوبارہ انتخاب کے اہل ہوں گے تاہم نو افراد جو پہلے چناؤ میں منتخب ہوئے ہوں ان کی مدت دو سال ہوگی۔ پہلے چناؤ کے فوراً بعد ان افراد کو چیرمین دفعہ 30 پیرا 4 میں متذکرہ اجلاس میں بذریعہ قرعہ منتخب کریں گے۔

دفعہ 33

1- اگر ارکان کی متفقہ رائے کے مطابق کمیٹی کے ممبر نے کسی بھی وجہ سے ماسوائے عارضی غیر حاضری کے اپنا منصبی کام کرنا چھوڑ دیا ہے تو چیرمین اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کو مطلع کرے گا جو ممبر کی نشست کو خالی قرار دے گا۔

2- کمیٹی کے کسی رکن کی موت، استعفٰی کی صورت میں چیرمین فوراً سکریٹری جنرل کو مطلع کرے گا جو نشست کو اس تاریخ سے خالی قرار دے دے گا، جس تاریخ

کو ممبر کی موت ہوئی یا اس کا استعفیٰ قبول ہوا۔

دفعہ 34

1- جب دفعہ 33 کے مطابق کوئی نشست خالی قرار دے دی جائے اور جبکہ رکن کے عہدہ کی مدت نشست خالی ہونے کی تاریخ کے اعلان کے چھ ماہ کے اندر ختم نہ ہورہی ہو تو اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل اس منشور کی فریقین مملکتوں کو اس کی اطلاع دیں گے۔ جو اندر معیاد دو ماہ اس نشست کو پر کرنے کی غرض سے دفعہ 29 کے مطابق نامزد کیے گئے امیدواروں کے نام بھیجیں گے۔

2- اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل نامزد ارکان کی حروف تہجی کے اعتبار سے ایک فہرست تیار کرسکے گا اور اس منشور کی تمام فریقین مملکتوں کو بھیجیں گے۔ اس کے بعد نشست کو پر کرنے کے لیے اس منشور کے اس جز کی متعلقہ توضیعات کے مطابق چناؤ ہوگا۔

3- دفعہ 33 کے مطابق خالی قرار دی گئی نشست کو پر کرنے کے لیے کمیٹی کے جس رکن کو منتخب کیا گیا ہے اس رکن کے عہدہ کی بقیہ مدت تک اس عہدہ پر فائز رہے گا جس نے اس دفعہ کی توضیعات کے تحت کمیٹی کی نشست خالی کی ہے۔

دفعہ 35

کمیٹی کے ممبران اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی منظوری سے اقوام متحدہ سے اپنے واجبات طے کی گئی شرائط کے مطابق وصول کریں گے جس کا تعین سکریٹری جنرل بلحاظ کریں گے۔

دفعہ 36 اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل اس منشور کے تحت کمیٹی کے کام کاج کے لیے اسٹاف اور دیگر سہولیات صحیح ڈھنگ سے فراہم کریں گے۔

دفعہ 37

1- اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کمیٹی کا افتتاحی اجلاس اقوام متحدہ کے ہیڈکوارٹر پر طلب کریں گے۔

2- افتتاحی اجلاس کے بعد کمیٹی کے اجلاس اس کے قواعد وضوابط کے مطابق ہوں گے۔

3- کمیٹی کا اجلاس عموی طور پر اقوام متحدہ کے ہیڈکوارٹر میں ہوگا یا اقوام متحدہ کے جنیوا میں واقع دفتر میں۔

دفعہ 38

کمیٹی کا ہر رکن اپنے فرائض سنبھالنے سے پہلے کھلے اجلاس میں یہ اقرار صالح کرے کہ وہ اپنے فرائض منصبی غیرجانبداری اور ایماندارانہ طریقے سے سرانجام دے گا۔

دفعہ 39

1- کمیٹی اپنے افسران کا انتخاب دو سال کے لیے کرے گی اور وہ دوبارہ بھی چنے جاسکیں گے۔

2- کمیٹی اپنے قواعد وضوابط خود وضع کرے گی لیکن ان قواعد میں دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ یہ توضیحات کی جائیں گی :

(الف) بارہ ارکان سے کورم بنے گا؛

(ب) کمیٹی کا فیصلہ حاضر ارکان کی اکثریتی رائے سے ہوگا۔

دفعہ 40

1- اس منشور کی فریقین مملکتیں عہد کرتی ہیں کہ وہ اس منشور میں تسلیم شدہ حقوق کو عملی شکل دینے کے لیے کیے گئے اقدام اور ان حقوق سے مستفید ہونے کے معاملے میں کسی حد تک کامیابی ہوئی ہے اس کی رپورٹ مندرجہ ذیل مدت کے اندر ترسیل کریں گی۔

(الف) متعلقہ فریقین مملکتوں کے لیے اس منشور کے نفاذ کے ایک سال کے اندر اندر۔

(ب) بعد ازاں جب بھی کمیٹی درخواست کرے۔

2- تمام رپورٹیں اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کو ترسیل کی جائیں گی جو انہیں بغرض غور وخوض کمیٹی کو بھیجیں گے۔ رپورٹ میں اس منشور کی عمل آوری کو متاثر کرنے والے عوامل اور درپیش مشکلات کا، اگر کوئی ہوں، ذکر ہوگا۔

3- اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کمیٹی سے مشورے کے بعد رپورٹ کے

ایسے حصوں کی نقول متعلقہ مخصوص ایجنسیوں کو بھیجیں گے جو ان کے دائرۂ مہارت میں آتے ہیں۔

4- کمیٹی اس منشور کی فریقین مملکتوں کے ذریعہ ارسال کی گئی رپورٹوں کا مطالعہ کرے گی۔ وہ اپنی رپورٹ اور عام تنقیدی ومبصرانہ رائے جس کا اظہار وہ مناسب سمجھے، فریقین مملکتوں کو بھیجے گی۔ کمیٹی اپنی تنقیدی ومبصرانہ رائے معاشی وسماجی کونسل کو بھی مع ان رپورٹوں کی نقول کے جو اسے اس منشور کی فریقین مملکتوں سے موصول ہوئی ہیں ارسال کرے گی۔

5- اس منشور کی فریقین مملکتیں اُس تنقیدی اور مبصرانہ رائے کے بارے میں، جو اس دفعہ کے پیرا 4 کے مطابق دی جائے، اپنے خیالات سے کمیٹی کو آگاہ کرسکیں گی۔

دفعہ 41

اس منشور کی کوئی بھی فریق مملکت اس دفعہ کے تحت یہ اعلان کرسکتی ہے کہ وہ کسی بھی مملکت کے اس دعوے کی بابت کہ کوئی دوسری فریق مملکت اس منشور کے تحت اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کررہی ہے مراسلات وصول کرنے اور ان پر غور کرنے کے کمیٹی کے اختیارات کو تسلیم کرتی ہے۔ اس دفعہ کے تحت صرف وہی مراسلات وصول کیے جاسکیں گے اور ان پر غور کیا جاسکے گا جنہیں کسی ایسی فریق مملکت نے ارسال کیا ہے جو اس کمیٹی کے بااختیار ہونے کی بات کو تسلیم کرتے ہوئے اعلان کرچکی ہے۔ کمیٹی کسی بھی ایسے مراسلے کو وصول نہیں کرے گی جس کا تعلق کسی ایسی فریق مملکت سے ہے جس نے ایسا اعلان نہیں کیا ہے۔ اس دفعہ کے تحت وصول کیے گئے مراسلات پر مندرجہ ذیل طریقہ کار کے مطابق کارروائی کی جائے گی؛

(الف) اگر اس منشور کی کوئی فریق مملکت یہ سمجھتی ہے کہ کوئی دوسری فریق مملکت اس منشور کی توضیعات کو عملی جامہ نہیں پہنا رہی ہے تو وہ تحریری مراسلے کے ذریعہ اس فریق مملکت کی توجہ اس معاملے کی طرف مبذول کراسکتی ہے۔ مراسلہ وصول ہونے کے تین ماہ کے اندر وصول کنندہ مملکت اس مملکت کو جس نے وہ مراسلہ بھیجا ہے اپنی صفائی پیش کرنے

یا تحریری طور پر کوئی دیگر بیان دینے کا موقع دے گی تاکہ وہ اپنی ایسی وضاحت پیش کر سکے جس میں اس معاملے میں جہاں تک ممکن اور مناسب ہو، اندرون ملک اختیار کیا گیا طریقہ کار اور قانونی چارہ جوئی جو تاہنوز زیر سماعت ہو یا جو دستیاب ہو، کی بابت حوالہ بھی شامل ہے؛

(ب) اگر وصول کنندہ مملکت کے ذریعہ پہلا مراسلہ وصول ہونے کے چھ ماہ کے اندر اندر متعلقہ دونوں فریقین ایسا فیصلہ نہیں کرپاتے ہیں جس سے دونوں فریقین مطمئن ہوں تو ان میں سے کسی بھی مملکت کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ کمیٹی اور دوسری مملکت کو نوٹس دے کر معاملہ کمیٹی کے حوالے کر سکے؛

(ج) کمیٹی اس کے حوالے کیے گئے معاملے پر صرف تبھی کارروائی کرے گی جب وہ یہ اطمینان کرلے کہ وہ اندرون ملک قانونی چارہ جوئی کے جتنے طریقہ ہوسکتے تھے اور جو بین الاقوامی قانون کے عام طور پر مسلمہ اصولوں کے مطابق ہوں، ان کا استعمال کرلیا گیا ہے، لیکن اس اصول کا اطلاق ایسی صورت میں نہیں ہوگا جہاں چارہ جوئی کے معاملے میں بہت زیادہ دیر کردی ہو؛

(د) کمیٹی اس دفعہ کے تحت وصول ہونے والے مراسلات پر غور کرنے کے لیے بند کمروں میں اجلاس منعقد کرے گی۔

(ہ) ذیلی پیرا (ج) کی توضیعات کے تابع، کمیٹی اس منشور میں تسلیم کیے گئے انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کا احترام کرتے ہوئے ان کی بنیاد پر معاملے کا مناسب حل نکالنے کی نیت سے متعلقہ فریقین مملکتوں کو اپنی خدمات پیش کرے گی۔

(و) کسی بھی ایسے معاملے میں جو کمیٹی کے حوالے کیا گیا ہے وہ ذیلی پیرا (ب) میں متذکرہ متعلقہ فریقین مملکتوں سے کوئی بھی متعلقہ ضروری معلومات فراہم کرنے کے لیے کہہ سکتی ہے۔

(ز) ذیلی پیرا (ب) میں متذکرہ، متعلقہ فریقین مملکتوں کو اس بات کا حق

حاصل ہوگا کہ وہ کمیٹی میں معاملہ غور ہوتے وقت اپنی نمائندگی کرسکیں اور زبانی اورریاتحریری دلائل دے سکیں؛

(ح) کمیٹی ذیلی پیرا (ب) کے تحت نوٹس وصول ہونے کی تاریخ سے بارہ مہینے کے اندر اندر اپنی رپورٹ ان صورتوں میں پیش کرے گی:

(i) اگر ذیلی پیرا (ہ) میں دی گئی شرائط کے مطابق حل نکل آتا ہے تو کمیٹی کی رپورٹ میں محض مختصر حقائق اور نکالے گئے حل کا ذکر ہوگا،

(ii) اگر ذیلی پیرا (ہ) کی شرائط کے مطابق حل نہیں نکل پاتا ہے تو کمیٹی کی رپورٹ میں محض مختصر حقائق کا ذکر ہوگا اور متعلقہ فریقین مملکتوں کے ذریعہ دیئے گئے تحریری اور زبانی دلائل اس رپورٹ کے ساتھ منسلک کیے جائیں گے۔

ہر معاملے کی رپورٹ متعلقہ فریقین مملکتوں کو بھیجی جائے گی۔

2- اس دفعہ کی توضیعات تب نافذالعمل ہوں گی جب اس منشور کی کم سے کم دس ریاستیں اس دفعہ کے پیرا 1 کے تحت اعلان کردیں۔ اس اعلان کو فریقین مملکتیں اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے پاس جمع کرائیں گی جو اس کی کاپیاں دیگر فریقین مملکتوں کو بھیجیں گے۔ اعلان کو سکریٹری جنرل کو کسی بھی وقت (نوٹیفکشن) دے کر واپس کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح اس اعلان کو واپس لینے سے کسی ایسے معاملے کے غور کیے جانے پر منفی اثر نہیں پڑے گا جو اس دفعہ کے تحت پہلے ہی بھیجے جاچکے مراسلے کا موضوع ہے۔ جب تک متعلقہ فریق مملت کوئی نیا اعلان نہ کردے۔

7- کمیشن معاملے پر مکمل طور سے غور کرنے کے بعد، لیکن کسی بھی حالت میں معاملہ اس کے پاس آنے کے بارہ مہینے کے بعد نہیں، کمیٹی کے چیرمین کو متعلقہ فریقین مملکتوں کو ارسال کرنے کے لیے ایک رپورٹ بھیجے گا؛

(الف) اگر کمیشن معاملے پر بارہ مہینے کے اندر مکمل طور پر غور نہیں کر پاتا ہے تو اس کی رپورٹ میں معا ملہ پر غور وخوض کس منزل پر ہے محض اس کا مختصر ذکر ہوگا؛

(ب) اگر اس منشور میں تسلیم کیے گئے انسانی حقوق کا احترام کرتے ہوئے اور اس کی بنیاد پر معاملے کا کوئی دوستانہ حل نکل آتا ہے تو کمیشن کی رپورٹ میں محض حقائق کا اور اس حل کا جو نکالا گیا ہے مختصر ذکر ہوگا۔

(ج) اگر ذیلی پیرا (ب) کی شرائط کے مطابق حل نہیں نکل پاتا ہے تو کمیشن اپنی رپورٹ میں حقائق کے ان تمام سوالات کی بابت جو متعلقہ فریقین مملکتوں کے درمیان تنازعہ سے متعلق ہیں، اپنی رائے قلمبند کرے گا اور اس کے ساتھ ساتھ اس معاملے کے دوستانہ حل کے امکانات پر بھی اظہار رائے کرے گا اس رپورٹ میں متعلقہ فریقین مملکتوں کے ذریعہ زبانی اور تحریری دلائل بھی شامل ہوں گے۔

(د) گر کمیشن کی رپورٹ ذیلی پیرا (ج) کے تحت پیش کی جاتی ہے تو متعلقہ فریقین مملکتیں رپورٹ وصول ہونے کے تین ماہ کے اندر اندر کمیٹی کے چیرمین کو اس بات کی اطلاع دیں گے کہ انہیں کمیشن کی رپورٹ میں مندرجہ باتیں قابل قبول ہیں یا نہیں۔

8- اس دفعہ کی توضیحات سے دفعہ 41 کے تحت کمیٹی کی ذمہ داریوں پر کوئی منفی اثر نہیں پڑے گا۔

9- متعلقہ فریقین مملکتیں اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے ذریعہ یئے گئے تخمینے کے مطابق کمیشن کے اراکین کے سبھی اخراجات برابر برابر برداشت کریں گے۔

10- اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کو اس بات کا حق حاصل ہوگا کہ وہ کمیشن کے اراکین کو اخراجات کی، اگر ضروری ہو ادائیگی اس دفعہ کے پیرا 9 کے مطابق متعلقہ فریقین مملکتوں کے ذریعہ ان اخراجات کی ادائیگی سے قبل ہی کردیں۔

دفعہ 43

کمیٹی کے ارکان اور عبوری مصالحتی کمیشن کے ارکان جن کا تقرر دفعہ 42 کے تحت کیا جائے اقوام متحدہ کی مراعات اور تحفظ سے متعلق کنونشن کی متعلقہ دفعات میں دی جانے والی سہولیات، مراعات اور تحفظ کے حقدار ہوں گے۔

دفعہ 44

اس منشور کی عمل آوری سے متعلق توضیعات موجودہ دستاویزوں اور اقوام متحدہ

مخصوص ایجنسیوں کی کنوینشنوں میں یا ان کے تحت انسانی حقوق کے میدان میں مصرحہ طریق کار کو مضرت پہنچائے بغیر لاگو ہونگیں اور اس منشور کی فریقین مملکتوں کو ان کے درمیان نافذالعمل عام یا مخصوص بین الاقوامی معاہدوں کے مطابق کسی تنازعہ کے حل کے لئے کوئی دیگر طریق کار اختیار کرنے سے نہیں روکیں گی۔

دفعہ 45

کمیٹی اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کو اپنے کام کاج کے بارے میں سالانہ رپورٹ متوسط معاشی اور سماجی کونسل بھیجے گی۔

دفعہ 46

اس منشور کی کوئی ایسی تعبیر نہیں کی جائے گی جو اقوام متحدہ کے چارٹر اور مخصوص ایجنسیوں کے قوانین موضوعہ، جو اس منشور میں متذکرہ معاملوں کی نسبت اقوام متحدہ اور مخصوص ایجنسیوں کے مختلف اداروں کے اپنے اپنے وجوب کا تعین کرتے ہیں، کی توضیعات کو مضرت پہنچائے۔

دفعہ 47

اس منشور کی کوئی ایسی تعبیر نہیں کی جائے گی جو سبھی لوگوں کے قدرتی وسائل اور دولت سے مکمل اور آزادانہ طور پر مستفید ہونے اور ان کا استعمال کرنے کے حق کو مضرت پہنچائے۔

دفعہ 48

1- یہ منشور اقوام متحدہ کے رکن ملک یا اس کی کسی خصوصی ایجنسی کے رکن، عالمی عدالت کے قانون موضوعہ (STATUTE) کی کسی فریق مملکت اور کسی ایسی مملکت کے لیے جس کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے اس منشور کا فریق بنانے کے لیے مدعو کیا ہو، برائے دستخط کھلا رہے گا۔

2- ابھی اس منشور کی توثیق ہونی ہے توثیق کی دستاویزات اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے پاس جمع کرائے جائیں گے۔

3- یہ منشور اس دفعہ کے پیرا 1 میں متذکرہ کسی مملکت کی شمولیت کے لیے کھلا رہے گا۔

4۔ شمولیت کی دستاویز کے اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے پاس جمع کرانے سے ہوگی۔

5۔ اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل ان تمام مملکتوں کو جنہوں نے اس منشور پر دستخط کردیئے ہیں یا اس میں شریک ہوگئے ہیں، توثیق یا شرکت کی بابت جمع کی گئی ہر دستاویز کے بارے میں اطلاع دیں گے۔

دفعہ 49

1- یہ منشور پینتیسویں توثیق یا شمولیت کی دستاویز اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے پاس جمع کرانے کے تین مہینے بعد نافذالعمل ہوگا۔

2- پینتیسویں توثیق یا شمولیت کی دستاویز جمع ہونے کے بعد ہر اس مملکت کے لیے جو اس منشور کی توثیق کرے یا اس میں شامل ہو یہ منشور اس کی اپنی توثیق یا شمولیت کی دستاویز جمع ہونے کی تاریخ کے تین مہینے بعد نافذالعمل ہوگا۔

دفعہ 50

اس منشور کی توضیعات کا اطلاق وفاقی مملکتوں کے تمام حصوں پر بغیر کسی حدود یا استثنیات ہوگا۔

دفعہ 51

1- اس منشور کی کوئی بھی فریق مملکت کسی بھی ترمیم کا بجھاؤ دے سکے گی اور اسے اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے پاس جمع کرا سکے گی اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل ایسی مجوزہ ترامیم اس منشور کی فریقین مملکتوں کو اس درخواست کے ساتھ ارسال کریں گے کہ وہ انہیں اس بات کی اطلاع دیں کہ وہ ان تجاویز پر غور کرنے اور ان کی بابت رائے دہی کی غرض سے فریقین مملکتوں کی کانفرنس بلائے جانے کے حق میں ہیں یا نہیں۔ اگر کم از کم ایک تہائی فریقین مملکتیں ایسی کانفرنس بلانے کے حق میں ہیں تو سکریٹری جنرل اقوام متحدہ کی سرپرستی میں ایسی کانفرنس منعقد کریں گے کانفرنس میں موجود اور رائے دہی میں حصہ لینے والی فریقین مملکتوں کی اکثریت سے منظور کی گئی کسی بھی ترمیم کو برائے منظوری اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کو بھیجا جائے گا۔

2- ترامیم متعلقہ دستوری طریق کار کے مطابق جنرل اسمبلی کی منظوری اور

اس منشور کی فریقین مملکتوں کی دو تہائی اکثریت کے ذریعہ منظور کیے جانے کے بعد ہی نافذالعمل ہوں گی۔

3- ترامیم نافذالعمل ہونے کے بعد وہ فریقین مملکتیں جنہوں نے انہیں منظور کیا ہے وہ دیگر فریقین مملکتیں جو اس منشور کی توضیعات کی اور ساتھ ہی ماقبل کی گئی کئی ترامیم کی جسے انہوں نے منظور کیا ہے اب بھی پابند ہیں، ان کی پابند ہوں گی۔

دفعہ 52

دفعہ 48 کے پیرا 5 کے تحت نوٹیفکیشن کے باوجود اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل اس دفعہ کے پیرا 1 میں متذکرہ تمام مملکتوں کو مندرجہ ذیل تفصیلات کی اطلاع دیں گے؛

(الف) دفعہ 48 کے تحت دستخط توثیق اور شمولیت؛

(ب) دفعہ 49 کے تحت اس منشور کے نافذالعمل ہونے کی تاریخ اور دفعہ 51 کے تحت ترامیم نافذالعمل ہونے کی تاریخ۔

دفعہ 53

1- اس منشور کے چینی، انگریزی، فرانسیسی، روسی اور ہسپانوی متن، جو مساوی طور پر مستند ہیں، اقوام متحدہ کے محافظ خانے میں جمع کرائے جائیں گے۔

2- اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل دفعہ 48 میں متذکرہ تمام مملکتوں کو اس منشور کی مصدقہ کاپیاں بھیجیں گے۔

5- بین الاقوامی منشور برائے شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق اختیاری پروٹوکال (1966)

(THE OPTIONAL PROTOCOL TO THE INTERNATIONAL COVENANT ON CIVIL AND POLITICAL RIGHTS)

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے بین الاقوامی منشور برائے شہری اور سیاسی حقوق کی توضیعات کو عملی جامہ پہنانے اور انسانی حقوق سے متعلق کمیٹی کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی سے متعلق شکایات کی بابت مناسب کارروائی کرنے کے لیے 16/دسمبر 1966 کو پہلا اختیاری پروٹو کال منظور کیا تھا جس کا نفاذ 23/مارچ 1976 کو ہوا۔ یہ پروٹوکال 14 دفعات پر مشتمل ہے جو اس طرح ہیں :

دفعہ 1

منشور کی فریق مملکت جو اس پروٹوکال کی فریق ہوجاتی ہے کمیٹی کے اس اختیار کو تسلیم کرتی ہے کہ وہ اپنے دائرہ اختیار کے تابع ایسے افراد کے اُن مراسلات کو وصول کرسکتی ہے اور ان پر غور کرسکتی ہے جن میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ وہ اس منشور

میں متذکرہ حقوق کی کسی مملکت فریق کے ذریعہ خلاف ورزی کا شکار ہوئے ہیں۔ کمیٹی کسی بھی ایسے مراسلے کو وصول نہیں کرے گی جو کسی ایسی فریق مملکت سے متعلق ہو جو اس منشور کی فریق نہیں ہے۔

دفعہ 2

دفعہ 1 کی توضیعات کے تابع، ایسے افراد جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے اس منشور میں متذکرہ حقوق میں سے کسی حق کی خلاف ورزی کی گئی ہے اور جنہوں نے اپنے ملک میں موجود تمام دادرسی کے ذرائع استعمال کرلیے ہیں کمیٹی کو بغرض غور تحریری مراسلہ بھیج سکیں گے۔

دفعہ 3

کمیٹی اس پروٹوکال کے تحت کوئی بھی ایسا مراسلہ بغرض غور قبول نہیں کرے گی جس میں مرسل کا نام نہ ہو یا جس کے بارے میں وہ یہ سمجھتی ہو کہ اس میں ایسے مراسلات بھیجنے کے حق کا ناجائز استعمال کیا گیا ہے یا یہ کہ وہ اس منشور کی توضیعات کے مطابق نہیں ہے۔

دفعہ 4

1- دفعہ 3 کی توضیعات کے تابع، کمیٹی اس پروٹوکال کے تحت داخل کیے گئے مراسلے کی جانب اس پروٹوکال کی اس فریق مملکت کی توجہ مبذول کرائے گی جس کے بارے میں یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اس نے اس منشور کی کسی توضیع کی خلاف ورزی کی ہے۔

2- وصول کنندہ مملکت چھ ماہ کے اندر اندر کمیٹی کو اس معاملے کی صفائی کے سلسلہ میں تحریری وضاحت یا بیانات بھیجے گی اور اس میں اس کارروائی کا بھی، اگر کوئی ہو، ذکر ہوگا جو ازالہ شکایت کے لئے سرکار نے کی ہو۔

دفعہ 5

1- کمیٹی متعلقہ شخص اور فریق پارٹی کے ذریعہ دستیاب کرائی گئی تمام تحریری جانکاری کی روشنی میں اس پروٹوکال کے تحت وصول شدہ مراسلات پر غور کرے گی۔

2- کمیٹی کسی بھی شخص کے مراسلے پر تب تک غور نہیں کرے گی جب تک کہ اس کو اس بات کا یقین نہ ہوجائے کہ :

(الف) اس معاملے پر کسی دیگر بین الاقوامی تحقیقاتی یا مصالحتی طریق کار کے تحت غور نہیں کیا جارہا ہے؛

(ب) متعلق شخص نے اپنے ملک میں موجود ہر طرح کی چارہ جوئی کا حق استعمال کرلیا ہے۔ اس اصول پر ایسی حالت میں تب عمل نہیں کیا جائے گا جب چارہ جوئی میں نامناسب تاخیر کی جارہی ہو۔

3- کمیٹی اس پروٹو کال کے تحت بھیجے گئے مراسلات پر بند کمرے میں کی جانے والی نشستوں میں غور کرے گی۔

4- کمیٹی متعلقہ فریق مملکت اور متعلقہ شخص کو اپنی رائے سے آگاہ کرے گی۔

دفعہ 6

کمیٹی منشور کی دفعہ 45 کے تحت اپنی سالانہ رپورٹ میں اس پروٹوکال کے تحت اپنی سرگرمیوں کا مختصر جائزہ لے گی۔

دفعہ 7

نوآباد ممالک اور وہاں کے عوام کو آزادی دینے سے متعلق اعلامیے کی بابت تجویز 1514 (15)، جسے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 14ردسمبر 1960 کو منظور کیا تھا، کی اغراض کے پورا ہونے تک، اس پروٹوکال کی توضیعات کسی بھی طرح اقوام متحدہ کے چارٹر اور اقوام متحدہ اور اس کی مخصوص ایجنسیوں کے تحت دیگر بین الاقوامی کنونشوں اور دستاویزات کے ذریعہ ان لوگوں کو دیئے گئے پٹیشن کے حق کو کسی بھی طرح محدود نہیں کریں گی۔

دفعہ 8

1- یہ پروٹوکال ہر اس مملکت کے دستخط کے لیے کھلا ہوا ہے جس نے منشور پر دستخط کردیئے ہیں۔

2- اس پروٹوکال کی ہر اس فریق کے ذریعہ توثیق ہونی باقی ہے جس نے منشور کی توثیق کردی ہے یا اس میں شمولیت اختیار کی ہے۔ شمولیت کی دستاویزات اقوام

متحدہ کے سکریٹری جنرل کے پاس جمع کرائی جائے گی۔

3- یہ پروٹوکال کسی بھی ایسی مملکت کی شمولیت کے لیے کھلا رہے گا جس نے منشور کی توثیق کردی ہے یا اس میں شمولیت اختیار کی ہے۔

4- شمولیت کو شمولیت کی دستاویز اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے پاس جمع کرکے مؤثر بنایا جائے گا۔

5- اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل توثیق یا شمولیت کی ہر دستاویز کے بارے میں ان تمام مملکتوں کو اطلاع دیں گے جنہوں نے اس پروٹوکال پر دستخط کیے ہیں یا اس میں شمولیت اختیار کی ہے۔

دفعہ 9

1- منشور کے نافذالعمل ہونے کے تابع، یہ پروٹوکال توثیق یا شمولیت کی دسویں دستاویز اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے پاس جمع کرانے کی تاریخ سے تین ماہ بعد نافذ العمل ہوگا۔

2- توثیق یا شمولیت کی دسویں دستاویز کے جمع ہونے کے بعد ایسی ہر مملکت کے لیے جو اس پروٹوکال کی توثیق کرے یا اس میں شمولیت اختیار کرے، یہ پروٹوکال توثیق یا شمولیت کی اس کی اپنی دستاویز جمع ہونے کی تاریخ سے تین ماہ بعد نافذالعمل ہوگا۔

دفعہ 10

اس پروٹوکال کی توضیعات کا پابندیوں یا مستثنیات کے بغیر وفاقی مملکتوں کے تمام حصوں پر اطلاق ہوگا۔

دفعہ 11

1- اس پروٹوکال کی کوئی بھی فریق مملکت کسی بھی ترمیم کی تجویز رکھ سکتی ہے اور اسے اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے پاس فائل کرسکتی ہے۔ ایسا کئے جانے پر سکریٹری جنرل مجوزہ ترامیم کی بابت اس پروٹوکال کی فریقین مملکتوں کو یہ درخواست کرتے ہوئے مراسلہ بھیجیں گے کہ وہ اس بات کی اطلاع دیں کہ وہ اس تجویز پر غور کرنے اور ووٹ دینے کے مقصد سے کانفرنس بلانے کے حق میں ہیں۔ اگر ایک تہائی

فریقین مملکتیں ایسی کانفرنس بلانے کے حق میں ہوں تو سکریٹری جنرل اقوام متحدہ کی زیر سرپرستی کانفرنس کا انعقاد کریں گے، کانفرنس میں موجود اور انتخاب میں حصہ لینے والی فریقین مملکتوں کے ذریعہ منظور کی گئی کسی بھی ترمیم کو بغرض منظوری اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کو بھیجا جائے گا۔

2- یہ ترامیم اس وقت نافذ العمل ہوں گی جب انہیں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے منظوری مل جائے اور اس پروٹوکال کی فریقین مملکتوں میں سے دوتہائی اکثریت نے اپنے اپنے آئینی طریقہ کار کے مطابق انہیں منظور کرلیا ہو۔

3- ترامیم نافذالعمل ہونے کے بعد وہ فریقین مملکتیں، جنہوں نے انہیں منظور کیا ہے، ان کی پابند ہوں گی۔ دیگر فریقین مملکتیں بھی اس پروٹوکال کی توضیعات اور ان ترامیم کی، جو اس سے قبل کی گئی ہوں اور جنہیں انہوں نے منظور کیا ہو، پابند ہوں گی۔

دفعہ 12

1- کوئی بھی فریق مملکت اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کو تحریری اطلاع دے کہ کسی بھی وقت اس پروٹوکال سے دست بردار ہوسکے گی۔ دست برداری سکریٹری جنرل کو اطلاع ملنے کی تاریخ سے 3 ماہ بعد مؤثر ہوگی۔ دست برداری کا دست برادری کے مؤثر ہونے کی تاریخ سے قبل دفعہ 2 کے تحت داخل کیے گئے کسی مراسلے پر اس پروٹوکال کی توضیعات کا اطلاق بغیر کسی منفی اثر کے جاری رہے گا۔

دفعہ 13

اس پروٹوکال کی دفعہ 8، پیرا 5 ، کے تحت کیے گئے نوٹیفکشوں کے باوجود، اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل منشور کی دفعہ 48، پیرا 1 میں محولہ سبھی مملکتوں کو مندرجہ ذیل تفاصیل کی اطلاع دیں گے :

(الف) دفعہ 8 کے تحت دستخط، توثیق وشمولیت،

(ب) دفعہ 9 کے تحت اس پروٹوکال کے نافذالعمل ہونے کی تاریخ اور دفعہ 11 کے تحت ترامیم کے نافذالعمل ہونے کی تاریخ؛

(ج) دفعہ 12 کے تحت دست برداری۔

دفعہ 14

1- اس پروٹوکال کے چینی، انگریزی، فرانسیسی، روسی اور ہسپانوی متن اقوام متحدہ کے محافظ خانے میں جمع کرائے جائیں گے۔

2- اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل اس پروٹوکال کی مصدقہ نقول منشور کی دفعہ 48 میں محولہ سبھی مملکتوں کو بھیجیں گے۔

6- سزائے موت کو ختم کرنے کی غرض سے بین الاقوامی منشور برائے شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق دوسرا اختیاری پروٹوکال

(THE SECOND OPTIONAL PROTOCOL TO THE INTERNATIONAL COVENANT ON CIVIL AND POLITICAL RIGHTS, AIMING AT THE ABOLITION OF DEATH PENALTY)

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے اگرچہ بین الاقوامی منشور برائے شہری اور سیاسی حقوق کو 1966 میں منظوری دے دی تھی لیکن اس کے دوسرے اختیاری پروٹوکال کو منظوری 23 سال بعد 15ردسمبر 1989 کو ملی۔ یہ اختیاری پروٹوکال سزائے موت کو ختم کرنے کے لیے منظور کیا گیا تھا۔ یہ پروٹوکال 11 دفعات پر مشتمل ہے جو اس طرح ہیں :

دفعہ 1

1- کسی بھی فریق مملکت کی عملداری میں کسی کو سزائے موت نہیں دی جائے گی۔

2- ہر فریق مملکت اپنی عملداری میں سزائے موت ختم کرنے کے لیے ضروری اقدام کرے گی۔

دفعہ 2

1- اس پروٹوکال میں کسی بھی تحفظ کی اجازت نہیں دی گئی ہے، سوائے اس تحفظ کے جو توثیق یا شمولیت کے وقت کیا گیا ہو اور جس میں دوران جنگ کیے گئے فوجی نوعیت کے نہایت شدید جرم کے لیے اثبات جرم کی صورت میں جنگ کے زمانے میں سزائے موت دینے کی بابت توضیع کی گئی ہو۔

2- ایسا تحفظ کرنے والی فریق مملکت توثیق یا شمولیت کے وقت اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کو اپنے ملک کے قوانین کی ان متعلقہ توضیعات کی بابت جانکاری دے گی جن کا دوران جنگ اطلاق ہوتا ہو۔

3- ایسا تحفظ کرنے والی فریق مملکت اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کو اپنے علاقے میں جنگ کے حالات پیدا ہونے یا ختم ہونے کی بابت اطلاع دے گی۔

دفعہ 3

فریق مملکتیں منشور کی دفعہ 40 کے مطابق انسانی حقوق کمیٹی کو پیش کی جانے والی رپورٹوں میں ان اقدام سے متعلق معلومات کو شامل کریں گی جو انہوں نے اس پروٹوکال کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کیے ہیں۔

دفعہ 4

منشور کی ان فریقین مملکتوں کی بابت، جنہوں نے دفعہ 41 کے تحت اعلان کیا ہو، انسانی حقوق کمیٹی کا مراسلات وصول کرنے اور ان پر غور کرنے کا اس وقت اختیار جب فریق مملکت یہ دعویٰ کرے کہ کوئی دیگر فریق مملکت اپنے وجوب کو پورا نہیں کررہی ہے اس پروٹوکال کی توضیعات پر وسعت حاصل کرلے گا بجز اس کے کہ فریق مملکت نے توثیق یاشمولیت کے وقت اس کے برخلاف بیان دے دیا ہو۔

دفعہ 5

16 دسمبر 1966 کو منظور کیے گئے بین الاقوامی منشور برائے شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق پہلے اختیاری پروٹوکال کی فریق مملکتوں کی بابت، اپنے دائرہ اختیار کے تابع افراد سے مراسلات وصول کرنے اور ان پر غور کرنے کا انسانی حقوق کمیٹی کا اختیار اس پروٹوکال کی توضیعات تک وسعت حاصل کرلے گا بجز اس کے کہ متعلقہ فریق مملکت نے توثیق یا شمولیت کے وقت اس کے برخلاف بیان دے دیا ہو۔

دفعہ 6

1- اس پروٹوکال کی توضیعات کا اطلاق منشور کی اضافی توضیعات کی مانند ہوگا۔

2- اس پروٹوکال کی دفعہ 2 کے تحت کسی تحفظ کے امکان پر منفی اثر ڈالے بغیر وہ حق جس کی اس پروٹوکال کی دفعہ 1، پیرا 1، میں ضمانت دی گئی ہے، منشور کی دفعہ 4 کے تحت کم نہیں کیا جاسکے گا۔

دفعہ 7

1- یہ پروٹوکال ہر اس مملکت کے دستخط کے لیے کھلا رہے گا جس نے منشور پر دستخط کیے ہیں۔

2- اس پروٹوکال کی ہر اس مملکت کے ذریعہ توثیق ہونی باقی ہے جس نے منشور کی توثیق کی ہے یا اس میں شمولیت اختیار کی ہے۔ توثیق کی دستاویزات اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے پاس جمع کرائی جائیں گی۔

3- یہ پروٹوکال ہر اس مملکت کے ذریعہ شمولیت کے لیے کھلا رہے گا جس نے منشور کی توثیق کی ہے یا اس میں شمولیت اختیار کی ہے۔

4- شمولیت کو اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے پاس دستاویزی شمولیت جمع کرکے مؤثر بنایا جائے گا۔

دفعہ 8

1- یہ پروٹوکال توثیق یا شمولیت کی دسویں دستاویز اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے پاس جمع کرانے کی تاریخ سے تین ماہ کے بعد نافذالعمل ہوگا۔

2- اس پروٹوکال کی توثیق یا شمولیت کی دسویں دستاویز جمع ہونے کے بعد

اس پروٹوکال کی توثیق کرنے والی یا اس میں شمولیت اختیار کرنے والی ہر مملکت کے لیے یہ پروٹوکال اس کی اپنی توثیق یا شمولیت کی دستاویز جمع ہونے کی تاریخ سے تین ماہ بعد نافذالعمل ہوگی۔

دفعہ 9

اس پروٹوکال کی توضیعات کا اطلاق پابندیوں یا مستثنیات کے بغیر وفاقی مملکتوں کے سبھی حصوں پر ہوگا۔

دفعہ 10

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل دفعہ 48، پیرا 1، میں محولہ سبھی مملکتوں کو مندرجہ ذیل تفصیلات کی اطلاع دیں گے :

(الف) اس پروٹوکال کی دفعہ 2 کے تحت تحفظات، مراسلات ونوٹیفکیشن؛

(ب) اس پروٹوکال کی دفعہ 4یا دفعہ 5 کے تحت دیئے گئے بیانات؛

(ج) اس پروٹوکال کی دفعہ 7 کے تحت دستخط، توثیق اور شمولیت؛

(د) دفعہ 8 کے تحت اس پروٹوکال کے نافذالعمل ہونے کی تاریخ؛

دفعہ 11

1- اس پروٹوکال کے عربی، چینی، انگریزی، فرانسیسی، روس اور ہسپانوی متن، جو مساوی طور پر مستند ہیں۔ اقوام متحدہ کے محافظ خانے میں جمع کرائے جائیں گے۔

2- اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل اس پروٹوکال کی مصدقہ نقول منشور کی دفعہ 48 میں محولہ سبھی مملکتوں کو بھیجیں گے۔

7- انسانی حقوق سے متعلق منشور میں بھارت کی شمولیت کی دستاویز (1979)

(THE INSTRUMENT OF ACCESSION BY INDIA TO THE HUMAN RIGHTS COVENANTS)

حکومت ہند نے انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی دستاویزات کے ذریعہ عطا کیے گئے حق خود ارادیت کی بابت کسی غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے 1979 کی مذکورہ عنوان کے تحت منظور کی گئی دستاویز میں اس اصطلاح اور اس حق کے بارے میں یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ اس حق کا استعمال صرف وہی لوگ کرسکیں گے جو کسی غیرملکی حکومت کے ماتحت ہیں، نہ کہ کسی مقتدر، خودمختار آزاد مملکت کے عوام یا قوم۔

چونکہ معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق سے متعلق بین الاقوامی منشور اور شہری وسیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی منشور جنہیں 16/دسمبر 1966 کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے بذریعہ تجویز نمبر 2200 (21) بتاریخ 16/دسمبر 1966 منظور کیا تھا اور جنہیں اس دستاویز کے ساتھ منسلکات میں دوبارہ پیش کیا گیا ہے۔

اور چونکہ مندرجہ ذیل اعلانات کے تابع متذکرہ منشور میں شمولیت مناسب اور قرین مصلحت ہے۔

اعلانات

(i) معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق سے متعلق بین الاقوامی منشور کی دفعہ 1 اور شہری وسیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی منشور کی دفعہ 1 کے حوالے سے حکومت جمہوریہ بھارت یہ اعلان کرتی ہے کہ ان دفعات میں مستعملہ الفاظ ''حقوق خود ارادیت'' کا اطلاق صرف ان لوگوں پر ہوگا جو کسی غیرملکی حکومت کے ماتحت ہیں اور ان الفاظ کا اطلاق، مقتدر، آزاد مملکتوں یا لوگوں کے کسی گروپ یا قوم پر نہیں ہوگا۔ یہی قومی اتحاد کی روح ہے۔

(ii) شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی منشور کی دفعہ 9. کے حوالے سے حکومت جمہوریۂ بھارت یہ موقف اختیار کرتی ہے کہ اس دفعہ کی توضیعات کا اطلاق اس طرح کیا جائے گا کہ وہ بھارت کے آئین کی دفعہ 22 کے ضمن (3) تا (7) کی توضیعات سے مطابقت رکھیں۔ علاوہ ازیں بھارت کے قانونی نظام میں کوئی بھی ایسا قابل نفاذ حق نہیں ہے جس کی رو سے ایسے افراد جنہیں غیر قانونی طور پر گرفتار کیا گیا ہو، یا نظربند کیا گیا ہو مملکت کے خلاف معاوضے کا دعویٰ کرسکیں۔

(iii) شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق منشور کی دفعہ 13 کی بابت حکومت جمہوریۂ بھارت اس بات کا حق محفوظ رکھتی ہے کہ وہ اپنے قوانین کا اطلاق غیر ملکوں پر بھی کرسکے۔

(iv) معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق سے متعلق بین الاقوامی منشور کی دفعہ 4 اور 8 اور شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی منشور کی دفعات 12، 19 (3)، 21 اور 22 کے حوالے سے حکومت جمہوریۂ بھارت یہ اعلان کرتی ہے کہ مذکورہ دفعات کی توضیعات کا اطلاق اس طرح کیا جائے گا کہ وہ بھارت کے آئین کی دفعہ 19 کی توضیعات سے مطابقت رکھیں۔

(v) معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق سے متعلق بین الاقوامی منشور کی دفعہ 7 (ج)

کے حوالے سے حکومت جمہوریہ بھارت یہ اعلان کرتی ہے کہ مذکورہ دفعہ کی توضیعات کا اس طرح اطلاق کیا جائے گا کہ وہ بھارت کے آئین کی دفعہ 16 (4) کی توضیعات سے مطابقت رکھیں۔

لہٰذا اس بات کی اطلاع دی جاتی ہے کہ حکومت جمہوریہ بھارت نے مذکورہ منشور پر غوروخوض کے بعد متذکرہ بالا اعلانات کے تابع اس میں شمولیت کا فیصلہ کیا ہے۔

8- انسانی حقوق سے متعلق امریکی کنونشن،

1969

(THE AMERICAN CONVENTION OF HUMAN RIGHTS)

اہم توضیعات

دفعہ 1

اس دفعہ میں اس بات کو یقینی بنانے کے لیے عہد کیا گیا ہے کہ تمام لوگوں کو نسل، رنگ، جنس، مذہب، سیاسی یا دیگر رائے، قومی یا سماجی نژاد، معاشی حیثیت، پیدائش یا کسی دیگر سماجی سبب کی بنیاد پر کسی امتیاز کے بغیر تمام حقوق اور مکمل آزادی حاصل ہوگی۔

دفعہ 2

اگر فریقین مملکتوں میں سے کسی مملکت میں دفعہ 1 میں محولہ حقوق یا آزادیوں کے استعمال کے بارے میں قانونی یا دیگر توضیعات نہیں کی گئی ہیں تو ان کو چاہیے کہ وہ ایسا کریں۔

دفعہ 3

ہر شخص کو قانون کی نظر میں ایک فرد کی حیثیت سے تسلیم کیے جانے کا حق حاصل ہے۔

دفعہ 4

اس دفعہ کے تحت ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کی زندگی کا احترام کیا جائے۔ اس کے اس حق کو اس لمحے سے ہی جب استقرار حمل ہو قانونی تحفظ حاصل ہوگا۔ کسی بھی شخص کو من مانے طور پر زندگی سے محروم نہیں کیا جائے۔

اس دفعہ میں یہ بھی توضیح کی گئی ہے کہ ان ممالک میں جہاں سزائے موت ختم نہیں کی گئی ہے، سزائے موت صرف سنگین جرائم کے لیے اور وہ بھی کسی مجاز عدالت کے حتمی فیصلے کے بعد دی جاسکتی ہے۔ لیکن ان ممالک میں جہاں یہ سزا ختم کی جاچکی ہے دوبارہ شروع نہیں کی جائے گی۔ علاوہ ازیں یہ سزا سیاسی جرائم یا ان سے متعلقہ عام جرائم کے لیے نہیں دی جائے گی، اٹھارہ سال سے کم اور ستر سال سے زیادہ عمر کے لوگوں کو سزائے موت نہیں دی جائے گی۔ حاملہ عورتوں پر اس سزا کی تعمیل نہیں کی جائے گی۔ اس کے علاوہ ہر ایسے شخص کو جس کے لیے سزائے موت کا اعلان کیا جاچکا ہے اس بات کا حق ہوگا کہ وہ معافی، سزا میں تبدیلی یا تخفیف کے لیے درخواست دے سکے۔

دفعہ 5

ہر شخص کو اپنی جسمانی، ذہنی اور اخلاقی ہیئت کے احترام کا حق حاصل ہے اس کے ساتھ کسی بھی قسم کا ظالمانہ، غیر انسانی یا ذلت آمیز برتاؤ نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی قسم کی اذیت پہنچائی جائے گی۔ ملزموں کو عموماً مجرموں سے الگ رکھا جائے گا۔ اسی طرح نابالغوں کو، جن کے خلاف فوجداری کارروائی چل رہی ہو، بالغوں سے الگ رکھا جائے گا۔

دفعہ 6

کسی بھی شخص کو غلام بنا کر نہیں رکھا جائے گا اور غلاموں وعورتوں کی تجارت ممنوع ہوگی۔ کسی بھی شخص سے جبری مزدوری نہیں کرائی جائے گی لیکن اس میں وہ

جبری مزدوری شامل نہیں ہے جو کسی سے قانونی سزا کے مطابق کرائی جائے۔ اس میں فوجی خدمت یا قدرتی آفات ودیگر خطرات جن سے ملک وقوم کی بقا اور وجود کو خطرہ لاحق ہوجائے، شامل نہیں ہیں، اس میں وہ خدمات بھی شامل نہیں ہیں جو شہری وجوب کے دائرے میں آتی ہے۔

دفعہ 7

ہر شخص کو ذاتی آزادی اور تحفظ کا حق حاصل ہے۔ کسی بھی شخص کو اس کی شخصی آزادی سے صرف قانون یا آئین کے مطابق ہی محروم کیا جاسکتا ہے، دیگر طور پر نہیں۔ کسی بھی شخص کو نہ تو من مانے ڈھنگ سے گرفتار کیا جائے گا اور نہ ہی قید میں رکھا جائے گا۔ ہر اس شخص کو جس کے خلاف الزام لگایا گیا ہے اور اسے نظربند کیا گیا ہے ایسا کرنے کی وجوہات بتائی جائیں گی اور اسے جلد از جلد جج کے روبرو پیش کیا جائے گا۔ اس شخص کو اپنی آزادی سے محرومی کی بابت مجاز عدالت میں دادرسی کا حق حاصل ہوگا۔ اس دفعہ میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ کسی مقروض شخص کو قرض کی ادائیگی نہ کرنے کی بنیاد پر نظر بند نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ 8

اس دفعہ کے تحت ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کے شہری یا دیگر کسی نوعیت کے حقوق اور وجوب کے تعین کے لیے کوئی مجاز آزاد اور غیر جانبدار عدالت اس کی سنوائی کرے۔ اگر عدالت میں ایسی زبان کا استعمال کیا جاتا ہے جسے ملزم نہیں سمجھ پاتا تو اس کے لیے مترجم یا معبر کا انتظام کیا جانا چاہئے۔ اس کے علاوہ ملزم کو اپنے دفاع کی تیاری کا مناسب وقت اور ذرائع میسر کرائے جائیں۔ ملزم کو اس بات کا حق بھی حاصل ہوگا کہ وہ اپنا دفاع خود کرے یا اپنی پسند کے وکیل سے کرائے۔ اس کو گواہان پیش کرانے اور ان سے سوال/جواب اور جرح کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اس کے علاوہ اسے یہ حق بھی حاصل ہوگا کہ وہ اس عدالت کے فیصلے کے خلاف اس سے بڑی عدالت میں اپیل کرسکے۔

دفعہ 9

کسی بھی شخص کو کسی بھی ایسے فعل یا ترک فعل کے لیے، جس سے کسی جرم

کا ارتکاب نہ ہوتا ہو، مجرم نہیں ٹھہرایا جائے گا۔

دفعہ 10

اگر کسی شخص کو حتمی فیصلے کے بعد کوئی سزا دی گئی ہے اور اس سے ناانصافی ہوئی ہے تو وہ معاوضے کا دعویٰ کرسکتا ہے۔

دفعہ 11

ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ اس کا احترام کیا جائے اور اس کی عظمت ووقار کو تسلیم کیا جائے اس کے ذاتی معاملات، خاندانی امور، خلوت یا خط وکتابت میں کوئی مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کی عزت یا ساکھ پر غیر قانونی طریقے سے حملہ کیا جائے۔

دفعہ 12

ہر شخص کو ضمیر اور مذہب کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں اپنی پسند کا مذہب یا عقیدہ اختیار کرنے یا اپنانے کی آزادی اور انفرادی طور پر یا دوسروں کے ساتھ شریک ہو یا سب کے سامنے یا نجی طور پر عبادت کرنے یا عقیدے کو ظاہر کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔ کسی بھی شخص پر ایسی پابندیاں عاید نہیں کی جائیں گی جس سے اسے اپنے مذہب یا عقیدے کو اختیار کرنے یا اپنانے یا اسے بدلنے کی آزادی میں کمی آئے۔ علاوہ ازیں والدین کو اس بات کی آزادی ہوگی کہ وہ اپنے بچوں کو اپنے عقاید کے مطابق مذہبی اور اخلاقی تعلیم دلاسکیں۔

دفعہ 13

ہر شخص کو آزادیٔ خیال اور اظہار کا حق حاصل ہے اور اس حق پر کسی بالواسطہ طریقے سے، خواہ وہ نیوز پرنٹ، ریڈیو وغیرہ پر سرکاری یا نجی کنٹرول کا غلط استعمال ہو یا کوئی اور دیگر طریقہ، حق اظہار پر پابندی نہیں لگائی جاسکتی۔

دفعہ 15

بغیر اسلحہ کے پرامن اجتماع کے حق کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس حق پر صرف ایسی پابندی لگائی جاسکتی ہے جس کا لگانا کسی جمہوری معاشرے میں قومی سلامتی، صحت عامہ یا امن عامہ یا دیگر آزادیوں کے تحفظ کے لیے ضروری ہو۔

دفعہ 16

تمام لوگوں کو آزادانہ طور پر فکری، مذہبی، سیاسی، معاشی، سماجی ثقافتی یا دیگر اغراض کے لیے جماعت سازی کا حق حاصل ہے اس حق پر صرف ایسی پابندی لگائی جاسکتی ہے جس کا لگانا کسی جمہوری معاشرے میں قومی سلامتی، صحت عامہ یا امن عامہ یا دیگر آزادیوں کے تحفظ کے لیے ضروری ہو۔

دفعہ 17

خاندان، کسی معاشرے کی قدرتی اور بنیادی گروپ اکائی ہے اور وہ معاشرے اور مملکت دونوں کی جانب سے تحفظ کی حقدار ہے۔ شادی کے قابل عمر کے تمام مردوں اور عورتوں کو اپنی مرضی سے شادی کرنے کا حق حاصل ہے قانون تمام بچوں کے لیے مساوی حقوق تسلیم کرتا ہے خواہ وہ بچے شادی شدہ جوڑے سے پیدا ہوئے ہوں یا غیر شادی شدہ جوڑے سے۔

دفعہ 18

ہر شخص کو نام اور ذیلی نام کا حق حاصل ہے۔

دفعہ 19

ہر نابالغ بچے کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کا خاندان، معاشرہ اور مملکت اس کے تحفظ کے لیے اقدام کرے۔

دفعہ 20

ہر شخص کو قومیت کا حق حاصل ہے اس میں ہر ایسے شخص کی اس ملک کی قومیت حاصل کرنے کا حق بھی شامل ہے جہاں وہ پیدا ہوا ہے بشرطیکہ وہ کسی دیگر قومیت کا حقدار نہیں ہے۔ کسی بھی شخص کو اس کی قومیت یا قومیت کے بدلنے کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔

دفعہ 21

ہر شخص کو جائیداد رکھنے اور اس سے مستفید ہونے کا حق حاصل ہے اور اسے اس حق سے مفاد عامہ کے حق میں، معاوضہ ادا کرکے، ہی محروم کیا جاسکتا ہے۔

دفعہ 22

ہر شخص کو اپنے ملک میں کہیں بھی آنے جانے اور اپنا ملک چھوڑ کر دیگر ملک میں جانے کی مکمل آزادی ہوگی۔

دفعہ 23

ہر شہری کو اس بات کی آزادی ہوگی اور ساتھ ہی حقوق اور مواقع حاصل ہوں گے کہ وہ بلاواسطہ یا آزادانہ طور پر منتخب نمائندوں کے ذریعہ امور عامہ میں شرکت کرسکے اور انتخابات میں رائے دہی میں حصہ لے سکے۔ یہ انتخابات عالمگیر اور مساوی رائے دہندگی پر مبنی ہوں گے اور خفیہ رائے دہی کے طریقے پر کرائے جائیں گے۔

دفعہ 25

ہر شخص کو اپنے بنیادی حقوق، جن کو کسی ملک کے آئین نے تسلیم کیا ہو یا انہیں دیگر قوانین میں تسلیم کیا گیا ہو یا جنہیں اس کنونشن میں تسلیم کیا گیا ہے، کی خلاف ورزی کے خلاف عدالت میں چارہ جوئی کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ 27

جنگ، یا ناگہانی حالات میں مملکت ایسے اقدام کرسکتی ہے جن سے اس کنونشن کے تحت اس کے وجوب میں کوئی تخفیف ہو لیکن ایسا صرف اس حد تک کیا جانا چاہئے جو اس صورت حال میں اشد ضروری ہو لیکن یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ایسی صورت حال میں بھی دفعہ 3، (ایک فرد کی حیثیت سے تسلیم کئے جانے کا حق) دفعہ 4 (زندگی کا حق)، دفعہ 9 (کسی فعل یا ترک فعل جس سے کسی جرم کا ارتکاب ہو، کے لے تحفظ) دفعہ 12 (ضمیر اور مذہب کی آزادی) دفعہ 17 (خاندان کے حقوق)، دفعہ 18 (نام کا حق) دفعہ 19 (بچے کا حق) دفعہ 20 (قومیت کا حق) اور دفعہ 23 (حکومت میں شرکت کا حق) یا ایسے حقوق کے تحفظ کے لیے ضروری عدلیاتی ضمانتوں کو معطل نہیں کیا جاسکتا۔

دفعہ 32

ہر شخص کی اپنے خاندان، اپنے فرقے اور انسانیت کے لیے کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ کسی جمہوری معاشرے میں ہر شخص کے حقوق دوسروں کے حقوق، عام لوگوں کی سلامتی اور عام بہبود کے تقاضوں کے باعث محدود ہوجاتے ہیں۔

9- انسانی حقوق اور لوگوں کے حقوق سے متعلق افریقی چارٹر (1981)

(THE AFRICAN CHARTER ON HUMAN RIGHTS AND PEOPLES' RIGHTS)

اہم توضیحات

دفعہ 1

اس چارٹر کی فریقین مملکتیں، اس چارٹر میں مصرحہ حقوق، فرائض اور آزادیوں کو تسلیم کریں گی۔

دفعہ 2

ہر شخص کو کسی بھی امتیاز کے بغیر جیسے نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب، سیاسی یا دیگر رائے قومی یا سماجی نژاد، دولت مندی پیدائش یا دیگر حیثیت، وہ تمام حقوق اور آزادیاں حاصل ہوں گی جنہیں اس چارٹر میں تسلیم کیا گیا ہے اور جن کی ضمانت دی گئی ہے۔

دفعہ 3

قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سبھی کو مساوی قانونی تحفظ کا حق

حاصل ہے۔

دفعہ 4

انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں کی جاسکتی ہر انسان اس بات کا حقدار ہے کہ اس کی زندگی اور اس کی شخصی آزادی کا احترام کیا جائے۔ کسی بھی شخص کو اس حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔

دفعہ 5

ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ اس کی عظمت اور وقار کا احترام کیا جائے اس دفعہ کے تحت ہر طرح کا استحصال اور تذلیل خاص کر غلامی، غلاموں کی تجارت، ایذا رسانی، ظالمانہ، غیرانسانی یا ذلت آمیز سزا اور برتاؤ کی بھی ممانعت ہوگی۔

دفعہ 6

ہر شخص کو شخصی آزادی اور تحفظ کا حق حاصل ہوگا اور اسے اس آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا، سوائے ان وجوہات اور شرائط کے جن کی قانون میں صراحت کی گئی ہے، خاص طور سے کسی بھی شخص کو من مانے ڈھنگ سے نہ تو گرفتار کیا جائے گا اور نہ نظربند۔

دفعہ 7

ہر شخص کو حق سماعت حاصل ہے اور اسے اپنے ان بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کے خلاف، جو کنونشنوں، قوانین، ضابطو ں اور رسم ورواج کے ذریعہ تسلیم کیے گئے ہیں یا ان کے ذریعہ ان کی ضمانت دی گئی ہے، اپیل کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اس کے علاوہ ہر ملزم کو جب تک اس کا جرم کسی مجاز عدالت یا ٹریبونل کے سامنے ثابت نہیں ہوجاتا ہے بے گناہ سمجھا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر ایسے شخص کو جس کے خلاف کوئی قانونی چارہ جوئی کی گئی ہے، اپنا دفاع پیش کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ 8

ہر شخص کو ضمیر کی آزادی، کوئی بھی پیشہ اختیار کرنے کی آزادی اور کوئی بھی مذہب اختیار کرنے اور اس کے مطابق عبادت کرنے کی آزادی حاصل ہوگی۔

دفعہ 9

ہر شخص کو جانکاری حاصل کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ 10

ہر شخص کو قانون کے مطابق آزادانہ انجمن سازی کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ 11

ہر شخص کو آزادانہ طور پر دوسروں کے ساتھ جمع ہونے کا حق حاصل ہے لیکن اس حق پر قانون کے مطابق قومی سلامتی، تحفظ، صحت، اخلاق اور دوسروں کے حقوق اور آزادیوں کے مفاد میں ضروری پابندیاں لگائی جاسکتی ہیں۔

دفعہ 12

ہر شخص کو اپنے ملک میں کہیں بھی آنے جانے اور اپنا ملک چھوڑ کر دوسرے ملک میں آنے جانے کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ 13

ہر شخص کو انتخابات میں حصہ لینے اور آزادانہ طور پر اپنے نمائندے چننے کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ 14

اس دفعہ میں حق جائیداد کی ضمانت دی گئی ہے۔

دفعہ 15

اس دفعہ کے تحت ہر شخص کو کام کا حق حاصل ہوگا اور مساوی کام کے لیے مساوی اجرت دی جائے گی۔

دفعہ 17

ہر شخص کو تعلیم کا حق حاصل ہوگا اور وہ ثقافتی زندگی میں آزادانہ طور پر حصہ لے سکے گا۔

دفعہ 18

خاندان، جو معاشرے کی قدرتی اکائی ہوتی ہے، مملکت اسے تحفظ فراہم کرے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ مملکت اس خاندان کی بھی مدد کرے گی جس کا یہ فرض ہے

کہ وہ ان اخلاقی اور روایتی اقدار کی، جن کا وہ محافظ ہے، حفاظت کرے۔ مملکت اس بات کو یقینی بنائے گی کہ بچوں اور عورتوں کے حقوق کا مکمل تحفظ کیا جائے، ان کے ساتھ کسی قسم کا امتیاز نہ برتا جائے اور بین الاقوامی اعلامیوں اور کنونشنوں کی پابندی کی جائے۔ علاوہ ازیں مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ عمر رسیدہ اور معذور لوگوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے خصوصی اقدام کرے۔

دفعہ 20

سبھی لوگوں کو اپنی بقا کا حق حاصل ہوگا اس کے ساتھ ساتھ انہیں حق خود ارادیت بھی حاصل ہوگا۔

دفعہ 21

سبھی لوگ اپنی دولت اور قدرتی وسائل کا آزادانہ طور پر استعمال کرسکیں گے۔

دفعہ 23

سبھی لوگوں کو قومی اور بین الاقوامی امن اور سلامتی کا حق حاصل ہوگا ان لوگوں کو جنہوں نے دوسرے ممالک میں پناہ لی ہے تخریبی کارروائی کرنے کا حق حاصل نہیں ہوگا اور نہ ہی فریقین مملکتیں انہیں ایسا کرنے کی اجازت دیں گی۔

دفعہ 24

سبھی لوگوں کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ انہیں اپنی ترقی اور فروغ کے لیے اطمینان بخش ماحول میسر ہو۔

دفعہ 25

اس چارٹر کی فریقین مملکتیں ان حقوق کو تعلیم، نشرواشاعت وغیرہ کے ذریعہ عوام کے علم میں لائیں گی۔

دفعہ 26

اس چارٹر کی فریقین مملکتیں عدلیہ کی آزادی کو بھی یقینی بنائیں گی۔

10- انسانی حقوق سے متعلق عرب چارٹر

(1994)

(THE ARAB CHARTER ON HUMAN RIGHTS)

دفعہ 1

(الف) سبھی لوگوں کو حق خود ارادیت اور اپنی قدرتی دولت اور وسائل پر کنٹرول حاصل ہے اور اس حق کی بدولت انہیں اپنے سیاسی تشخص کا آزادانہ تعین کرنے اور اپنی معاشی، سماجی اور ثقافتی ترقی کے لئے آزادانہ عمل پیرا ہونے کا حق حاصل ہے۔

(ب) نسلی امتیاز، صیہونیت، غاصبانہ قبضے اور بیرونی تسلط انسانی عظمت کے لئے ایک چیلنج بنے ہوئے ہیں اور ان سے لوگوں کے بنیادی حقوق کے حصول میں رکاوٹ پیدا ہورہی ہے۔ لہٰذا اس بات کی ضرورت ہے کہ اس قسم کی سرگرمیوں کی مذمت کی جائے اور ان کے خاتمے کے لئے کوشش کی جائے۔

دفعہ 2

اس منشور کی ہر فریق مملکت اس بات کو یقینی بنانے کا عہد کرتی ہے کہ وہ

اپنی عملداری میں اور اپنے دائرہ اختیار کے تابع اس منشور میں تسلیم شدہ سبھی حقوق اور آزادیوں سے نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب، سیاسی فکر، قومی یا سماجی نژاد، جائیداد، پیدائش یا دیگر کسی حیثیت کی بنیاد پر کسی امتیاز کے بغیر اور مردوزن کے بیچ کسی بھی قسم کی تفریق کے بغیر مستفیض ہونے کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ 3

(الف) کسی فریق مملکت میں تسلیم شدہ یا موجودہ انسانی حقوق میں سے کسی پر قانون، روایات یا رسم ورواج کے باعث محض اس بہانے سے کہ یہ منشور ایسے حقوق کو تسلیم نہیں کرتا یا اگر کرتا ہے تو اس حد تک تسلیم نہیں کرتا جس حد تک کیا جانا چاہیئے نہ تو کوئی پابندیاں عاید کی جائیگی اور نہ ہی ان میں تخفیف کی جائے گی۔

(ب) اس منشور کی کوئی بھی فریق مملکت اس منشور میں تسلیم شدہ بنیادی آزادیوں میں، جن کا کسی ایسی دیگر مملکت کے شہری فائدہ اٹھا رہے ہیں جہاں ان آزادیوں کا کم احترام کیا جاتا ہے، تخفیف نہیں کرے گی۔

دفعہ 4

(الف) اس منشور میں تسلیم شدہ حقوق اور آزادیوں پر کوئی پابندیاں عاید نہیں کی جائیں گی سوائے ان کے جن کی بابت قانون میں توضیح کی گئی ہو اور جو قومی سلامتی اور معیشت، امن عامہ، صحت یا اخلاقیات یا دیگر لوگوں کے حقوق اور آزادیوں کا تحفظ کرنے کے لئے ضروری سمجھی جائیں۔

(ب) ایسے ناگہانی حالات میں جن سے قوم کے وجود کو خطرہ ہو فریق مملکتیں اس منشور کے تحت اپنے وجوب میں اس حد تک تخفیف کرنے کے لئے اقدام کرسکتی ہیں جس حد تک ان کی اس صورت حال میں واقعی ضرورت ہے۔

(ج) ایسے اقدام یا تخفیف کسی بھی حالت میں ایذا رسانی اور ذلت آمیز سلوک، اپنے ملک میں واپسی، سیاسی پناہ، مقدمات کی سماعت، ایک ہی فعل کی بابت پھر سے مقدمے کی سماعت کی اجازت نہ ہونے سے

متعلق حقوق پر اور جرم اور سزا کی قانونی حیثیت پر نہ تو اثر انداز ہوگی اور نہ اطلاق ہوگا۔

دفعہ 5

ہر شخص کو زندگی، آزادی اور اپنی ذات کے تحفظ کا حق حاصل ہے ان حقوق کو قانون کے ذریعہ تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

دفعہ 6

کسی جرم کو جرم یا کسی سزا کو سزا اس وقت تک نہیں سمجھا جائے گا جب تک کہ قانون میں ایسی توضیع نہ کی گئی ہو اور ایسی توضیع کے نافذالعمل ہونے سے قبل کیے گئے کسی فعل کے لیے سزا نہیں دی جائے گی۔ اگر بعد میں بنائے گئے قوانین ملزم کے حق میں ہوں تو اسے اس کا فائدہ ملے گا۔

دفعہ 7

کسی بھی ملزم کو تب تک بے گناہ سمجھا جائے گا جب تک کہ کسی قانون کے مطابق کی گئی ایسی سماعت میں جس میں اس نے اپنے دفاع کے لیے ضروری ضمانت کا فائدہ اٹھایا ہو۔ اسے قصوروار ثابت نہ کردیا گیا ہو۔

دفعہ 8

ہر شخص کو ذاتی آزادی اور تحفظ کا حق حاصل ہے اور کسی بھی شخص کو بغیر کسی قانونی وارنٹ کے اور بلا تاخیر کسی جج کے روبرو پیش کیے بغیر نہ تو گرفتار کیا جائے گا، نہ تحویل میں رکھا جائے اور نہ ہی نظربند کیا جائے گا۔

دفعہ 9

قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور ہر شخص کو مملکت کی عمل داری میں قانونی چارہ جوئی کے حق کی ضمانت دی گئی ہے۔

دفعہ 10

سزائے موت صرف نہایت شدید جرائم میں ہی دی جائے گی اور ہر ایسے شخص کو جس کی بابت سزائے موت کا حکم دیا گیا ہے معافی یا تخفیف یا تعدیل سزا کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ 11

کسی بھی سیاسی جرم کے لیے کسی بھی صورت میں سزائے موت نہیں دی جائے گی۔

دفعہ 12

18 سال سے کم کے کسی بھی شخص کو، کسی بھی حاملہ عورت کو قبل از ولادت یا کسی بھی مربی ماں کو ولادت کی تاریخ سے دو سال تک سزائے موت نہیں دی جائے گی۔

دفعہ 13

(الف) فریقین مملکتیں اپنی اپنی عملداری میں ہر شخص کو جسمانی یا ذہنی ایذا رسانی یا ظالمانہ، غیرانسانی یا ذلت آمیز سلوک کے خلاف تحفظ فراہم کریں گی۔ وہ ایسی باتوں کو روکنے کے لیے مؤثر اقدام کریں گی اور اس قسم کی کارروائی یا اس میں شرکت کو قابل سزا جرم سمجھیں گی۔

(ب) کسی بھی شخص کی مرضی کے بغیر اس پر کوئی طبی یا سائنسی تجربہ نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ 14

اگر یہ ثابت ہوجائے کہ کوئی شخص قرض ادا کرنے یا اپنے شہری وجوب کو پورا کرنے کا اہل نہیں ہے تو اسے اس بنیاد پر سزائے قید نہیں دی جائے گی۔

دفعہ 15

ایسے اشخاص کے ساتھ جنہیں آزادی سے محرومی کی سزا دی گئی ہے انسانیت کا برتاؤ کیا جائے گا۔

دفعہ 16

کسی بھی شخص پر ایک ہی جرم کے لیے دوبار مقدمہ نہیں چلایا جائے گا۔ اگر کسی شخص کے خلاف اس قسم کی کارروائی کی جاتی ہے تو اسے اس کارروائی کے قانونی جواز کو چیلنج کرنے اور اپنی رہائی کی مانگ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ کوئی بھی شخص جسے غیر قانونی طریقے سے گرفتار یا نظربند کیا گیا ہو معاوضے کا حقدار ہوگا۔

دفعہ 17

خلوت واجب التعمیل ہوگی اور اس کی خلاف ورزی جرم شمار ہوگی۔ خلوت میں نجی خاندانی امور، واجب التعمیل خلوت مکانی اور خط وکتابت ودیگر پرائیویٹ ذرائع مواصلات کی رازداری شامل ہیں۔

دفعہ 18

ہر شخص کو قانون کی نظر میں ایک فرد کی حیثیت سے تسلیم کیے جانے کا حق بالذات حاصل ہے۔

دفعہ 19

عوام ہی اقتدار کی بنیاد ہوتے ہیں اور ہر بالغ شہری کو سیاست میں حصہ لینے کا حق حاصل ہوگا اور وہ اپنے اس حق کا استعمال قانون کے مطابق کرے گا۔

دفعہ 20

کسی بھی مملکت کی عملداری میں رہائش پذیر ہر شخص کو قانون کی حدود میں رہتے ہوئے ملک کے کسی بھی حصہ میں نقل وحرکت اور رہائش کی آزادی کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ 21

کسی بھی شہری کو کسی بھی عرب ملک سے، جس میں اس کا اپنا ملک بھی شامل ہے، جانے سے من مانے طور پر یا غیر قانونی طور سے نہ تو روکا جائے گا اور نہ ہی اپنے ملک کے کسی حصے میں رہنے کی ممانعت کی جائے گی اور نہ رہنے کے لیے مجبور کیا جائے گا۔

دفعہ 22

کسی بھی شہری کو نہ تو اپنے ملک سے نکالا جائے گا اور نہ ہی ملک میں واپس آنے سے روکا جائے گا۔

دفعہ 23

جبر واستبداد سے بچنے کے لیے ہر شہری کو دیگر ممالک میں سیاسی پناہ لینے کا حق حاصل ہوگا لیکن ایسے لوگ جن کے خلاف عام قانون کے تحت کسی جرم کے لیے

مقدمہ چل رہا ہے اس حق کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ سیاسی پناہ گزیں کسی کے حوالے نہیں کئے جائیں گے۔

دفعہ 24

کسی بھی شہری کو اپنی اصل قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی بغیر کسی قانونی جواز کے کوئی دیگر قومیت اختیار کرنے کے اس کے حق سے انکار کیا جائے گا۔

دفعہ 25

ہر شہری کو نجی جائیداد کی ملکیت کے حق کی ضمانت دی گئی ہے۔ کسی بھی شہری کو کسی بھی صورت میں من مانے ڈھنگ سے یا غیر قانونی طریقے سے اس کی جائیداد یا اس کے کسی حصے سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ 26

ہر شخص کو عقیدے، فکر اور رائے کی آزادی کے حق کی ضمانت دی گئی ہے۔

دفعہ 27

ہر مذہب کے پیروکاروں کو دیگر لوگوں کے حقوق پر منفی اثر ڈالے بغیر اپنے اپنے طریقے سے عبادت کرنے اور اظہار، عمل یا تعلیم کے ذریعہ اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ عقیدے، فکر اور رائے پر پابندیاں قانون کی توضیعات کے مطابق ہی عاید کی جائیں گی دیگر طور پر نہیں۔

دفعہ 28

سبھی شہریوں کو پرامن اجتماع اور جماعت سازی کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق کے استعمال پر تب تک پابندیاں عاید نہیں کی جائیں گی جب تک کہ قومی سلامتی، امن عامہ یا دیگر لوگوں کے حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کے لیے ایسا کرنا ضروری نہ ہو۔

دفعہ 29

مملکت ٹریڈ یونین بنانے اور قانون میں متذکرہ حدود میں رہ کر ہڑتال کرنے

کی ضمانت دیتی ہے۔

دفعہ 30

مملکت ہر شہری کو کام کے حق کی ضمانت دیتی ہے تاکہ وہ ایک ایسے معیار زندگی کو اپنا سکے جس میں زندگی کی بنیادی ضرورتیں پوری ہوجائیں۔ مملکت ہر شہری کو پورا پورا سماجی تحفظ فراہم کرنے کی ضمانت دیتی ہے۔

دفعہ 31

کام کے معاملے میں اپنی پسند کی ضمانت دی گئی ہے اور جبری مزدوری کی ممانعت کی گئی ہے۔ کسی عدالت کے فیصلے کی شرائط کے تحت کسی شخص کو اگر کوئی کام کرنے کے لیے مجبور کیا جاتا ہے تو اسے جبری مزدوری نہیں سمجھا جائے گا۔

دفعہ 32

مملکت اس بات کو یقینی بنائے گی کہ اس کے شہریوں کو کام کے معاملے میں مساوی مواقع میسر ہوں اور انہیں معقول مزدوری ملے اور یکساں کام کے لیے یکساں مشاہرہ دیا جائے۔

دفعہ 33

ہر شہری کو اپنے ملک میں کسی بھی سرکاری عہدے تک پہنچنے کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ 34

جہالت کا خاتمہ قابل پابندی دجوب میں شامل ہے اور ہر شخص کو تعلیم کا حق بھی حاصل ہے۔ کم سے کم پرائمری تعلیم لازمی اور مفت ہوگی اور ثانوی اور یونیورسٹی سطح کی تعلیم سبھی کو باسانی میسر کرائی جائے گی۔

دفعہ 35

شہریوں کو ایک ایسے دانشورانہ اور ثقافتی ماحول میں رہنے کا حق ہے جس میں عرب نیشنلزم باعث افتخار ہو اور انسانی حقوق کے تحفظ کا احترام کیا جائے اور نسلی، مذہبی یا دیگر کسی طرح کے امتیاز سے احتراز کیا جائے اور بین الاقوامی تعاون اور عالمی امن کے کاز کی حمایت کی جائے۔

دفعہ 36

ہر شخص کو ثقافتی زندگی میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ ادبی اور فنی کاموں سے استفادہ کرنے کا حق بھی شامل ہے۔ اس حق میں فنی، دانشورانہ اور تخلیقی خوبیوں کو فروغ دینے کے لیے مواقع فراہم کرنا بھی شامل ہے۔

دفعہ 37

اقلیتوں کو اپنی ثقافت سے مستفیض ہونے یا اپنے مذاہب کی تعلیمات کی پیروی کرنے کے حق سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ 38

(الف) خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے لہٰذا اسے اس کا تحفظ حاصل ہوگا۔

(ب) مملکت، خاندان، ماں، بچوں اور بوڑھوں کو بہترین دیکھ بھال کرنے اور انہیں خصوصی تحفظ فراہم کرنے کا عہد کرتی ہے۔

دفعہ 39

نوجوانوں کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ انہیں جسمانی اور ذہنی فروغ کے لیے بھرپور مواقع میسر ہوں۔

دفعہ 40

(الف) لیگ کی کونسل کی رکن مملکتیں جو منشور کی فریقین ہیں خفیہ رائے دہی کے ذریعہ انسانی حقوق کے ماہرین کا انتخاب کریں گی۔

(ب) کمیٹی سات ارکان پر مشتمل ہوگی جنہیں منشور کی رکن فریق مملکتیں نامزد کریں گی۔ کمیٹی کا پہلا انتخاب منشور کے نافذالعمل ہونے کے چھ ماہ بعد کرایا جائے گا۔ کمیٹی میں ایک ہی مملکت کے ایک سے زیادہ افراد کو شامل نہیں کیا جائے گا۔

(ج) سکریٹری جنرل رکن مملکتوں سے یہ درخواست کریں گے کہ وہ انتخاب کی مقررہ تاریخ سے دو ماہ پہلے اپنے امیدواروں کے نام بھیج دیں۔

(د) امیدوار جو کمیٹی کے کام کاج کے میدان میں نہایت تجربہ کار اور

باصلاحیت ہونے چاہئیں۔ اپنی نجی حیثیت میں مکمل غیرجانبداری اور ایمانداری کے ساتھ خدمات انجام دیں گے۔

(ہ) کمیٹی کے ارکان کا انتخاب تین سال کی مدت کے لیے کیا جائے گا جن میں سے تین کی رکنیت کی مزید مدت کے لیے تجدید کی جائے گی اور ان کے ناموں کا انتخاب قرعہ اندازی سے کیا جائے گا اور جہاں تک ممکن ہو ایسا باری باری کے اصول کے مطابق کیا جائے گا۔

(و) کمیٹی اپنے چیئرمین کا انتخاب کرے گی اور اپنے طریقۂ کار کے اصول وضع کرے گی جس میں اس کے طریق کار کی صراحت کی جائے گی۔

(ز) سکریٹری جنرل لیگ کے سکریٹریٹ کے صدر مقام پر کمیٹی کے اجلاس کا انعقاد کریں گے۔ سکریٹری جنرل کی منظوری سے کمیٹی کا اجلاس کام کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے کسی دیگر عرب ملک میں بھی کرایا جاسکتا ہے۔

دفعہ 41

1- فریقین مملکتیں انسانی حقوق کے ماہرین کی کمیٹی کو اپنی رپورٹیں مندرجہ ذیل طریقے سے بھیجیں گی :

(الف) پہلی رپورٹ منشور کے نافذالعمل ہونے کی تاریخ سے ایک سال بعد

(ب) وقفہ وار رپورٹیں ہر تین سال بعد

(ج) رپورٹیں جس میں کمیٹی کے سوالات کی بابت مملکتوں کے جوابات شامل ہوں گے۔

2- کمیٹی منشور کی رکن فریقین مملکتوں کے ذریعہ اس دفعہ کے پیرا 1 کی توضیحات کے مطابق بھیجی گئی رپورٹوں پر غور کرے گی۔

3- کمیٹی عرب لیگ کو انسانی حقوق کی اسٹینڈنگ کمیٹی کو مملکتوں کی رائے اور تبصرے کے ساتھ اپنی رپورٹ بھیجے گی۔

دفعہ 42

(الف) عرب لیگ کے سکریٹری جنرل لیگ کی کونسل کی منظوری کے بعد اس منشور کو برائے دستخط اور توثیق یا شمولیت رکن مملکتوں کو بھیجیں گے۔

(ب) یہ منشور عرب مملکتوں کی لیگ کے سکریٹریٹ میں توثیق یا شمولیت کی ساتویں دستاویز جمع ہونے کی تاریخ سے دو ماہ بعد نافذالعمل ہوگا۔

دفعہ 43

نافذالعمل ہونے کے بعد یہ منشور سکریٹریٹ میں کسی مملکت کی توثیق یا شمولیت کی دستاویز جمع ہونے کی تاریخ سے دو ماہ بعد ہر مملکت کے لیے قابل پابندی ہوگا۔ سکریٹری جنرل توثیق یا شمولیت کی ہر دستاویز جمع ہونے کی اطلاع رکن مملکتوں کو دیں گے۔

11- خواتین کے سیاسی حقوق سے متعلق کنونشن

(1952)

(THE CONVENTION ON THE POLITICAL RIGHTS OF WOMEN)

اہم توضیحات

دفعہ 1

خواتین تمام انتخابات میں بغیر کسی امتیاز کے مردوں کی طرح مساوی شرائط پر ووٹ دینے کی حقدار ہوں گی۔

دفعہ 2

خواتین ایسے تمام عوامی اداروں کے، جن کے لیے انتخابات کرائے جاتے ہیں اور جنہیں قومی قانون کے ذریعہ قائم کیا جاتا ہے، انتخابات میں بغیر کسی امتیاز کے مردوں کی طرح مساوی شرائط پر حصہ لینے کی حقدار ہوں گی۔

دفعہ 3

خواتین بغیر کسی امتیاز کے مردوں کی طرح مساوی شرائط پر سرکاری عہدوں پر تقرری اور ایسے کارہائے منصبی انجام دینے کی، جو قومی قانون کے ذریعہ قائم کیے گئے ہوں، حقدار ہوں گی۔

12- خواتین کے ساتھ کسی بھی طرح کا امتیاز ختم کرنے سے متعلق کنونشن (1979)

(THE CONVENTION ON THE ELIMINATION ON ALL FORMS OF DISCRIMINATION AGAINST WOMEN) CEDAW

اقوام متحدہ نے بنیادی انسانی حقو ق کی روزافزوں اہمیت اور خواتین کے ساتھ معاشی، معاشرتی، ثقافتی، شہری اور سیاسی حقوق کے معاملے میں برتے جانے والے امتیاز کے خاتمہ کے لیے 18/دسمبر 1979 کو اس کنونشن کو منظوری دی۔ البتہ اس کا نفاذ 3/ستمبر 1981 کو ہوا۔ یہ کنونشن 30 دفعات پر مشتمل ہے یہ دفعات اس طرح ہیں :

جز 1

دفعہ 1

اس کنونشن کی اغراض کے لیے ''خواتین کے ساتھ امتیاز'' کی اصطلاح سے جنس کی بنیاد پر ایسا کوئی امتیاز، اخراج یا پابندی مراد ہے جس کا اثر اور مقصد سیاسی، معاشی، معاشرتی ثقافتی یا کسی دیگر میدان میں انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کی خواتین کے ذریعہ، خواہ وہ شادی شدہ ہوں، غیر شادی شدہ مساوات مرد وزن کی بنیاد

پر قبولیت، استعمال یا استفادہ کو کم یا کالعدم کرتا ہو۔

دفعہ 2

فریقین مملکتیں خواتین کے ساتھ کسی بھی طرح کے امتیاز کی مذمت کرتی ہیں اور اقرار کرتی ہیں کہ وہ خواتین کے ساتھ ہر طرح کا امتیاز ختم کرنے کی پالیسی پر اپنے ممکنہ ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے بلاتاخیر کاربند ہوں گی اور اس غرض سے یہ عہد کرتی ہیں کہ وہ۔

(الف) نظریۂ مساوات مرد وزن کو اپنے اپنے آئین میں یا دیگر قوانین میں، اگر ابھی تک ان میں وہ شامل نہیں ہے، شامل کریں گی اور قانون ودیگر مناسب طریقوں سے اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ اس نظریے کو عملی جامہ پہنایا جاسکے؛

(ب) خواتین کے ساتھ سبھی طرح کے امتیاز کی ممانعت کرنے کے لیے مناسب قانونی اور دیگر اقدام، جن میں جہاں مناسب ہو، پابندیاں عائد کرنا بھی شامل ہے، کریں گی؛

(ج) مساوات مرد وزن کی بنیاد پر خواتین کے حقوق کے لیے قانونی تحفظ فراہم کریں گی اور مجاز قومی ٹریبونلوں اور دیگر سرکاری اداروں کے توسط سے کسی بھی امتیازی کارروائی کے خلاف خواتین کے لیے مؤثر تحفظ کو یقینی بنائیں گی؛

(د) خواتین کے ساتھ کسی بھی امتیازی کارروائی یا عمل سے احتراز کریں گی اور اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ سرکاری حکام اور ادارے اپنی اس ذمہ داری کو نبھائیں؛

(ہ) کسی شخص، تنظیم یا تجارتی ادارے کے ذریعہ خواتین کے ساتھ برتے جانے والے امتیاز کی مذمت کے لیے سبھی مناسب اقدام کریں گی؛

(و) موجودہ قوانین، قواعد، رسم ورواج میں جن کی رو سے خواتین کے ساتھ امتیاز برتا جاتا ہو، تبدیلیاں لانے یا انہیں ختم کرنے کے لیے سبھی مناسب اقدام، جن میں قانونی اقدام بھی شامل ہیں، کریں گی؛

(ز) اپنے اپنے ملک میں ایسی تمام تعزیری توضیعات کو حذف کریں گی جن کی رو سے خواتین کے ساتھ امتیاز برتا جاتا ہو۔

دفعہ 3

فریقین مملکتیں، خواتین کی مکمل ترقی اور فروغ کو یقینی بنانے کے لیے سبھی میدانوں میں خاص کر سیاسی، معاشرتی، معاشی اور ثقافتی میدانوں میں، ممکنہ مناسب اقدام، جن میں قانونی اقدام بھی شامل ہیں، اس غرض سے کریں گی کہ خواتین کو مساوات مرد وزن کی بنیاد پر انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے استعمال اور ان سے مستفید ہونے کی اجازت دی جاسکے۔

دفعہ 4

1۔ فریقین مملکتوں کے ذریعہ مرد وزن کے بیچ حقیقی مساوات کے سریع فروغ کے لیے کیے جانے والے عارضی، خصوصی اقدام کو اس کنونشن میں جو امتیاز کی تعریف کی گئی ہے اس کے مطابق امتیاز نہیں سمجھا جائے گا۔

2۔ فریقین مملکتوں کے ذریعہ کیے گئے مخصوص اقدام کو جن میں اس کنونشن میں مشمولہ اقدام بھی شامل ہیں اور جن کا مقصد شفقت مادری کا تحفظ کرنا ہے امتیاز نہیں سمجھا جائے گا۔

دفعہ 5

فریقین مملکتیں مندرجہ ذیل کے لیے سبھی مناسب اقدام کریں گی :۔

(الف) مردوں اور عورتوں کے معاشرتی اور ثقافتی معاملات میں طور طریقوں میں اس بات پر نظر رکھتے ہوئے تبدیلی لائیں گی کہ ایسی تمام امتیازی باتیں اور رسم ورواج ختم ہوجائیں جن کی بنیاد کسی ایک جنس کی کمتری یا برتری کے نظریے پر ہو یا مردوں اور عورتوں کی رسمی کارگزاری پر ہو؛

(ب) اس بات کو یقینی بنانا کہ خاندانی تعلیم میں شفقت مادری کو ایک معاشرتی امر کی مانند ٹھیک سے اور بچوں کی پرورش اور ان کی نشوونما میں مردوں اور عورتوں کی مشترکہ ذمہ داری ہونا، شامل ہوں، نیز یہ سمجھنا بھی ہے کہ ہر حالت میں بچوں کا مفاد مقدم ہوگا۔

دفعہ 6

فریقین مملکتیں خواتین کی ہر قسم کی تجارت اور ان کے قحبہ پن کے استحصال کو ختم کرنے کے لیے سبھی مناسب اقدام، جس میں قانون سازی بھی شامل ہے، کریں گی۔

جز 2

دفعہ 7

فریقین مملکتیں ملک کی سیاسی اور عوامی زندگی میں خواتین کے ساتھ برتے جانے والے امتیاز کو ختم کرنے کے لیے تمام مناسب اقدام کریں گی اور خاص طور پر اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ مردوں کی طرح انہیں بھی مندرجہ ذیل کی بابت برابر کا حق حاصل ہو:۔

(الف) تمام انتخابات اور عوامی رائے شماری میں ووٹ دینے اور ایسے تمام عوامی اداروں کے، جن کے لیے انتخاب کرائے جاتے ہیں، انتخاب میں حصہ لینے کا حقدار ہونا۔

(ب) سرکاری پالیسی کی تشکیل اور عمل آوری میں حصہ لینے اور ہر سطح کے سرکاری عہدہ پر فائز ہونے اور کارہائے منصبی انجام دینا؛

(ج) ملک کی عوامی اور سیاسی زندگی سے متعلق غیر سرکاری تنظیموں اور انجمنوں میں حصہ لینے کا حق۔

دفعہ 8

فریقین مملکتیں اس بات کو یقینی بنانے کے لیے سبھی مناسب اقدام کریں گی کہ خواتین کو مساوات مرد وزن کی بنیاد پر اور کسی امتیاز کے بغیر بین الاقوامی سطح پر اپنی سرکار کی نمائندگی کرنے اور بین الاقوامی تنظیموں کے کام کاج میں حصہ لینے کا پورا پورا موقع ملے۔

دفعہ 9

1- فریقین مملکتیں مردوں کی طرح خواتین کو بھی قومیت حاصل کرنے، تبدیل کرنے یا قائم رکھنے کا حق دیں گی، خاص طور پر وہ اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ نہ تو کسی غیر ملکی باشندے سے شادی کرنے کے سبب اور نہ شادی کے دوران شوہر کے

ذریعہ قومیت تبدیل کرنے کے باعث بیوی کی قومیت خود بخود بدل جائے اور اس طرح ایسی صورت حال پیدا نہیں ہوگی کہ اس کی کوئی قومیت ہی نہ رہے یا یہ کہ اس پر شوہر کی قومیت تھوپ دی جائے۔

2- فریقین مملکتیں خواتین کی اولاد کی قومیت کے تعلق سے خواتین کو مردوں کے مساوی حقوق دیں گی۔

جز 3

دفعہ 10

فریقین مملکتیں یہ یقینی بنانے کی غرض سے کہ تعلیم کے میدان میں خواتین کو مردوں کے مساوی حقوق حاصل ہوں ان کے ساتھ امتیاز کے خاتمہ کے لیے سبھی مناسب اقدام کریں گی اور خاص طور پر مساوات مرد وزن کی بنیاد پر مندرجہ ذیل کو یقینی بنائیں گی:

(الف) روزگار سے متعلق اور پیشہ وارانہ رہنمائی کے لیے دیہی اور شہری علاقوں میں ہر سطح کے تعلیمی اداروں میں حصول تعلیم وڈپلوما حاصل کرنے کے لیے یکساں شرائط رکھی جائیں گی۔ یہ یکسانیت ماقبل اسکول، عام، تکنیکی، پیشہ ورانہ اور اعلیٰ تکنیکی تعلیم کے میدان اور سبھی قسم کی پیشہ ورانہ تربیت کے لیے بھی مہیا کی جائے گی؛

(ب) ایسے اسکولوں کے لیے جن کا یکساں نصاب ہو۔ یکساں امتحانات ہوں، جن میں یکساں معیار کی اہلیت رکھنے والے اساتذہ ہوں اور ان کا یکساں معیار ہو، جگہ اور سازوسامان فراہم کیا جائے گا؛

(ج) ہر سطح اور ہر قسم کی تعلیم کی نسبت مردوں اور عورتوں کے کردار کے بارے میں روایتی انداز فکر کو، لڑکے اور لڑکیوں کی یکجا تعلیم کو بڑھاوا دے کر اس طرح ختم کرنا جس سے یہ غرض پوری ہوتی ہو اور خاص طور پر یہ کام نصابی کتب اور اسکول کے پروگراموں میں تبدیلی لاکر اور نظام تعلیم کی مطابقت کے ذریعہ کیا جائے گا؛

(د) وظائف اور دیگر تعلیمی عطیات سے فائدہ اٹھانے کے مساوی مواقع

فراہم کیے جائیں؛

(ہ) جاری تعلیم کے پروگرام، جن میں تعلیم بالغان اور رسمی تعلیم کے پروگرام بھی شامل ہیں خصوصی طور پر ایسے پروگرام، جن کا مقصد مردو وزن کے بیچ موجودہ تعلیمی فرق کو جلد از جلد کم کرنا ہو، کیے جائیں گے۔

(و) ایسی طالبات کی تعداد کو کم کرنا ہوگا جو بیچ میں ہی تعلیم چھوڑ دیتی ہیں اور ایسے مردوں اور عورتوں کے لیے، جنہوں نے وقت سے پہلے اسکو ل چھوڑ دیا ہو، پروگرام بنائے جائیں گے؛

(ز) کھیل کود اور جسمانی ورزش سے متعلق تعلیم میں سرگرم حصہ لینے کے مساوی مواقع فراہم کیے جائیں گے؛

(ح) خاندان کی صحت اور بہبود کو یقینی بنانے کے لیے، انہیں صراحت کردہ تعلیمی معلومات، جس میں خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق معلومات اور صلاح بھی شامل ہے، فراہم کرائیں گی۔

دفعہ 11

1- فریقین مملکتیں، روزگار کے معاملے میں خواتین کے ساتھ کسی بھی قسم کے امتیاز کے خاتمے کے لیے سبھی مناسب اقدام کریں گی جس سے کہ مساوات مرد وزن کی بنیاد پر خواتین کو مساوی حقوق خاص طور پر مندرجہ ذیل حقوق حاصل ہوں۔

(الف) سبھی مردوں کے.......... حق کے طور پر کام کرنے کا حق؛

(ب) روزگار کے مساوی مواقع حاصل ہونے کا حق جس میں روزگار کے معاملوں میں انتخاب کے لیے ایک ہی معیار لاگو کرنا بھی شامل ہے؛

(ج) پیشے و روزگار کے آزادانہ انتخاب، ترقی، روزگار کے تحفظ اور ملازمت کے سبھی فائدے اٹھانے اور یکساں شرائط لاگو ہونے کا حق اور پیشہ ورانہ تربیت وتربیت نو کا حق جس میں کارآموزی، اعلیٰ پیشہ ورانہ تربیت اور سلسلہ وار تربیت بھی شامل ہے۔

(د) یکساں مشاہرے کا، جس میں فائدے بھی شامل ہیں، حق اور یکساں اہمیت کے کام کے تعلق سے اور کام کی کوالیٹی کا اندازہ لگانے کے تعلق

سے یکساں سلوک کا حق؛

(ہ) معاشرتی تحفظ کا، خاص طور پر سبکدوشی، بے روزگاری، بیماری، معذوری ضعیفی اور کام کرنے کی دیگر عدم اہلیتوں کے معاملے میں حق ومع تنخواہ چھٹی کا حق؛

(و) حفظان صحت کا اور کام کے لیے محفوظ حالات کا حق، جس میں تولید کے لیے حفاظتی اقدام کا حق بھی شامل ہے۔

2- ازدواج اور مادریت کی بنیاد پر خواتین کے ساتھ امتیاز کے تدارک کے لیے اور ان کے کام کرنے کے مؤثر حق کو یقینی بنانے کے لیے، فریقین مملکتیں مندرجہ ذیل اقدام کریں گی :۔

(الف) منظوریوں کے تابع، حمل ٹھہرنے یا زچگی کے سبب چھٹی پر رہنے کی بنیاد پر برخاستگی کی ممانعت کرنا اور ازدواجی حیثیت کی بنیاد پر برخاستگی کے معاملے میں امتیاز کو روکنا؛

(ب) مع تنخواہ یا مساوی معاشرتی فوائد مستثنیات کے ساتھ ماقبل ملازمت، سنیریٹی یا معاشرتی مستثنیات کا نقصان کیے بنا، زچگی کی چھٹی دینے کی شروعات کرنا؛

(ج) ضروری اعانتی معاشرتی خدمات کی فراہمی کو فروغ دینا تاکہ والدین خاندانی وجوب کو عملی ذمہ داریوں اور عام زندگی کے ساتھ جوڑ سکیں۔ یہ کام خاص طور پر بچوں کی دیکھ بھال کا نیٹ ورک قائم کرکے اور ان کی نشوونما کے کاموں کو فروغ دیکر کیا جاسکتا ہے؛

(د) اس طرح کے کاموں میں، جو خواتین کے لیے نقصاندہ ثابت ہوچکے ہیں، حاملہ خواتین کو خصوصی تحفظ فراہم کرنا۔

3- اس دفعہ کی حدود میں آنے والے موضوعات سے متعلق تحفظاتی قانون کا سائنسی اور تکنیکی جانکاری کے مدنظر وقتاً فوقتاً جائزہ لینا اور ضرورت کے مطابق اس میں ترمیم کرنا اسے حذف کرنا یا اس میں توسیع کرنا۔

دفعہ 12

1- فریقین مملکتیں حفظان صحت کے معاملے میں خواتین کے ساتھ امتیاز کے خاتمے کے لیے سبھی مناسب اقدام کریں گی تاکہ ان کے لیے مساوات مردوزن کی بنیاد پر حفظان صحت سے متعلق خدمات کو، جن میں خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق خدمات بھی شامل ہیں، یقینی بنایا جاسکے۔

2- اس دفعہ کے پیرا 1 کی توضیعات کے باوجود، فریقین مملکتیں خواتین کے لیے دوران حمل، زچگی اور بعد از زچگی مناسب خدمات کو یقینی بنائیں گی اور ساتھ ہی ان کے لیے حسب ضرورت دوران حمل اور بچے کی شیرخوارگی کے دوران معقول غذا کا انتظام بھی کریں گی۔

دفعہ 13

1- فریقین مملکتیں، معاشی اور معاشرتی زندگی کے دیگر شعبوں میں خواتین کے ساتھ امتیاز کے خاتمے کے لیے سبھی مناسب اقدام کریں گی تاکہ مساوات مردوزن کی بنیاد پر خواتین کے لیے یکساں حقوق خاص طور پر مندرجہ ذیل حقوق کو یقینی بنایا جاسکے :

(الف) خاندانی مراعات کا حق؛

(ب) بینک سے ادھار لینے، رہن رکھنے اور دیگر قسم کے مالی قرضے لینے کا حق؛

(ج) تفریحی سرگرمیوں، کھیلوں اور ثقافتی زندگی کے دیگر شعبوں میں حصہ لینے کا حق۔

دفعہ 14

1- فریقین مملکتیں دیہاتی خواتین کو درپیش مسائل اور اس مخصوص کردار کی جانب جو دیہاتی عورتیں اپنے خاندان کی مالی اعانت میں ادا کرتی ہیں جس میں معیشت کے زر سے غیرمتعلق سیکٹروں میں ان کے ذریعہ کیے جانے والے کام بھی شامل ہیں، دھیان دیں گی اور اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ اس کنونشن کی توضیعات کا اطلاق دیہاتی علاقوں میں خواتین پر بھی ہو، تمام مناسب اقدام کریں گی۔

2- فریقین مملکتیں دیہی علاقوں میں عورتوں کے ساتھ برتے جانے والے امتیاز

کے خاتمے اور مساوات مردوزن کی بنیاد پر اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ وہ بھی دیہی ترقی میں حصہ لیں اور اس سے مستفید ہوں تمام مناسب اقدام کریں گی اور خاص طور پر اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ ایسی خواتین کو مندرجہ ذیل حقوق حاصل ہوں :۔

(الف) ہر سطح پر ترقی سے متعلق منصوبہ بندی کی توسیع اور عمل درآمدگی میں حصہ لینے کا حق؛

(ب) معقول طبی سہولیات حاصل کرنے کا حق جس میں خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق جانکاری، صلاح اور خدمات حاصل کرنا بھی شامل ہے؛

(ج) معاشرتی تحفظ سے متعلق پروگراموں سے براہ راست مستفیض ہونے کا حق؛

(د) ہر طرح کی رسمی وغیررسمی تربیت وتعلیم پانے کا حق، جس میں محض رسمی خواندگی بھی شامل ہے، ساتھ ہی دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ، سبھی عوامی اور توسیعی خدمات سے مستفیض ہونے کا حق، جس سے ان کی تکنیکی اہلیت میں اضافہ ہو؛

(ہ) روزگار یا اپنے روزگار کے ذریعہ مساوی معاشی مواقع حاصل کرنے کے لیے خودکفیل عوامی اور کوآپریٹو ادارے بنانے کا حق؛

(و) سبھی عوامی سرگرمیوں میں حصہ لینے کا حق؛

(ز) زرعی ادھار وقرض، بازاری سہولیات، مناسب تکنیک اور زرعی اصلاحات سے مستفیض ہونے اور اراضی یا اراضی کے بندوبست کے تعلق سے مساوی سلوک کا حق؛

(ح) معقول طریقے سے زندگی گزارنے، خاص طور سے رہائش، صفائی، بجلی وپانی، ٹرانسپورٹ، رسل ورسائل کے تعلق سے مستفیض ہونے کا حق؛

جز 4

دفعہ 15

1۔ فریقین مملکتیں خواتین کو قانون کے روبرو مردوں کے مساوی حقوق عطا کریں گی۔

2- فریقین مملکتیں شہری معاملوں میں خواتین کو ویسی ہی قانونی حیثیت عطا کریں گی جو مردوں کو حاصل ہے اور اس حیثیت کے استعمال کے لیے مساوی مواقع فراہم کریں گی۔ خاص طور سے وہ خواتین کو معاہدہ کرنے اور جائیداد کے انتظام کے تعلق سے مساوی حقو ق عطا کریں گی اور ان کے ساتھ عدالتوں اور ٹریبونلوں میں کارروائی کی ہر سطح پر مساوی سلوک کریں گی۔

3- فریقین مملکتیں یہ اقرار کرتی ہیں کہ قانونی اثر رکھنے والے سبھی معاہدے اور سبھی قسم کی دیگر نجی دستاویزات، جن کے سبب خواتین کی قانونی حیثیت پر کوئی پابندی عائد ہوتی ہے، کالعدم و باطل سمجھی جائیں گی۔

4- فریقین مملکتیں افراد کو آمدورفت اور اپنی رہائش وسکونت کا انتخاب کرنے سے متعلق قانون میں خواتین اور مردوں کو مساوی حقوق عطا کریں گی۔

دفعہ 16

1- فریقین مملکتیں، ایسے سبھی معاملوں میں جو شادی اور خاندانی رشتوں سے متعلق ہیں، خواتین کے ساتھ امتیاز کے خاتمے کے لیے سبھی مناسب اقدام کریں گی اور خاص طور پر مساوات مردوزن کی بنیاد پر، مندرجہ ذیل کو یقینی بنائیں گی :۔

(الف) شادی کرنے کی بابت مساوی حقوق؛

(ب) شوہر یا بیوی کے آزادانہ انتخاب اور اپنی مرضی سے شادی کرنے کا حق؛

(ج) شادی کے دوران اور اس کے انفساخ کے بعد مساوی حقوق و وجوب؛

(د) اپنے بچوں سے متعلق معاملات میں والدین کے، خواہ ان کی ازدواجی حیثیت کچھ بھی ہو، مساوی حقوق و وجوب، ایسے سبھی معاملوں میں بچوں کا مفاد مقدم ہوگا۔

(ہ) اپنے بچوں کی تعداد اور ان کے بیچ وقفے کی بابت آزادانہ و ذمہ دارانہ فیصلے کرنے کی نسبت حقوق اور معلومات، تعلیم وتمام ذرائع کی جانکاری حاصل کرنے کے مساوی حقوق تاکہ وہ ان حقوق کا استعمال کرسکیں۔

(و) بچوں کی سرپرستی، تولیت وتبنیت یا اسی قسم کے دیگر دستور، جہاں اس قسم

کے تصورات کا وجود ملکی قوانین میں موجود ہو، کے بارے میں مساوی حقوق و وجوب، ایسے سبھی معاملوں میں بچوں کا مفاد مقدم ہوگا؛

(ز) بحیثیت شوہر یا بیوی مساوی حقوق، جن میں کسی بھی خاندانی نام، پیشے اور روزگار کے انتخاب کا حق شامل ہے؛

(ح) جائیداد کی ملکیت، حصول، انتظام، استعمال وانصرام کے تعلق سے شوہر وبیوی دونوں کو مساوی حقوق، ان کا استعمال وہ دونوں مفت یا قیمتاً زربدل کے عوض کرسکیں گے۔

2- کسی بچے کی منگنی اور شادی کا کوئی قانونی اثر نہیں ہوگا اور شادی کے لیے کم سے کم عمر مقرر کرنے کے لیے اور سرکاری رجسٹری میں شادی کی رجسٹری لازمی بنانے کے لیے سبھی ضروری کارروائی، جس میں قانون بنانا بھی شامل ہے، کی جائے گی۔

جز 5

دفعہ 17

1- اس کنونشن کی عمل آوری میں کس حد تک کامیابی ہوئی ہے اس بات پر غور کرنے کے لیے خواتین کے ساتھ امتیاز کے خاتمے سے متعلق کمیٹی، (جسے مابعد کمیٹی کہا گیا ہے) سے موسوم ایک کمیٹی قائم کی جائے گی، یہ کمیٹی، کنونشن کے نفاذ کے وقت 18 اور 35 ویں فریق مملکت کے ذریعہ کنونشن کی توثیق یا شمولیت کے بعد، 23 ایسے ماہرین پر مشتمل ہوگی، جو اخلاقی اعتبار سے اعلیٰ کردار کے ہوں گے اور انہیں اس کنونشن میں مشتملہ ہر میدان میں مہارت حاصل ہوگی۔ ان ماہرین کا انتخاب فریقین مملکتیں اپنے اپنے شہریوں میں سے کریں گی اور وہ لوگ اپنی نجی حیثیت میں کام کریں گے۔ اس انتخاب میں مساوی جغرافیائی تقسیم اور مختلف تہذیبوں واہم قانونی نظاموں کی نمائندگی کا دھیان رکھا جائے گا۔

2- کمیٹی کے ارکان کا انتخاب خفیہ رائے دہی کے ذریعہ نامزد افراد کی فہرست میں سے فریقین مملکتوں کے ذریعہ کیا جائے گا۔

3- پہلا چناؤ، اس کنونشن کے نفاذ کے چھ ماہ کے اندر اندر ہوگا۔ ہر چناؤ کی تاریخ سے کم سے کم تین ماہ قبل اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل فریقین مملکتوں کو خط لکھ

کر ان سے یہ درخواست کریں گے کہ وہ دو ماہ کے اندر اندر اپنی نامزدگیاں بھیج دیں۔ سکریٹری جنرل اس طرح نامزد تمام افراد کی فہرست حروف تہجی کے مطابق تیار کریں گے جس میں ان فریقین مملکتوں کے نام درج کیے جائیں گے جنہیں نامزد کیا گیا ہے اور ایسی فہرست فریقین مملکتوں کو بھیجی جائیں گی۔

4- کمیٹی کے ارکان کا انتخاب اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے ذریعہ اقوام متحدہ کے صدر مقام میں بلائے گئے اجلاس میں کیا جائے گا اس اجلاس میں، جس کا کورم دو تہائی فریقین مملکتوں سے مکمل ہوگا، کمیٹی کے لیے منتخب افراد وہ ہوں گے جنہیں کثرت رائے سے فریقین مملکتوں کے وہاں موجود نمائندے ووٹ دے کر منتخب کریں گے۔

5- کمیٹی کے ارکان کا انتخاب 4 سال کی مدت کے لیے کیا جائے گا البتہ پہلے انتخاب کے وقت منتخب ارکان میں سے نو ارکان کی میعاد عہدہ 2 سال پورے ہونے کے فوراً بعد ختم ہوجائے گی۔ پہلے انتخاب کے فوراً بعد ان نو ارکان کے ناموں کا انتخاب کمیٹی کے صدر بذریعہ لاٹ کریں گے۔

6- کمیٹی کے پانچ اضافی ارکان کا انتخاب، 35 ، ویں توثیق یا شمولیت کے بعد اس دفعہ کے پیرا 2، 3 اور 4 کی توضیعات کے مطابق کیا جائے گا۔ اس موقع پر منتخب اضافی ارکان میں سے دو کی میعاد عہدہ 2 سال کے بعد ختم ہوجائے گی ان دو ارکان کے ناموں کا انتخاب کمیٹی کے صدر بذریعہ لاٹ کریں گے۔

7- اتفاقی اسامیاں بھرنے کے لیے فریقین مملکت جس کے ماہر نمائندے کی کمیٹی کی رکنیت ختم ہوگئی ہے اپنے ہی ملک کے کسی دیگر ماہر کی تقرری کرے گا۔

8- کمیٹی کے ارکان اپنا مشاہرہ جنرل اسمبلی کی منظوری سے، اقوام متحدہ کے ذرائع سے، جنرل اسمبلی کے ذریعے متعین شرائط کے مطابق وصول کریں گے اس کے یعنی کمیٹی کی ذمہ داریوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔

9- اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل اس کنونشن کے تحت کمیٹی کے مؤثر کام کاج کے لیے ضروری اسٹاف اور دیگر سہولیات فراہم کریں گے۔

دفعہ 18

1- فریقین مملکتیں یہ عہد کرتی ہیں کہ وہ اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کو، کمیٹی کے ذریعے غور کیے جانے کے لیے، قانونی، عدالتی، انتظامی یا ایسے دیگر اقدام کے بارے میں جو اس کنونشن کی توضیعات کو مؤثر بنانے کے لیے انہوں نے کیے ہوں اور ان میں ہوئی پیش رفت کے بارے میں ایک رپورٹ :

(الف) متعلقہ مملکت کی شمولیت کے نفاذ سے ایک سال کے اندر پیش کریں گے؛

(ب) اس کے بعد ہر چار سالوں میں کم از کم ایک مرتبہ اور جب بھی کمیٹی درخواست کرے تب پیش کریں گے۔

2- رپورٹوں میں اس کنونشن کے تحت وجوب کی عمل آوری کو متاثر کرنے والے عوامل اور مشکلات کی تفصیل دی جاسکے گی۔

دفعہ 19

1- کمیٹی اپنے طریق کار کے لیے اصول خود وضع کرے گی۔

2- کمیٹی اپنے افسران کا انتخاب 2 سال کے لیے کرے گی۔

دفعہ 20

1- کمیٹی اس کنونشن کی دفعہ 18 کی توضیعات کے مطابق داخل کی گئی رپورٹوں پر غور کرنے کے لیے عام طور پر ہر سال زیادہ سے زیادہ دو ہفتے کی مدت کے لیے اپنا اجلاس کرے گی۔

2- کمیٹی کے اجلاس عام طور پر اقوام متحدہ کے صدر مقام میں یا کمیٹی کے ذریعہ متعین ایسے کسی مقام پر ہوں گے جہاں ہر طرح کی آسانی ہو۔

دفعہ 21

1- کمیٹی معاشی اور سماجی کونسل کے توسط سے اپنے کام کاج کی بابت اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کو سالانہ رپورٹ بھیجے گی اور فریقین مملکتوں سے وصول ہونے والی رپورٹوں اور معلومات کی بنیاد پر اپنی سفارشیں اور سجھاؤ بھی بھیج سکے گی۔

2- اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کمیٹی کی رپورٹیں بغرض معلومات خواتین کی

حیثیت سے متعلق کمیشن کو بھیجیں گے۔

دفعہ 22

مخصوص ایجنسیاں، اس کنونشن کی ایسی توضیعات کی، جو ان کے دائرہ عمل کی حدود میں آتی ہیں، عمل آوری پر غور کیے جانے کے وقت اپنی نمائندگی کے حقدار ہوں گی، کمیٹی ان میدانوں میں اس کنونشن کی عمل آوری پر رپورٹ بھیجنے کے لیے مخصوص ایجنسیوں کو مدعو کرسکے گی، جو ان کے دائرہ عمل میں آتے ہیں۔

جز 6

دفعہ 23

اس کنونشن کی کوئی بات ایسی توضیعات کو کسی بھی طرح اثر انداز نہیں کرے گی جو مساوات مرد وزن کے مفاد میں ہو، اور جو :۔

(الف) فریق مملکت کے قانون میں شامل ہوں؛ یا

(ب) ایسی کسی دیگر بین الاقوامی کنونشن، عہدنامے یا اقرار نامے میں شامل ہوں جو اس مملکت کے لیے نافذالعمل ہوں۔

دفعہ 24

فریقین مملکتیں، ملکی سطح پر ایسے سبھی اقدام کریں گی جن کا مقصد اس کنونشن میں تسلیم شدہ حقوق کو مکمل طور سے عمل درآمد کرنا ہو۔

دفعہ 25

1- یہ کنونشن سبھی مملکتوں کے دستخط کے لیے کھلی رہے گی۔

2- اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کو اس کنونشن کا امین مقرر کیا گیا ہے۔

3- اس کنونشن کی توثیق ہونی ہے۔ توثیق کی دستاویز اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے پاس جمع کردی جائے گی۔

4- اس کنونشن میں سبھی مملکتیں شامل ہوسکیں گی، شمولیت اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے پاس دستاویز شمولیت جمع کرکے کی جاسکے گی۔

دفعہ 26

1- اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کو تحریری اطلاع نامہ بھیج کر اس کنونشن میں

ترمیم کی کوئی بھی فریق مملکت درخواست کرسکتی ہے۔

2- اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اس بات کا فیصلہ کرے گی کہ اس درخواست پر کیا کارروائی کی جائے۔

دفعہ 27

1- اس کنونشن کی توثیق یا شمولیت کی بیسویں دستاویز اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کے پاس جمع کرنے کی تاریخ کے بعد تیرھویں دن نافذالعمل ہوگی۔

2- ایسی ہر مملکت کے لیے، جو اس کنونشن کی توثیق یا شمولیت کی بیسویں دستاویز جمع کردی جانے کے بعد توثیق کرتی ہے یا اس میں شمولیت اختیار کرتی ہے، یہ کنونشن ایسی مملکت کے ذریعہ توثیق یا شمولیت کی دستاویز جمع کرنے کی تاریخ کے بعد تیرہویں دن نافذالعمل ہوگی۔

دفعہ 28

1- اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل، توثیق یا شمولیت کے وقت کیے گئے تحفظات کا متن حاصل کریں گے اور انہیں تمام مملکتوں کو بھیجیں گے۔

2- اگر کوئی تحفظ اس کنونشن کے اغراض ومقاصد سے مطابقت نہ رکھتا ہو تو اسے منظوری نہیں دی جائے گی۔

3- تحفظات اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کو تحریری اطلاع نامہ بھیج کر کسی بھی وقت واپس لئے جاسکتے ہیں۔ اس کے بعد سکریٹری جنرل اس بات کی اطلاع سبھی مملکتوں کو دیں گے۔ ایسا اطلاع نامہ وصولیابی کی تاریخ کو نافذالعمل ہوگا۔

دفعہ 29

1- اس کنونشن کی تعبیر یا اطلاق کے بارے میں دو یا دو سے زائد فریقین مملکتوں کے درمیان تنازعہ کی صورت میں اور ایسے تنازعہ کا گفت وشنید کے ذریعہ حل نہ نکلنے پر ان میں سے کسی ایک فریق کی درخواست پر ایسا تنازعہ بغرض ثالث بھیجا جائے گا۔ اگر ثالثی کے لیے درخواست کی تاریخ سے چھ ماہ کے اندر فریقین ثالث کی تقرری کے بارے میں راضی نہیں ہوپاتے ہیں تو ان فریقین میں سے کوئی بھی فریق اس تنازعہ کو عدالتی قانون کے مطابق درخواست دے کر عالمی عدالت (INTERNATIONAL

COURT OF JUSTICE) کے حوالے کر سکے گا۔

2 - ہر فریق مملکت اس کنونشن پر دستخط کرنے یا توثیق کرنے یا اس میں شمولیت کے وقت یہ اعلان کر سکے گی کہ وہ خود کو اس دفعہ کے پیرا 1 کا پابند نہیں سمجھتی ہے۔ دیگر فریقین مملکتیں ایسی کسی فریق مملکت کے تعلق سے اس پیرے کی پابند نہیں ہوں گی جس نے ایسے تحفظات کیے ہیں۔

3- کوئی بھی فریق مملکت، جس نے اس دفعہ کے پیرا 2 کے مطابق تحفظات کیے ہیں اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کو اطلاع نامہ بھیج کر تحفظات کو واپس لے سکے گی۔

دفعہ 30

اس کنونشن کے عربی، چینی، انگریزی، فرانسیسی، روسی اور ہسپانوی متن، جو مساوی طور پر مستند ہیں، اقوام متحدہ کے محافظ خانے میں جمع کرائے جائیں گے۔

13- سبھی قسم کے نسلی امتیاز کے خاتمے سے متعلق بین الاقوامی کنونشن (1965)

(THE INTERNATIONAL CONVENTION ON THE ELIMINATION OF ALL FORMS OF RACIAL DISCRIMINATION)

اہم توضیحات

دفعہ 1

اس کنونشن میں نسل، رنگ، حسب ونسب یا قومی یا نسلی نژاد کی بنیاد پر ہر قسم کے ایسے نسلی امتیاز کی ممانعت کی گئی ہے جس سے سب لوگوں کو حاصل ہونے والے مساوی انسانی حقوق اور سیاسی، معاشی، ثقافتی میدان میں یا عام زندگی کے کسی دوسرے شعبے میں عطا کی جانے والی بنیادی آزادی ختم ہوجائے یا اس میں کوئی کمی آئے۔

دفعہ 2

اس کنونشن کی فریقین مملکتیں ایسے تمام مناسب اقدام کریں گی جس سے نسلی

امتیاز کا خاتمہ ہو اور اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ تمام نسلی گروپوں اور افراد کو زندگی کے ہر شعبے میں مکمل انسانی حقوق اور بنیادی آزادی حاصل ہو۔

دفعہ 3

اس دفعہ میں فریقین مملکتوں نے نسلی امتیاز اور اس بنیاد پر ایک دوسرے کو بانٹنے کی مذمت کی گئی ہے۔

دفعہ 4

اس دفعہ میں فریقین مملکتوں نے اس تمام پروپگنڈے اور ان تمام تنظیموں کی بھی مذمت کی ہے جو نسل یا رنگ کی بنیاد پر احساس برتری اور احساس کمتری کو ہوا دیتے ہیں۔

دفعہ 5

اس دفعہ میں فریقین مملکتوں نے اس بات کا عہد کیا ہے کہ وہ ہر قسم کے نسلی امتیاز کی ممانعت کریں گی اور اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ سبھی لوگ بغیر رنگ، نسل یا قوم کے امتیاز کے قانون کی نظر میں برابر ہوں اور انہیں تمام حقوق حاصل ہوں جیسے عدالتی چارہ جوئی کا حق، شخصی تحفظ کا حق، سرکاری اہل کاروں یا کسی گروپ یا ادارے کی طرف سے ہونے والے تشدد سے تحفظ کا حق، تمام سیاسی حقوق جس میں بین الاقوامی اصولوں کے مطابق حق انتخاب بھی شامل ہے؛ حق نقل وحرکت، ملک چھوڑنے اور واپس آنے کا حق، قومیت کا حق، اپنی پسند کی شادی کا حق، حق جائیداد، حق وراثت، آزادی خیال، آزادیٔ ضمیر اور آزادیٔ مذہب کا حق، آزادیٔ رائے واظہار، پرامن اجتماع اور انجمن سازی کا حق، اپنی پسند کے روزگار کا حق، بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق، مساوی کام کے لیے مساوی اجرت کا حق، مناسب مشاہرہ کا حق، ٹریڈ یونین بنانے اور ان میں شامل ہونے کا حق، مکان، صحت عامہ، طبی سہولیات، سماجی تحفظ، سماجی خدمات، تعلیم وتربیت اور ثقافتی سرگرمیوں میں شرکت کا مساوی حق، ٹرانسپورٹ، ہوٹلوں، ریستورانوں، تھیٹروں اور پارکوں وغیرہ میں، جو عوام کے لیے بنائے گئے ہیں، رسائی کا حق؛

دفعہ 6

فریقین مملکتیں ایسی مجاز عدالتوں کے قیام کو یقینی بنائیں گی جن کے روبرو متاثرہ افراد کو انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کی نسلی امتیاز کے باعث ہونے والی خلاف ورزیوں کے خلاف چارہ جوئی کرنے کا حق حاصل ہو۔

دفعہ 7

تمام فریقین مملکتیں تدریسی، تعلیم، ثقافت اور اطلاعات کے میدان میں ایسے فوری ضروری اور موثر اقدام کریں گی جن سے نسلی امتیاز نہ پنپنے پائے اور دنیا کی مختلف قوموں اور نسلی گردیوں کے بیچ دوستانہ اور صبروتحمل کا ماحول پیدا ہو۔ اس کے علاوہ یہ مملکتیں اقوام متحدہ کے چارٹر، انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ، سبھی قسم کے نسلی امتیاز کے خاتمے سے متعلق اقوام متحدہ کا اعلامیہ اور اس کنونشن کی اغراض ومقاصد اور اصولوں کی تشہیر کریں گی۔

دفعہ 9

فریقین مملکتیں اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کو ان تمام قانونی عدالتی انتظامی یا دیگر اقدام کی، جو انہوں نے اس کنونشن کی عمل آوری کے لیے کیے ہیں رپورٹ بھیجیں گی۔

دفعہ 11

اگر کوئی فریق مملکت یہ سمجھتی ہے کہ کوئی دوسری فریق مملکت اس کنونشن کی توضیعات کو عملی جامہ نہیں پہنا رہی ہے تو وہ کمیٹی کی توجہ اس طرف مبذول کرا سکتی ہے اور کمیٹی اس سلسلے میں اس دفعہ کے مطابق مناسب کارروائی کرے گی۔

14- نسل کشی کے انسداد اور سزا سے متعلق کنونشن (1948)

(THE CONVENTION ON THE PREVENTION AND PUNISHMENT OF THE CRIME FOR GENOCIDE)

اقوام متحدہ نے اپنی 11دسمبر، 1946 کی قرار داد میں کیے گئے اس فیصلے کے مدنظر کہ نسل کشی بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہے، 9دسمبر 1948 کو نسل کشی کے انسداد اور سزا سے متعلق کنونشن منظور کی جو 12جنوری 1951 کو نافذالعمل ہوئی۔ یہ کنونشن 19 دفعات پر مشتمل ہے اس کی اہم توضیعات مندرجہ ذیل ہیں :

دفعہ 1

معاہداتی فریقین اس بات کی توثیق کرتے ہیں کہ نسل کشی، خواہ اس کا ارتکاب عام حالات میں کیا جائے یا جنگ کے زمانے میں، بین الاقوامی قوانین کے تحت جرم ہے اور وہ اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ وہ اس کا انسداد کریں گے اور مجرمین کو سزا دیں گے۔

دفعہ 2

اس کنونشن میں نسل کشی سے کسی قومی، نسلی یا مذہبی گروپ کو اس حیثیت سے

مکمل طور پر یا جزوی طور پر ختم کرنے کی نیت سے کیے گئے مندرجہ ذیل افعال میں سے کوئی فعل مراد ہے :

(الف) کسی گروپ کے لوگوں کو ہلاک کرنا؛

(ب) کسی گروپ کے لوگوں کو شدید جسمانی یا ذہنی اذیت پہنچانا؛

(ج) کسی گروپ کے لوگوں کے لیے ایسے حالات پیدا کردینا کہ اس کا مکمل طور سے یا جزوی طور پر وجود ہی ختم ہوجائے؛

(د) کسی گروپ میں تولید کے عمل کو روکنے کی نیت سے اقدام کرنا؛

(ہ) ایک گروپ کے بچوں کو دوسرے گروپ میں زبردستی منتقل کرنا۔

دفعہ 3

مندرجہ ذیل افعال قابل سزا ہوں گے۔

(الف) نسل کشی؛

(ب) ارتکاب نسل کشی کی سازش؛

(ج) نسل کشی کرنے کے براہ راست اور عام ترغیب دینا؛

(د) نسل کشی کے ارتکاب کا اقدام

دفعہ 4

نسل کشی کرنے والے یا دفعہ 3 میں متذکرہ دیگر افعال میں سے کسی بھی فعل کا ارتکاب کرنے والے افراد کو سزا دی جائے گی خواہ وہ آئینی طور پر ذمہ دار حکمراں ہوں، سرکاری عہدہ دار ہوں یا عام لوگ۔

دفعہ 5

معاہداتی فریقین اس کنونشن کی توضیعات کو مؤثر بنانے کے لیے اور خاص طور پر ایسے افراد کے لیے مؤثر تاوان کی توضیع کرنے کے لیے جو نسل کشی یا دفعہ 3 میں متذکرہ افعال میں سے کسی فعل کا ارتکاب کرنے کے مجرم ہیں، اپنے اپنے آئین کے مطابق ضروری قوانین بنائیں گے۔

دفعہ 6

ایسے افراد پر جنہوں نے نسل کشی یا دفعہ 3 میں متذکرہ دیگر افعال میں سے

کسی فعل کا ارتکاب کیا ہے اس مملکت کی عملداری میں، جہاں فعل کا ارتکاب کیا گیا تھا، کسی مجاز ٹریبونل یا کسی ایسے بین الاقوامی تعزیری ٹریبونل میں مقدمہ چلایا جائے گا جس کے دائرہ اختیار میں وہ معاہداتی فریقین آتے ہیں اور جنہوں نے اس کے دائرہ اختیار کو منظور کیا ہے۔

دفعہ 7

دفعہ 3 میں متذکرہ افعال کو تحویل ملزمان کی اغراض کے لیے سیاسی جرائم نہیں سمجھا جائے گا۔

معاہداتی فریقین اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ وہ اپنے قوانین اور نافذالعمل عہدوپیمان کے مطابق تحویل ملزمان کی بابت کارروائی کریں گے۔

دفعہ 8

کوئی بھی معاہداتی فریق اقوام متحدہ کے کسی بھی مجاز ادارے سے اقوام متحدہ کے منشور کے تحت ایسی کوئی بھی کارروائی کرنے کے لیے کہہ سکے گا جو وہ نسل کشی یا دفعہ 3 میں متذکرہ افعال میں سے کسی فعل کے انسداد اور خاتمے کے لیے ضروری سمجھے۔

دفعہ 9

اس کنونشن کی تعبیر، اطلاق یا عمل آوری کی بابت معاہداتی فریقین کے درمیان تنازعات، جن میں نسل کشی یا دفعہ 3 میں متذکرہ دیگر افعال میں سے کسی فعل کے لیے کسی مملکت کی ذمہ داری سے متعلق تنازعات بھی شامل ہیں، فریقین تنازعات کی درخواست پر بین الاقوامی عدالت کو ارسال کیے جائیں گے۔

15- انسانوں کی تجارت کے انسداد اور عصمت فروشی کے لیے استحصال سے متعلق کنونشن (1949)

(THE CONVENTION FOR THE SUPPRESSION OF THE TRAFFIC IN PERSONS AND THE EXPLOITATION OF THE PROSTITUTION OF OTHERS)

18رمئی 1904 کے بین الاقوامی معاہدہ جو گوری قومی کے لوگوں کی تجارت کے اخفا سے متعلق تھا اور جس میں جنرل اسمبلی نے 3ردسمبر 1948 کو منظور شدہ پروٹوکال کے ذریعہ ترمیم کی تھی۔ 4رمئی 1910 کے بین الاقوامی معاہدہ، جو گوری قوموں کے لوگوں کی تجارت کے اخفا سے متعلق تھا اور جس کی ترمیم متذکرہ بالا پروٹوکال کے ذریعہ کی گئی تھی، 30رستمبر 1921 کی بین الاقوامی کنونشن جو عورتوں اور بچوں کی تجارت کے انسداد سے متعلق تھی جس میں جنرل اسمبلی نے 20راکتوبر 1947 کو منظور شدہ پروٹوکال کے ذریعہ ترمیم کی تھی اور 11راکتوبر 1933 کی بین الاقوامی

کنونشن، جو بالغ عورتوں کی تجارت کے انسداد سے متعلق تھی اور جس کی ترمیم متذکرہ بالا پروٹوکال کے ذریعہ کی گئی تھی، کا احترام کرتے ہوئے اور 1937 میں لیگ آف نیشن کے ذریعہ تیار کی گئی ڈرافٹ کنونشن جس میں متذکرہ بالا دستاویزات کے دائرہ اختیار کو اور وسیع بنایا گیا تھا، کو دھیان میں رکھتے ہوئے 2/دسمبر 1949 کو بعنوان بالا کنونشن کو منظوری دی جو 25/جولائی 1951 کو نافذ ہوئی اس کنونشن کی اہم توضیعات اس طرح تھیں :

دفعہ 1 میں ان لوگوں کو سزا دینے کی بات کہی گئی ہے جو کسی شخص کو یہاں تک کہ اس کی مرضی سے عصمت فروشی کے اغراض کے لیے حاصل کرتا ہے، بہکاتا ہے یا اسے اس راستے کی طرف لے جاتا ہے یا کسی دوسرے شخص کی، یہاں تک کہ اس کی اپنی مرضی سے عصمت فروشی کا استحصال کرتا ہے۔

دفعہ 2 میں ایسے لوگوں کو سزا دینے کی بات کہی گئی ہے جو عصمت فروشی کے اڈے چلاتے ہیں اور جو ان کو مالی امداد فراہم کرتے ہیں اور ان لوگوں کو کوئی عمارت یا جگہ عصمت فروشی کا اڈا چلانے کے لیے کرایہ پر دیتے ہیں۔

دفعہ 3 میں انسدادی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ صرف ارتکاب جرم کی ہی سزا نہیں ہے بلکہ اقدام جرم بھی قابل سزا ہے البتہ یہ سزا جس ملک میں جیسا قانون ہو اس کے مطابق دی جائے گی۔

اسی کنونشن کی دفعہ 17 میں ایسے اقدام کرنے کی بات کہی گئی ہے جس سے عصمت دری کے اغراض کے لیے لوگوں کو ایک ملک سے دوسرے ملک میں لے جانے کے لیے قواعد وضوابط بنائے جاسکیں اور ریلوے اسٹیشنوں، ہوائی اڈوں، بندرگاہوں پر کڑی نظر رکھی جاسکے تاکہ اس غیر قانونی اور غیر اخلاقی حرکت کے لیے لوگوں کو ایک ملک سے دوسرے ملک میں نہ لے جایا جاسکے چونکہ آج بھی کبھی کبھی یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بہت سے غریب ممالک سے عورتوں کو عصمت دری کے لیے اور ناجائز پیسہ کمانے کے لیے ایک ملک سے دوسرے ملک میں جائز یا ناجائز طریقہ سے بھیجا جاتا ہے۔

16- بچوں کے حقوق سے متعلق کنونشن،

1989

(THE CONVENTION OF THE RIGHTS OF THE CHILD)

اہم توضیحات

دفعہ 1

اس دفعہ کے تحت بچے سے مراد ہر وہ انسان ہے جس کی عمر اٹھارہ سال سے کم ہے بشرطیکہ اس ملک میں، جہاں ایسے قانون کا اطلاق ہو، وہ اس سے پہلے سن بلوغ کو نہ پہنچ جائے۔

دفعہ 2

تمام فریقین مملکتیں، بچوں یا ان کے والدین یا ان کے قانونی ولیوں کی نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب، سیاسی یا دیگر رائے، قومی نسل یا سماجی نژاد، جائیداد، نااہلیت، پیدائش یا دیگر حیثیت کے امتیاز کے بغیر اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ ان کے دائرہ اختیار میں ہر بچے کو اس کنونشن کے ذریعہ عطا کیے گئے حقوق حاصل ہوں۔

دفعہ 3

تمام ادارے خواہ وہ سرکاری ہوں یا پرائیوٹ، عدالتیں ہوں یا رحکام یا قانونی

اوارے، جو بھی کارروائی کریں گے اس میں فوقیت بچوں کے مفاد کو ہی دی جائے گی۔

دفعہ 6

فریقین مملکتیں اس بات کو تسلیم کرتی ہیں کہ ہر بچے کو زندگی کا حقیقی حق حاصل ہے۔ فریقین مملکتیں اس بات کو زیادہ سے زیادہ یقینی بنائیں گی کہ بچہ زندہ رہے اور اس کی مکمل نشوونما ہو۔

دفعہ 7

بچے کی پیدائش کے فوراً بعد پیدائش کا اندراج کیا جائے گا اور بچہ کو پیدائش کے وقت سے ہی اس بات کا حق حاصل ہوگا کہ اس کا کوئی نام ہو اور وہ قومیت حاصل کر سکے۔

دفعہ 9

فریقین مملکتیں دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ بچہ اپنے والدین سے جدا نہ ہو۔

دفعہ 11

فریقین مملکتیں ایسے اقدام کریں گی جس سے بچوں کی ناجائز طور پر باہر بھیجنے اور ناجائز طور پر واپسی نہ کرنے پر روک لگائی جاسکے۔

دفعہ 12

اگر بچوں کی کوئی سوچ ہے تو فریقین مملکتیں اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کرسکیں۔

دفعہ 14

فریقین مملکتیں بچے کے خیال، ضمیر اور مذہب کی آزادی کے حق کا اور ان کے والدین کے حقوق اور فرائض ومذہبی آزادی کا احترام کریں گی اور ان پر صرف ایسی پابندیاں لگاسکیں گی جو حفظ عامہ، صحت، اخلاق یا دیگر لوگوں کے بنیادی حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کے لیے قانون کے تحت لگانا ضروری ہیں۔

دفعہ 15

بچوں کو انجمن سازی اور پرامن اجتماعات میں شرکت کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ 17

ذرائع ابلاغ اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ بچوں کو سماجی، ثقافتی، لسانی وتعلیمی امور سے متعلق مختلف قسم کی جانکاری تمام قومی اور بین الاقوامی ذرائع سے مہیا کرائی جائے تاکہ بچے ایسی جانکاری اور ایسے مواد سے دور رہیں جو ان کے لیے نقصاندہ ثابت ہوسکتا ہے۔

دفعہ 19

فریقین مملکتیں ایسے مناسب قانونی، انتظامی، سماجی اور تعلیمی اقدام کریں گی جن سے بچے جسمانی یا دماغی تشدد، استحصال، جنسی استحصال، ناروا برتاؤ جیسی برائیوں سے محفوظ رہیں۔

دفعہ 21

فریقین مملکتیں بچوں کی تبنیت یعنی انہیں گود لینے کا ایسا نظام اختیار کریں گی جس میں بچوں کے مفادات کے مکمل تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے۔

دفعہ 22

فریقین مملکتیں ایسے مناسب اقدام کریں گی جن کے مطابق بچوں کو، اگر ان کی حیثیت شرنارتھی کی ہے، اس کنونشن کے ذریعہ عطا کیے گئے حقوق حاصل ہوسکیں۔

دفعہ 23

فریقین مملکتیں اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ ایسے بچے جو ذہنی یا جسمانی طور پر معذور ہیں، ایک باوقار زندگی گزار سکیں اور انہیں کسی بھی قسم کی محرومی کا احساس نہ ہو۔

دفعہ 24

فریقین مملکتیں اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ بچوں کو بہترین طبی سہولیات فراہم کی جائیں۔

17- بچوں کی فروخت، عصمت فروشی اور فحبہ پن کی صورت میں ان کے حقوق کی بابت کنونشن کا اختیاری پروتوکال (2000)

(OPTIONAL PROTOCOL TO THE CONVENTION ON THE RIGHTS OF THE CHILD ON THE SALE OF CHILDREN, CHILD PROSTITUTION AND CHILD PORNOGRAPHY)

اس پروتوکال میں ''بچوں کی فروخت'' ''بچوں کی عصمت فروشی'' اور ''بچوں کا فحبہ پن'' جیسے جرائم کی وضاحت اور ان اصطلاحات کی تشریح کے لیے ان کی تعریف کی گئی ہے اور وہ پیمانے مقرر کیے گئے ہیں جن کے مطابق ملکی قوانین کے تحت ان کی خلاف ورزی کے لیے اقدام کیے جائیں گے۔ ان اقدام میں ملزموں، مجرموں، متضرر افراد اور انسدادی کارروائیوں سے متعلق اقدام بھی شامل ہیں۔

18- مسلح تصادم میں بچوں کے ملوث ہونے پر ان کے حقوق سے متعلق کنونشن کا اختیاری پروتوکال

(2000)

(OPTIONAL PROTOCOL TO THE CONVENTION ON THE RIGHTS OF THE CHILD ON THE INVOLVEMENT OF CHILDREN IN ARMED CONFLICT)

اہم توضیحات

اس پروتوکال میں ایسے لوگوں کی غیر سرکاری اداروں کے ذریعہ بھی بھرتی ممنوع قرار دی گئی ہے جن کی عمر اٹھارہ سال سے کم ہے اور مملکتوں کو یہ ذمہ داری بھی سونپی گئی ہے کہ وہ بچوں کے حقوق سے متعلق کنونشن کے ذریعہ بھرتی کی کم سے کم عمر سے زیادہ ہی بھرتی کی عمر مقرر کریں۔

اس کے علاوہ سرکاروں کو یہ ذمہ داری بھی سونپی گئی ہے کہ وہ ایسے اقدام کریں جس سے اٹھارہ سال سے کم عمر کے لوگوں کو بلاواسطہ جارحانہ کارروائیوں میں شرکت سے روکا جاسکے۔

علاوہ ازیں مملکتوں سے ایسے تحفظات فراہم کرنے کے لیے بھی کہا گیا ہے جن کی رو سے اٹھارہ سال سے کم عمر کے لوگوں کی رضاکارانہ بھرتی کو منضبط کیا جاسکے۔ آخر میں مملکتوں کے لیے یہ بات لازمی کی گئی ہے کہ وہ اس پروٹوکال کی عمل درآمدگی کی رپورٹ بچوں کے حقوق سے متعلق کمیٹی کو بھیجیں۔

19- اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی تجویز، انسانی حقوق سے متعلق تعلیم کے لیے بین الاقوامی جنوری 1995 کو شروع ہونے والی دہائی کا اعلان

(THE UNITED NATIONS GENERAL ASSEMBLY RESOLUTION PROCLAIMING THE TEN-YEAR PERIOD BEGINNING ON 1 JANUARY, 1995 AS THE HUMAN RIGHTS DECADE FOR HUMAN RIGHTS EDUCATION)

اس تجویز میں خواتین، مزدوروں، ترقیاتی کاموں اور ماحولیاتی تحفظ سے متعلق تمام بین الاقوامی، علاقائی اور قومی غیر سرکاری تنظیموں اور سبھی سماجی انصاف سے متعلق گروپوں، انسانی حقوق کے معاملات دیکھنے والے وکلاء، اساتذہ اور ذرائع ابلاغ پر اس بات کے لیے زور دیا گیا ہے کہ وہ انسانی حقوق کی تعلیم اور ان پر عمل درآمدگی کے

لیے آگے آئیں، ایسا کرتے وقت انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ کی دفعہ 26 اور بین الاقوامی منشور برائے معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کی دفعہ 13 اور بچوں کے حقوق سے متعلق کنونشن کی دفعہ 28 کو دھیان میں رکھا گیا ہے تاکہ ان بین الاقوامی دستاویزات پر عمل درآمد کیا جاسکے اور سماج کے ہر طبقہ کے لیے خواہ اس کا تعلق کسی بھی مذہب یا گروپ سے ہو، بچوں، عورتوں، اقلیتوں اور دیگر تمام لوگوں کو اس بات کا علم ہوسکے کہ وہ کن انسانی حقوق کے حقدار ہیں اور یہ کہ ان کے شہری، ثقافتی، معاشی، سیاسی اور سماجی حقوق کیا ہیں۔ مزید یہ کہ اگر ان کے حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو وہ اپنے ملک میں یا بین الاقوامی اداروں میں کہاں کہاں چارہ جوئی کرسکتے ہیں۔

اقوام متحدہ کی اس تجویز پر تقریباً تمام ممالک سے عمل کرنا شروع کردیا گیا ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اقوام متحدہ کی بہت سی تنظیمیں اس سلسلے میں پہلے سے ہی کوششیں کرتی رہی ہیں اور اقوام متحدہ کی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم (UNESCO) ، بین الاقوامی مزدور تنظیم (ILO) اور اقوام متحدہ کا بچوں سے متعلق فنڈ (UNICEF) جیسے اداروں نے بھی اس سلسلے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

دنیا کے تقریباً تمام ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک نے تعلیمی اداروں میں انسانی حقوق سے متعلق بہت سے ڈگری سطح کے بہت سے پوسٹ گریجویٹ سطح کے اور بہت سے ڈپلومہ کورسیز شروع کیے ہیں، ہمارے ملک میں بھی سرکار نے اس طرف کافی توجہ دی ہے۔ نہ صرف تعلیمی اداروں میں اس قسم کے کورسیز شروع کیے ہیں بلکہ اس سال ہندوستان کی سب سے اہم اور پروقار ملازمت (I.A.S) کے نصاب میں انسانی حقوق کو خاص طور سے اقوام متحدہ کا چارٹر، انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ، بین الاقوامی منشور برائے شہری اور سیاسی حقوق اور بین الاقوامی منشور برائے معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کو شامل کیا گیا ہے۔

20- اعلان تہران

(1968)

(THE PROCLAMATION OF TEHERAN)

اس اعلان میں، انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیے اور انسانی حقوق سے متعلق دیگر دستاویزوں میں مصرحہ اصولوں کا اعادہ کیا گیا ہے اور تمام لوگوں اور حکومتوں پر اس بات کے لیے زور دیا گیا ہے کہ وہ انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیے میں مصرحہ اصولوں کے حصول کے لیے خود کو وقف کردیں اور تمام انسانوں کے لیے ایک آزاد اور پروقار زندگی کے لیے اپنی کوشش جو مادی، ذہنی، سماجی اور روحانی بہبود سے مطابقت رکھتی ہوں تیز تر کردیں، اور کسی کے ساتھ کسی بھی قسم کا امتیازی برتاؤ نہ ہو نیز کسی کو احساس محرومی نہ ہو۔

21- ترقی وفروغ کے حق سے متعلق اعلامیے

(1986)

(THE DECLARATION ON THE RIGHT TO DEVELOPMENT)

اہم توضیعات

دفعہ 1

یہ ناقابل فراموش حق ہے کہ تمام انسانوں کو اس بات کا موقع ملے کہ وہ معاشی، سماجی، ثقافتی اور سیاسی ترقی میں حصہ لے سکیں اور مناسب کردار ادا کرسکیں تاکہ تمام بنیادی حقوق اور آزادیاں مکمل طور پر حاصل کی جاسکیں۔

دفعہ 3

مملکتوں کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے قومی اور بین الاقوامی حالات پیدا کریں جو ترقی کے حق کے حصول کے لیے مثبت ثابت ہوں۔

دفعہ 4

تمام مملکتوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اقدام کرکے ایسی بین الاقوامی ترقیاتی

پالیسیاں بنانی چاہئیں جس سے ترقی کے حق کے مکمل حصول کو یقینی بنایا جاسکے اور یہ کام زیادہ مشکل نہ رہے۔

دفعہ 6

تمام مملکتوں نسل، جنس، زبان یا مذہب کے کسی بھی امتیاز کے بغیر تمام انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے عالمی احترام اور ان کی عمل آوری کو فروغ دینے، ان کی حوصلہ افزائی کرنے اور انہیں مضبوط سے مضبوط تر بنانے کے لیے تعاون کرنا چاہئے۔

دفعہ 7

تمام مملکتوں کو تمام دنیا میں امن وسلامتی قائم کرنے، بنائے رکھنے اور اسے مضبوط سے مضبوط تر بنانے کے کام کو فروغ دینا چاہئے اور ساتھ ہی اس بات کو یقنی بنانا چاہئے کہ پوری دنیا اسلحہ کی بڑھتی ہوئی ہوڑ سے محفوظ رہے اور تخفیف اسلحہ کا کام مستعدی سے جاری رہے۔

22 - ویانا اعلامیہ اور لائحہ عمل

(1993)

(THE VIENNA DECLARATION AND PROGRAMME OF ACTION)

اہم نکات

انسانی حقوق سے متعلق عالمی کانفرنس میں اس بات کا اعادہ کیا گیا ہے کہ تمام مملکتیں اقوام متحدہ کے چارٹر، انسانی حقوق سے متعلق دیگر دستاویزوں اور بین الاقوامی قانون کے مطابق تمام انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے تحفظ کو فروغ دینے، ان کا احترام کرنے اور ان کی عمل آوری سے متعلق اپنی ذمہ داریاں پورے طور پر نبھائیں گی، تمام لوگوں کو حق خود ارادیت حاصل ہوگا، بین الاقوامی برادری جمہوری نظام کو فروغ دینے کے لیے کوشاں رہے گی کیونکہ جمہوریت، ترقی، انسانی حقوق کا احترام اور بنیادی آزادیاں ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں، انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کا احترام اور عمل آوری بغیر کسی امتیاز کے ہوگی، نسلی امتیاز کو ختم کیا جائے گا، عورتوں اور

بچیوں کے حقوق کا احترام کیا جائے گا، جنسی تفریق کا خاتمہ بین الاقوامی برادری کی ترجیحی اغراض میں شامل ہوگا، جنسی تشدد، جنسی استحصال اور جنسی اذیت کا خاتمہ کیا جائے گا، خواتین کو سیاسی، شہری، معاشی، سماجی اور ثقافتی زندگی میں حصہ لینے کا پورا پورا موقع دیا جائے گا۔ قومی، نسلی، مذہبی اور لسانی اقلیتوں کو انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے معاملے میں مکمل تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ شرنارتھیوں سے متعلق مسائل پر غور کیا جائے گا اور ساتھ ہی یہ کوشش کی جائے گی کہ ان باتوں کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے جن کے باعث ایسی صورت حال پیدا ہوتی ہے، انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے خلاف دادرسی کے لیے آزاد عدلیہ اور مجاز عدالتوں کے قیام کو یقینی بنایا جائے گا نسل کشی سے گریز کیا جائے گا تمام بین الاقوامی دستاویزوں کا احترام کیا جائے گا اور ان میں مصرحہ انسانی حقوق کونسل، جنس، زبان یا مذہب کے امتیاز کے بغیر عمل درآمد کیا جائے گا، غیر سرکاری اداروں کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے ان سے ملکی، علاقائی اور بین الاقوامی سطح پر انسانی حقوق کے فروغ اور تحفظ کے معاملے میں اور اہم کردار ادا کرنے کی توقع کی جاتی ہے اور میڈیا و ذرائع ابلاغ سے انسانی حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کے معاملات میں اضافی شرکت کی توقع کی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ اس عالمی کانفرنس میں اقوام متحدہ کے انسانی حقوق سے متعلق نظام میں بہتر ربط دہی پر بھی زور دیا گیا ہے اور مرکز برائے انسانی حقوق کے مالی حالات اور کارکردگی کو بہتر بنانے پر بھی زور دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مساوات، وقار اور صبروتحمل جیسے معاملات پر غور کرتے ہوئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہر قسم کے نسلی امتیاز کو ختم کیا جائے۔ اس سلسلے میں کمیشن برائے انسانی حقوق کے رول کو سراہا گیا۔ علاوہ ازیں انسانی حقوق سے متعلق تعلیم کی اہمیت پر بھی زور دیا گیا ہے۔

23- مذہب یا عقیدے کی بنیاد پر سبھی طرح کی عدم برداشت اور امتیاز کے خاتمے سے متعلق اعلامیہ (1981)

DECLARATION ON THE ELIMINATION OF ALL FORMS OF INTOLERANCE AND OF DISCRIMINATION BASED ON RELIGION OR BELIEF

دفعہ 1

1- ہر شخص کو اظہار رائے، ضمیر اور مذہب کی آزادی ہوگی۔ اس اعلامیے میں اپنی پسند کے مذہب یا عقیدے کی آزادی کے ساتھ ساتھ اپنے مذہب یا عقیدے کو عبادت، کسی عمل اور تعلیم کے ذریعہ انفرادی طور پر یا دوسروں کے ساتھ مل کر اور سب کے سامنے یا تنہائی میں اظہار کرنے کی آزادی شامل ہے۔

2- کسی بھی شخص پر کوئی ایسا دباؤ نہیں ڈالا جائے گا جس سے اس کی اپنی پسند کا مذہب یا عقیدے اختیار کرنے کی آزادی میں خلل پڑے۔

3- کسی بھی شخص کی اپنے مذہب یا عقیدے کا اظہار کرنے کی آزادی پر

صرف ایسی پابندیاں عاید کی جاسکتی ہیں جن کی قانون میں صراحت کی گئی ہو اور جو حفظ عامہ، امن عامہ، صحت یا اخلاقیات یا دیگر لوگوں کے بنیادی حقوق اور آزادیوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے ضروری ہیں۔

دفعہ 2

1- کوئی بھی مملکت، ادارہ، طبقات افراد یا فرد کسی کے ساتھ مذہب یا دیگر عقیدے کی بنیاد پر امتیاز نہیں برتے گا۔

2- اس اعلامیے کی اغراض کے لیے، مذہب یا عقیدے کی بنیاد پر عدم برداشت اور امتیاز'' کی اصطلاح سے مذہب یا عقیدے کی بنیاد پر کوئی ایسی تفریق، اخراج، پابندی یا ترجیح مراد ہے جس کا مقصد یا اثر مساوات کی بنیاد پر انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے تسلیم کیے جانے، ان سے مستفیض ہونے یا ان کا استعمال کرنے کی نفی ہوتی ہو یا انہیں ضرر پہنچتا ہو۔

دفعہ 3

مذہب یا عقیدے کی بنیاد پر انسانوں کے بیچ امتیاز، انسانی عظمت کی توہین ہے اور ایسا کرنا اقوام متحدہ کے منشور کے اصولوں کو نکارنے کا مرادف ہے اور اس کی انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیے میں متذکرہ اور انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی منشوروں میں مفصلہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کی خلاف ورزی اور اقوام کے مابین دوستانہ اور پرامن تعلقات میں ایک رکاوٹ کے طور پر مذمت کی جائے گی۔

دفعہ 4

1- تمام مملکتیں شہری، معاشی، سیاسی، سماجی اور ثقافتی زندگی کے ہر میدان میں انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے تسلیم کیے جانے، ان کا استعمال کرنے اور ان سے مستفیض ہونے کے معاملے میں مذہب یا عقیدے کی بنیاد پر امتیاز کو روکنے اور ختم کرنے کے لیے مؤثر اقدام کریں گی۔

2- تمام مملکتیں ایسے امتیاز کی ممانعت کے لیے جہاں بھی ضروری ہو نئے قانون بنانے یا موجودہ قانون کو منسوخ کرنے کی کوشش کریں گی اور اس معاملے میں مذہب یا دیگر عقائد کی بنیاد پر عدم برداشت کا مداوا کریں گی۔

دفعہ 5

1- بچوں کے والدین یا ان کے ولی، جیسی بھی صورت ہو، کوئی اپنی خاندانی زندگی اپنے مذہب یا عقیدے کے مطابق اور اس اخلاقی تعلیم کو دھیان میں رکھتے ہوئے جس کی بابت ان کا یہ اعتقاد ہے کہ بچے کی پرورش اس کے مطابق ہونی چاہئے، بسر کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

2- ہر بچے کو اپنے والدین یا قانونی ولی، جیسی بھی صورت ہو، کی خواہش کے مطابق مذہب یا عقیدے سے متعلق تعلیم تک رسائی کا حق حاصل ہوگا اور اسے اپنے ماں باپ یا قانونی ولی کی خواہش کے خلاف کسی مذہب یا عقیدے کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے مجبور نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اس معاملے میں رہنما اصول بچے کا مفاد ہوگا۔

3- بچے کو مذہب یا عقیدے کی بنیاد پر کسی بھی طرح کے امتیاز سے محفوظ رکھا جائے گا اس کی پرورش عام سمجھ بوجھ، برداشت، لوگوں کے مابین دوستی، امن اور عالمی بھائی چارے دیگر لوگوں کے مذہب یا عقیدے کی آزادی کے احترام اور مکمل طور سے اس بات سے باخبر رہتے ہوئے کہ اس کی قوت اور صلاحیت بنی نوع انسان کی خدمت کے لیے وقف ہوجائے، کے جذبے سے کی جائے گی۔

4- اگر کسی بچے کی دیکھ بھال اس کے والدین یا قانونی ولی نہیں کررہے ہیں تو مذہب یا عقیدے کے بارے میں انہوں نے اپنی جن خواہشات کا اظہار کیا ہو یا اس ضمن میں کوئی دیگر ثبوت موجود ہو، ان کا پورا پورا دھیان رکھا جائے گا اور اس معاملے میں رہنما اصول بچے کا مفاد ہوگا۔

5- اس اعلامیے کی دفعہ 1 کے پیرا 3 کو دھیان میں رکھتے ہوئے، کسی مذہب یا عقیدے میں، جس میں اس بچے کی پرورش کی جارہی ہو، عبادت کا طریقہ اس کی جسمانی یا دماغی صحت یا اس کے مکمل فروغ کے لیے منافی نہیں ہونا چاہیئے۔

دفعہ 6

اس اعلامیے کی دفعہ 1 کے مطابق اور دفعہ 1 کے پیرا 3 کی توضیعات کے تابع، اظہار خیال، ضمیر، مذہب یا عقیدے کی آزادی میں دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل آزادیاں شامل ہوں گی :

(الف) مذہب یا عقیدے کے تعلق سے عبادت کرنا یا جمع ہونا اور ایسے مقاصد کے لیے جائے عبادت قائم کرنا اور اس کی دیکھ بھال کرنا :

(ب) مناسب خیراتی یا انسانی ادارے قائم کرنا اور انہیں چلانا؛

(ج) کسی مذہب یا عقیدے کے رسم ورواج سے متعلق ضروری اشیاء اور اسباب کا معقول حد تک انتظام کرنا، حاصل کرنا اور ان کا استعمال کرنا؛

(د) ان شعبوں میں متعلقہ تصنیف وتالیف اور اس کی اشاعت کرنا

(ہ) مذہب یا عقیدے کی ان مقاصد کے لیے مناسب مقامات پر تعلیم دینا ؛

(و) افراد اور اداروں سے رضاکارانہ مالی امداد یا چندہ طلب اور وصول کرنا۔

(ز) کسی مذہب یا عقیدے کی ضروریات اور معیار کے مطابق مذہبی رہنماؤں کو تربیت دینا، ان کی تقرری کرنا ان کا انتخاب کرنا یا جانشینی کے لیے نامزد کرنا۔

(ح) کسی مذہب یا عقیدے کے احکام کے مطابق آرام کا دن مقرر کرنا، چھٹی منانا اور تقریبات کا انعقاد کرنا؛

(ط) قومی اور بین الاقوامی سطح پر مذہب اور عقیدے کے معاملے میں افراد اور فرقوں کے ساتھ روابط قائم کرنا اور انہیں بنائے رکھنا۔

دفعہ 7

اس اعلامیے میں متذکرہ حقوق اور آزادیاں قومی قوانین میں اس طرح عطا کی جائیں گی کہ ہر شخص عملاً ایسے حقوق اور آزادیوں کا فائدہ اٹھاسکے۔

دفعہ 8

اس اعلامیے کی کسی بات کی تعبیر اس طرح نہیں کی جائے گی کہ اس سے انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیے اور انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی منشوروں میں متذکرہ حق محدود ہوجائے یا اس میں تخفیف ہوجائے۔

24- قومی یا نسلی، مذہبی اور لسانی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے حقوق سے متعلق اعلامیہ (1992)

(THE DECLARATION ON THE RIGHTS OF PERSONS BELONGING TO NATIONAL OR ETHNIC, RELIGIOUS AND LINGUISTIC MINORITIES)

اقوام متحدہ کے منشور میں یہ بات واضح طور پر کہی گئی تھی کہ نسل، جنس، زبان یا مذہب کی بنیاد پر بغیر کسی امتیاز کے سبھی کے لیے انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کا احترام کیا جائے گا۔ منشور کے اغراض ومقاصد میں اس بات کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے کہ کسی بھی شخص کے ساتھ نسل، جنس، زبان یا مذہب کی بنیاد پر کسی قسم کا امتیاز نہ برتا جائے اس بات کے مدنظر اور اپنے منشور کے دیگر اغراض ومقاصد کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 18/دسمبر 1992 کو تجویز تعدادی 47/135 کے ذریعہ قومی یا نسلی، مذہبی اور لسانی اقلیتوں سے تعلق رکھنے

والے افراد کے حقوق سے متعلق اعلامیہ منظور کیا۔ یہ اعلامیہ 9 دفعات پر مشتمل ہے جو اس طرح ہیں۔

دفعہ 1

1۔ مملکتیں اپنی اپنی عملداری میں اقلیتوں کے وجود اور قومی یا نسلی، ثقافتی مذہبی ولسانی تشخص کی حفاظت کریں گی اور اس تشخص کو مزید مستحکم بنانے کے لیے سازگار حالات پیدا کریں گی۔

2۔ مملکتیں ان اغراض کو پورا کرنے کے لیے مناسب قانونی ودیگر اقدام کریں گی۔

دفعہ 2

1۔ قومی یا نسلی، مذہبی اور لسانی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد (جنہیں مابعد اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کہا گیا ہے) کو نجی طور پر اور سب کے سامنے آزادانہ اور مداخلت یا کسی بھی طرح کے امتیاز کے بغیر اپنی ثقافت سے مستفیض ہونے، اپنے مذہب کو ماننے اور اس پر عمل کرنے اور اپنی زبان کا استعمال کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

2۔ اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو ثقافتی، مذہبی، معاشرتی، معاشی اور عوامی زندگی میں مؤثر طور پر حصہ لینے کا حق حاصل ہوگا۔

3۔ اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو قومی اور جہاں مناسب ہو، علاقائی سطح پر ان فیصلوں میں جن کا تعلق اس اقلیت سے ہو جس سے وہ متعلق ہیں یا ان علاقوں سے ہو جہاں وہ رہائش پذیر ہیں مؤثر طور پر ایسے طریقے سے حصہ لینے کا حق حاصل ہوگا جو قومی قوانین سے مطابقت رکھتا ہو۔

4۔ اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنی انجمنیں قائم کرنے اور انہیں چلانے کا حق حاصل ہوگا۔

5۔ اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو کسی امتیاز کے بغیر اپنے گروپ کے دیگر لوگوں اور دیگر اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے ساتھ اور ساتھ ہی سرحد پار دیگر مملکتوں کے شہریوں سے، جن سے وہ قومی یا نسلی، مذہبی یا لسانی بنیادوں پر

جڑے ہوئے ہیں آزادانہ اور پرامن روابط قائم کرنے اور انہیں بنائے رکھنے کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ 3

1- اقلیتوں سے متعلق افراد اپنے حقوق کا، جن میں اس اعلامیہ میں متذکرہ حقوق بھی شامل ہیں، ذاتی طور پر یا اپنے گروپ کے دیگر لوگوں کے ساتھ مل کر، بغیر کسی امتیاز کے استعمال کرسکیں گے۔

2- اقلیت سے تعلق رکھنے والے کسی بھی فرد کو اس اعلامیہ میں متذکرہ حقوق کے استعمال کرنے یا نہ کرنے کے نتیجے کے طور پر کوئی نقصان نہیں اٹھانا پڑے گا۔

دفعہ 4

1- مملکتیں جہاں بھی ضرورت ہو اس بات کو یقینی بنانے کے لیے اقدام کریں گی کہ اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد بغیر کسی امتیاز کے قانون کے روبرو کاملاً مساوی طور پر اپنے تمام انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کا مکمل طور پر اور مؤثر طریقے سے استعمال کرسکیں۔

2- مملکتیں ایسے سازگار حالات پیدا کرنے کے لیے اقدام کریں گی، جس سے کہ اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد اپنی خصوصیات کا اظہار کرسکیں اور اپنی ثقافت، زبان، مذہب ورسم ورواج کو فروغ دے سکیں، سوائے اس کے کہ جہاں کسی مخصوص دستور سے ملکی قانون اور بین الاقوامی معیاروں کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔

3- مملکتیں ایسے مناسب اقدام کریں گی جس سے کہ جہاں ممکن ہو، اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنی مادری زبان سیکھنے یا مادری زبان میں تعلیم حاصل کرنے کے معقول مواقع میسر ہوسکیں۔

4- مملکتوں کو چاہیے کہ وہ، جہاں بھی مناسب ہو، وہاں تعلیمی میدان میں اپنی اپنی عملداری میں موجود اقلیتوں کی تاریخ، روایات، زبان اور ثقافت سے متعلق علم وفن کے فروغ کے لیے اقدام کریں۔ اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو مکمل معاشرے کی جانکاری حاصل کرنے کے بھی معقول مواقع ملنے چاہئیں۔

5- مملکتوں کو مناسب اقدام پر غور کرنا چاہیے تاکہ اقلیتوں سے تعلق رکھنے

والے افراد اپنے ملک کی معاشی ترقی اور اس کے ارتقاء میں مکمل طور پر حصہ لے سکیں۔

دفعہ 5

1- قومی پالیسیاں اور پروگرام اقلیتوں سے متعلق افراد کے جائز مفادات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بنائے جانے چاہئیں اور ان پر عمل آوری بھی اسی طرح کی جانی چاہیے۔

2- مملکتوں کے مابین تعاون اور معاونت کے پروگرام بھی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے جائز مفادات کو نظر میں رکھتے ہوئے بنائے جانے چاہئیں اور ان پر عمل آوری بھی اسی طرح کی جانی چاہیے۔

دفعہ 6

مملکتوں کو باہمی مفاہمت اور اعتماد کو فروغ دینے کے لیے اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد سے متعلق معاملات پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے اور دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ مبادلۂ معلومات وتجربات کرنا چاہیے۔

دفعہ 7

مملکتوں کو اس اعلامیہ میں متذکرہ حقوق کے احترام کو فروغ دینے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔

دفعہ 8

1- اس اعلامیہ کی کوئی بات مملکتوں کو اقلیتوں سے متعلق افراد کے تعلق سے بین الاقوامی وجوب کو پورا کرنے سے نہیں روکے گی۔ خاص طور پر مملکتیں نیک نیتی سے ان وجوب اور وعدوں کو نبھائیں گی، جو انہوں نے ان بین الاقوامی عہدوپیمان اور اقرار ناموں کے تحت کیے ہیں جن میں وہ فریق ہیں۔

2- اس اعلامیہ میں متذکرہ حقوق کے استعمال سے عالمی پیمانے پر تسلیم شدہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں سے بھی افراد کے مستفیض ہونے پر کوئی منفی اثر نہیں پڑے گا۔

3- اس اعلامیے میں متذکرہ حقوق سے مؤثر طور پر مستفیض ہونے کی بات کو یقینی بنانے کے لیے مملکتوں کے ذریعہ کیے گئے اقدام کو بادی النظری انسانی حقوق کے

عالمگیر اعلامیہ میں شامل نظریۂ مساوات کے برخلاف نہیں سمجھا جائے گا۔

4۔ اس اعلامیہ کی کسی بھی بات کی اس طرح تعبیر نہیں کی جائے گی کہ اس سے کسی ایسی سرگرمی کی اجازت ملے جو اقوام متحدہ کی اغراض اور اصولوں کے برخلاف ہو، جس میں مملکتوں کی خودمختاری مساوات، علاقائی سا لمیت اور سیاسی آزادی شامل ہے۔

دفعہ 9

اقوام متحدہ کے نظام کی مخصوص ایجنسیاں اور دیگر تنظیمیں اپنے اپنے دائرہ مہارت میں اس اعلامیہ میں متذکرہ حقوق اور اصولوں کی تکمیل کے معاملہ میں اپنا اپنا کردار ادا کریں گی۔

25- اقوام متحدہ کا دو ہزار سالہ اعلامیہ

(UNITED NATIONS MILLENNIUM DECLARATION)

اس اعلامیہ میں ممالک اور حکومتوں کے سربراہوں نے اس بات کا اعادہ کیا تھا کہ ان سب کی یہ اجتماعی ذمہ داری ہے کہ وہ انسانی عظمت، مساوات اور نصفت کے اصولوں کو عالمی پیمانے پر عملی جامہ پہنائیں تاکہ دنیا کے ہر حصہ میں سبھی لوگوں کو جنس، نسل، زبان یا مذہب کی تفریق کے بنا تمام انسانی حقوق اور بنیادی آزادیاں حاصل ہوسکیں۔ تمام ممالک کو اس مقصد کے حصول کے لیے کوشش کرنی چاہئے اور ان کوششوں میں خاص طور پر اس بات کا دھیان رکھا جانا چاہئے کہ عالمی پیمانے پر ایسے اقدام کیے جائیں گے جن سے ترقی پذیر معیشتوں اور ایسی معیشتوں کو، جو اس وقت ایک نئے دور میں داخل ہورہی ہیں، اس عمل میں مؤثر طریقے سے شریک ہونے کا موقعہ مل سکے اور وہ ان سے پورا پورا فائدہ اٹھاسکیں۔ اس اعلامیہ میں بین الاقوامی روابط کے معاملہ میں اکیسویں صدی میں جن بنیادی باتوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا اور انہیں عملی جامہ پہنانے کے لیے حتی المقدور مساعی کی جائیں گی وہ اس طرح ہیں :

1- آزادی۔ سبھی مرد و زن ایک ایسی باوقار زندگی گزارنے کے حقدار ہوں گے جو تشدد، ناانصافی یا کسی بھی طرح کے مظالم سے مبرّا ہوں جس میں کوئی شخص بھوکا

یا پیاسا نہ رہے، اور ایک ایسا جمہوری اور شراکتی نظام قائم ہو جس میں عوام کی رائے کا مکمل احترام کیا جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ انہیں یہ تمام حقوق حاصل ہوں۔

2- مساوات۔ کسی بھی شخص یا کسی بھی قوم کو ترقی اور فروغ کے معاملے میں احساس محرومی نہیں ہونا چاہئے اور سب کو اس کا مکمل فائدہ اٹھانے کے مواقع ملنے چاہئیں۔ عورتوں اور مردوں کو مساوی حقوق اور مواقع حاصل ہونے چاہئیں۔

3- ہم آہنگی۔ اقوام عالم کے سامنے جو بھی معاشی، سیاسی یا دیگر مسائل ہیں ان سے اس طرح نپٹا جانا چاہئے کہ دنیا کی تمام قومیں یہ محسوس کریں کہ وہ اس قسم کے معاملات میں برابر کی شریک ہیں اور اس کا ان پر نصفت وسماجی انصاف کے تقاضوں کے مطابق مساوی بار پڑے۔ یہاں مساوی بار کا مطلب ہرگز یہ نہیں نکالا جاسکتا کہ غریب اور امیر مملکتوں پر بالکل برابر بار پڑے بلکہ یہ بار ہر قوم اور ہر ملک کی حیثیت کے مطابق یعنی جتنا بار وہ برداشت کرسکے، پڑنا چاہئے۔

4- برداشت۔ سبھی قوموں کو، خواہ وہ کسی بھی مذہب کی پیرو ہوں، ان کا کوئی بھی ثقافتی ورثہ ہو اور جہاں کوئی بھی زبان بولی جاتی ہو، ہر حالت میں ان امور کی بابت جو کسی معاشرتی تفریق کی جانب اشارہ کرتی ہوں مکمل برداشت کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ ان معاملات میں کسی بھی فرق، تفریق یا امتیاز کو کسی بھی تنازعہ کی وجہ نہیں بنایا جانا چاہئے بلکہ اس شخص یا امتیازی شناخت کو انسانیت کا ایک بیش بہا سرمایہ سمجھا جانا چاہئے۔ تمام اقوام کے درمیان امن وامان رہنا چاہئے اور ان کے درمیان گفت وشنید کا سلسلہ جاری رہنا چاہئے تاکہ وہ ایک دوسرے کو سمجھ سکیں۔

5- کائنات عالم کا احترام۔ دنیا کی تمام مخلوقات اور قدرتی وسائل کا احترام کیا جانا چاہئے اور ان کی حفاظت کی جانی چاہئے۔ مختلف تہذیبوں کا تحفظ بھی اقوام عالم کی ذمہ داری ہے۔ اس کے لیے ان کے درمیان تبادلۂ خیالات ومبادلۂ معلومات کا سلسلہ جاری رہنا چاہئے۔

امن، سلامتی اور تخفیف اسلحہ

اس سلسلے میں ان مملکتوں کے سربراہوں نے یہ تجویز منظور کی کہ وہ عوام کو جنگ وجدل سے محفوظ رکھنے کے لیے حتی المقدور اقدامات کریں گی، اور تباہ کن ہتھیاروں سے پیدا ہونے والے خطرات سے نمٹنے کے لیے اپنی کوششیں تیز کریں گی۔ قومی اور بین الاقوامی معاملات کے سلسلے میں انہوں نے مندرجہ ذیل اغراض کو پورا کرنے کے لیے بھی تجاویز منظور کیں :

1- قومی اور بین الاقوامی امور میں قانون کی بالادستی کے احترام کو اور مستحکم بنانا تاکہ فریق مملکتیں اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق بین الاقوامی عدالت کے فیصلوں پر عمل پیرا ہوسکیں، کسی بھی طرح کے تنازعات کے پرامن تصفیہ، امن قائم رکھنے، بعد از تصادم بھی امن قائم رکھنے اور تعمیر نو کے لیے اپنے وسائل اور اپنے ہر طرح کے ذرائع کو بغرض استعمال مہیا کرانا تاکہ اقوام متحدہ امن اور سلامتی قائم رکھنے کے معاملے میں زیادہ مؤثر کردار ادا کرسکے۔

2- چارٹر کے پیرا 8 کی توضیعات کے مطابق اقوام متحدہ اور علاقائی تنظیموں کے مابین تعاون کو اور مستحکم بنانا۔

3- اسلحہ کنٹرول، تخفیف اسلحہ اور بین الاقوامی انسانی قانون اور انسانی حقوق سے متعلق قانون کی نسبت کیے گئے عہدوپیمان (TREATIES) کی فریقین مملکتوں کے ذریعہ عمل آوری کو یقینی بنانا اور ان مملکتوں سے بین الاقوامی تعزیری عدالت کے روم اسٹیٹیوٹ پر دستخط کرنے اور اس کی توثیق کے لیے زور دینا۔

4- عالمی دہشت گردی کے خلاف متحد ہوکر کارروائی کرنا اور دہشت گردی سے متعلق سبھی بین الاقوامی کنونشنوں میں جلد از جلد شمولیت اختیار کرنا؛

5- ڈرگس کے عالمی مسئلے سے نمٹنے کے لیے اپنی کوششیں تیزتر کرنا۔ انسانوں کی تجارت اور تنقیح زر (MONEY LAUNDERING) سے متعلق جرائم سے لڑنے کے لیے بھی اپنی کوششوں کو تیز کرنا۔

6- اقوام متحدہ کے ذریعہ لگائی گئی معاشی پابندیوں کے منفی اثرات کو کم سے

کم کرنا، ان پر وقتاً فوقتاً نظر ثانی کرنا اور فریق متعلق پر پڑنے والے منفی اثرات کو ختم کرنا۔

7- ناجائز اسلحہ کی تجارت کو جن میں چھوٹے اسلحہ بھی شامل ہیں، ختم کرنے کے لیے متحد ہوکر کارروائی کرنا۔

ترقی اور غریبی کا خاتمہ

اس اعلامیہ میں غیر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کو درپیش مسائل کا بھی جائزہ لیا گیا اور اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل تجاویز منظور کی گئیں۔

1- تمام ممالک اس بات کی کوشش کریں گے کہ کسی بھی عورت، مرد یا بچے کو غریبی سے دوچار نہ ہونا پڑے اور ان کو دنیا میں ہر طرح کی ترقی وفروغ میں شراکت کا حق اور موقع ملے۔ وہ ترقی کے لیے اور غریبی کے خاتمے کے لیے قومی اور بین الاقوامی سطح پر مناسب ماحول پیدا کریں گے۔

2- وہ ایک صاف شفاف، منصفانہ، بااصول اور غیرامتیازی کثیرالمقاصد تجارتی اور مالی نظام قائم کریں گے تاکہ اس قسم کے معاملات میں بین الاقوامی پیمانے پر سبھی امور کی بابت صحیح کارروائی کی جاسکے۔

3- وہ قومی اور بین الاقوامی تدابیر کے ذریعہ کم اور درمیانی آمدنی والے ترقی پذیر ممالک کے قرضوں سے متعلق مسائل کے مکمل حل اور اس ضمن میں مؤثر کارروائی کرنے کے لیے اپنی کوشش تیزتر کریں گے۔

4- زمین سے محصور (LAND LOCKED) ترقی پذیر ممالک کی خصوصی ضروریات اور مسائل کی جانب بھی دھیان دیں گے اور ان ممالک کی ترقیاتی ضروریات کو پورا کرنے اور جغرافیائی رکاوٹوں کو ان کے نقل وحمل کے نظام میں سدھار لاکر دور کرنے کے لیے کوشش کریں گے۔

ماحولیاتی تحفظ

آج تمام دنیا کو ماحولیاتی آلودگی کا احساس ہے اور اسی احساس کے مدنظر

اس اعلامیہ میں ماحولیاتی آلودگی کے تدارک کے لیے بین الاقوامی کوششوں کو اور تیز تر بنانے کے لیے مندرجہ ذیل تجاویز منظور کی گئیں :

1- تمام مملکتیں اس بات کی کوشش کریں گی کہ موجودہ اور آئندہ آنے والی نسلیں ماحولیاتی آلودگی سے محفوظ رہیں۔

2- وہ ماحولیات اور ترقی سے متعلق بین الاقوامی کانفرنس میں کیے گئے فیصلوں کو عمل درآمد کریں گی اور اس بات کی کوشش کریں گی کہ ماحولیات اور ترقی سے متعلق اقوام متحدہ کی کانفرنس کی 2002 میں منعقد دسویں سالگرہ تک کیوٹو پروٹوکال (KYOTO PROTOCOL) نافذالعمل ہوجائے۔

3- جنگلات کے تحفظ کے لیے اپنی اجتماعی کوششوں کو اور مستحکم بنائیں گی۔

4 - خشک سالی اور کسی علاقہ کے ریگستان میں تبدیل ہوجانے (DESERTIFICATION)، خاص طور سے افریقی ممالک میں، جیسی قدرتی آفات سے نمٹنے کے لیے متعلقہ بین الاقوامی تجاویز کو عمل درآمد کریں گی۔

5- آبی وسائل کا صحیح انتظام کیا جائے گا تاکہ سبھی لوگوں کو مناسب مقدار میں پانی مل سکے۔

6- قدرتی آفات اور ایسی آفات جن کا خود آدمی ہی ذمہ دار ہے سے نمٹنے کے لیے اور ان کی تعداد اور اثرات کو کم کرنے کے لیے، کی جانے والی کوششوں میں مزید تعاون کریں گی۔

انسانی حقوق، جمہوریت اور بہتر نظم ونسق

ان اغراض کو پورا کرنے کے لیے مندرجہ ذیل تجاویز منظور کی گئیں :

1- مملکتیں جمہوریت کو فروغ دینے اور قانون کی بالادستی کو مزید مستحکم بنانے اور عالمی پیمانے پر تسلیم شدہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں، جن میں ترقی وفروغ کا حق بھی شامل ہے، کے احترام کے لیے حتی المقدور کوشش کریں گی۔

2- انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیہ کا مکمل احترام کریں گی اور اس پر عمل درآمد کریں گی۔

3- سب کے لیے شہری سیاسی، معاشی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کے مکمل تحفظ اور فروغ کے لیے کوشاں ہوں گی۔

4- جمہوریت کے اصولوں، انسانی حقوق کے احترام، جن میں اقلیتوں اور ہجرت کرنے والوں کے حقوق بھی شامل ہیں، کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تمام ضروری اقدام کریں گی۔

5- خواتین کے ساتھ ہر طرح کے تشدد کا خاتمہ کریں گی نیز خواتین کے ساتھ کسی بھی طرح کے امتیاز سے متعلق کنونشن کو عملدرآمد کرنے کے لیے کوشاں ہوں گی۔

6- ذرائع ابلاغ کو زیادہ سے زیادہ آزادی دیں گی تاکہ وہ اپنا بنیادی کردار بہتر طریقے سے ادا کرسکیں اور عوام کی بھی میڈیا تک رسائی ہوسکے۔

26- متمدن اقوام کے مابین ہم کلامی کے لیے اقوام متحدہ کا عالمی ایجنڈا (2001)

(U.N. GLOBAL AGENDA FOR DIALOGUE AMONG CIVILISATIONS)

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے انسانی حقوق کی آفاقیت کو تسلیم کرتے ہوئے متمدن اقوام کے مابین ہم کلامی کے لیے ایک عالمی ایجنڈا منظور کیا ہے تاکہ اس سے اقوام عالم کو ایک دوسرے کے ساتھ بہتر اور دوستانہ تعلقات رکھنے میں مدد ملے اور وہ ایک دوسرے تہذیبی اور ثقافتی ورثے کو ٹھیک سے سمجھ سکیں اور اس سے ان کے دوستانہ تعلقات میں مزید استحکام آئے۔ اگر ان کے درمیان کوئی تنازعات ہیں تو ان کا بھی باہمی میل جول اور گفت وشنید کے ذریعہ حل نکالا جاسکتا ہے۔ اس ایجنڈے کی اہم توضیحات اور ان کی خاص باتیں مندرجہ ذیل ہیں :

دفعہ 1

متمدن اقوام کے مابین ہم کلامی ایک ایسا طریق کار ہے جس کی بنیاد اجتماعیت اور شراکت پر ہے اور اس سے مختلف تہذیبوں کی نئی نئی باتوں واقدار کا پتہ

لگایا جاسکتا ہے اور ان کو امتیاز وتفریق کی بنیاد نہ بنا کر باہمی میل ملاپ اور ہم آہنگی کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے۔

دفعہ 2

متمدن اقوام کے مابین ہم کلامی ایک ایسا طریق کار ہے جس کا مقصد دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل اغراض کو پورا کرنا ہے :

1- انسانی روابط میں شراکت، نصفت، مساوات، انصاف اور صبروتحمل کو فروغ دینا۔

2- مختلف تہذیبوں کے مابین روابط کے ذریعہ باہمی مفاہمت اور احترام میں اضافہ کرنا۔

3- ایک دوسرے کے اشتراک سے علمی معلومات میں اضافہ کرنا اور انہیں فروغ دینا نیز تمام تہذیبوں میں جو بھی خوبیاں اور حکیمانہ باتیں ہوں ان کو سراہنا۔

4- مختلف تہذیبوں میں جو چیزیں مشترکہ ہوں ان کی پہچان کرنا اور انہیں فروغ دینا تاکہ مختلف میدانوں میں مشترکہ اقدار، عالمی انسانی حقوق اور انسانی معاشرے کو ملی کامیابیوں کو جو بھی خطرہ ہو اس سے اجتماعی طور پر نمٹا جاسکے۔

5- سبھی انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کو فروغ دینا اور تحفظ فراہم کرنا نیز انسانی حقوق کی بابت زیادہ سے زیادہ سمجھ بوجھ پیدا کرنا۔

6- عام اخلاقی معیار اور عالمی انسانی اقدار کے بہتر سوجھ بوجھ میں مزید پختگی لانا۔

7- ثقافتی امتیاز اور ثقافتی ورثے کا اور بھی زیادہ احترام کرنا۔

دفعہ 3

متذکرہ بالا اغراض کی بہتر تکمیل مندرجہ ذیل اصولوں کی اجتماعی عمل آوری کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔

1- بنیادی انسانی حقوق، انسانوں کی عظمت واہمیت، مردوزن اور تمام قوموں، خواہ وہ بڑی ہوں یا چھوٹی، کے مساوی حقوق میں یقین رکھنا۔

2- اقوام متحدہ کے منشور اور انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیے کے تحت وجوب کی نیک نیتی سے انجام دہی اور انصاف کے بنیادی اصولوں اور بین الاقوامی قانون کا

احترام، انسانیت کی مادی اور روحانی بہبود اور ترقی کے لیے علم اور ثقافتی امتیاز کو انسانی معاشرے کی بنیادی خصوصیات سمجھتے ہوئے تسلیم کرنا۔

3- سبھی متمدن اقوام کے ثقافتی ورثے کی اپنے اپنے معاشرے میں حفاظت کرنے اور اس کو فروغ دینے کے حق کو تسلیم کرنا۔

4- مقامی، قومی اور بین الاقوامی امور کی بات فیصلے لینے کے کام میں سبھی لوگوں کی شراکت کو فروغ دینا۔

دفعہ 4

متمدن اقوام کے مابین ہم کلامی مندرجہ ذیل میدانوں میں بھی مزید ترقی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

1- مقامی، قومی، علاقائی اور بین الاقوامی سطحوں پر اعتماد پیدا کرنے کے لیے مزید اقدام کرنا۔

2- مختلف میدانوں میں، جن میں ثقافت، مذہب، تعلیم، معلومات، سائنس اور ٹکنالوجی بھی شامل ہیں، مختلف معاشرتی طبقوں، ثقافتوں اور تہذیبوں کے درمیان باہمی مفاہمت اور معلومات کو فروغ دینا۔

3- امن اور سلامتی کو خطرات سے متعلق مسائل پر غور کرنا۔

4- انسانی حقوق کو فروغ دینا اور تحفظ فراہم کرنا۔

5- عام اخلاقی معیاروں کو وسیع تر بنانا۔

دفعہ 5

متمدن اقوام کے مابین ہم کلامی میں شرکت کی نوعیت آفاقی ہوگی اور اس میں سبھی لوگ، جن میں مندرجہ ذیل بھی شامل ہیں، حصہ لے سکیں گے۔

1- سبھی تہذیبوں سے تعلق رکھنے والے افراد۔

2- سبھی تعلیم یافتہ لوگ، مفکرین، دانشور، مصنفین، سائنسداں، فنکار، ثقافت اور ذرائع ابلاغ سے وابستہ افراد ونوجوان جو متمدن اقوام کے مابین ہم کلامی کے معاملے میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

3- شہری معاشرے سے تعلق رکھنے والے افراد اور غیر سرکاری تنظیموں کے

نمائندے جو متمدن اقوام کے مابین ہم کلامی کو فروغ دینے میں اہم شراکتی کردار ادا کرتے ہیں۔

دفعہ 6

حکومتیں متمدن اقوام کے مابین ہم کلامی کو فروغ دیں گی، اس کے فروغ میں مد ہوں گی اور اس عمل کو سہل بنائیں گی۔

دفعہ 7

علاقائی اور بین الاقوامی تنظیموں کو چاہئے کہ وہ متمدن اقوام کے مابین ہم کلامی کو فروغ دیں، اس کے فروغ میں مد ہوں اور اس سلسلے کو جاری رکھنے کے لیے مناسب اقدام اور تدابیر کریں۔

دفعہ 8

ذرائع ابلاغ دنیا کی متمدن اقوام کے مابین ہم کلامی کو فروغ دینے اور مختلف ثقافتوں کے درمیان بہتر مفاہمت پیدا کرنے کے معاملے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

دفعہ 9

اقوام متحدہ متمدن اقوام کے مابین ہم کلامی کی روایت کو فروغ دینے اور اسے مزید مستحکم بنانے کا کام کرتی رہے گی۔

ایجنڈے کی اغراض کو پورا کرنے کے لیے ایک لائحہ عمل بھی تیار کیا گیا ہے جس کی خاص باتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

1- سبھی افراد، جن میں دیگر لوگوں کے ساتھ ساتھ مختلف معاشروں اور تہذیبوں کے نمائندگی کرنے والے دانشور، مفکرین اور فنکار شامل ہیں، کے درمیان روابط اور مبادلہ خیالات کو سہل بنانا اور ان کی ہمت افزائی کرنا۔

2- مختلف تہذیبوں، ثقافتوں اور مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے مختلف شعبوں کے ماہرین کا ایک دوسرے کے یہاں آنا جانا اور ملاقاتیں، ایسا کرنے سے مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں میں جو یکسانیت پائی جاتی ہے اس کا پتہ لگانے کا بھی موقع ملتا ہے۔

3- ماہرین فن اور ثقافت کی نمائندگی کرنے والے لوگوں کا ایک ملک سے

دوسرے ملک میں آنا جانا اور ثقافتی تقریبات منعقد کرنا تاکہ لوگ مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں سے واقفیت حاصل کرسکیں۔

4- آپسی سمجھ بوجھ، صبروتحمل اور متمدن اقوام کے مابین ہم کلامی کو فروغ دینے کے لیے کانفرنس، سمپوزیم اور ورکشاپ وغیرہ کا انعقاد کرنا۔

5- مختلف پس منظر والے اور مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کے بیچ مثبت روابط قائم کرنے کے لیے کھیل کود کے مقابلے اور سائنسی مقابلے منعقد کرنا۔

6- مختلف ثقافتوں اور تہذیبوں سے متعلق اور ان کی نمائندگی کرنے والی کتابوں، مسودوں اور تعلیمی مواد کے تراجم وغیرہ کو بڑھاوا دینا۔

7- تاریخی اور ثقافتی سیاحت کا فروغ۔

8- مختلف ثقافتوں اور تہذیبوں کا مطالعہ کرنے سے متعلق پروگراموں کو، جن میں مختلف تہذیبوں والے ممالک کی زبان، تاریخ اور معاشرتی و سیاسی افکار بھی شامل ہیں، کو تعلیمی نصاب میں شامل کرنا اور اسی غرض سے تحقیقاتی کام بھی سر انجام دینا۔

9- مملکتوں کو چاہیے کہ وہ شہری معاشرے اور غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعے متمدن اقوام کے مابین ہم کلامی کے فروغ کے لیے کیے جانے والے اقدام کو سراہیں اور اس کے لیے امداد بھی بہم پہنچائیں۔

10- مملکتوں، بین الاقوامی اور علاقائی تنظیموں اور شہری معاشرے، جس میں غیر سرکاری تنظیمیں بھی شامل ہیں، کو چاہیے کہ وہ مقامی، قومی، علاقائی اور بین الاقوامی سطحوں پر مختلف متمدن اقوام کے مابین ہم کلامی اور آپسی سمجھ بوجھ کو بڑھاوا دینے کی نیت سے مناسب طریقے اختیار کریں اور اپنے ذرائع کا استعمال کریں نیز اپنی سرگرمیوں کی اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کو بھی اطلاع دیں۔

11- حکومتوں، روپیہ، پیسہ اکٹھا کرنے والے اداروں، شہری، معاشرتی تنظیموں اور پرائیوٹ سیکٹر کو چاہیے کہ وہ متمدن اقوام کے مابین ہم کلامی کو فروغ دینے کے

لیے ضروری مسائل کو حرکت پذیر بنائیں اور اس مقصد کے لیے 1999 میں سکریٹری جنرل کے ذریعہ قائم کیے گئے ٹرسٹ فنڈ میں بھی چندہ دیں۔

12- اقوام متحدہ کے اداروں کو چاہئے کہ وہ متمدن اقوام کے درمیان ربط دہی اور ہم کلامی کے لیے مختلف اداروں کا استعمال کریں اور اس قسم کے کاموں کو سراہنے کے ساتھ ساتھ ان کو سہل بنانے میں مدد ہوں۔

27- انسدادِ دہشت گردی سے متعلق بین الاقوامی تجاویز وغیرہ

تجویز 1373 (2001)

11/ستمبر 2001 کو نیویارک، واشنگٹن ڈی.سی. اورپینسلوینیا پر دہشت گردانہ حملوں کے بعد اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے اتفاق رائے سے 28/ستمبر 2001 کو دہشت گردی کو روکنے اور بین الاقوامی پیمانے پر دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ جامع تجویز منظور کی تھی اور اس بات پر نظر رکھنے کے لئے کہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے فریقین مملکتیں کیا کررہی ہیں ایک کمیٹی بھی قائم کی تھی۔ اس کمیٹی سے یہ توقع کی گئی تھی کہ وہ زیادہ سے زیادہ 90 دن کے اندر اس بات کی رپورٹ پیش کرے گی کہ فریقین مملکتوں نے اس ضمن میں کیا کارروائی کی ہے۔

اس تجویز میں یہ بات بالکل واضح کردی گئی ہے کہ فریقین مملکتیں دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے حتی المقدور کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ دہشت گردانہ کارروائیوں میں بالواسطہ یا بلاواسطہ ملوث افراد، انجمنوں، تنظیموں، جماعتوں اور اداروں کی مالی امداد یا دیگر کسی قسم کی اعانت نہیں کرینگی اور اس قسم کے افراد، انجمنوں، تنظیموں

جماعتوں اور اداروں کے تمام کھاتے فوراً منجمد کردینگی اور ان کے دیگر وسائل کو اپنے قبضہ میں لے لیں گی تاکہ وہ دہشت گردی کے لئے ان کا استعمال نہ کرسکیں۔ علاوہ ازیں فریقین مملکتوں سے یہ توقع بھی کی گئی ہے کہ اس قسم کی کارروائیوں میں بالواسطہ یا بلاواسطہ ملوث کسی بھی شخص کو پناہ نہیں دیں گی اور نہ تحفظ فراہم کریں گی۔

مزید یہ کہ تمام فریقین مملکتیں ان لوگوں کو جو دہشت گردانہ کارروائیوں کے لئے بالواسطہ یا بلاواسطہ مالی امداد فراہم کرتے ہیں، ان سے متعلق منصوبے بناتے ہیں، ان کی تیاری کرتے ہیں اور فی الحقیقت ان کا ارتکاب کرتے ہیں، کسی بھی دوسرے ملک اور اپنے شہریوں کے خلاف اپنے علاقہ کا استعمال نہیں کرنے دیں گے۔ اگر کسی بھی حکومت کے علم میں یہ بات آتی ہے کہ کوئی بھی شخص، ادارہ، تنظیم، انجمن یا جماعت دہشت گردی سے متعلق متذکرہ کسی بھی کارروائی میں ملوث ہے تو وہ اس کے خلاف قانونی کارروائی کرے گی اور اسے قانون کے مطابق سزا دے گی۔ اگر اس قسم کی کارروائی کسی ملک میں تعزیری جرم نہیں ہے تو متعلقہ حکومت ایسا قانون وضع کرے گی اور دہشت گردی کے تناظر میں ایسی سزا تجویز کرے گی جو اس بات کا مظہر ہو کہ ارباب حکومت دہشت گردی کو ختم کرنے کے معاملہ میں نہایت سنجیدہ ہیں۔

تمام مملکتوں سے یہ توقع بھی کی گئی ہے کہ وہ اپنی اپنی سرحدوں پر کڑی نگرانی رکھیں گی اور ہر طرح کی چوکسی برتیں گی تاکہ دہشت گرد چوری چھپے ایک ملک کی سرحد سے دوسرے ملک کی سرحد میں داخل نہ ہوسکیں۔ اس کے علاوہ فریقین مملکتیں دہشت گردانہ کارروائیوں اور دہشت گردوں کے بارے میں حاصل ہونے والی تمام معلومات دوسرے ممالک کو بھی فراہم کریں گی تاکہ وہ ان معلومات کی روشنی میں انسدادی کارروائی کرسکیں۔ یہ معلومات دہشت گردوں کی نقل وحرکت، ان کے ذریعہ جھوٹی وجعلی دستاویزوں کے استعمال، اسلحہ کی ناجائز تجارت، حساس اشیاء قبضہ میں رکھنے، مواصلاتی نظام اور ٹیکنولوجی کے غلط استعمال، یا اس قسم کے دیگر امور سے متعلق ہوسکتی ہیں۔

فریقین مملکتوں سے یہ بھی توقع کی گئی ہے کہ وہ دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے دہشت گردی سے متعلق تمام بین الاقوامی کنونشنوں اور پروتوکال وغیرہ مکمل

طور پر عمل کریں گی اور تمام حکومتیں اس سلسلہ میں ایک دوسرے کے ساتھ مکمل تعاون کریں گی۔

سلامتی کونسل کی یہ بات بھی زیر غور آئی کہ ڈرگ مافیا، ناجائز اسلحہ، نیوکلائی، کیمیاوی یا حیاتیاتی مادہ جات وغیر ملکی کرنسی کا ناجائز کاروبار کرنے والی ایجنسیوں اور دہشت گردوں کے بیچ بہت قریبی اور گہرا تعلق ہے جس کو توڑنے کی اشد ضرورت ہے اور اس کے لئے تمام ممالک کے مابین مکمل تعاون اور مسلسل روابط کا ہونا بہت ضروری ہے۔

آخر میں بڑے واضح طور پر یہ بات کہی گئی ہے کہ دہشت گردی اقوام متحدہ کے اغراض ومقاصد واصولوں کے منفی ہے اور یہ کہ اقوام متحدہ کے چارٹر کے تحت اپنی ذمہ داری نبھانے کے لئے فریقین مملکتوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اس تجویز کو مکمل طور پر عملی شکل دیں۔

دیگر تجاویز

اس سے قبل بھی بین الاقوامی برادری دیگر تجاویز، اعلامیوں، کنونشنوں اور دیگر دستاویزوں کے ذریعے دہشت گردی کی مذمت کرتی رہی ہے اور انسدادی کارروائیوں کی سفارش کرتی رہی ہے۔ ان میں سے کچھ اہم کنونشنیں و پروٹوکال مندرجہ ذیل ہیں۔

1- سفارت کاروں اور ایسے افراد، جنہیں بین الاقوامی پیمانے پر تحفظ فراہم کیا گیا ہے، کے خلاف کئے جانے والے جرائم، جیسے ان کا قتل یا اغوا وغیرہ یا ایسے جرائم کے اقدام وغیرہ، کے انسداد اور سزا سے متعلق 14/دسمبر 1973 کو نیویارک میں منظور شدہ کنونشن۔

2- یرغمال بنانے کے خلاف 17/دسمبر 1979 کو نیویارک میں منظور شدہ بین الاقوامی کنونشن۔

3- دہشت گردوں کے ذریعے بمباری کو روکنے کے لئے 15/دسمبر 1997 کو نیویارک میں منظور شدہ بین الاقوامی کنونشن۔

4- دہشت گردی کے لئے مالی امداد فراہم کرنے سے روکنے 9/دسمبر 1999

کو نیویارک میں منظور شدہ بین الاقوامی کنونشن۔

5- پرواز کررہے جہاز یا کھلے سمندر کی سطح کے اوپر یا کسی ملک کے علاقے کے باہر کسی طیارے پر جس میں فوج، پولیس یا کسٹم کے محکمہ کے ذریعہ استعمال کیا جانا طیارہ شامل نہیں ہے، سوار کسی بھی شخص کے ذریعہ کسی جرم کے ارتکاب یا دیگر کسی کارروائی سے متعلق 14رستمبر 1963 کو ٹوکیو میں منظور شدہ کنونشن۔

6- طیارے کے ناجائز قبضہ کو روکنے کے لئے 16ردسمبر 1970 کو ہیگ میں منظور شدہ کنونشن۔

7- شہری ہوابازی کے تحفظ کے برخلاف کی جانے والی غیر قانونی کارروائیوں کے تدارک کے لئے 23رستمبر 1971 کو مونیٹریال میں منظور شدہ کنونشن۔

8- نیوکلائی مادہ جات کی مادی حفاظت سے متعلق 3رمارچ 1980 کو ویانا میں منظور شدہ کنونشن۔

9- شہری ہوا بازی کے تحفظ کے برخلاف کی جانے والی تمام غیر قانونی کارروائیوں کے تدارک سے متعلق کنونشن کی ضمنی کارروائی کے بطور، بین الاقوامی شہری ہوابازی کی ضروریات پوری کرنے والے ہوائی اڈوں پر تشدد کی غیر قانونی کارروائیوں کے تدارک سے متعلق 24رفروری 1988 کو مونیٹریال میں منظور شدہ کنونشن۔

10 - بحری جہازرانی کے تحفظ کے برخلاف کی جانے والی غیر قانونی کارروائیوں کے تدارک کے لئے 10رمارچ 1988 کو روم میں منظور شدہ کنونشن۔

11- سراغ رسانی کی غرض سے پلاسٹک کی آتش گیر اشیاء کی نشان زدگی سے متعلق یکم مارچ 1991 کو مونیٹریال میں منظور شدہ کنونشن۔

نوٹ : انسداد دہشت گردی اور اس سے متعلق امور کی بابت بھارت کی پارلیمنٹ نے بھی PREVENTION OF TERRORISM ACT بنایا ہے لیکن اس کے قانونی جواز کو سپریم کورٹ کے روبرو چیلنج کردیا گیا ہے اور اس سلسلے میں کئی رٹ پٹیشن زیرسماعت ہیں۔ اس ایکٹ میں دہشت گردوں، ان کی مالی ودیگر طور پر اعانت کرنے والوں کو سزا دینے کی بابت توضیعات شامل کی گئی ہیں تاکہ دہشت گردی کو موثر طریقے سے روکا جاسکے۔

ضمیمه

ضمیمہ ـ 1

عالمی انسانی حقوق کمیشن وذیلی ادارے

THE COMMISSION ON HUMAN RIGHTS AND SUBSIDIARY INSTITUTIONS

اقوام متحدہ کا قیام آنے والی نسلوں کو جنگ وجدل سے محفوظ رکھنے، انسانی عظمت کے تحفظ، تمام لوگوں کو، خواہ وہ مرد ہوں یا عورت، مساوی حقوق عطا کرنے اور تمام اقوام کو، خواہ وہ بڑی ہوں یا چھوٹی، برابر کا درجہ دینے اور تمام بین الاقوامی تنازعات کو پرامن طریقے سے حل کرنے کے لیے کیا گیا تھا۔ اقوام متحدہ کے منشور میں تمام ممالک سے یہ توقع کی گئی تھی کہ وہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھے مراسم رکھیں گے اور بلاضرورت طاقت کا استعمال نہیں کریں گے۔ علاوہ ازیں ان سے یہ بھی توقع کی گئی تھی کہ تمام ممالک اپنے عوام کی معاشی، ثقافتی ومعاشرتی ترقی کے لیے تمام ممکنہ اقدام کریں گے تاکہ عوام ایک بہتر دنیا میں پرسکون اور باوقار زندگی گزار سکیں اور یہ دنیا ایک ایسی دنیا ہو جس میں نہ صرف، جنس، زبان، مذہب یا دیگر کسی بھی بنیاد پر کسی

کے ساتھ کوئی امتیاز نہ برتا جائے بلکہ انسانی حقوق وبنیادی آزادیوں کا مکمل احترام کیا جائے۔

اقوام متحدہ کے منشور کے اغراض ومقاصد کو پورا کرنے کی غرض سے خصوصاً انسانی حقوق کے تحفظ کی ذمہ داری معاشی اور سماجی کونسل (ECOSOC) کو سونپی گئی تھی۔ اقوام متحدہ کے منشور کی دفعہ 68 میں یہ بات صاف طور پر کہی گئی ہے کہ اس منشور کی دفعہ 161 کے تحت قائم کردہ معاشی اور سماجی کونسل معاشی اور سماجی اغراض اور انسانی حقوق کے فروغ کے لیے کمیشن قائم کرے گی اور اس کے ساتھ ساتھ وہ دیگر ایسے کمیشن قائم کرسکے گی جو اسے اپنے فرائض انجام دینے کے لیے قائم کرنا ضروری ہوں۔ ان توضیحات کے مدنظر 12رفروری 1946 کو جنرل اسمبلی کی منظوری سے انسانی حقوق کمیشن کا قیام عمل میں آیا۔* ابتدا میں یہ کمیشن 18ارکان پر مشتمل تھا۔ ہر فریق مملکت نے اس کے لیے اپنے اپنے ارکان کو منتخب کیا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان ارکان کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا اور اب یہ تعداد پچاس سے زیادہ ہوچکی ہے۔

انسانی حقوق کمیشن سے یہ توقع کی گئی تھی اور ساتھ ہی اسے یہ ہدایت بھی دی گئی تھی کہ وہ مندرجہ ذیل امور کی بابت اپنی سفارشات پیش کرے اور متعلقہ رپورٹیں داخل کرے:

1- حقوق کا عالمی منشور

2- شہری آزادی، خواتین کی حیثیت، معلومات کی آزادی

اور اس قسم کے موضوعات سے متعلق کنونشنوں کی بابت بین الاقوامی اعلامیے:

3- اقلیتوں کا تحفظ

4- نسل، جنس، زبان یا مذہب کی بنیاد پر ہر طرح کے امتیاز کا تدارک۔

کمیشن کو اس بات کا بھی اختیار دیا گیا تھا کہ وہ اس سلسلے میں جو بھی تحقیقات یا تحقیقی کام کرنا ضروری ہو وہ کرے اور اگر متذکرہ بالا مقاصد کو پورا کرنے کے لیے بین الاقوامی سطح پر نئے معاہدے، عہدوپیمان، اعلامیے یا اس قسم کی دیگر دستاویزات وضع کرنے یا موجودہ دستاویزات میں ترمیم کرنے کی ضرورت پڑے تو وہ

* اس کمیشن کی جگہ اب ایک نئی تشکیل شدہ کونسل نے لے لی ہے۔

ایسا کرے۔ اس کے علاوہ کمیشن کو اس بات کا بھی حق دیا گیا تھا کہ اگر کہیں پر انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزی ہوتی ہے اور خلاف ورزی کی بابت معقول ثبوت وشہادت پیش کی جاتی ہے تو وہ قصوروار فریق کے خلاف مناسب کارروائی کرے۔ یہ کمیشن، جیساکہ اوپر کہا گیا ہے، 1946 میں قائم کیا گیا تھا لیکن اس نے اپنا کام جنوری 1947 میں شروع کیا تھا اور اس کا دائرہ عمل بتدریج بڑھتا رہا۔ اس کا پہلا اجلاس محترمہ FRANKLIN D. ROOSEVELT کی صدارت میں ہوا تھا۔ پہلے ہی اجلاس میں اس کمیشن نے اقلیتوں کے ساتھ امتیاز کے تدارک اور ان کے تحفظ کے لیے ایک ذیلی کمیشن قائم کیا تھا۔

اسی اجلاس میں کمیشن نے ایک ڈرافٹنگ کمیٹی بھی قائم کی تھی تاکہ وہ کمیٹی حقوق کا عالمی منشور وضع کرسکے۔ اس کمیٹی نے انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ بھی وضع کیا تھا جسے جنرل اسمبلی نے 10ردسمبر 1948 کو منظور کیا تھا۔ اس اعلامیے کو بنیاد بناکر اسی کمیٹی نے بین الاقوامی منشور برائے معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق اور بین الاقوامی منشور برائے شہری اور سیاسی حقوق وضع کیے۔ یہ دستاویزات جو بین الاقوامی اہمیت کی حامل ہیں آج بھی دنیا کے تمام ممالک، اقوام، محققین، انسانی حقوق کے میدان میں سرگرم عمل افراد، اداروں، انجمنوں وغیرہ کے لیے مشعل راہ کا کام کررہی ہیں اور حقیقت بھی یہ ہے کہ اس کمیشن کا کام بھی انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے بارے میں کارروائی کرنے سے زیادہ مملکتوں کو مشاورت وصلاح اور ہدایات جاری کرنے کے کام کو فوقیت دیتا ہے اور گزشتہ دو دہائیوں میں یہ کمیشن اسی قسم کا کردار ادا کرتا رہا ہے۔ اگرچہ ناقدین اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے شکار لوگ اس کمیشن کی کارکردگی سے مطمئن نہیں ہیں لیکن پھر بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس کمیشن نے تمام ممالک میں معاشرے کے کمزور طبقوں، بچوں اور خواتین کے حقوق کے تحفظ کے معاملے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور دنیا کی شاید ہی کوئی ایسی حکومت ہو، خواہ وہاں کوئی بھی طرز حکومت ہو، جس نے انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے ضروری تدابیر، جس میں قانون سازی یا موجودہ قوانین میں ترمیم یا ترامیم بھی شامل ہیں، نہ کی ہوں۔

عالمی انسانی حقوق کمیشن اور اقلیتیں

عالمی انسانی حقوق کمیشن نے اپنے پہلے ہی اجلاس میں نسلی، مذہبی اور لسانی اقلیتوں کے ساتھ امتیاز کے انسداد اور ان کے تحفظ کے لیے ذیلی کمیشن (SUB-COMMISSION ON THE PREVENTION OF DISCRIMINATION AND PROTECTION OF MINORITIES) قائم کیا تھا۔ یہ ذیلی کمیشن 26 ارکان پر مشتمل ہے اور ان کا انتخاب متعلقہ حکومتوں کی مرضی کے مطابق کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہ ارکان اس ادارے کی خدمت نجی طور پر کرتے ہیں نہ کہ اپنی حکومتوں کے نمائندے کے طور پر۔ اس کمیشن میں 3 اسٹنڈنگ ورکنگ گروپ ہیں جو انسانی حقوق کی خلاف ورزی سے متعلق شکایات، غلاموں کے ساتھ ناروا سلوک اور اقلیتوں کے دیگر مسائل سے متعلق شکایات پر غور کرتے ہیں۔ یہ کمیشن تعلیم روزگار، انصاف رسانی، مذہبی امور اور سیاسی، معاشی، سماجی اور ثقافتی میدان میں اقلیتوں کے ساتھ برتے جانے والے امتیاز سے متعلق مسائل پر بھی غور کرتا ہے۔

انسانی حقوق کے لیے اقوام متحدہ کا کمشنر

(THE UNITED NATIONS HIGH COMMISSIONER FOR HUMAN RIGHTS)

سبھی شہری، سیاسی، معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کے تحفظ، ان کے فروغ اور عمل آوری کو یقینی بنانے کے لیے جنرل اسمبلی نے 20/دسمبر 1993 کو انسانی حقوق کے لیے اقوام متحدہ کے کمشنر کا عہدہ قائم کیا تھا۔ ایسا کرتے وقت یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ اس عہدے پر ایک ایسے شخص کا تقرر کیا جائے جو بہترین کردار کا حامل ہو اور اس میں وہ تمام خوبیاں موجود ہوں جو اس عہدے کے کارہائے منصبی کو بخوبی انجام دے سکے۔ اس عہدے کی میعاد 4 سال مقرر کی گئی تھی اور اس کا صدر دفتر جنیوا میں قائم کیا گیا تھا۔

اس کا پہلا ہائی کمشنر JOSE AYALA - LASSO کو مقرر کیا گیا تھا۔ ہائی کمشنر کو مندرجہ ذیل اختیارات دیئے گئے تھے اور ان سے یہ توقع کی گئی تھی کہ وہ انہیں

پورا کرنے کے لیے حتی المقدور اقدام کریں گے :

1- سبھی ثقافتی، معاشی، سیاسی اور معاشرتی حقوق جن میں ترقی کا حق بھی شامل ہے، کا فروغ، تحفظ اور موثر عمل آوری۔

2- انسانی حقوق کے میدان میں مملکتوں کو، اگر وہ درخواست کریں تو، مشاورتی خدمات، تکنیکی اور مالی امداد فراہم کرنا۔

3- انسانی حقوق کے میدان میں اقوام متحدہ کے تعلیم اور معلومات کے پروگراموں کے سلسلہ میں ضروری رابطہ قائم کرنا۔

4- تمام دنیا میں انسانی حقوق کی مکمل عمل آوری میں درپیش رکاوٹوں کو دور کرنا اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے تدارک کے سلسلہ میں مؤثر کردار ادا کرنا۔

5- تمام حکومتوں سے انسانی حقوق کے احترام کے سلسلے میں بات چیت کرنا۔

6- انسانی حقوق کے فروغ اور تحفظ کے لیے بین الاقوامی تعاون کو فروغ دینا۔

7- اقوام متحدہ کے مکمل نظام میں انسانی حقوق کے فروغ اور تحفظ سے متعلق سرگرمیوں کی نسبت رابطہ قائم کرنا۔

8- اقوام متحدہ کی انسانی حقوق سے متعلق مشینری کو مزید مؤثر اور مستحکم بنانے کے لیے کوشاں ہونا۔

ہائی کمشنر اپنی رپورٹ ہر سال انسانی حقوق کمیشن کو بھیجتا ہے اور معاشی اور سماجی کونسل کے توسط سے اسے جنرل اسمبلی کو بھی ارسال کیا جاتا ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ ہائی کمشنر جو پالیسی وضع کرتا ہے اس پر عمل آوری کا کام مرکز برائے انسانی حقوق (HUMAN RIGHTS CENTRE) کرتا ہے۔ اس کا صدر دفتر جنیوا میں ہے۔ یہ مرکز حکومتوں کو تکنیکی معلومات فراہم کرتا ہے اور اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے تحفظ سے متعلق پروگراموں کی عمل آوری پر نظر رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ متعلقہ حکومتوں کو انسانی حقوق سے متعلق امور کی بابت ضروری مشورے بھی دیتا ہے۔ ویانا اعلامیہ اور عالمی کانفرنس برائے انسانی حقوق میں اس مرکز کو اور مضبوط بنانے کی بات کہی گئی تھی تاکہ وہ مستقبل قریب میں زیادہ مؤثر اور اہم کردار ادا کرسکے۔

ضمیمہ - 2

بین الاقوامی عدالت

INTERNATIONAL COURT OF JUSTICE

اقوام متحدہ کے منشور کے تحت بین الاقوامی عدالت کا قیام 1946 میں عمل میں آیا۔ دراصل یہ عدالت ہیگ میں 15رفروری 1922 کو قائم کی گئی مستقل بین الاقوامی عدالت کی جانشین عدالت ہے۔ اس کا صدر مقام بھی ہیگ (HAGUE) ہے۔ صرف اقوام متحدہ کے ممبر ممالک ہی اس عدالت سے رجوع کرسکتے ہیں۔ یہ عدالت اقوام متحدہ کا سب سے بڑا انصاف رساں ادارہ ہے اور اس کا اپنا قانون موضوعہ (STATUTE) اور قواعد وضوابط ہیں اور یہ ان کے مطابق انصاف رسانی کا کام کرتا ہے۔

بین الاقوامی عدالت کو مختلف قسم کے اختیارات سماعت حاصل ہیں۔ اقوام متحدہ کے منشور کی دفعہ 36 (1) کے تحت اسے رضاکارانہ اختیارِ سماعت۔ (VOLUNTARY JURISDICTION) حاصل ہے اور دفعہ 36 (2) کے تحت اختیاری اختیار سماعت (OPTIONAL JURISDICTION) دفعہ 96 کے تحت مشاورتی اختیار سماعت (ADVISORY JURISDICTION) اور دفعہ 36 کے تحت منتقل کیا گیا اختیار سماعت

(TRANSFERRED JURISDICTION) بھی حاصل ہے۔ بین الاقوامی قانون کے مطابق اس عدالت کے روبرو معاملات کا فیصلہ بین الاقوامی قانون کے ماخذ کے مطابق کیا جاتا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں :

1- بین الاقوامی کنونشن؛

2- بین الاقوامی رسم ورواج؛

3- متمدن اقوام کے ذریعہ تسلیم شدہ قانون کے عام اصول؛ اور

4- عدالتی فیصلے اور مختلف ممالک کے اعلیٰ تعلیم یافتہ بین الاقوامی قانون کے ماہرین کی تعلیمات۔

دفعہ 36 (1) کے تحت اپنے رضاکارانہ اختیار سماعت کے تحت ان معاملات پر غور کرتی ہے جو اس کے حوالے کیے جاتے ہیں اور ان تمام معاملات پر خصوصی طور پر ان معاملات پر جن کی بابت اقوام متحدہ کے منشور میں یا نافذالعمل عہدوپیان یا کنونشوں میں توضیحات کی گئی ہیں۔ دفعہ 36 (2) کے تحت اختیاری اختیار سماعت کے تحت کسی بھی عہدوپیان کی تعبیر، بین الاقوامی قانون کے کسی مدعے یا کسی ایسے امر کی بابت، جس سے بین الاقوامی وجوب کی خلاف ورزی ہوتی ہو، تنازعات پر یہ عدالت ان فریقین مملکتوں کے یہ اعلان کرنے کے بعد غور کرسکتی ہے کہ وہ فی نفسہ اس کے اختیار سماعت کو لازمی تسلیم کرتی ہیں۔ جہاں تک مشاورتی اختیار سماعت کا سوال ہے یہ عدالت ایسے قانونی مدعوں کی بابت اپنی رائے دے سکتی ہے جن کے بارے میں جنرل اسمبلی یا سلامتی کونسل ان سے رائے دینے کے لیے کہے۔ اس کے علاوہ وہ اقوام متحدہ کے دیگر اداروں اور مخصوص ایجنسیوں کی درخواست پر بھی اس قسم کی کارروائی کرسکتی ہے بشرطیکہ جنرل اسمبلی نے اسے ایسا کرنے کا اختیار دیا ہو۔

بین الاقوامی عدالت، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، اپنے قواعد وضوابط اور قانون موضوعہ کے مطابق کام کرتی ہے اس میں نہایت اعلیٰ کردار اور اہلیت کے حامل لوگوں کو جج مقرر کیا جاتا ہے اور خاص طور سے ایسے لوگوں کو جنھیں بین الاقوامی قوانین کے معاملے میں مہارت حاصل ہے۔ یہ عدالت پندرہ ارکان پر مشتمل ہے جن میں سے کوئی بھی دو ارکان ایک ملک کے شہری نہیں ہوسکتے۔ بین الاقوامی عدالت سے صرف

فریقین مملکتیں ہی رجوع کرسکتی ہیں۔ یہ عدالت اپنے قواعد وضوابط کے مطابق کسی بھی عام بین الاقوامی تنظیم سے اپنے روبرو تنازعات کی بابت معلومات فراہم کرنے کی درخواست کرسکتی ہے اور اگر کوئی تنظیم اس قسم کی معلومات اسے خود فراہم کرتی ہے تو وہ اسے بھی قبول کریگی۔ منشور کی دفعہ 94 کے تحت اقوام متحدہ کا ہر رکن اس بات کا عہد کرتا ہے کہ وہ کسی بھی ایسے معاملے میں جس میں وہ فریق ہے عالمی بین الاقوامی عدالت کے فیصلے کی تعمیل کرے گی لیکن اس کے باوجود یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ فریقین مملکتیں، بین الاقوامی عدالت کے فیصلوں پر مخلصانہ عمل نہیں کرتیں اور اس میں ٹال مٹول کرتی ہیں۔ اگر کوئی فریق عدالت کے فیصلے کی تعمیل نہیں کرتا تو فریق ثانی کو یہ اختیار ہے کہ وہ سلامتی کونسل سے رجوع کرے۔ ایسا کرنے پر سلامتی کونسل اس معاملے پر غور کرے گی، ضروری سفارشات کرے گی یا ان تدابیر کی بابت فیصلہ کرے گی جن سے اس عدالت کے فیصلے کی عمل آوری کو یقینی بنایا جاسکے۔ یہ عدالت سرحدی تنازعات، علاقائی سالمیت، طاقت کے بیجا استعمال، مملکتوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت، سفارتی تعلقات، یرغمال بنانے، پناہ لینے کے حق، قومیت، راہداری کے حقوق معاشی معاملات اور دیگر تنازعات کی بابت اپنے قیام سے اب تک 73 معاملات میں فیصلہ دے چکی ہے۔ اگرچہ اس عدالت کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اتنی مؤثر اور فعال نہیں ہے جتنی کہ ہونی چاہئے۔ لیکن پھر بھی اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس عدالت نے بہت سے بین الاقوامی معاملات کے حل میں مثبت کردار ادا کیا ہے۔

ضمیمہ - 3

قومی انسانی حقوق کمیشن

THE NATIONAL HUMAN RIGHTS COMMISSION

انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے ہمارے ملک میں بھی انسانی حقوق تحفظ ایکٹ، 1993 کے تحت، 27/ستمبر 1993 کو قومی انسانی حقوق کمیشن قائم کیا گیا تاکہ وہ اس ایکٹ کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرسکے اور اپنے کارہائے منصبی انجام دے سکے۔ اس کمیشن کا چیرپرسن صرف وہی شخص ہوسکتا ہے جو سپریم کورٹ کا چیف جسٹس رہا ہو۔ کمیشن انسانی حقوق تحفظ ایکٹ، 1993 کی دفعہ 12 کے تحت مندرجہ ذیل کارہائے منصبی انجام دیتا ہے :

(الف) مندرجہ ذیل کی نسبت شکایت کی خود یا متاثرہ شخص یا اس کی جانب سے کسی شخص کی اس کو پیش کی گئی عرضی پر، تحقیقات کرنا۔

(i) انسانی حقوق کی خلاف ورزی یا اس کی اعانت؛ یا

(ii) کسی سرکاری ملازم کی، ایسی خلاف ورزی کے انسداد میں غفلت؛

(ب) کسی ایسی کارروائی میں جس میں کسی عدالت کے روبرو زیر سماعت

انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا کوئی الزام شامل ہو، ایسی عدالت کی منظوری سے مداخلت کرنا؛

(ج) ریاستی حکومت کو اطلاع دے کر ریاستی حکومت کے زیرنگرانی کسی ایسی جیل یا کسی دیگر ادارے کا دورہ کرنا؛ جہاں اشخاص کو علاج، اصلاح یا تحفظ کی اغراض کے لیے زیر حراست رکھا جائے یا ٹھہرایا جائے تاکہ مکینوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کیا جاسکے اور اس پر اپنی سفارشات پیش کرنا؛

(د) انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے آئین یا کسی فی الوقت نافذ قانون کی رو سے یا اس کے تحت فراہم کیے گئے تحفظات کا جائزہ لینا اور ان کے مؤثر عمل درآمد کے لیے اقدام کی سفارش کرنا؛

(ہ) ایسے عناصر، جن میں تشدد کے واقعات شامل ہیں، کا جائزہ لینا جن سے انسانی حقوق کے استعمال میں رکاوٹ پڑتی ہو اور مناسب انسدادی اقدام کی سفارش کرنا؛

(و) انسانی حقوق سے متعلق معاہدوں اور دیگر بین الاقوامی دستاویزات کا مطالعہ کرنا اور ان کے مؤثر عمل درآمد کے لیے سفارشات کرنا؛

(ز) انسانی حقوق کے میدان میں تحقیق کرنا اور اسے بڑھاوا دینا؛

(ح) سماج کے مختلف طبقوں میں انسانی حقوق کی تعلیم پھیلانا اور مطبوعات ابلاغ عامہ، سیمناروں اور دیگر دستیاب ذرائع کے ذریعہ ان حقوق کے تحفظ کے لیے دستیاب تحفظات کی جانکاری کو بڑھاوا دینا ؛

(ط) غیر سرکاری تنظیموں اور انسانی حقوق کے میدان میں کام کرنے والے اداروں کی کاوشوں کی حوصلہ افزائی کرنا؛

(ی) ایسے دیگر کارہائے منصبی جنہیں وہ انسانی حقوق کے بڑھاوے کیلئے ضروری سمجھے۔

کمیشن کو اس ایکٹ کے تحت شکایات کی تحقیقات کے سلسلے میں شہادت طلب کرنے گواہان کی حاضری، ان کے بیانات قلمبند کرنے، ریکارڈ طلب کرنے وغیرہ

کے وہی اختیار حاصل ہیں جو مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تحت ایک عام دیوانی عدالت کو حاصل ہوتے ہیں۔ کمیشن کو کسی بھی شخص کو ایسی باتوں یا امور کی بابت معلومات مہیا کرنے کا حکم دینے کا اختیار حاصل ہے، جو کمیشن کی رائے میں تحقیقات کے لیے مفید، ضروری یا اس سے متعلق ہوں اور کوئی بھی شخص جسے اس قسم کا کام سونپا جائے اس حکم کی تعمیل کرنے اور ایسی معلومات مہیا کرنے کا قانوناً پابند ہوگا۔ اس سلسلے میں مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 176 اور دفعہ 177 کا بھی اطلاق ہوگا، کمیشن تحقیقات کے متعلق کوئی چھان بین کرنے کی غرض سے مرکزی حکومت یا ریاستی حکومت کے کسی افسر یا چھان بین ایجنسی کی خدمات حاصل کرسکتا ہے۔ شکایات کی تحقیقات کرتے وقت کمیشن مرکزی حکومت یا کسی ریاستی حکومت یا اس کے ماتحت تنظیم سے ایک مقررہ وقت کے اندر معلومات یا رپورٹ طلب کرسکتا ہے۔

قومی کمیشن کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق تحفظ ایکٹ میں انسانی حقوق کے ریاستی کمیشن قائم کرنے اور انسانی حقوق کی عدالتیں قائم کرنے کی بابت بھی توضیعات کی گئی ہیں۔ کچھ ریاستوں نے اس معاملے میں پیش رفت کی ہے لیکن ابھی کئی ریاستیں باقی ہیں جنہوں نے تاہنوز ریاستی کمیشن قائم نہیں کیے ہیں۔

انسانی حقوق کے تحفظ کے سلسلے میں قومی کمیشن نمایاں کردار ادا کررہا ہے۔ اس نے کئی ایسے معاملوں میں جہاں پر انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی گئی تھی وہاں متضرر شخص یا اس کے وارثوں کو معاوضہ دینے کے احکام بھی صادر کیے ہیں۔ کمیشن نہ صرف شکایات کی بنا پر بلکہ خود بھی انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزی کے معاملے میں مداخلت کرتا ہے اور متعلقہ فریقین کے لیے باعث راحت بنتا ہے اور قصوردار فریق کو قصور کی نوعیت کے اعتبار سے زجروتوبیخ کرتا ہے اور اس کے خلاف ضروری کارروائی کرنے یا معاوضہ ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس قسم کے احکام کا اس کتاب کے کئی ابواب میں ذکر کیا جاچکا ہے۔ یہ کمیشن احکام کے ساتھ ساتھ ایسے مختلف اداروں اور افراد کے لیے جو نظم ونسق وتادیبی امور سے بالواسطہ یا بلاواسطہ جڑے ہوئے ہیں ہدایات

بھی جاری کرتا ہے۔ اس کمیشن کی پولس مڈبھیڑوں (POLICE ENCOUNTERS) کے بارے میں جاری کی گئی ہدایات ماضی قریب میں موضوع تذکرہ رہی ہیں۔

کمیشن اپنے کارہائے منصبی کی انجام دہی میں پیرس میں منظور کیے گئے اصولوں (PARIS PRINCIPLES) اور ان ہدایتی اصولوں کو ملحوظ خاطر رکھتا ہے جو پیرس میں 1991 میں منعقد ہونے والے انسانی حقوق سے متعلق اداروں کے بین الاقوامی ورکشاپ میں منظور کیے گئے تھے۔

ضمیمہ- 4

پارلیمنٹ کے ذریعہ وضع کئے گئے معاشرتی بہبود سے متعلق اہم قوانین کی فہرست

The Arms Act, 1959	اسلحہ ایکٹ
The Apprentices Act, 1961	کارآموزان ایکٹ
The All India Services Act, 1951	کل بھارت ملازمت ایکٹ
The Arbitration And Conciliation Act, 1996	ثالثی اور مصالحت ایکٹ
The Ancient Monuments Preservation Act, 1904	حفاظت آثار قدیمہ ایکٹ
The Agricultural & Processed Food Products Export Cess Act, 1985	زرعی اور عمل کاری شدہ خوردنی اشیا برآمدی ابواب ایکٹ
The Agricultural and Processed Food Products Export Development Authority Act, 1985	زرعی اور عمل کاری شدہ غذائی مصنوعات برآمد ڈولپمنٹ اتھارٹی ایکٹ

The Asian Development Bank Act, 1966	ایشیائی ترقی بینک ایکٹ
The Advocates Act, 1961	وکلاء ایکٹ
The Acquisition of Certain Areas At Ayodhya Act, 1993	ایودھیا میں معین رقبے کا حصول ایکٹ
The Aircraft Act, 1934	طیارہ ایکٹ
The Anti-Apartheid (United Nations Convention) Act, 1981	نسلی امتیاز کے خلاف (اقوام متحدہ کنونشن) ایکٹ
The Armed Focces (Jammu & Kashmir) Special Powers Act, 1990	مسلح افواج (جموں وکشمیر) خصوصی اختیارات ایکٹ
The Air (Prevention and Control of Pollution) Act, 1981	ہوا (انسداد وکنٹرول آلودگی) ایکٹ
The Water, (Prevention and Control of Polution) Act, 1974	پانی (انسداد وکنٹرول آلودگی) ایکٹ
The Births, Deaths and Marriages Registration Act, 1886	پیدائش، اموات اور ازدواج رجسٹری ایکٹ
The Building and other Construction Workers (Regulation of Employment And Conditions of Service) Act, 1996	عمارات ودیگر تعمیرات کام گر (ملازمت اور شرائط ملازمت کی ضابطہ بندی) ایکٹ
The Bonded Labour System (Abolition) Act, 1976	جبری مزدوری نظام (انسداد) ایکٹ
The Beedi Workers Welfare Cess Act, 1976	بیڑی کام بہبود محصول ایکٹ
The Beedi Workers Welfare Fund Act, 1976	بیڑی کام گر بہبود فنڈ ایکٹ
Construction Workers Welfare Cess Act, 1976	عمارات ودیگر تعمیرات کام گر بہبود محصول ایکٹ

The Census Act, 1948	مردم شماری ایکٹ
The Citizenship Act, 1955	شہریت ایکٹ
The Coal Mines Labour Welfare Fund Act, 1947	کوئلہ کان مزدور بہبود فنڈ ایکٹ
The Child Marriage Restraint (Amendment) Act, 1978	بچوں کی شادی کی ممانعت (ترمیم) ایکٹ
The Coal Mines Provident Fund, Family Pension and Bonus Scheme Act, 1948	کوئلہ کان پراویڈینٹ فنڈ کنبہ پینشن اور بونس اسکیم ایکٹ
The Contempt of Courts Act, 1971	توہین عدالت ایکٹ
The Co-operative Societies Act, 1912	سہکاری انجمن ایکٹ
The Cheritable and Religious Trust Act, 1920	خیراتی اور مذہبی ٹرسٹ ایکٹ
The Converts Marriage Dissolution Act, 1866	مذہب تبدیل کرنے والوں کی شادی کے انفساخ کی بابت ایکٹ
The Children (Pledging of Labour) Act, 1933	بچوں کا (محنت گروی) ایکٹ
The Code of Criminal Procedure, 1973	مجموعہ ضابطہ فوجداری
The Coir Industry Act, 1953	ٹاٹ صنعت ایکٹ
The Code of Civil Procedure, 1908	مجموعہ ضابطہ دیوانی
The Cine Workers Welfare Fund Act, 1981	سنیما کا مگران بہبودی فنڈ ایکٹ
The Commission of Sati (Prevention) Act, 1987	ستی (انسداد) ایکٹ

The Children Act, 1960	اطفال ایکٹ
The Charitable Endowments Act, 1980	خیراتی عطیات ایکٹ
The Cine-Workers Welfare Cess Act, 1981	سنیما کا مگران بہبود محصول ایکٹ
The Cine-Workers and Cinema Theatre Workers (Regulation of Employment) Act, 1981	سنیما کا مگران اور سنیما تھیٹر کام گر (ماموری کی ضابطہ بندی) ایکٹ
The Consumer Protection Act, 1986	تحفظ صارفین ایکٹ
The Dangerous Drugs Act, 1930	خطرناک ادویات ایکٹ
The Dowry Prohibition Act, 1961	جہیز ممانعت ایکٹ
The Delhi Special Police Establishment Act, 1946	دہلی مخصوص پولس ادارہ ایکٹ
The Dissolution of Muslim Marriages Act, 1939	انفساخ ازدواج مسلمانان ایکٹ
The Delivery of Books and Newspapers (Public Libraries) Act, 1954	حوالگی کتب واخبارات (پبلک لائبریری) ایکٹ
The Dramatic Performamces Act, 1876	ڈرامائی کارکردگی ایکٹ
The Drugs and Magic Remedies (Objectionable Advertisement) Act, 1954	ادویات اور طلسماتی علاج معالجہ (قابل اعتراض تشہیر) ایکٹ
The Drugs and Cosmetics (Amendment) Act, 1972	ادویات وکاسمٹکس (ترمیم) ایکٹ
The Dock Workers (Regulation of Employment) Act, 1948	گودی مزدور (ماموری کی ضابطہ بندی) ایکٹ
The Dock Workers (Safety, Health and Welfare) Act, 1986	گودی مزدور (تحفظ، صحت وبہبود) ایکٹ

The Emigration Act, 1922	ہجرت ایکٹ
The Explosives Substances Act, 1908	اشیائے دھاکہ خیز ایکٹ
The Essential Commodities Act, 1955	لازمی اجناس ایکٹ
The Emblems and Names (Prevention of Improper Use) Act, 1950	ایمبلم اور نام کے بے جا استعمال کی ممانعت ایکٹ
The Employer's Liability Act, 1938	ذمہ داری آجران ایکٹ
The Exchange of Prisioners Act, 1984	قیدیوں کا تبادلہ ایکٹ
The Employment of Children (Amendment) Act, 1978	بچوں کی ماموری (ترمیم) ایکٹ
The Epidemic Diseases Act, 1897	وبائی امراض ایکٹ
The Excise (Malt Liquours) Act, 1890	آبکاری (مالٹ لیکر) ایکٹ
The Extradition Act, 1962	تحویل مجرمین ایکٹ
The Environment (Protection) Act, 1986	ماحولیات (تحفظ) ایکٹ
The Eyes (Authority for use for Therapeutic Purposes) Act, 1982	چشم (معالجاتی اغراض کے لئے استعمال کا اختیار) ایکٹ
The Ear Drums and Ear Bones (Authority for use for Therapeatic Parposes) Act, 1982	کان کے پردے اور ہڈی (معالجاتی اغراض کیلئے استعمال کا اختیار) ایکٹ
The Employees State Insurance Act, 1984	ملازمین سرکاری بیمہ ایکٹ
The Employees Provident Fund and Family Pension Fund Act, 1952	ملازمین پراوڈنٹ فنڈ وخاندانی پنشن ایکٹ
The Foreigners Act, 1946	غیر ملکیوں کی بابت ایکٹ
The Foreign Marriages Act, 1969	غیرملکی ازدواج ایکٹ

The Forward Contract (Regulation) Act, 1952	پیشگی معاہدات (ضابطہ بندی) ایکٹ
The Factories Act, 1948	کارخانہ جات ایکٹ
The Forest (Conservation) Act, 1980	جنگلات (تحفظ) ایکٹ
The General Clauses Act, 1897	فقرہ جات عام ایکٹ
The Guardians and Wards Act, 1890	ولی اور وارث ایکٹ
The Haj Committee Act, 1959	حج کمیٹی ایکٹ
The Hindu Succession Act, 1956	وراثت ہنود ایکٹ
The Hindu Marriage Act, 1955	ازدواج ہنود ایکٹ
The Hindu Adoption and Maintenance Act, 1956	ہندو تبنیت اور نان ونفقہ ایکٹ
The Hindu Minority and Guardianship Act, 1956	نابالغی اور ولایت ہنود ایکٹ
The Hindi Sahitya Sammelan Act, 1962	ہندی ساہتیہ سمیلن ایکٹ
The Hindu Gains of Learming Act, 1930	ہندو حاصلات علم ایکٹ
The Hindu Inheritance (Removal of Disabilities) Act, 1928	ہندو وراثت (رفع نااہلیت) ایکٹ
The Hindu Widow's Remarriage Act, 1856	ہندو بیواؤں کی دوبارہ شادی ایکٹ
The Hire Purchase Act, 1972	کرایہ خرید ایکٹ
The Hindu Marriages (Validation of Proceedings) Act, 1960	ازدواج ہنود (کارروائیوں کا جواز) ایکٹ
The Indian Telegraph Act, 1885	بھارتی ٹیلیگراف ایکٹ
The Indian Explosives Act, 1884	بھارتی دھماکہ خیز اشیاء ایکٹ

The Indian Partnership Act, 1932	بھارتی شراکت ایکٹ
The Inflammable Substances Act,1952	آتش گیر اشیا ایکٹ
The Industrial Employment (Standing Orders) Act, 1946	صنعتی ماموری (احکام قائمہ) ایکٹ
The Indian Majority Act, 1875	بھارتی بلوغیت ایکٹ
The Indian Contract Act, 1872	بھارتی معاہدہ ایکٹ
The Industrial Disputes Act, 1947	صنعتی تنازعات ایکٹ
The Indian Dock Labourers Act, 1934	بھارتی گودی مزدور ایکٹ
The Indian Medical Degrees Act, 1916	بھارتی طبی اسناد ایکٹ
The Indian Forest Act, 1927	بھارتی جنگلات ایکٹ
The Indian Museum Act, 1910	بھارتی عجائب گھر ایکٹ
The Indian Evidence Act,1872	بھارتی شہادت ایکٹ
The Indian Fisheries Act, 1897	بھارتی ماہی گاہ ایکٹ
The Indian Divorce Act, 1869	بھارتی طلاق ایکٹ
The Indian Trade Union (Amendment) Act, 1960	بھارتی ٹریڈ یونین (ترمیم) ایکٹ
The Inter-State Migrant Workmen (Regulation of Employment and Conditions of Selvice) Act, 1979	بین الریاستی مہاجر کا مگر ان (ماموری اور شرائط ملازمت کی ضابطہ بندی) ایکٹ
The Indian Lunacy Act, 1912	بھارتی مجانین ایکٹ
The Industrial Disputes (Amendment) Act, 1972	صنعتی تنازعات (ترمیم) ایکٹ
The Indian Penal Code 1860	مجموعہ تعزیرات بھارت

The Iron ore Mines Labour Welfare Cess Act, 1961	خام لوہا کان مزدور بہبود محصول ایکٹ
The Intelligence, Organisations (Restriction of Rights) Act, 1985	خبررساں تنظیم (حقوق پر پابندی) ایکٹ
The Identification of Prisones Act, 1920	قیدی شناخت ایکٹ
The Indian Nursing Council Act, 1947	بھارتی نرسنگ کاؤنسل ایکٹ
The Infant Milk substitutes, Feeding Bottles and Infant food (Regulation of Production, Supply and Distribution) Act, 1992	شیرخواروں کی دودھ کی متبادل مشروبات، دودھ پلانے کی بوتلیں اور شیرخواروں کی خوراک (پیداوار، فراہمی اور تقسیم کی ضابطہ بندی) ایکٹ
The Jawahar Lal Nehru University Act, 1966	جواہر لال نہرو یونیورسٹی ایکٹ
The Juvenile Justice Act, 1986	انصاف برائے اشخاص کمسن ایکٹ
The Khuda Baksh Oriental Public Library Act, 1969	خدا بخش اورینٹیل پبلک لائبریری ایکٹ
The Limestone and Dolomite Mines Labour Welfare Fund Act, 1972	چونا پتھر و ڈولومائیٹ کان مزدور بہبود فنڈ ایکٹ
The Lepers Act, 1898	جزامیوں کی بابت ایکٹ
The Labour Welfare Fund Laws (Amendment) Act, 1987	مزدور بہبود فنڈ قوانین (ترمیم) ایکٹ
The Legal Services Authorities Act, 1987	قانونی خدمات حکام ایکٹ
The Metal Tokens Act, 1889	دھات کے سکہ جات ایکٹ
The Maternity Benefits, Act, 1961	زچگی فوائد ایکٹ

The Musalman Wakf Validating Act, 1913	مسلمان وقف جوازی ایکٹ
The Musalman Wakf Act, 1923.	مسلمان وقف ایکٹ
The Motor Vehicles Act, 1939	موٹرگاڑی ایکٹ
The Miscellaneous Personal Laws (Extension) Act, 1959	متفرق شخصی قوانین (توسیعی) ایکٹ
The Medical Termination of Pregnancy Act, 1971	طبی اسقاط حمل ایکٹ
The Minimum Wages Act, 1948	کم از کم اجرت ایکٹ
The Mineral Products (Additional Duties of Excise & Customs) Act, 1958	معدنی پیداوار (زائد آبکاری اور کروڑگیری محصولات) ایکٹ
The Medicinal and Toilet Preparations (Excise Duty) Act, 1955	ادویاتی اور سنگار مصنوعات (محصولات آبکاری) ایکٹ
The Marriages Validation Act, 1892	ازدواج جوازی ایکٹ
The Madhya Bharat Taxes on Income (Validation) Act, 1954	مدھیہ بھارت آمدنی پر ٹیکس (جوازی) ایکٹ
The Mines Act, 1952	کان ایکٹ
The Mica Mines Labour Welfare Fund Act, 1946	ابرق کان مزدور بہبود فنڈ ایکٹ
The Mines and Mineral (Regbulation and Development) Amendment Act, 1972	کان اور معدینیات (ضابطہ بندی اور ترقی) ایکٹ
The Mines and Mineral Regulation Development Act, 1957	کان ومعدینیات ضابطہ بندی ترقی ایکٹ
The Motor Transport Workers Act, 1961	موٹر نقل وحمل کامگران ایکٹ

The Maternity Benefits (Amendment) Act, 1972	زچگی فوائد (ترمیم) ایکٹ
The Married Women's Property Act, 1874	شادی شدہ عورتوں کی جائیداد ایکٹ
The Muslim Women (Protection of Rights of Divorce) Act, 1986	مسلم خواتین (طلاق پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ
The Multimodal Transportation of Goods Act, 1993	کثیر ذرائع نقل وحمل مال ایکٹ
The Marriage Laws (Amendment) Act, 1976	قوانین ازدواج (ترمیم) ایکٹ
The Newspaper (Price & Pages) Act, 1956	اخبار (قیمت اور صفحات) ایکٹ
The National Cadet Corps Act, 1948	قومی کیڈیٹ کور ایکٹ
The National Security Act, 1980	قومی سلامتی ایکٹ
The National Service Act, 1972	قومی خدمت ایکٹ
The National Commission for Women Act, 1990	قومی کمیشن برائے خواتین ایکٹ
The National Commission for Minorities Act, 1992	قومی اقلیتی کمیشن ایکٹ
The National Commission for Backward Classes Act, 1993	قومی پسماندہ طبقات کمیشن ایکٹ
The National Commission for Safai Karamcharis Act, 1993	قومی صفائی کارکنان ایکٹ
The Official Languages Act, 1963	سرکاری زبان ایکٹ
The Passports Act, 1967	پاسپورٹ ایکٹ

The Prevention of Food Adulteration Act, 1954	غذا میں ملاوٹ کا انسداد ایکٹ
The Paymdent of Bonus Act, 1965	بونس ادائگی ایکٹ
The Provident Fund Act, 1925	پراوڈنٹ فنڈ ایکٹ
The Police (Incitement of Disaffection) Act, 1922	پولس (اشتعال بد دلی) ایکٹ
The Police Force (Restriction of Rights) Act, 1966	پولس (حقوق پر پابندی) ایکٹ
The Payment of Gratuity Act, 1972	ادائگی عطیہ (گریچوئٹی) ایکٹ
The Police Act, 1888	پولس ایکٹ
The Provisional Collection of Taxes Act, 1931	ٹیکس کی عارضی وصولی ایکٹ
The Public Gambling Act, 1867	قمار بازی عامہ ایکٹ
The Parsi Marriage and Divorce Act, 1936	پارسی ازدواج اور طلاق ایکٹ
The Prevention of Crelty to Animals Act, 1960	انسداد بے رحمی جانوران ایکٹ
The Petroleum Act, 1934	پیٹرولیم ایکٹ
The Post Office Cash Certificates Act, 1917	ڈاک خانہ نقدی سرٹیفکیٹ ایکٹ
The Provision of Panchayats (Extension of the Scheduled Areas) 1996	پنچایتوں کے لئے توضیع (فہرست بند علاقوں تک توسیع) ایکٹ
The Public Provident Fund Act, 1968	پراویڈینٹ فنڈ عامہ ایکٹ

The Pharmacy Act, 1948	دوا سازی ایکٹ
The Personal Injuries (Compensation Insurance) Act, 1963	جسمانی ضرر (معاوضہ بیمہ) ایکٹ
The Protection of Civil Rights Act, 1955	شہری حقوق تحفظ ایکٹ
The Prevention of Seditious Meetings Act, 1911	بغاوت آمیز جلسوں کے انسداد کا ایکٹ
The President (Discharbge of Functions) Act, 1969	صدر (کارہائے منصبی کی انجام دہی) ایکٹ
The Prevention of Damage to Public Property Act, 1984	سرکاری جائیداد کو نقصان کے انسداد کا ایکٹ
The Places of Worship (Special Provisions) Act, 1991	عبادت گاہ (خصوصی توضیعات) ایکٹ
The Prevention of Corruption Act, 1988	انسداد بدعنوانی ایکٹ
The Protection of Human Rights Act, 1993	انسانی حقوق تحفظ ایکٹ
The Prisoners Act, 1900	قیدیوں سے متعلق ایکٹ
The Provincial Small Causes Courts Act, 1887	صوبائی عدالت ہائے مطالبات خفیفہ ایکٹ
The Prevention of Illicit Traffic in Narcotic Drugs and Psychotropic Substances, Act, 1988	انسداد ناجائز کاروبار نشہ آور ادویہ اور منقلب نفس اشیاء ایکٹ
The Public Liability Insurance Act, 1991	سرکاری ذمہ داری بیمہ ایکٹ
The Persons will Disabilities (Equal opportunities, Protection of Rights and full Participation) Act, 1995	معذوری کا شکار افراد (مساوی مواقع، حقوق کا تحفظ اور مکمل شراکت) ایکٹ

The Pre-Natal Diagnostic Techniques (Regulation and Prevention of Misuse) Act, 1994	پیدائش سے قبل تشخیص کی تکنیک (ضابطہ بندی اور انسداد استعمال بیجا) ایکٹ
The Registration of Foreigners Act, 1939	غیر ملکیوں کی رجسٹری کی بابت ایکٹ
The Revenue Recovery Act, 1890	زرمالگزاری وصولی ایکٹ
The Rulers of Indian State (Abolition of Privileges) Act, 1972	بھارتی ریاستوں کے حکمراں (موقوفی مراعات) ایکٹ
The Reformatory Schools Act, 1897	تادیب خانہ جات ایکٹ
The Road Transport Corporation Act, 1950	روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن ایکٹ
The Representation of People Act, 1950	عوامی نمائندگی ایکٹ
The Religious Institutions (Prevention of Misuse) Act, 1988	مذہبی ادارے وانسداد استعمال بیجا) ایکٹ
The Rehabilitation Council of India Act, 1992	بھارتی آبادکاری کونسل ایکٹ
The Rehabilitation Finance Administration Act, 1953	آبادکاری مالی انتظام ایکٹ
The Registration of Births and Deaths Act, 1969	رجسٹری پیدائش واموات ایکٹ
The Suppression of Immoral Traffic in Women & Girls Act, 1956	عورتوں اور لڑکیوں میں فاسقانہ بیوپار کی ممانعت ایکٹ
The Sale of Goods Act, 1930	مال بکری ایکٹ
The Societies Registration Act, 1860	سوسائٹیوں کی رجسٹری ایکٹ

The Special Marriage Act, 1954	ازدواج خاص ایکٹ
The Sales Promotion Employees (Condition of Service) Act, 1976	بکری کو فروغ دینے والے اجیر (شرائط ملازمت) ایکٹ
The Spirituous Preparation (Inter-State Trade and Commerce) Control Act, 1955	اسپرٹ سے تیار شدہ (بین الریاستی تجارت وکاروبار) کنٹرول ایکٹ
The Seamen's Provident Fund Act, 1966	جہازرانی کے کام پر مامور افراد کا فنڈ ایکٹ
The Scheduled Castes and the Scheduled Tribes (Prevention of Atrocities) Act, 1989	فہرست بند ذاتیں اور قبیلے (انسداد مظالم) ایکٹ
Terminal Tax on Railway passengers Act, 1956	ریل کے مسافروں پر حدواری ٹیکس ایکٹ
Transfer of Prisioners Act, 1950	قیدیوں کی منتقلی ایکٹ
Trade Unions Act, 1926	ٹریڈ یونین ایکٹ
Terrorists Affected Areas (special Courts) Act, 1984	دہشت گرد علاقہ (خصوصی عدالت) ایکٹ
The Transplantation of Human Organs Act, 1994	منتقلی اعضاء انسانی ایکٹ
The Wild Birds and Animals Protection Act, 1912	جنگلی پرندوں اور جانوروں کا تحفظ ایکٹ
The Weekly Holidays Act, 1942	ہفتہ وار تعطیلات ایکٹ
The Workmen's Compensation Act, 1923	معاوضہ کامگران ایکٹ
The Wakf Act, 1954	وقف ایکٹ

The Wakf Act, 1995	وقف ایکٹ
The Working Journalists (Conditions of Service and Miscellaneous Provisions) Act, 1955	پیشہ ور صحافی (شرائط ملازمت) اور متفرق توضیعات ایکٹ
The Working Journalists (Fixation of Rates of Wages) Act, 1958	سرگرم کار اخبار نویس (تعین شرح اجرت) ایکٹ
The Women and Children Institutions (Licencing) Act, 1956	عورتوں اور بچوں کے اداروں کو (لائسنس دینا) ایکٹ
The Workmen's Compensation (Amendment) Act, 1959	معاوضہ کامگران (ترمیم) ایکٹ
The Young Persons (Harmful Publications) Act, 1956	نوعمر افراد (نقصان دہ اشاعتیں) ایکٹ

ضمیمہ - 5

انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی دستاویزات کی فہرست

Agenda for Development (20 June 1997)

ایجنڈہ برائے ترقی وفروغ (20/جون 1997)

Agreement between the United Nations and the Carnegie Foundation concerning the Use of the Premises of the Peace Palace at The Hague (11 Dec. 1946) and Supplementary Agreement (22 Dec. 1971)

ہیگ کے پیس پیلس کے احاطے کے استعمال سے متعلق اقوام متحدہ اور کارنیجی فاؤنڈیشن کے مابین اقرار نامہ (11/دسمبر 1946) اور ضمنی اقرار نامہ (22/دسمبر 1971)

Agreement between the United Nations and the International Fund

for Agricultural Development (15 Dec. 1977)

زرعی ترقی کے لیے اقوام متحدہ اور بین الاقوامی فنڈ کے مابین اقرار نامہ (15ردسمبر 1977)

Agreement between the United Nations and the United Nations Industrial Development Organization (17 Dec. 1985)

اقوام متحدہ اور اقوام متحدہ کی صنعتی ترقی سے متعلق تنظیم کے مابین معاہدہ (17ردسمبر 1985)

Agreement between the United Nations and the United States of America regarding the Headquarters of the United Nations (31 Oct. 1947)

اقوام متحدہ کے صدر دفتر کی بابت اقوام متحدہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے مابین اقرار نامہ (31راکتوبر 1947)

Agreement between the United Nations and the World Intellectual Property Organization (17 Dec. 1974)

اقوام متحدہ اور عالمی تنظیم اثاثہ ارباب عقل ودانش کے مابین اقرار نامہ (17ر دسمبر 1974)

Agreement concerning the Relationship between the United Nations and the International Seabed Authority (26 Nov. 1997)

اقوام متحدہ اور بین الاقوامی سمندری تہ اتھارٹی کے مابین تعلق کی نسبت اقرار نامہ (26رنومبر 1997)

Agreement concerning the Relationship between the United Nations and the Organization for the Prohibition of Chemical Weapons (7 Sept. 2001)

اقوام متحدہ اور کیمیائی ہتھیاروں کی ممانعت سے متعلق تنظیم کے مابین تعلق کی نسبت اقرار نامہ (7رستمبر 2001)

Agreement Governing the Activities of States on the Moon and Other Celestial Bodies (5 Dec. 1979)

چاند اور دیگر فلکی سیاروں پر مملکتوں کی سرگرمیوں سے متعلق اقرار نامہ (5/دسمبر 1979)

Agreement on Cooperation and Relationship between the United Nations and the International Tribunal for the Law of the Sea (8 Sept. 1998)

اقوام متحدہ اور بحری قانون سے متعلق ٹریبونل کے مابین تعاون اور تعلق کی نسبت اقرار نامہ (8/ستمبر 1998)

Agreement on Cooperation and Relationships between the United Nations and the World Tourism Organization (19 Dec. 1977)

اقوام متحدہ اور عالمی سیاحت، تنظیم کے مابین تعاون اور تعلق کی نسبت اقرار نامہ (9/دسمبر 1977)

Agreement on the Rescue of Astronauts, the Return of Astronauts and the Return of Objects Launched into Outer Space (19 Dec.1967)

خلا بازوں کے بچاؤ، ان کی واپسی اور بیرونی فضائے بسیط میں بھیجی گئی اشیاء کی واپسی سے متعلق اقرار نامہ (19/دسمبر 1967)

Agreement relating to the Implementation of Part XI of the United Nations Convention on the Law of the Sea (28 July 1994)

بحری قانون سے متعلق اقوام متحدہ کی کنونشن کے جز 11 کی عمل آوری سے متعلق اقرار نامہ (28/جولائی 1994)

Articles on Nationality of Natural Persons in Relation to the Succession of States (12 Dec. 2000)

مملکتوں کی جانشینی کے تعلق سے اشخاص حقیقی کی قومیت کی بابت ضوابط (12/دسمبر 2000)

Basic Principles for the Treatment of Prisoners (14 Dec. 1990)

قیدیوں کے ساتھ برتاؤ کی نسبت بنیادی اصول (14 دسمبر 1990)

Body of Principles for the Protection of All Persons under Any Form of Detention or Imprisonment (9 Dec. 1988)

کسی بھی قسم کی نظربندی یا قید میں سبھی افراد کی حفاظت کی نسبت اصول (9 دسمبر 1988)

Charter of Economic Rights and Duties of States (12 Dec. 1974)

مملکتوں کے معاشی حقوق اور فرائض سے متعلق چارٹر (12 دسمبر 1974)

Charter of Rights for Migrant Workers in Southern Africa (20 Dec. 1978)

جنوبی افریقہ میں نقل وطن کرنے والے کام گروں کے حقوق سے متعلق چارٹر (20 دسمبر 1978)

Code of Conduct for Law Enforcement Officials (17 Dec. 1979)

نظم ونسق قائم رکھنے والے عہدے داروں کے لیے ضابطۂ عمل (17 دسمبر 1979)

Convention against Torture and other Cruel, Inhuman or Degrading Treatment or Punishment (10 Dec. 1984)

ایذارسانی اور دیگر ظالمانہ، غیر انسانی یا ذلت آمیز سلوک یا سزا کے خلاف کنونشن (10 دسمبر 1984)

Convention for the Suppression of the Traffic in Persons and of the Exploitation of the Prostitution of Others (2 Dec. 1949)

انسانوں کی تجارت اور دیگر لوگوں کے قحبہ پن کے استحصال کے خاتمے کے لئے کنونشن (21 مارچ 1950)

Convention on Consent to Marriage, Minimum Age for Marriage and Registration of Marriages (7 Nov. 1962)

شادی کے لئے رضامندی، شادی کے لئے کم سے کم عمر اور شادی کی رجسٹری سے متعلق

کنونشن (7 نومبر 1962)

Convention on International Liability for Damage Caused by Space Objects (29 Nov. 1971)

خلائی اشیا سے ہونے والے نقصان کی بین الاقوامی ذمہ داری سے متعلق کنونشن (29 نومبر 1971)

Convention on Registration of Objects Launched into Outer Space 12 Nov. 1974)

بیرونی فضائے بسیط میں بھیجی گئی اشیا کی رجسٹری سے متعلق کنونشن۔ (12 نومبر 1974)

Convention on Special Missions and Optional Protocol concerning the Compulsory Settlement of Disputes (8 Dec. 1969)

خصوصی مشن سے متعلق کنونشن اور تنازعات کے لازمی تصفیے سے متعلق اختیاری پروٹو کال (8 دسمبر 1969)

Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination against Women (18 Dec. 1979)

خواتین کے ساتھ کسی بھی طرح کا امتیاز ختم کرنے سے متعلق کنونشن (18 دسمبر 1979)

Convention on the International Right of Correction (16 Dec. 1952)

بین الاقوامی حق اصلاح سے متعلق کنونشن (16 دسمبر 1952)

Convention on the Law of the Non-Navigational Uses of International Watercourses (21 May 1997)

بین الاقوامی آبی گزرگاہوں کے جہازرانی سے جدا استعمال سے متعلق قانون کی بابت کنونشن (21 مئی 1997)

Convention on the Nationality of Married Women (29 Jan. 1957)

شادی شدہ خواتین کی قومیت سے متعلق کنونشن (29جنوری 1957)

Convention on the Non-Applicability of Statutory Limitations to War Crimes and Crimes against Humanity (26 Nov. 1968)

جنگی جرائم اور انسانیت کے خلاف جرائم پر قانونی حدود کے عدم اطلاق سے متعلق کنونشن
(26نومبر 1968)

Convention on Political Rights of Women (20 Dec. 1952)

خواتین کے سیاسی حقوق سے متعلق کنونشن (20 دسمبر 1952)

Convention on the Prevention and Punishment of Crimes against Internationally protected persons, including Diplomatic Agents (14 Dec. 1973)

ایسے افراد، جن میں سفارت کار بھی شامل ہیں جنہیں بین الاقوامی پیانے پر تحفظ فراہم کیا گیا ہے، کے خلاف کیے جانے والے جرائم کے انسداد اور سزا سے متعلق کنونشن
(14 دسمبر 1973)

Convention on the prevention and Punishment of the Crime of Genocide (9 Dec. 1948)

نسل کشی کے انسداد اور سزا سے متعلق کنونشن (9 دسمبر 1948)

Convention on the privileges and Immunities of the Specialized A gencies (21 Nov. 1947)

مخصوص ایجنسیوں کو مراعات اور استثنائی تحفظ سے متعلق کنونشن (21 نومبر 1947)

Convention on the privileges and Immunities of the United Nations (13 Feb. 1946)

اقوام متحدہ کی مراعات اور استثنائی تحفظ سے متعلق کنونشن (13 فروری 1946)

Convention on the prohibition of Military or Any other Hostile use of Environmental Modification Techniques (10 Dec. 1976)

ماحولیاتی تغیر کی تکنیک کے فوجی یا کسی دیگر تشدد آمیز استعمال کی ممانعت سے متعلق کنونشن (10 دسمبر 1976)

Convention on the prohibition of the Development, production and Stockpiling of Bacteriological (Biological) and Toxin weapons and

on their Deslruction (16 Dec. 1971)

جراثیمی (حیاتیاتی) اور زہریلے ہتھیاروں کے فروغ، پیداوار اور ذخیرہ اندوزی کی ممانعت اور انہیں ختم کرنے سے متعلق کنونشن (16 دسمبر 1971)

Convention on the Rights of the Child (20 Nov. 1989)

بچوں کے حقوق سے متعلق کنونشن (20 نومبر 1989)

Convention on the Safety of United Nations and Associated personnel (19 Dec. 1994)

اقوام اور متعلقہ عملے کے تحفظ سے متعلق کنونشن (9 دسمبر 1994)

Declaration and Programme of Action on a Culture of Peace (13 Sept. 1999)

تہذیب، امن وصلح سے متعلق اعلامیہ اور لائحہ عمل (13 ستمبر 1999)

Declaration and State of Progress and Initatives for the Future Implementation of the Programme of Action for the Sustainable Development of Small Island Developing States (28 Sept. 1999)

چھوٹے چھوٹے جزیروں والی ترقی پذیر مملکتوں کی پیہم ترقی کے لئے لائحہ عمل کی مستقبل میں عمل آوری کے لئے اعلامیہ اور پیش رفت ومحرکات (28 ستمبر 1999)

Declaration in Commemoration of the Fiftieth Anniversary of the End of the Second World War (18 Oct. 1995)

دوسری جنگ عظیم کے خاتمے کی پچاسویں سالگرہ منانے سے متعلق اعلامیہ (18اکتوبر 1995)

Declaration of Basic Principles of Justice for Victims of Crime and Abuse of Power (29 Nov. 1985)

جرائم اور طاقت کے بے جا استعمال کے شکار لوگوں کے لئے انصاف کے بنیادی اصولوں سے متعلق اعلامیہ (29 نومبر 1985)

Declaration of Commitment of HIV/AIDS (27 June 2001)

ایچ آئی وی/ایڈس سے متعلق طریق عمل کی پابندی کی بابت اعلامیہ (27جون 2001)

Declaration of Legal Principles Governing the Activities of States in the Exploration and Use of Outer Space (13 Dec. 1963)

بیرونی فضائے بسیط کی کھوج اور استعمال میں مملکتوں کی سرگرمیوں کو لاگو قانونی اصولوں سے متعلق اعلامیہ (13 دسمبر 1963)

Declaration of Principles Governing the Seabed and the Ocean Floor, and the Subsoil Thereof, beyond the Limits of National Jurisdiction (17 Dec. 1970)

قومی حلقۂ حکومت کی حدود سے باہر سمندری تہ اور سطح، اور اس کی زیریں زمین کو لاگو اصولوں کا اعلامیہ (17 دسمبر 1970)

Declaration of the Indian Ocean as a Zone of Peace (16 Dec. 1971)

بحر ہند کو خطۂ امن قرار دینے سے متعلق اعلامیہ (16 دسمبر 1971)

Declaration of the 1980s as the Second Disarmament Decade (3 Dec. 1980)

1980 کی دہائی کو تخفیف اسلحہ کی دوسری دہائی قرار دینے سے متعلق اعلامیہ (3 دسمبر 1980)

Declaration of the 1990s as the Third Disarmament Decade (4 Dec. 1990)

1990 کی دہائی کو تخفیف اسلحہ کی تیسری دہائی قرار دینے سے متعلق اعلامیہ (4 دسمبر 1990)

Declaration of the Rights of the Child Nov. 1959)

بچوں کے حقوق سے متعلق اعلامیہ (20 نومبر 1959)

Declaration on Apartheid and Its Destructive Consequences in Southern Africa (143 Dec. 1989)

جنوبی افریقہ میں نسلی تفریق اور اس کے تباہ کن نتائج سے متعلق اعلامیہ (14 دسمبر

(1989

Declaration on Cities and Other Human Settlements in the New Millennium (9 June 2001)

نئے ہزارے میں شہروں اور دیگر انسانی بستیوں سے متعلق اعلامیہ (9 جون 2001)

Declaration on Fact-finding by the United Nations in the Field of the Maintenance of International Peace and Security (9 Dec. 1991)

بین الاقوامی امن اور سلامتی کے میدان میں اقوام متحدہ کے ذریعے حقائق کا پتہ لگانے سے متعلق اعلامیہ (9 دسمبر 1991)

Declaration on International Cooperation for Disarmament (11 Dec. 1979)

تخفیف اسلحہ کے لئے بین الاقوامی تعاون سے متعلق اعلامیہ (11 دسمبر 1979)

Declaration on International Cooperation in the Exploration and Use of Outer Space for the Benefit and in the Interest of all States, Taking into Particular Account the Needs of Developing Countries (13 Dec. 1996)

ترقی پذیر ممالک کی ضروریات کو خصوصی طور پر دھیان میں رکھتے ہوئے سبھی مملکتوں کے فائدے کے لئے اور ان کے مفاد میں بیرونی فضائے بسیط کی کھوج اور استعمال میں بین الاقوامی تعاون سے متعلق اعلامیہ (13 دسمبر 1996)

Declaration on International Economic Cooperation, in Particular the Revitalization of Economic Growth and Development of the Developing Countries (1 May 1990)

بین الاقوامی معاشی تعاون، خصوصی طور پر ترقی پذیر ممالک کے معاشی ارتقاء اور ترقی سے متعلق اعلامیہ (یکم مئی 1990)

Declaration on Measures to Eliminate International Terrorism (9 Dec. 1994)

عالمی دہشت گردی کوختم کرنے کی تدابیر سے متعلق اعلامیہ (9 دسمبر 1994)

Declaration on Namibia 3 May 1978)

نامیبیا سے متعلق اعلامیہ (3 مئی 1978)

Declaration on Principles of International Law concerning Frierdly Relations and Cooperation among States in accordance with the Charter of the United Nations (24 Oct. 1970)

اقوام متحدہ کے منشور کے مطابق مملکتوں کے بیچ دوستانہ روابط اور تعاون سے متعلق بین الاقوامی قانون کے اصولوں سے متعلق اعلامیہ (24 اکتوبر 1970)

Declaration on Social and Legal Principles relating to the Protection and Welfare of Children, with Special Reference to Foster Placement and Adoption Nationally and Internationally (3 Dec. 1986)

قومی اور بین الاقوامی سطح پر رضائی تعین وتبنیت کے حوالہ سے بچوں کے تحفظ اور بہبود سے متعلق معاشرتی اور قانونی اصولوں کی بابت اعلامیہ (3 دسمبر 1986)

Declaration on Social Progress and Develolpment (11 Dec. 1969)

معاشرتی ترقی وفروغ سے متعلق اعلامیہ (11 دسمبر 1969)

Declaration on South Africa (12 Dec. 1979)

جنوبی افریقہ سے متعلق اعلامیہ (12 دسمبر 1979)

Declaration on Territorial Asylum (14 Dec. 1967)

علاقائی پناہ سے متعلق اعلامیہ (14 دسمبر 1967)

Declaration on the Control of Drug Trafficking and Drug Abuse (14 Dec. 1984)

ادویات کی تجارت اور ان کے بے جا استعمال پر کنٹرول سے متعلق اعلامیہ (14دسمبر 1984)

Declaration on the Critical Economic Situation in Africa (3 Dec.

1984)

افریقہ میں تشویشناک معاشی صورت حال سے متعلق اعلامیہ (3 دسمبر 1984)

Declaration on the Deepening and Consolidation of International Detente (19 Dec. 1977)

بین الاقوامی رفع کشیدگی میں اور گہراپن اور استحکام لانے سے متعلق اعلامیہ (19 دسمبر 1977)

Declaration on the Elimination of All Forms of Intolerance and of Discrimination Based on Religion or Belief (25 Nov. 1981)

مذہب یا عقیدے کی بنیاد پر ہر طرح کی عدم برداشت اور امتیاز کے خاتمہ سے متعلق اعلامیہ (25 نومبر 1981)

Declaration on the Elimination of Discrimination against Women (7 Nov. 1967)

خواتین کے ساتھ امتیاز کے خاتمہ سے متعلق اعلامیہ (7 نومبر 1967)

Declaration on the Elimination of Violence against Women (20 Dec. 1993)

خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمہ سے متعلق اعلامیہ (20 دسمبر 1993)

Declaration on the Enhancement of Cooperation between the United Nations and Regional Arrangements of Agencies in the Maintenance of International Peace and Security (9 Dec. 1994)

بین الاقوامی امن اور سلامتی میں اقوام متحدہ اور علاقائی نظام یا ایجنسیوں کے بیچ مزید تعاون سے متعلق اعلامیہ (9 دسمبر 1994)

Declaration on the Enhancement of the Effectiveness of the Principle of Refraining from the Threat or Use of Force in International Relations (18 Nov. 1987)

بین الاقوامی روابط میں ڈرانے دھمکانے یا طاقت کے استعمال سے احتراز کرنے سے

متعلق اصول کی مزید اثر پذیری کی بابت اعلامیہ (18 نومبر 1987)

Declaration on the Establishment of a New International Economic Order (1 May 1974)

نئے بین الاقوامی معاشی نظام کے قیام سے متعلق اعلامیہ (1 مئی 1974)

Declaration on the Granting of Independence to Colonial Countries and Peoples (14 Dec. 1960)

نوآباد ممالک اور عوام کو آزادی دینے سے متعلق اعلامیہ (14 دسمبر 1960)

Declaration on the Guiding Principles of Drug Demand Reduction (10 June 1998)

ادویات کی مانگ میں کمی سے متعلق رہنما اصولوں سے متعلق اعلامیہ (10 جون 1998)

Declaration on the Human Rights of Individuals Who are not Nationals of the Country in Which They Live (13 Dec. 1985)

ایسے افراد کے انسانی حقوق سے متعلق اعلامیہ جو اس ملک کے شہری نہیں ہیں جس میں وہ رہتے ہیں (13 دسمبر 1985)

Declaration on the Inadmissibility of Intervention and Interference in the Internal Affairs of States (9 Dec. 1981)

مملکتوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت اور دخل اندازی نہ کرنے سے متعلق اعلامیہ (9 دسمبر 1981)

Declaration on the Inadmissibility of Intervention in the Domestic Affairs of States and the Protection of Their Independence and Sovereignty (21 Dec. 1965)

مملکتوں کے گھریلو معاملات میں مداخلت نہ کرنے اور ان کی آزادی واقتدار اعلیٰ کے تحفظ سے متعلق اعلامیہ (21 دسمبر 1965)

Declaration on the Occasion of the Fiftieth Anniversary of the United Nations (24 Oct. 1995)

اقوام متحدہ کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر اعلامیہ (24 اکتوبر 1995)

Declaration on the Occasion of the Fiftieth Anniversary of United Nations Peacekeeping (6 Oct. 1998)

اقوام متحدہ کی قائی امن سے متعلق پچاسویں سالگرہ کے موقع پر اعلامیہ (6 اکتوبر 1998)

Declaration on the Occasion of the Twenty-fifth Anniversary of the United Nations (24 Oct. 1970)

اقوام متحدہ کی پچیسویں سالگرہ کے موقع پر اعلامیہ (24 اکتوبر 1970)

Declaration on the Participation of Women in Promoting International Peace and Cooperation (3 Dec. 1982)

عالمی امن اور تعاون کے فروغ میں خواتین کی شرکت سے متعلق اعلامیہ (3 دسمبر 1982)

Declaration on the Preparation of Societies for Life in Peace (15 Dec. 1978)

پرامن زندگی کے لیے معاشرے تیار کرنے کے لیے اعلامیہ (15دسمبر 1978)

Declaration on the Prevention and Removal of Disputes and Situations Which May Threaten International Peace and Security and on the Role of the United Nations in this Field (5 Dec. 1988)

ایسے تنازعات اور حالات جن سے عالمی امن اور سلامتی کو خطرہ ہوسکتا ہے کے تدارک اورختم کرنے اور اس ضمن میں اقوام متحدہ کے کردار سے متعلق اعلامیہ (5 دسمبر 1988)

Declaration on the Prevention of Nuclear Catastrophe (9 Dec. 1981)

نیوکلیائی تباہی کے انسداد سے متعلق اعلامیہ (9 دسمبر 1981)

Declaration on the Prohibition of the Use of Nuclear and Thermonuclear Weapons (24 Nov. 1961)

نیوکلیائی اور تھرمونیوکلیائی ہتھیاروں کے استعمال کی ممانعت سے متعلق اعلامیہ (24 نومبر 1961)

Declaration on the Promotion among of the Ideals of Peace, Mutual Respect and Understanding between Peoples (7 Dec. 1965)

لوگوں کے مابین امن وامان، باہمی احترام اور سمجھ بوجھ کے فروغ سے متعلق اعلامیہ (7 دسمبر 1965)

Declaration on the Protection of All Persons from Being Subjected to Torture and Other Cruel, Inhuman or Degrading Treatment or Punishment (9 Dec. 1975)

سبھی لوگوں کے ایذا رسانی اور کسی دیگر ظالمانہ، غیرانسانی یا ذلت آمیز سلوک یا سزا سے تحفظ سے متعلق اعلامیہ (9 دسمبر 1975)

Declaration on the Protection of All Persons from Enforced Disappearance (18 Dec. 1992)

سبھی لوگوں کے جبری طور پر غائب کیے جانے کی بابت تحفظ سے متعلق اعلامیہ (18 دسمبر 1992)

Declaration on the Protection of Women and Children in Emergency and Armed Conflict (14 Dec. 1974)

ناگہانی حالات اور مسلح تصادم میں خواتین اور بچوں کے تحفظ سے متعلق اعلامیہ (14 دسمبر 1974)

Declaration on the Right and Responsibility of Individuals, Groups and Organs of Society to Promote and Protect Universally Recognized Human Rights and Fundamental Freedoms (9 Dec. 1998)

عالمی طور پر تسلیم شدہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کو فروغ دینے اور تحفظ کرنے کے لیے افراد، معاشرے کے مختلف طبقات اور زمروں کے حق اور ذمہ داری سے متعلق

اعلامیہ (9 دسمبر 1998)

Declaration on the Right of Peoples to Peace (12 Nov. 1984)

امن کی بابت لوگوں کے حقوق سے متعلق اعلامیہ (12 نومبر 1984)

Declaration on the Right to Development (4 Dec. 1986)

ترقی وفروغ کی بابت حق سے متعلق اعلامیہ (4 دسمبر 1986)

Declaration on the rights of Disabled persons (9 Dec. 1975)

حقوق معذورین سے متعلق اعلامیہ (9دسمبر1975)

Declaration on the Rights of Mentally Retarded Persons (20 Dec. 1971)

دماغی طور پر معذور اشخاص سے متعلق اعلامیہ (20 دسمبر 1971)

Declaration on the Rights of Persons Belonging to National or Ethnic, Religious and Linguistic Minorities (18 Dec. 1992)

قومی یا نسلی، مذہبی اور لسانی اقلیتوں کے حقوق سے متعلق اعلامیہ (18 دسمبر 1992)

Declaration on the Strengthening of International Security (16 Dec. 1970)

عالمی سلامتی کے استحکام سے متعلق اعلامیہ (16 دسمبر 1970)

Declaration on the Use of Scientific and Technological Progress in the Interests of Peace and for the Benefit of Mankind (10 Nov. 1975)

امن کے مفاد میں اور انسانوں کے فائدے کے لیے سائنسی اور ٹکنالوجیکل ترقی کے استعمال سے متعلق اعلامیہ (10 نومبر 1975)

Declaration to Supplement the 1994 Declaration on Measures to Eliminate International Terrorism (17 Dec. 1996)

عالمی پیمانے پر دہشت گردی ختم کرنے کی تدابیر سے متعلق 1994 کے اعلامیے میں اضافہ کرنے کے لیے اعلامیہ (17دسمبر 1996)

Definition of Aggression (14 Dec. 1974)

جارحیت کی تعریف (14 دسمبر 1974)

Environmental Perspective to the Year 2000 and Beyond (11 Dec. 1987)

2000ء میں اور مابعد ماحولیاتی تناظر (11 دسمبر 1987)

Global Agenda for Dialogue among Civilization (9 Nov. 2001)

متمدن اقوام کے مابین ہم کلامی کے لیے عالمی ایجنڈا (9 نومبر 2001)

Guidelines for the Regulation of Computerized Data Files (14 Dec. 1990)

کمپیوٹرائزڈ ڈاٹا فائلوں کی ضابطہ بندی کے لیے ہدایات (14 دسمبر 1990)

International Agreement for the Establishment of the University for Peace and Charter of the University for Peace (5 Dec. 1980)

امن کے لیے یونیورسٹی کے قیام اور اس کے چارٹر کے لیے بین الاقوامی اقرار نامہ (5 دسمبر 1980)

International Code of Conduct for Public Officials (12 Dec. 1996)

سرکاری عہدیداروں کے لیے بین الاقوامی ضابطہ اخلاق (12 دسمبر 1996)

International Convention against Apartheid in Sports (10 Dec. 1985)

کھیل کود میں نسلی تفریق کے خلاف بین الاقوامی کنونشن (10 دسمبر 1985)

International Convention against the Recruitment, Use, Financing and Training of Mercenaries (4 Dec. 1989)

مرسنریز (زرخرید یا لالچی معاونین) کی بھرتی، استعمال، مالی اعانت اور تربیت کے خلاف بین الاقوامی کنونشن (4 دسمبر 1989)

International Convention against the Taking of Hostages (17 Dec. 1979)

یرغمال بنانے کے خلاف بین الاقوامی کنونشن (17 دسمبر 1979)

International Convention for the Suppression of Terrorist Bombings (15 Dec. 1997)

دہشت گردانہ بمباری کے خاتمے سے متعلق بین الاقوامی کنونشن (15 دسمبر 1997)

International Convention for the Suppression of the Financing of Terrorism (9 Dec. 1999)

دہشت گردی کے لیے مالی اعانت کے خاتمے کے لیے بین الاقوامی کنونشن (9 دسمبر 1999)

International Convention on the Elimination of All Forms of Racial Discrimination (21 Dec. 1965)

سبھی قسم کے نسلی امتیاز کو ختم کرنے سے متعلق بین الاقوامی کنونشن (21 دسمبر 1965)

International Convention on the Protection of the Rights of All Migrant Workers and Members of Their Families (18 Dec. 1990)

سبھی نقل وطن کرنے والے کارکنان اور ان کے خاندان کے لوگوں کے حقوق کے تحفظ سے متعلق بین الاقوامی کنونشن (18 دسمبر 1990)

International Convention on the Suppression and Punishment of the Crime of Apartheid (30 Nov. 1973)

نسلی تفریق کے جرم کے خاتمے اور سزا سے متعلق بین الاقوامی کنونشن (30 نومبر 1973)

International Covenant on Civil and Political Rights and Optional Protocol (16 Dec. 1966)

شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی منشور اور اختیاری پروٹوکال (16 دسمبر 1966)

International Covenant on Civil and Political Rights: Second Optional Protocol Aiming at the Abolition of the Death Penalty (15 Dec. 1989)

شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی منشور، سزائے موت ختم کرنے کی غرض سے دوسرا اختیاری پروٹوکال (15 دسمبر 1989)

International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights (16 Dec. 1966)

معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق سے متعلق بین الاقوامی منشور (16 دسمبر 1966)

International Declaration against Apartheid in Sports (14 Dec. 1977)

کھیل کود میں نسلی تفریق کے خلاف بین الاقوامی اعلامیہ (14 دسمبر 1977)

International Development Strategy for the Fourth United Nations Development Decade (21 Dec. 1990)

اقوام متحدہ کی چوتھی ترقی کی دہائی کے لیے بین الاقوامی ترقیاتی حکمت عملی (21دسمبر 1990)

International Development Strategy for the Second United Nations Development Decade (24 Oct. 1970)

اقوام متحدہ کی دوسری ترقی کی دہائی کے لیے بین الاقوامی ترقیاتی حکمت عملی (24 اکتوبر 1970)

International Development Strategy for the Third United Nations Development Decade (5 Dec. 1980)

اقوام متحدہ کی تیسری ترقی کی دہائی کے لیے بین الاقوامی ترقیاتی حکمت عملی (5 دسمبر 1980)

Manila Declaration on the Peaceful Settlement of International Disputes (15 Nov. 1982)

بین الاقوامی تنازعات کے پرامن تصفیہ سے متعلق منیلا اعلامیہ (15 نومبر 1982)

Model Law on Cross-Border Insolvency (15 Dec. 1997)

سرحد پار انسالونسی سے متعلق ماڈل قانون (15 دسمبر 1997)

Model Law on Electronic Commerce (16 Dec. 1996)

الیکٹرانک تجارت سے متعلق ماڈل قانون (16 دسمبر 1996)

Model Strategies and Practical Measures on the Elimination of Violence against Women in the Field of Crime Prevention and Criminal Justice (12 Dec. 1997)

انسداد جرائم اور تعزیری انصاف کے میدان میں عورتوں کے خلاف تشدد کے خاتمے سے متعلق ماڈل حکمت عملی اور عملی اقدام (12 دسمبر 1997)

Model Treaty on Extradition (14 Dec. 1990)

تحویل ملزمان سے متعلق ماڈل عہد وپیمان (14 دسمبر 1990)

Model Treaty on Mutual Assistance in Criminal Matters and Optional Protocol concerning the Proceeds of Crime (14 Dec. 1990)

تعزیری معاملات میں باہمی امداد سے متعلق عہدوپیمان اور جرائم کے حاصلات سے متعلق اختیاری پروٹوکال (14 دسمبر 1990)

Model Treaty on the Transfer of Proceedings in Criminal Matters (14 Dec. 1990)

تعزیری معاملات میں کارروائیوں کی منتقلی سے متعلق ماڈل عہدوپیمان (14 دسمبر 1990)

Model Treaty on the Transfer of Supervision of Offenders Conditionally Sentenced or Conditionally Released (14 Dec. 1990)

مشروط سزا یافتہ یا مشروط طور پر رہا کئے گئے مجرموں کی نگرانی کی منتقلی سے متعلق ماڈل عہدوپیمان(14 دسمبر 1990)

Optional Protocol to the Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination against Women (6 Oct. 1999)

خواتین کے ساتھ کسی بھی طرح کا امتیاز ختم کرنے سے متعلق کنونشن کا اختیاری پروٹوکال (6 اکتوبر 1999)

Optional Protocols to the Convention on the Rights of the Child on the Involvement of Children in Armed Conflict and on the Sale of Children, Child Prostitution and Child Pornography (16 May 2000)

مسلح تصادم میں بچوں کے ملوث ہونے اور بچوں کی فروخت، عصمت فروشی اور فحبہ پن کی صورت میں ان کے حقوق سے متعلق کنونشن کا اختیاری پروٹوکال (16 مئی 2000)

Principles and Guidelines for International Negotiations (8 Dec. 1998)

بین الاقوامی گفت وشنید کے لیے اصول اور ہدایات (8 دسمبر 1998)

Principles for the Protection of Persons with Mental Illness and for the Improvement of Mental Health Care (17 Dec. 1991)

دماغی عارضے کے شکار افراد اور دماغی بیماریوں کے علاج کی سہولیات کو بہتر بنانے کے لیے اصول (17 دسمبر 1991)

Principles Governing the Use by States of Artificial Earth Satellites for International Direct Television Broadcasting (10 Dec. 1982)

بین الاقوامی براہ راست ٹیلی ویژن براڈ کاسٹنگ کے لیے مصنوعی زمینی سیٹلائٹ کے مملکتوں کے ذریعہ استعمال پر لاگو اصول (10 دسمبر 1982)

Principles of International Cooperation in the Detection, Arrest, Extradition and Punishment of Persons Guilty of War Crimes and Crimes against Humanity (3 Dec. 1973)

جنگی جرائم اور انسانیت کے خلاف جرائم کے قصوروار افراد کا پتہ لگانے، گرفتاری تحویل اور سزا میں بین الاقوامی تعاون کے اصول (3دسمبر 1973)

Principles of Medical Ethics relevant to the Role of Health Personnel, particularly Physicians, in the Protection of Prisoners and Detainees against Torture and Other Cruel, Inhuman or Degrading Treatment or Punishment (18 Dec. 1982)

ایذا رسانی اور دیگر ظالمانہ غیرانسانی یا ذلت آمیز سلوک یا سزا کے خلاف قیدیوں اور حراست میں رکھے گئے افراد کے تحفظ میں محکمۂ صحت کے عملے، خاص طور سے فزیشیوں کے کردار سے متعلق طبی اخلاقیات کے اصول (18 دسمبر 1982)

Principles relating to Remote Sensing of the Earth from Outer Space (3 Dec. 1986)

بیرونی فضائے بسیط سے زمین کی ریموٹ سینسنگ سے متعلق اصول (3 دسمبر 1986)

Principles relating to the Status of National Institutions for the Promotion nad Protection of Human Rights (Paris Principles) (20 Dec. 1993)

انسانی حقوق کے فروغ اور تحفظ کے لیے قومی اداروں کی حیثیت سے متعلق اصول (پیرس اصول) (20 دسمبر 1993)

Principles relevant to the Use of Nuclear Power Sources in Outer Space (14 Dec. 1992)

بیرونی فضائے بسیط میں نیوکلیائی طاقت کے ذرائع کے استعمال کے لیے متعلقہ اصول (14 دسمبر 1992)

Principles that should Govern Further Actions of States in the Field of the Freezing and Reduction of Military Budgets (15 Dec. 1989)

فوجی بجٹ کو منجمد کرنے اور اس میں کمی کرنے کے معاملے میں مملکتوں کے ذریعہ کی جانے والی مزید کارروائی پر اطلاق کے لیے اصول (15 دسمبر 1989)

Principles which should guide Members in Determining Whether or Not an Obligation Exists to Transmit the Information Called for under Article 73 e of the Charter (15 Dec. 1960)

اصول، جن سے اراکین کو یہ تعین کرنے میں رہنمائی حاصل ہوگی کہ منشور کی دفعہ 73 (ہ) کے تحت مطلوبہ معلومات کی فراہمی کے وجوب موجود ہیں یا نہیں (15 دسمبر 1960)

Proclamation on Ageing (16 Oct. 1992)

ضعیفی سے متعلق اعلان (16 اکتوبر 1992)

Protocol against the Illicit Manufacturing of and Trafficking in Firearms, their Parts and Components and Ammunition, supplementing the United Nations Convention against Transnational Organized Crime (31 May 2001)

ناجائز طور پر آتشی اسلحہ، ان کے پرزے اور حصے وگولہ بارود بنانے اور ان کی تجارت کے خلاف پروٹوکال، جس سے ماورائے اقوام منظم جرائم کے خلاف اقوام متحدہ کی کنونشن کو بڑھاوا ملے (31 مئی 2001)

Protocol against the Smuggling of Migrants by Land, Sea and Air, supplementing the United Nations Convention against Transnational Organized Crime (15 Nov. 2000)

زمین، سمندر اور فضائی ذرائع سے نقل وطن کرنے والوں کی اسمگلنگ کے خلاف پروٹوکال جس سے ماورائے اقوام منظم جرائم کے خلاف بین الاقوامی کنونشن کو بڑھاوا ملے۔ (15 نومبر 2000)

Protocol Amending the Agreements, Conventions and Protocols on Narcotic Drugs (9 Nov. 1946)

مخدر ادویات سے متعلق اقرارناموں، کنونشوں اور پروٹوکالوں میں ترمیم کے لیے پروٹوکال (9 نومبر 1946)

Protocol Bringing under International Control Drugs outside the Scope of the Convention of 13 July 1931 for Limiting the Manufacture and Regulating the Distribution of Narcotic Drugs (8 Oct. 1948)

مخدر ادویات کے بنانے اور ان کی تقسیم کی ضابطہ بندی کے لیے 13 جولائی 1931 کی کنونشن کے دائرہ سے باہر ادویات بین الاقوامی کنٹرول کے تحت لانے کے لیے

پروٹوکال (8 اکتوبر 1948)

Protocol to Prevent, Suppress and Punish Trafficking in Persons, Especially Women and Children, supplementing the United Nations Convention against Transnational Organized Crime (15 Nov. 2000)

افراد، خصوصی طور پر خواتین اور بچوں کی تجارت کو روکنے، ختم کرنے اور اس کے لیے سزا دینے سے متعلق پروٹوکال جس سے کہ ماورائے اقوام منظم جرائم کے خلاف بین الاقوامی کنونشن کو بڑھاوا ملے (15 نومبر 2000)

Standard Rules on the Equalization of Opportunities for Persons with Disabilities (20 Dec. 1993)

معذوری کے شکار افراد کے لیے مساوی مواقع سے متعلق معیاری اصول (20 دسمبر 1993)

Statement of Principles and Programme of Action of the United Nations Crime Prevention and Criminal Justice Programme (18 Dec. 1991)

اقوام متحدہ کے انسداد جرائم اور تعزیری انصاف کے پروگرام کے اصولوں اور لائحہ عمل کی توضیح (18 دسمبر 1991)

Statute of the Office of the United Nations High Commissioner for Refugees (14 Dec. 1950)

پناہ گزینوں کے لیے اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر کے عہدے کا قانون موضوعہ (14 دسمبر 1950)

Statute of the United Nations System Staff College in Turin, Italy (12 July 2001)

ٹیورن، اٹلی میں اقوام متحدہ کے نظام سے متعلق کالج کے عملے کا قانون موضوعہ (12 جولائی 2001)

Treaty on Principles Governing the Activities of States in the Exploration and Use of Outer Space, including the Moon and Other Celestial Bodies (19 Dec. 1966)

بیرونی فضائے بسیط، جس میں چاند اور دیگر سیارے شامل ہیں، کی کھوج اور استعمال سے متعلق مملکتوں کی سرگرمیوں پر لاگو ہونے والے اصولوں کی بابت عہدوپیان (19 دسمبر 1966)

Treaty on the Non-Proliferation of Nuclear Weapons (12 June 1968)

نیوکلیائی ہتھیاروں کی توسیع پذیری کو روکنے سے متعلق عہدوپیان (12 جون 1968)

Treaty on the Prohibition of the Emplacement of Nuclear Weapons and Other Weapons of Mass Destruction on trhe Seabed and the Ocean Floor and in the Subsoil Thereof (7 Dec. 1970)

سمندری تہ اور سمندری سطح اور اس کی زیریں زمین پر نیوکلائی ہتھیار اور دیگر عام تباہ کن ہتھیار رکھنے کی ممانعت سے متعلق عہدوپیان (7 دسمبر 1970)

United Nations Convention on Independent Guarantees and Stand-by Letters of Credit (11 Dec. 1995)

آزادانہ ضمانتیں اور وقت پر کام آنے کے لیے لیٹر آف کریڈٹ۔ (11 دسمبر 1995)

United Nations Convention on International Bills of Exchange and International Promissory Notes (9 Dec. 1988)

بین الاقوامی مبادلہ ہنڈیوں اور بین الاقوامی پرونوٹوں سے متعلق بین الاقوامی کنونشن (9 دسمبر 1988)

United Nations Convention against Transnational Organized Crime (15 Nov. 2000)

ماورائے اقوام منظم جرائم کے خلاف اقوام متحدہ کی کنونشن (15 نومبر 2000)

United Nations Convention on the Assignment of Receivables in

International Trade (12 Dec. 2001)

بین الاقوامی تجارت میں بازیافتنی کی منتقلی سے متعلق اقوام متحدہ کی کنونشن (12 دسمبر 2001)

United Nations Declaration against Corruption and Bribery in International Commercial Transactions (16 Dec. 1996)

بین الاقوامی تجارتی سودوں میں بدعنوانی اور رشوت کے خلاف اقوام متحدہ کا اعلامیہ (16 دسمبر 1996)

United Nations Declaration on Crime and Public Security (12 Dec. 1996)

جرائم اور سلامتی عامہ سے متعلق اقوام متحدہ کا اعلامیہ (12 دسمبر 1996)

United Nations Declaration on the Elimination of All Forms of Racial Discrimination (20 Nov. 1963)

سبھی قسم کے نسلی امتیاز کے خاتمے سے متعلق اقوام متحدہ اعلامیہ (20 نومبر 1963)

United Nations Guidelines for the Prevention of Juvenile Delinquency (The Riyadh Guidelines) (14 Dec. 1990)

انسداد جرائم کمسن مجرمان کے لیے اقوام متحدہ کے ہدایات (14 دسمبر 1990)

United Nations Millennium Declaration (8 Sept. 2000)

اقوام متحدہ کا ہزار سالہ اعلامیہ (8 ستمبر 2000)

United Nations Model Rules for the Conciliation of Disputes between States (11 Dec. 1995)

مملکتوں کے مابین تنازعات کی صلح کے لیے اقوام متحدہ کے ماڈل اصول (11 دسمبر 1995)

United Nations New Agenda fro the Development of Africa in the 1990s (18 Dec. 1991)

1990 کی دہائی میں افریقہ کی ترقی کے لیے اقوام متحدہ کا نیا ایجنڈا (18 دسمبر 1991)

United Nations Principles for Older Persons (16 Dec. 1991)

ضعیف العمر لوگوں کے لیے اقوام متحدہ کے اصول (16 دسمبر 1991)

United Nations Rules for the Protection of Juveniles Deprived of Their Liberty (14 Dec. 1990)

اپنی آزادی سے محروم کمسن مجرموں کے تحفظ کے لیے اقوام متحدہ کے اصول (14 دسمبر 1990)

ضمیمہ۔ 6
انسانی حقوق سے متعلق اصطلاحات

شمولیت ACCESSION :

کسی ایسی مملکت کا جس نے گفت وشنید یا دستاویز کی تیاری میں حصہ نہیں لیا ہے، عہدو پیمان منشور، کنونشن، اعلامیے، اقرار نامے وغیرہ میں شمولیت اختیار کرنا۔

2- تخت نشینی

3- الحاق

ملزم ACCUSED :

یعنی وہ شخص جس پر ارتکاب جرم کا الزام لگایا گیا ہے لیکن تاہنوز جرم ثابت نہیں ہوا ہے۔

منظوری، قبول کرنا ADOPTION :

یہ ایک ایسا طریق کار ہے جس کی رو سے کوئی مملکت، بین الاقوامی قانون کو قبول کرتی ہے۔ عام طور پر ایسا ابتدائی سفارتی سطح پر کیا جاتا ہے لیکن اس منظوری کو مؤثر بنانے کے لیے قرارداد یا کسی بھی متعلقہ دستاویز کا قانون سازیہ سے توثیق کرانا

ضروری ہے۔

سماعت پذیری یا اہلیت ادخال کی شرائط : ADMISSIBILITY REQUIREMENTS

کسی بھی انسانی حقوق سے متعلق تحقیقاتی ادارے یا عدالت یا مانیٹرنگ باڈی میں دعویٰ کرنے سے پہلے جن شرائط کو کسی فرد، گروپ یا مملکت کو پورا کرنا ہوتا ہے، سماعت پذیری یا اہلیت ادخال کی شرائط کہلاتی ہیں۔

مشاورتی رائے ADVISORY OPINION :

مشاورتی رائے سے کسی بھی عدالت یا عدالتی ادارے کی کسی قانونی مدعے کی بابت دی گئی رائے مراد ہے۔ کسی معاملے میں مشاورتی رائے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ معاملے کے فریقین کا علم ہو بلکہ ایسی رائے فرضی معاملات میں بھی لی جاسکتی ہے یا بغیر مانگے دی جاسکتی ہے۔

وکالت ۔ حمایت ADVOCACY :

کسی خاص مقصد کی حمایت کرنا تاکہ عوام اور ارباب حکومت و ارباب حل وعقد کی توجہ اس کی جانب مبذول کرائی جاسکے۔

BILATERAL TREATY :

دو مملکتوں کے مابین کوئی ایسا باضابطہ معاہدہ جس کے دونوں فریق پابند ہوں۔

بچوں کا استعمال بیجا CHILD ABUSE :

بچوں کا ایسا بیجا استعمال جس سے وہ اپنے حق معصومیت سے ہی محروم ہوجائیں جیسے ان کی عصمت دری، قحبہ پن، تجارت، خطرناک کاموں پر ماموری وغیرہ۔

اجتماعی حقوق COLLECTIVE RIGHTS :

مختلف طبقات کے نہ صرف افراد کے حقوق جیسے ترقی وفروغ، بہتر معیار زندگی، ماحول، تعلیمی وطبی سہولیات۔

منشور۔ معاہدہ اقرار نامہ COVENANT :

فریقین کے مابین ایک ایسی دستاویز جس میں مندرجہ شرائط کی فریقین مملکتیں پابند ہوں جیسے انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ، بین الاقوامی منشور برائے معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق و بین الاقوامی منشور برائے شہری وسیاسی حقوق۔

ثقافت CULTURE :

ظلم CRUELTY :

رواجی بین الاقوامی قانون CUSTOMARY INTERNATIONAL LAW :

ایسے قانون کی تحریری شکل نہیں ہوتی لیکن زیادہ تر اقوام کے اس پر عمل کرنے کے سبب وہ ایسے قانون کی شکل اختیار کرلیتا ہے جس کی تمام مہذب قومیں پابند ہوتی ہیں۔

اعلامیہ DECLARATION :

اعلامیہ ایک ایسی دستاویز ہے جس میں فریقین کی رضامندی سے کسی امر کی بابت معیار مقرر کیے جاتے ہیں اس کی نوعیت اختیاری ہوتی ہے اور فریقین کو اس کی توضیعات پر عمل درآمد کرنے کے لیے مجبور نہیں کیا جائے گا۔

ترقی وفروغ DEVELOPMENT :

ترقی وفروغ میں زیادہ تر توجہ معاشی اور معاشرتی انصاف کی طرف مرکوز ہوتی ہے نہ کہ معاشی ارتقاء کی۔

معذور شخص DISABLED PERSONS :

یہ معذوری جسمانی، ذہنی یا نفسیاتی ہوسکتی ہے۔

امتیاز DISCRIMANATION :

امتیاز میں کسی بھی شخص کے ساتھ کسی بھی بنیاد پر برتا جانے والا امتیاز شامل ہے جیسے نسل، مذہب، زبان، جنس، حیثیت، نژاد وغیرہ۔

انسانی عظمت DIGNITY, HUMAN :

اس اصطلاح کے مطابق حق زندگی، آزادی اور اپنی ذات کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔ اس میں ایک اچھے معیار زندگی کے ساتھ ساتھ باعزت زندگی گزارنے کا حق بھی حاصل ہے۔ حق زندگی میں باعزت موت بھی شامل ہے۔ انسانیت سوز حرکات کے ذریعہ کسی بھی شخص کی جان نہیں لی جاسکتی۔

نافذالعمل ہونا ENTERED INTO FORCE :

کسی عہد وپیمان یا بین الاقوامی دستاویز کے نافذالعمل ہونے کی تاریخ یعنی وہ تاریخ

جس پر اس دستاویز کے نافذالعمل ہونے کے لیے ضروری تعداد میں فریقین نے دستخط کردیئے ہوں۔

ماحولیاتی انصاف ENVIRONMENTAL JUSTICE :

اس اصطلاح کا استعمال ماحولیاتی اور معاشرتی حقوق کے باہمی مثبت تعلق کو ظاہر کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

مساوات EQUALITY :

ہر شخص کسی بھی امتیاز جیسے نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب یا دیگر فکر، قومی یا سماجی نژاد، جائیداد، پیدائش یا کسی دیگر حیثیت کے بغیر انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیہ میں صراحت کردہ تمام حقوق اور آزادیوں کا مساوی طور پر حقدار ہے۔

سہل اور بے ایذا موت EUTHANASIA (MERCY KILLING) :

1503 طریق کار 1503 PROCEDURES :

انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزی کی صورت میں متضرر شخص مقررہ شرائط کے تابع اپنی شکایت براہ راست اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کو بھیج سکتا ہے۔

جنسی امتیاز GENDER DISCRIMINATION :

جنسی بنیاد پر خواتین کے ساتھ کیا جانے والا امتیازی سلوک خواہ یہ اندرون خانہ ہو، بیرون خانہ یا جائے ماموری پر۔

قانون کے عام اصول GENERAL PRINCIPLES OF LAW :

عالمی پیمانے پر تسلیم شدہ اصول جنہیں مملکتیں اپنے قوانین وضع کرتے وقت استعمال کرتی ہیں۔

نسل کشی GENOCIDE :

کسی گروپ یا طبقے کے لوگوں کو ہلاک کرنا، جسمانی یا ذہنی اذیت پہنچانا ایسے حالات پیدا کرنا جس میں ان کا وجود ہی ختم ہوجائے یا ان کی تولید پر پابندی لگانا اور کسی طبقے کے بچوں کو ایک طبقے سے دوسرے طبقے میں منتقل کرنا تاکہ اول الذکر طبقہ آہستہ آہستہ ختم ہوجائے۔

انسانی حقوق HUMAN RIGHTS :

انسانی حقوق وہ حقوق ہیں جن کا دنیا میں ہر شخص کسی بھی امتیاز جیسے نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب یا دیگر فکر، قومی یا سماجی نژاد جائیداد، پیدائش یا کسی دیگر حیثیت کے بغیر انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیہ میں صراحت کردہ تمام حقوق اور آزادیوں کا مساوی طور پر حقدار ہے۔

INALIENABLE :

یہ انسانی حقوق کی ایک اہم اصطلاح ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کو بھی کسی بھی حالت میں انسانی حقوق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔

تارک وطن MIGRANT :

وہ شخص جو معاشی یا دیگر وجوہات کی بنا پر ترک وطن کرتا ہے۔ اس اصطلاح میں پناہ گزیں شامل نہیں ہیں۔

اقلیت MINORITY :

کسی ملک کا کوئی ایسا فرقہ جس کی تعداد دوسروں سے کم ہو جیسے قومی یا نسلی، مذہبی اور لسانی اقلیتیں۔

دو سے زیادہ مملکتوں کے مابین عہدوپیمان MULTILATERAL TREATY :

NGO : (NON-GOVERNMENTAL ORGANISATION :

ایسا غیر سرکاری ادارہ جو انسانی حقوق کے تحفظ کیلئے قائم کیا جائے اور جس کا مقصد نفع کمانا نہ ہو۔

اختیاری پروٹوکال OPTIONAL PROTOCOL :

کسی بین الاقوامی معاہدے کی وہ اضافی دستاویز جس کی رو سے اصل معاہدے کے فریقین کے وجوب میں اضافہ کیا جائے۔

QUID-PRO- QUO SEXUAL HARASSMENT :

کسی آجر کا اپنی خاتون ملازمہ کو جنسی تعلقات کے لیے اس قدر مجبور کرنا کہ وہ یا تو اس کی بات مان لے یا ملازمت چھوڑ دے۔

توثیق RATIFICATION :

وہ باضابطہ طریق کار جس کے مطابق کوئی قانون سازیہ کسی عہدوپیان کی توثیق کرتی ہے۔

جنسی ایذا دہی SEXUAL HARASSMENT :

اس میں ناشائستہ جنسی پیش رفت، شہوانی خواہش کا اظہار، جنسی نوعیت کا کوئی دیگر ایسا زبانی یا جسمانی فعل جو جنسی ایذا دہی کے زمرے میں آتا ہے، شامل ہیں۔

دستخط کرنے والی مملکتیں SIGNATORY STATES :

وہ مملکتیں جو کسی منشور، عہدوپیان، کنونشن یا معاہدے پر دستخط کریں۔

دیکھئے SOLIDARY RIGHTS : COLLECTIVE RIGHTS

ماخذ بین الاقوامی قانون SOURCES OF INTERNATIONAL LAW :

بین الاقوامی قانون کے مسلمہ ماخذ (1) عہدوپیان (2) رواجی بین الاقوامی قانون (3) قانون کے عام اصول اور (4) عدالتی فیصلے ہیں۔

فریقین مملکتیں STATES PARTIES :

وہ مملکتیں جنہوں نے کسی عہدوپیان، کنونشن، اعلامیے، معاہدے، منشور یا کسی دیگر بین الاقوامی دستاویز پر دستخط کردیئے ہیں۔

عہدوپیان TREATY :

مملکتوں کے مابین باضابطہ اقرار نامہ جس میں ان کے وجوب اور فرائض قلمبند کئے جاتے ہیں۔ عہدوپیان یعنی TREATY کنونشن (CONVENTION) کا مترادف لفظ ہے۔

آفاقی نوعیت UNIVERSAL :

انسانی حقوق کی نوعیت عالمی ہے اور وہ بغیر کسی امتیاز کے سبھی کو حاصل ہیں۔ کچھ ایسی اخلاقی اقدار اور اخلاقی اصول ہیں جن کی دنیا کے ہر حصے میں قدر کی جاتی ہے اور ہر مہذب قوم ان کے احترام اور عمل آوری کو اپنا فریضہ سمجھتی ہے۔

کتابیات

بھارت کا آئین

انڈیا کوڈ (مجموعہ قوانین ہند)

دساتیر عالم

انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی دستاویزات

اقوام متحدہ کا چارٹر

Alfredsson, Gudmundur and Tomasevski, Katarina ed. A Thematic Guide to Documents on the Human Rights of Women (The Hague: Martinus Nijhoff Publishers), 1995.

Arat, Zehra F., Democracy and Human Rights in Developing Countries (Boulder, Colorado: Lynne Rienner), 1991.

Baehr, P. R., ed. Human Rights in Developing Countries: Year Book (The Netherlands: Kluwer Law and Taxation Publishers), 1994.

Bailey, Sydney D., The UN Security Council and Human

Rights (New York: St. Martin's Press), 1994.

Bajwa, D.K. Right to Life: Its Study under Indian Political System (Delhi: Amar Prakashan), 1996.

Basu, Durga Das, Human Rights in Constitutional Law (New Delhi: Prentice-Hall of India), 1994.

Baxi, Upendra, Inhuman Wrongs and Human Rights: Unconventional Essays (New Delhi: Har-Anand Publications), 1994.

Beetham, David, ed. Politics and Human Rights (Oxford: Blackwell Publishers), 1995.

Blackburn, Robert and Busuttil, James, ed. Human Rights for the 21st Century (London: Pinter), 1997.

Blackburn, Robert and Taylor, John, ed. Human Rights for the 1990s; Legal, Political and Ethical Issues (London: Mansell), 1990.

Bobbio, Norberto, The Age of Rights (Cambridge: Polity Press), 1995.

Boundel, Youcef, Human Rights and Comparative Politics (Aldershot: Dartmouth), 1997.

Bouvard, Marguerite Guzman, Women Reshaping Human Rights (Wilmington, Delaware: SR Books), 1996.

Chitkara, M. G., Human Rights : Commitment and Betrayal (New Delhi : APH Publishing), 1996.

Chitnis, Vijay, Madan, C.M. and Hirani, M.H., ed. Human Rights and the Law : National and Global Perspectives (Mumbai:

Snow white Publication), 1997.

Clapham, Andrew, Human Rights in the Private Sphere (Oxford: Clarendon Press), 1993.

Cook Rebecca J., ed. Human Rights of Women: National and International Perspectives (Philadelphia: The University of Pennsylvania Press), 1993.

Craven, Mathew, The International Covenant on Economic Social and Cultural Rights: A Perspective on its Development (Oxford: Clarendon Press), 1995.

Diamond, Larry, ed. Democratic Revolution: Struggles for Freedom and Pluralism in the Developing World (London: Freedom House), 1992.

Diwan, Paras and Diwan, Piyushi, Human Rights and the Law: Universal and Indian (New Delhi: Deep & Deep Publication), 1996.

Donnelly, Jack, International Human Rights (Boulder, Colorado: Westview Press) 1993.

Fenwick, Helen, Civil Liberties (London: Cavendish Publishing Ltd.), 1994.

Fitzpatrick, Joan, Human Rights in Crisis (Philadelphia: The University of Pennsylvania Press), 1994.

Forsythe, David P., Human Rights and Development: International Views (Houndmills: Macmillan), 1989.

Gacte, Rolando, Human Rights and the Limits of Critical Reason (Aldershot: Dartmouth), 1993.

Galtung, Johan, Human Rights in Another key (Cambridge: Polity Press), 1994.

Gearty, Conor and Tomkins, Adam, ed. Understanding Human Rights (London: Mansell), 1996.

Gunila Furst, Sweden-The Equal Way (The Swedish Institute Publication).

Inter-Parliamentary Union, Parliamentary Human Rights Bodies, World Directory (Geneva: Inter-Parliamentary Union), 1993.

Jaswal, Paramjit S. and Jaswal, Nishtha, Human Rights and the Law (New Delhi: APH Publishing), 1996.

Johari, J.C., Human Rights and New World Order (New Delhi: Anmol Publication), 1996.

Kashyap, Subhash C., Human Rights and Parilament, New Delhi: Metropolitan), 1978.

Kaul, Jawahar L., ed. Human Rights: Issues and Perspectives (New Delhi: Regency Publications), 1995.

Kinely, David, The European Convention on Human Rights (Aldershot: Dartmouth), 1993.

Krishna Iyer, V.R., Human Rights: A Judge's Miscellany (Delhi: B.R. Publishing), 1995.

Kulshreshtha Sudhir, Fundamental Rights and the Supreme Court (Jaipur: Rawat Publications), 1995.

Kumar, R. V. And Sharma, B.P., Human Rights and the Indian Armed Forces (New Delhi: Sterling Publications), 1998.

Kymlicka, Will, ed. The Rights of Minority Cultures (Oxford: Oxford University Press), 1995.

Lowson, Edward, ed. Encyclopaedia of Human Rights (2nd edn.) (Washington. D.C.: Taylor & Francis)

Lok Sabha Secretariat, Human Rights and India, New Delhi (1998).

Maxwell, Interpretation of Statutes.

McCarthy-Arnolds, Eileen, Penna, David R. And Sobrepena, Debra Joy Cruz, ed. Africa, Human Rights and the Global System: The Political Economy of Human Rights in a Changing World (Westport: Greenwood), 1994.

McGoldrick, Dominic, The Human Rights Committee (Oxford: Clarendon Press), 1991.

Miller, William L., ed. Alternatives to Freedom: Arguments and Opinions (London: Longman Higher Education), 1995.

Ministry for Foreign Affairs of Sweden : A Human Rights Message.

Monshipouri, Mahmood, Democratization, Liberalization and Human Rights in the Third World (Boulder, Colorado: Lynne Rienner), 1995.

Moore, Wayne D. Constitutional Rights and Powers of the People (Princeton, New Jersey: Princeton University Press), 1996.

Nino, Carlos Santiago, The Ethics of Human Rights (Oxford : Clarendon Press), 1993.

Nizami, Zafar Ahmed and Paul, Devika, ed. Human Rights in the Third World Countries (Delhi: KIRS Publications), 1994.

Norman, Richard, Studies in Equality (Aldershot: Avebury), 1995.

Owens, Edgar, The Future of Freedom in the Developing World: Economic Development as Political Reform (New York: Pergamon Press), 1987.

Paul, Ellen Frankel, Miller, Fred D. and Paul, Jeffrey, Economic Rights (Cambridge: Cambridge University Press), 1992.

Peters, Julie and Wolper, Andrea, ed. Women's Rights, Human Rights: International Feminist Perspectives (New York: Routledge), 1995.

Rai, Lal Deosa, Human Rights in the Hindu-Buddhist Tradition (Jaipur: Nirala Publications), 1995.

Reoch, Richard, ed. Human Rights: The New Consensus (London: Regency Press, in association with the United Nations High Commissioner for Refugees), 1994.

Saksena, K.P., Teaching Human Rights: A manual for Adult Education (New Delhi: Lancers Books), 1996.

Sehgal, B.P. Singh, ed. Human Rights in India: Problems and Perspectives (New Delhi: Deep & Deep Publications), 1995.

Shute, Stephen and Hurley Susan, ed. On Human Rights (New York: Basic Books), 1993.

Sinha, R.K., Human Rights of the World (3 vols.), (Delhi: Indian Publishers Distributors), 1997.

Steiner, Henry J. and Alston, Philip, International Human Rights in Context: Law, Politics, Morals (Oxford: Clarendon Press), 1996.

Subramanian, S., Human Rights: International Challenges (2 vols.), (New Delhi: Manas Publications), 1997.

Sunstein, Cass R., Democracy and the Problem of Free Speech (New York: The Free Press), 1993.

Tahir Mahmood, Minorities Commission Minor Role In Major Affairs, Pharos Media & Publishing Pvt. Ltd., New Delhi.

Thamilmaran, V.T., Human Rights in Third World Perspective (New Delhi: Har-Anand Publications), 1992.

Thornberry, Patrick, International Law and the Minorities (Oxford: Clarendon Press), 1991.

Tomasevski, Katarina, Development Aid and Human Rights Revisited (London: Pinter Publishers), 1993.

Tomasevski, Katarina, Women and Human Rights (London: Zed Books), 1993.

United Nations, Compilation of General Comments and General Recommendations adopted by Human Rights Treaty Bodies (Geneva: United Nations), 1997.

United Nations, Human Rights: A compilation of International Instruments [Vol. 1 (2 parts), Universal Instruments), 1994 (Vol. 2, Regional Instruments) (New York, Geneva: United Nations), 1997.

United Nations, Human Rights International Instruments:

Chart of Ratification as at 31 December, 1997 (New York, Geneva: United Nations), 1998.

United Nations, International Human Rights Standards for Law Enforcement: A Pocket Book on Human Rights for the Police (New York, Geneva: United Nations), 1996.

United Nations, Military Ethics, Human Rights, Democracy and the Rule of Law: Training Manual (2 vols.) (Geneva: United Nations), 1997.

United Nations, The High Commissioner for Human Rights: An Introduction (New York, Geneva: United Nations), 1996.

United Nations, The United Nations and Human Rights, 1945-1995 (New York: United Nations Department of Public Information), 1995.

United Nations, United Nations Action in the Field of Human Rights (New York, Geneva: United Nations), 1994.

United Nations Centre for Human Rights, United Nations Reference Guide in the Field of Human Rights (New York: United Nations Centre for Human Rights), 1993.

Vadackumchery, James, Human Rights and the Police in India (New Delhi APH Publishing), 1996.

Van Bueren, Geraldine, The International Law on the Rights of the Child (Dordrecht: Martinus Nijhoff Publishers), 1995.

Vijapur, Abdulrahim P., ed. Essays on International Human Rights (New Delhi: South Asian Publishers), 1991.

Weiner, Myron, The Global Migration Crisis: The Challenge to States and to Human Rights (London: Harper Collins), 1995.